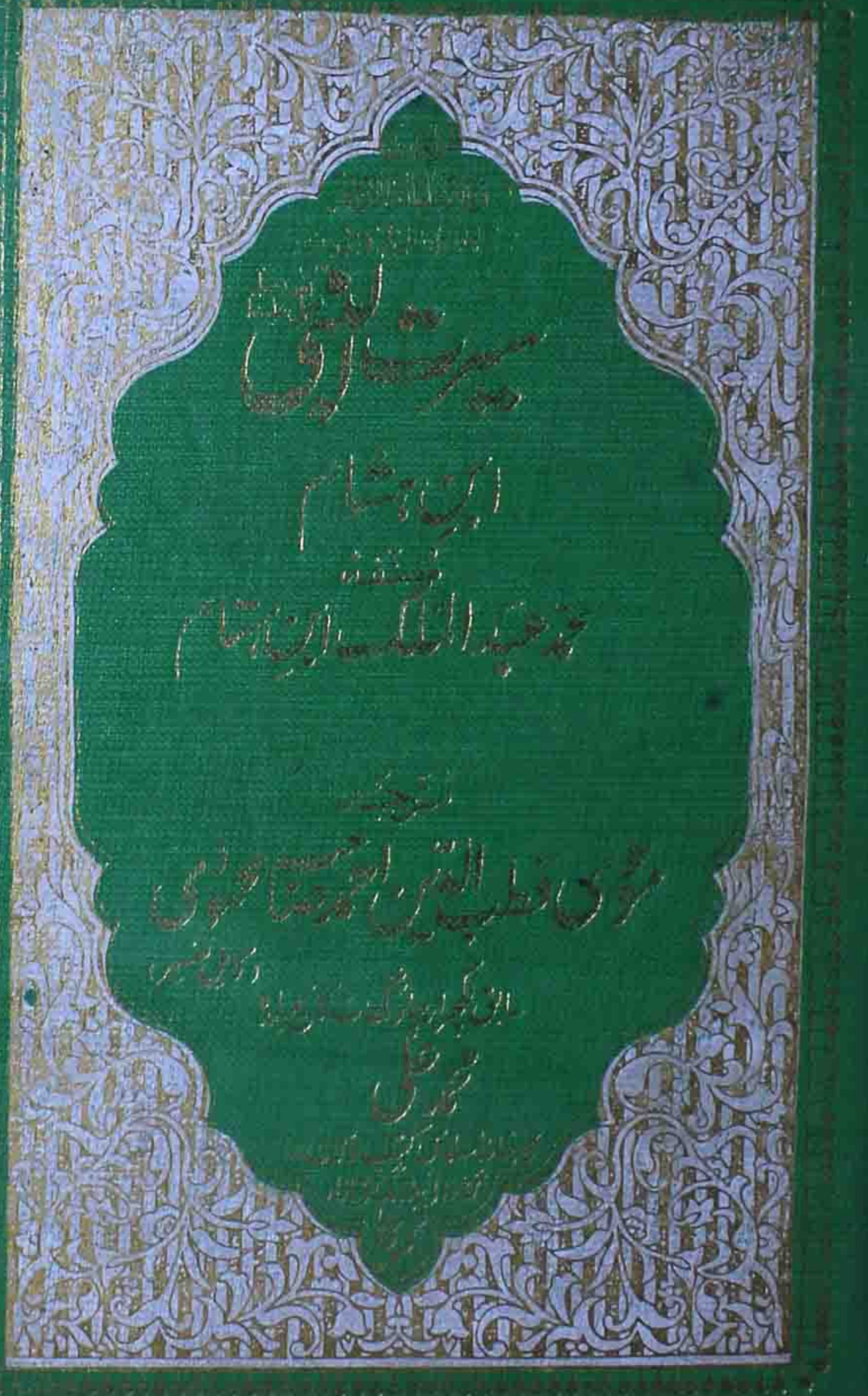

Marfat.com

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

سیرتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

مُصنّفہٗ

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

مُترجمہ

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی

(کامل تفسیر)

سابق لکچرار چاندگھاٹ کالج بلدہ

محمد علی

کارخانہ اسلامی کتب دکان نمبر ۲
گڈوانی بلڈنگ اردو بازار
کراچی ۱

Marfat.com

قیمت ~~~ 390/= روپے

طابع ~~~ آر آئی پرنٹرز کراچی

تعداد ~~~ ۵۰۰

ملنے کا پتہ

محمد علی کارخانہ اسلامی کتب

اردو بازار۔ کراچی

Marfat.com

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام حصۂ اول

مضمون	صفحہ
بیان سلسلۂ نسب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آدم علیہ السلام تک	۱
نسب اولاد اسمٰعیل علیہ السلام	۳
عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا واقعہ اور مارب کے بند کا قصہ	۸
ربیعہ بن نصر حاکم یمن کا حال اور شق و سطیح کاہنوں کا بیان	۱۳
ابوکرب تبان اسعد کا ملک یمن پر غلبہ اور یثرب والوں کے ساتھ اسکی جنگ	۱۷
اس کے بیٹے حسان بن تبان کی حکومت اور عمرو کا اپنے بھائی کو مار ڈالنا	۳۳
حکومت یمن پر لخنیعۃ ذوشناتر کا تسلط	۳۶
حکومت ذی نواس	۴۰
نجران میں دین عیسوی کی ابتدا	۴۰
عبداللہ بن الثامر کا حال اور اصحاب الاخدود کا قصہ	۴۴
خندقوں کا بیان	۴۷
دوس ذوثعلبان کی حالت اور حبشہ والوں کی حکومت اور ارياط کا ذکر	
جس نے یمن پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔	۴۹
حکومت یمن پر ابرہۃ الاشرم کا غلبہ اور ارياط کا قتل	۵۹
اصحاب فیل اور حرمت والے مہینوں کو ملتوی کرنے والے	۶۱
ہاتھی کے متعلق، جو اشعار کہے گئے	۸۶
سیف بن ذی یزن کا ظہور اور وہرز کی یمن پر حکومت	۹۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
یمن میں فارس والوں کی حکومت کا خاتمہ	۱۰۷
بادشاہ حضر کا قصہ	۱۱۰
نزار بن معد کی اولاد کا ذکر	۱۱۵
عمرو بن لحی کا قصہ اور عرب کے بتوں کا ذکر	۱۱۸
اسم بحیرۃ وسائبۃ ووصیلۃ وحامی ۔	۱۳۵
حالات سَامَہ	۱۴۷
عوف بن لوی کے حالات اور اس کے نسب کا تغیر	۱۴۹
حالات بسل	۱۵۶
اولاد عبدالمطلب بن ہاشم	۱۶۱
ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کی کھدائی کے بیان کی جانب اشارہ	۱۶۳
جرہم کے حالات اور زمزم کا پاٹ دیا جانا	۱۶۴
بنی کنانہ اور بنی خزیمۃ کا بیت اللہ پر تسلط اور جرہم کا اخراج	۱۶۷
تولیت بیت اللہ پر بنی خزاعہ میں کے بعض لوگوں کا مستقل قبضہ	۱۷۳
قصی بن کلاب کا حبّیٰ بنت حلیل سے ازدواج	۱۷۳
غوث بن مر کا لوگوں کو حج کی اجازت دینے پر مامور ہونا	۱۷۵
عدوان کی مقام مُزدلفہ سے روانگی کی حالت	۱۷۸
عامر بن ظرب بن عمرو بن حیاذ بن لیشکر بن عدوان کا بیان	۱۸۰
قصی بن کلاب کا حکومت مکہ پر غلبہ پانا اور اس کا قریش کو متحد کرنا اور بنی قضاعہ کا اس امداد کرنا	۱۸۲
قصی کے بعد قریش کا اختلاف اور حلف المطیبین	۱۹۲
حلف الفضول	۱۹۵
زمزم کی کھدائی	۲۰۸

Marfat.com

مضمون	صفحہ
قبائل قریش کی مکہ کی باولیوں کا بیان۔	۲۱۴
عبدالمطلب کا اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کی نذر ماننا	۲۱۸
اس عورت کا بیان جو عبداللہ بن عبدالمطلب سے نکاح کرنے کے لیے آئی۔	۲۲۳
آمنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مین آنے کے وقت جو باتیں کہی گئیں۔	۲۲۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت (باسعادت) اور رضاعت	۲۳۷
حضرت آمنہ کی وفات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ رہنا	۲۳۷
عبدالمطلب کی وفات اور آپ کے مرثئے کے اشعار	۲۳۹
رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ابو طالب کی سرپرستی میں رہنا	۲۶۰
قصہ بحیرا	۲۶۱
جنگ فجار	۲۶۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہ رضی اللہ عنہ سے عقد	۲۷۰
کعبۃ اللہ کی تعمیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجر اسود کے معاملے میں حکم بننا	۲۷۶
بیان خمس	۲۸۴
رجم شیاطین کا حادثہ اور کاہنوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے خوف دلانا۔	۲۹۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہودیوں کا ڈرانا	۳۰۳
سلمان رضی اللہ عنہ کا اسلام	۳۰۸
ان چار شخصوں کا بیان جو بتوں کی پوجا چھوڑ کر تلاش ادیان میں ادھر اُدھر چلے گئے۔	۲۲۰
انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتیں	۲۳۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ان سچے خوابوں کا بیان جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتدا ہوئی۔	۳۳۹
پتھروں اور درختوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا۔	۳۳۹
جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی ابتداء۔	۳۴۰
قرآن کے اترنے کی ابتدا۔	۳۴۸
خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ کا اسلام اختیار کرنا۔	۳۵۰
وحی کا چند دن کے لیے رک جانا اور سورۃ ضحیٰ کا نزول۔	۳۵۱
فرض نماز کی ابتدا۔	۳۵۵
مردوں میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا۔	۳۵۷
دوسرا زید بن حارثہ کا اسلام اختیار کرنا	۳۶۱
حضرت ابوبکر صدیق کا اسلام اور آپ کی شان۔	۳۶۳
صحابہ میں سے ان لوگوں کا بیان جنھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام اختیار کیا۔	۳۶۴
ان کے بعد سابقین الاولین رضی اللہ عنہم کا اسلام	۳۶۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تبلیغ اسلام کی ابتدا۔ اور مشرکوں کی جانب سے اس کا جواب	۳۷۰
قریش کا ابو طالب کے پاس تیسری بار عمارہ ابن الولید المخزومی کے ساتھ جانا۔	۳۷۶
قریش کا ایمانداروں کو تکلیفیں دینا اور ایمان سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرنا۔	۳۸۰
قرآن کی توصیف میں ولید بن مغیرہ کی حیرانی	۳۸۲
ابو طالب کے شعر جو انھوں نے قریش کی دلجوئی کے لیے کہے اور ابو قیس ابن الاسلت کے شعر اور قریش کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دینا	۳۸۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قوم کا سلوک	۴۲۱
حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا اسلام اختیار کرنا۔	۴۲۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عتبہ بن ربیعہ کا قول	۴۲۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے رئیسوں کے درمیان بات چیت اور سورۂ کہف کی تفسیر۔	۴۳۰
ابوجہل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتاؤ اور اللہ تعالیٰ کا اس کی چال بازیوں کو اس کے گلے کا ہار بنانا اور اس کو رسوا کرنا۔	۴۳۷
قرآن پر افترا پردازی میں نضر بن الحارث کی حالت۔	۴۳۹
قریش کا نضر و عقبہ کو یہود کے عالموں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے کے لیے روانہ کرنا۔	۴۴۰
قریش کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سننے کا حال۔	۴۷۵
کمزور مسلمانوں پر مشرکوں کا ظلم اور ستم	۴۷۹
حبشہ کی سرزمین کی جانب مسلمانوں کی پہلی ہجرت	۴۸۵
حبشہ کی جانب ہجرت کے متعلق جو شعر کہے گئے	۴۹۳
حبشہ والوں کی نجاشی سے بغاوت	۵۰۹
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا	۵۱۰
شعب ابی طالب کا واقعہ اور نوشتہ معاہدہ	۵۲۱
امیہ بن خلف الجمحی کا حال	۵۳۰
عاص بن وائل السہمی کا بیان	۵۳۲
ابوجہل بن ہشام المخزومی کا حال	۵۳۳
نضر بن الحرث العبدری کا بیان	۵۳۴
الاخنس بن شریق الثقفی کا ذکر	۵۴۰
ولید بن المغیرہ کا ذکر	۵۴۱
ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی المعیط کا بیان	۵۴۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین قریش میں گفتگو اور سورۂ قل یا ایہا الکافرون کا نزول	۵۴۴
ابوجہل بن ہشام کا بیان	۵۴۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ابو بکر کا ابن دغنہ کی پناہ لینا اور پھر اس کی پناہ کا واپس کر دینا	۵۵۶
نوشتہ معاہدہ کا توڑنا اور ان لوگوں کے نام جنھوں نے اسے توڑا ۔	۵۵۸
طفیل بن عمرو الاوسی کے اسلام کا واقعہ	۵۷۲
رکانہ المطلبی کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کشتی	۵۸۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، وعلیٰ آلہ وصحبہ

بیان سلسلۂ نسب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے

آدم علیہ السلام تک

ابو محمد عبد الملک بن ہشام نحوی نے کہا کہ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے، کہا کہ محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب، اور عبد المطلب کا نام شیبہ تھا ابن ہاشم اور ہاشم کا نام عمرو تھا، ابن عبد مناف، اور عبد مناف کا نام المغیرہ تھا، ابن قصی اور قصی کا نام زید تھا، ابن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ اور مدرکہ کا نام عامر تھا ابن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد اور بعضوں نے ادد کہا ہے۔ ابن مقوم بن ناحور بن تیرح ابن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح، تارح کا نام آزر تھا ابن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ اور عرب کے ادعا کے مطابق یہی ادریس ہیں واللہ اعلم اور یہی ادریس آدم کی اولاد میں پہلے شخص ہیں جن کو نبوت عطا ہوئی اور جنھوں نے لکھنے کی ایجاد کی ابن یرد ابن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے کہا کہ محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے زیادہ ہیں

Marfat.com

عبداللہ بکّائی نے یہ باتیں ہم سے بیان کی ہیں۔ جن کو میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آدم تک کے نسب کے متعلق اور ادریس وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خلّاد بن قرّہ بن خالد السدوسی نے شیبان بن نمیر بن عبیق بن تور سے اور انھوں نے قتادہ بن دعامہ کی روایت سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ سلسلۂ نسب اس طرح ہے اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح اور تارح کا نام آزر تھا ابن ناحور بن ساروغ بن ارعو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلاییل بن قابن بن انوش بن شیث بن آدم۔

ابن ہشام نے کہا اگر خدا نے چاہا تو میں اس کتاب کو اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے ذکر سے شروع کروں گا اور آپ کی اولاد میں سے ان لوگوں کا ذکر بھی کروں گا جن کی اولاد میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اسمٰعیل علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنی پشتیں گزریں ان کی صلبی اولاد اور ان کو جو کچھ واقعات پیش آئے ان کا ترتیب وار ذکر کروں گا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اختصاراً ان لوگوں کا ذکر ترک کر دوں گا جو اس اعتبار سے غیر ہیں یعنے اجداد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل نہیں اور بعض ان حالات کو بھی چھوڑ دوں گا جنھیں ابن اسحٰق نے تو اس کتاب میں لکھا ہے لیکن ان میں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے نہ اس بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی نہ وہ اس کتاب کے کسی واقعہ کا سبب ہیں نہ اس کی تفسیر اور نہ وہ اس کا شاہد بن سکتے ہیں کیونکہ میں نے پہلے ہی ذکر کر دیا ہے کہ اختصار مدنظر ہے اور ان اشعار کا ذکر بھی میں چھوڑ دوں گا جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ علمائے شعر میں سے کوئی شخص انھیں نہیں جانتا البتہ بعض ایسے امور بھی ترک کر دوں گا جن کا زبان پر لانا بھی برا معلوم ہوتا ہے اور بعض ایسی روایتیں بھی بیان نہ ہوں گی جن کا اقرار بکّائی نے ہم سے اپنی روایت میں نہیں کیا ہے ان امور کے علاوہ تا بحد روایت و علم اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پورے پورے واقعات بیان کروں گا۔

Marfat.com

نسب اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بکّائی نے محمد بن اسحٰق المطّلبی کی روایت سے بیان کیا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے بارہ لڑکے تھے نابت جو ان سب میں بڑا تھا اور قیذر و اذبل و مبشی و مسمع و ماشی و دمّ و اذر و یطور و نبش و قیذم ان کی ماں رعلۃ مضاض[1] بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض مُضاض[2] کہتے ہیں اور جُرہم قحطان کا بیٹا تھا اور قحطان تمام یمن والوں کا جد اعلیٰ ہے یمن والوں کا نسب اسی کے پاس جا ملتا ہے اور وہ عامر ابن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جُرہم یقطن بن عیبر بن شالخ کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر ــــ حسب روایت عام ــــ ایک سو تیس سال تھی اس کے بعد آپ نے انتقال فرمایا خدا آپ پر رحمت و برکات نازل فرمائے اور آپ مقام حجر میں اپنی والدہ ہاجر کے پاس دفن کیے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرب ہاجر اور آجر دونوں طرح کہتے ہیں کیونکہ وہ (ھ) کو (الف) سے بدل دینے کے عادی ہیں جس طرح "ہراق الماء" "اراق الماء" وغیرہ کہتے ہیں اور ہاجر مصریوں کے خاندان میں سے تھیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے عبداللہ بن لہیعہ سے اور انھوں نے غفرہ کے مولیٰ عمر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَھْلِ الذِّمَّۃِ اَھْلِ الْمَدَرَۃِ
اَلسَّوْدَاءِ السَّاخِمِ الْجِعَادِ فَاِنَّ لَھُمْ نَسَبًا وَصِھْرًا

---

[1] بکسر المیم [2] بضم المیم (احمد محمودی)

Marfat.com

"مدرہ کے کالے کلوٹے گھونگریالے بال والے زیدوں (یعنی حبشیوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان سے (میرا) نسب کا رشتہ بھی ہے اور سمدھیانا بھی"

غفرہ کے مولیٰ عمر نے کہا کہ ان سے نسب اس طرح ہے کہ پیغمبر اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ انھیں (حبشیوں) کے خاندان سے تھیں۔ اور سمدھیانا اس طرح کہ ان میں کی ایک عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تصرف میں لیا تھا۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجر اُمّ العرب نامی ایک بستی کی رہنے والی تھیں جو مصر میں انفرماء کے سامنے واقع تھی اور ابراہیم کی والدہ ماریہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لونڈی تھیں جن کو مقوقس نے آپ کے لئے ضلع انصناء کے مقام حفن سے بہ طور ہدیہ بھیجا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری نے عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سلمیؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوا بِأَهْلِهَا خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا

"جب تم مصر فتح کرو تو اس کے رہنے والوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے کی وصیت یاد رکھنا کیونکہ ان کے متعلق ایک قسم کی ذمہ داری ہے اور ان سے قرابت ہے"

میں نے (ابن اسحٰق نے) محمد بن مسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا رشتہ داری ہے جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو انھوں نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجر انھیں کے خاندان سے تھیں۔

ابن ہشام نے کہا عرب تمام کے تمام اسمٰعیل علیہ السلام اور قحطان کی اولاد میں سے ہیں۔ یمن کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قحطان اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اسی لیے اسمٰعیل علیہ السلام کو ابو العرب کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سلسلۂ نسب یوں ہے عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام) ثمود و جدیس دونوں عابر[1] بن ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام) کے بیٹے

[1] (ب) میں عابر ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

طسم وعملاق وامیم لاوذ بن سام بن نوح (علیہ السلام) کے بیٹے اور یہ سب کے سب عرب ہیں۔ پس نابت بن اسمٰعیل علیہ السلام کا بیٹا یشجب بن نابت ہے اور یشجب کا یعرب ابن یشجب یعرب کا یترح بن یعرب یترح کا ناحور بن یترح ناحور کا مقوّم بن ناحور مقوّم کا اُدد بن مقوّم اور اُدد کا عدنان بن اُدد۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عدنان بن اُدّ بھی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں عدنان ہی سے قبیلے متفرق ہوئے ہیں۔ عدنان سے دو شخص معدّ بن عدنان اور عکّ بن عدنان پیدا ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے بعد قبیلۂ عکّ یمن کے خاندان میں اس طرح مل گیا کہ عکّ نے اشعریین میں شادی کرلی اور انھیں میں رہنے لگا۔ اس طرح دونوں کا خاندان اور زبان ایک ہوگئی اور سارے اشعری اشعر بن نبت بن اُدد بن زید بن یشجب بن عریب بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبت بن اُدد ہی کا نام اشعر ہے بعض اشعر کو مالک کا بیٹا کہتے ہیں اور مالک ہی کا دوسرا نام مذحج بن اُدد بن زید بن یشجب ہے اور بعض اشعر کو سبا بن یشجب کا بیٹا کہتے ہیں مجھ کو ابو مخرز خلف الاحمر اور ابو عبیدہ نے بنی سلیم بن منصور بن عکرمہ ابن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان میں کے ایک شخص عباس بن مرداس کا ایک شعر سنایا جو عکّ پر فخر کرتا ہے۔

ص ۶

وَعَكٌّ بْنُ عَدْنَانَ الَّذِينَ تَلَعَّبُوا[1]
بِغَسَّانَ حَتّٰى طُرِّدُوا كُلَّ مُطْرَدِ

عک بن عدنان ایسے لوگ ہیں جنھوں نے (قبیلہ) غسان کو کھلونا

[1] (ب) میں تَلَقَّبُوا ہے۔ اس صورت میں معنے یوں ہوں گے:۔ بنی عک بن عدنان ہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے بنی غسان کا لقب حاصل کرلیا تھا، حتیٰ کہ وہ چہ طرف پھیلا دیئے گئے اور غسان نامی پنگھٹ پر ان کی سکونت نہ رہی۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بنا لیا یہاں تک کہ ہر راستے سے ان کو مار بھگایا گیا۔
یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ غسّان ایک پنگھٹ کا نام ہے جو یمن میں مأرب کے بند پر واقع ہے۔ یہ مازن بن اسد بن الغوث کی اولاد کا پنگھٹ تھا اس لیے بنی مازن اسی نام سے موسوم ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ غسّان مشلل میں ایک پنگھٹ ہے جو جحفہ سے قریب ہے۔ جو لوگ اس پنگھٹ سے پانی پیتے رہے وہ مازن بن الأسد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد کے چند قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم ہو گئے۔ حسّان بن ثابت انصاری نے یہ شعر کہا ہے (اوس و خزرج کی اس اولاد کو انصار کہا جاتا ہے جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کی) جو حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امرأ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الأزد بن الغوث کی اولاد سے تھے۔

إِمَّا سَأَلْتِ فَإِنَّا مَعْشَرٌ نُجُبٌ

الْأُسْدُ نِسْبَتُنَا وَالْمَاءُ غَسَّانُ

کیا تو نے کسی سے پوچھا نہیں۔ یعنے کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اشراف لوگ ہیں اور بنی اسد ہمارا قبیلہ اور غسّان ہمارا پنگھٹ ہے۔
اور یہ شعر ان کے اشعار میں کا ہے۔
اہل یمن اور قبیلہ عکّ میں کے بعض ایسے لوگوں نے بھی جو خراسان کے رہنے والے تھے کہا ہے کہ عکّ بن عدنان بن عبداللہ بن الاسد بن الغوث انھیں کے خاندان میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عثمان بن الذیب بن عبداللہ بن الاسد بن الغوث ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ معدّ بن عدنان کے چار بیٹے تھے نزار بن معدّ قضاعۃ بن

لہ (الف) میں الازد ہے اور دوسرے نسخوں میں الأسد ہے۔ (احمد محمودی)
لہ اس شعر سے پہلے کا شعر یہ ہے۔ یا اخت آل فراس انی رجل من معشر لھم فی المجد بنیان۔ اے قبیلہ فراس کی عورت میں ایسے خاندان کا شخص ہوں جس کا شرافت میں بڑا رتبہ ہے۔ (احمد محمودی از طہطاوی و سہیلی)

Marfat.com

مُعَدّ قُنُص[۲] بن مُعَدّ اور ایاد[۳] بن مُعَدّ اور (ان لوگوں) کے خیال کے موافق قضاعۃ مُعَدّ کا پہلوٹھا لڑکا تھا جس کے نام سے اس کی کنیت مشہور تھی قضاعہ حِمیر بن سبا کے پاس یمن میں جا بسا اور سبا کا نام عبد شمس تھا اس کا نام سبا اس لیے پڑ گیا کہ وہ عرب میں پہلا شخص تھا جس نے گرفتاریاں کیں (اور لوگوں کو قید کیا) یہ یَعرُب[۱] بن یشجُب بن قحطان کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن والوں اور بنی قُضاعۃ نے کہا کہ قضاعۃ مالک بن حِمیر کا بیٹا ہے چنانچہ عُمرو بن مُرّہ جہنی نے یہ شعر کہے ہیں اور جُہَینہ زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعۃ کا بیٹا ہے۔ صفحہ ۹

نَحْنُ بَنُو الشَّيْخِ الْهِجَانِ الْأَزْهَرِ

قُضَاعَةَ بْنِ مَالِكٍ[۵] بْنِ حِمْيَرَ

النَّسَبِ الْمَعْرُوفِ غَيْرِ الْمُنْكَرِ[۱۲]

ہم عالی خاندان روشن چہرے والے یا مشہور بزرگ قضاعۃ بن مالک بن حمیر کی اولاد میں یہ وہ نسب ہے جو مشہور ہے گمنام نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی معد کے علماء نسب کے ادعا کے لحاظ سے قُنُص ابن مَعَد میں سے جو لوگ باقی تھے وہ سب کے سب برباد ہو گئے انہیں میں نعمان ابن منذر بھی تھا جو حیرہ کا حکمران تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری نے

---

[۱] شیخ ابوذر نے کہا صحیح یہ ہے کہ یشجُب کو یعرب پر مقدم کیا جائے اور ابن ہشام نے بھی اس کے بعد اسی طرح ذکر کیا ہے۔ انتہی از خشنی۔ اور برلن کے نسخے میں لکھا ہے کہ یَعرُب کو یشجُب پر مقدم کرنے میں ابن اسحٰق منفرد ہیں۔ [۲] نسخہ (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں ایک اور مصرعہ ہے اور وہ یہ ہے فی الحجر المنقوش تحت المنابر۔ (احمد محمودی)

کہا کہ نعمان بن منذر قُضَاعَہ بن معد کی اولاد میں سے تھا اور بعضوں نے قُضَیٰ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عُتبہ بن مغیرہ بن الاَخنَس نے انصار کے قبیلہ بنی زُرَیق کے ایک بوڑھے سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب نعمان بن المُنذر کی تلوار لائی گئی تو آپ نے جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مَناف بن قُصَیّ کو بلوایا اور جُبَیر علمائے قریش میں سب سے زیادہ نسب جاننے والے تھے جو قبیلۂ قریش اور تمام عرب کا نسب جانتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سے علمِ نسب حاصل کیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام عرب میں بہترین نسب جاننے والے تھے پھر آپ یعنے حضرت عمر نے انھیں وہ تلوار دے کر دریافت فرمایا کہ اے جُبَیر نعمان بن منذر کس قبیلے میں سے تھا۔ انھوں نے کہا قُضَاعَہ بن مَعَدّ کے پسماندوں میں سے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ عام طور پر سارے عرب تو یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ بنی لَخم میں سے تھا جو ربیعۃ بن نصر کی اولاد میں ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ نعمان کا سلسلۂ نسب یوں ہے لَخم بن عَدِیّ ابن الحارث بن مُرَّۃ بن اُدَد بن زید بن یَشجُب بن عَریب بن یَشجُب بن زید بن کہلان بن سبا بعضوں نے لَخم بن عدی بن عمرو بن سبا کہا ہے۔ اور بعض ربیعۃ بن نصر ابن ابی حارثہ بن عمرو بن عامر کہتے ہیں وہ عمرو بن عامر کے یَمن سے نکل جانے کے بعد یمن ہی میں رہ گیا تھا۔ ۹

عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا واقعہ اور مأرِب[1] کے بند کا قصہ

ابو زید انصاری نے مجھ سے جس طرح بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے

[1] یمن میں ایک محل تھا جس کا نام مأرب تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ شاہانِ سبا میں سے ہر ایک بادشاہ کو مأرب کہا جاتا تھا۔ (احمد محمودی از طہطاوی)

Marfat.com

عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک چوہے کو دیکھا کہ مأرب کے اس بند میں سوراخ کر رہا ہے جس میں ان کے لیے پانی جمع رہا کرتا تھا اور اسی سے وہ پانی لے کر اپنے صرفے میں لایا کرتے اور جس زمین کو چاہتے اس سے سیراب کرتے تو اس نے سمجھ لیا کہ اب اس حالت میں بند کی سلامتی نہیں۔ اس لیے عزم کر لیا کہ یمن کو چھوڑ کر کہیں دوسری طرف نکل جائے۔ اس کی قوم اس کے اس ارادے میں مانع ہوئی[1] تو اس نے اپنے چھوٹے لڑکے کو حکم دیا کہ جب وہ اس پر سختی کرے اور اس کو طمانچہ مارے تو وہ بھی اس پر حملہ کرے اور اسے طمانچہ مارے اس کے بیٹے نے ویسا ہی کیا جیسا کہ اس نے اس کو حکم دیا تھا تو عمرو نے کہا کہ میں ایسے شہر میں ہرگز نہ رہوں گا جس میں میرے سب سے چھوٹے لڑکے نے میرے چہرے پہ طمانچہ مارا ہے اور اپنا تمام سامان بیچنے[2] کے لیے بازار میں لا ڈالا پھر (کیا تھا) یمن کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ عمرو کے غصے کو غنیمت[3] سمجھو۔ لوگوں نے اس سے اس کا سامان خرید لیا اور وہ اپنے بچوں اور بچوں کے بچوں کو لے کر وہاں سے چل نکلا اس وقت بنی اسد[4] نے کہا کہ ہم عمرو بن عامر کے چلے جانے کے بعد یہاں نہ رہیں گے چنانچہ انھوں نے بھی اپنا سامان بیچ ڈالا اور اس کے ساتھ نکل گئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ ادھر ادھر پھرتے پھراتے سکونتی مکانات ڈھونڈتے

---

[1] اصل میں "فکادو قومہ" ہے جس کے معنے اس کی قوم مانع ہوئی بھی ہو سکتے ہیں کاد بہ معنے منع یا کاد کو افعال مقاربہ میں سے لے کر اس کی خبر کو محذوف بھی سمجھا جا سکتا ہے یعنے "کادو قومہ ان یردہ عن ارادتہ" اور کاد کید سے فریب کرنے کے معنی میں بھی لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں قوم مفعول ہو جائے گی یعنے وہ اپنی قوم سے چال چلا (احمد محمودی)

[2] اصل میں "عرض اموالہ" ہے اس کے بعد کے فاشتروا منہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنا سامان بیچنے کے لیے گاہکوں پر پیش کیا۔ (احمد محمودی)

[3] یعنے اس کو چلے جانے دو اس کے بجائے ہم کو حکومت و ریاست حاصل ہو جائے گی (احمد محمودی)

[4] (الف) میں اشد ہے اور دوسرے نسخوں میں ازد۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

عک کی بستیوں میں جا اترے۔ عک نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جنگ میں کبھی اِن کو فتح ہوتی تو کبھی اُن کو اسی بارے میں عباس بن مرداس نے وہ شعر کہا ہے جس کو ہم نے اس سے پہلے لکھ دیا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۵)

پھر یہ لوگ وہاں سے بھی نکل کر مختلف بستیوں میں منتشر ہو گئے آل جفنہ ابن عمرو بن عامر شام میں جا بسے اور اوس و خزرج یثرب میں خزاعہ مرّ میں اور ازد السّراۃ سراۃ میں اور ازد عمان عمان میں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بند پر سیلاب یعنے طغیانی بھیجی اور اس طغیانی سے یہ بند ٹوٹ گیا اسی واقعہ کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ

جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا

مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ

طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

سَيْلَ الْعَرِمِ ط

بے شبہ قوم سبا کے لیے خود ان کی بستیوں میں[1] ایک نشانی تھی کہ دائیں اور بائیں دونوں جانب دو باغ ہیں[2] اپنے پروردگار کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کھاؤ[3] اور اس کا شکر بجا لاؤ کہ بہترین شہر

[1] نعمات الٰہیہ کی۔ [2] یعنے تمام راستوں کے دونوں جانب صف بستہ درخت اور باغ موجود ہیں جو اعلیٰ تمدن کا نشان ہیں اور ہم نے ان سے کہ دیا تھا کہ تم۔ [3] یعنی اللہ تعالیٰ اعلیٰ تمدن کے حاصل کرنے سے منع نہیں فرماتا بلکہ اجازت دیتا ہے کہ اس کی نعمتوں سے استفادہ کرو۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہے[1] اور وہ پروردگار[2] خوب ڈھانک لینے والا ہے[3] انھوں نے[4] اعراض
کیا تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیجا[5]

صفہ ابو عبیدہ نے مجھ سے جو باتیں بیان کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ عَرِم کے معنے سد یعنی بند کے ہیں اور اس کا واحد عَرِمۃ ہے اعشیٰ نے اشعارِ ذیل کہے ہیں اور اعشیٰ قیس بن تعلبۃ بن عکابۃ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب ابن اقصیٰ بن جدیلۃ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار بن معد کی اولاد میں سے تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ افصی دعمی بن جدیلہ کا بیٹا تھا اور اعشیٰ کا نام میمون بن قیس بن جندل بن شراحیل بن عوف بن سعد بن ضبیعۃ بن قیس ابن تعلبہ تھا۔

وَفِی ذَالِکَ لِلْمُؤْتَسِی اُسْوَۃٌ

وَمَا اُرِبَ عَفَّی عَلَیْہَا الْعَرِمْ

یہ واقعہ بربادیِ بند مأرب نمونے کے طالب کے لیے
ایک (عبرتناک) نمونہ ہے کہ سیلاب نے مأرب جیسے محل کی صورت
بدل دی[6]

---

[1] جو اس نے تمھیں عنایت فرمایا ہے۔
[2] تمھاری تمام کمزوریوں کو۔
[3] اپنی کمزوریوں کے ڈھانک لینے کی اس سے استدعا کرو لیکن
[4] ایسا نہیں کیا بلکہ۔
[5] اور تالاب کا بند توڑ کر اس کی طغیانی سے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔
[6] ایسا برباد کر دیا کہ صورت تک نہ پہچانی جائے۔

(احمد محمودی)

Marfat.com

رُخَامٌ بَنَتْهُ لَهُمْ حِمْيَرُ

إِذَا جَاءَ مَوَّارُهُ لَمْ يَرِمْ

وہ (سرتاپا سنگ) رخام (کا بند) جسے حمیر نے ان کے لیے بنایا تھا۔ جب کبھی اس میں موجیں آتیں یعنے طغیانی ہوتی تو اس کو ذرا بھی جنبش نہ ہوتی تھی۔

فَأَرْوَى الزُّرُوعَ وَأَغْنَا بِهَا

عَلَى سَعَةٍ مَاؤُهُمْ إِذْ قُسِمْ

اس بند کے پانی نے کھیتوں کو سیراب کیا اور اس بستی کے انگور کی بیلوں کو سینچا اور جب وہ (پانی) تقسیم ہوتا تو ان میں اس کی ریل پیل ہوتی تھی۔

فَصَارُوا أَيَادِيَ مَا يَقْلِبُو

نَ مِنْهُ عَلَى شُرْبِ طِفْلٍ فُطِمْ

وہ[1] متفرق ہو گئے یا خالی ہاتھ ہو گئے کہ ایک دودھ چھڑائے ہوئے (معصوم) بچے تک کو اس سے ایک چلّو بھرانے کی قدرت نہ رکھتے تھے[2]

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

---

[1] اس شان و شوکت کا انجام یہ ہوا کہ۔

[2] یعنے چلّو بھر پانی بھی اس میں باقی نہ رہا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور اُمَیّہ بن ابی الصّلت الثقفی نے ثقیف کا نام قسی بن منبہ بن بکر بن منصور بن عکرمہ ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تھا۔ یہ شعر بھی کہا ہے جو اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

مِنْ سَبَا الْحَاضِرِیْنَ مَأْرِبَ اِذْ

یَبْنُوْنَ مِنْ دُوْنِ سَیْلِهِ الْعَرِمَا

ہم قبیلہ سبا میں سے ہیں جو مأرب کے پاس اس وقت موجود تھے۔ جب کہ اس کے پانی کے بہاؤ کے اُس پار لوگ بند باندھ رہے تھے۔

اور نابغہ جعدی سے بھی اس کے متعلق کچھ اشعار کی روایات کی جاتی ہیں۔ وہ نابغہ جس کا نام قیس بن عبداللہ تھا جو بنی جعدۃ بن کعب بن ربیعۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا اور یہ ایک طول طویل قصہ ہے اس کے پورے طور پر بیان کرنے سے مجھے اختصار مانع ہے جس کا ذکر میں نے پہلے ہی کر دیا ہے۔

ربیعۃ بن نصر حاکم یمن کا حال اور شق و سطیح کاہنوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاہان تبع میں سے یمن کا ایک حکمران ربیعۃ بن نصر بھی تھا وہ ایک ہولناک خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور اپنی مملکت کے کسی کاہن (پیشین گو) جادوگر فال گو اور نجومی کو نہیں چھوڑا جس کو اپنے پاس نہ بلایا ہو اور ان سے نہ کہا ہو کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے بہت ڈر گیا ہوں تم لوگ مجھے وہ خواب اور اس کی تعبیر بتا دو انھوں نے کہا وہ خواب ہم سے بیان کیجیے تو ہم اس کی تعبیر بتائیں گے اس نے کہا اگر میں نے اس کا حال تمھیں بتا دیا تو اس کے متعلق تمھاری تعبیر پر مجھے اطمینان نہ ہوگا کیونکہ اس کی تعبیر اس شخص کے سوا کوئی نہیں جان سکتا جو اس کے بتانے سے

Marfat.com

پہلے اسے جان نہ لے ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اگر بادشاہ کی یہی خواہش ہے تو کسی کو سطیح اور شق کے پاس روانہ کرے کیونکہ اس تعبیر خواب کے معاملے میں ان دونوں سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں بادشاہ جس چیز کے متعلق ان سے سوال کرے گا وہ بتا دیں گے سطیح کا نام ربیع بن ربیعۃ بن مسعود بن مازن بن ذئب ابن عدی بن مازن تھا اور شق، صعب بن یشکر بن رہم بن افرک بن قسر بن عبقر بن انمار بن ارائش کا بیٹا تھا۔ اور انمار ابو بجیلہ اور خثعم کے خاندان والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن اور قبیلۂ بجیلہ والوں نے کہا ہے کہ انمار ارائش بن لحیان ابن عمرو بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے۔ بعضوں نے ارائش کو عمرو بن لحیان بن الغوث کا بیٹا کہا ہے اور بجیلہ اور خثعم کا خاندان یمنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ربیعۃ بن نصر شاہ یمن نے انھیں بلا بھیجا تو شق سے پہلے سطیح اس کے پاس آیا بادشاہ نے اس سے وہی کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے ڈر گیا ہوں تو مجھے وہ خواب بتا دے۔ اگر تو نے اسے صحیح بتا دیا تو میں سمجھوں گا کہ تو اس کی تعبیر بھی صحیح بتا دے گا اس نے کہا ہاں میں بتا دوں گا۔ تو نے ایک شرارہ دیکھا ہے جو اندھیرے سے نکلا پھر تہمہ یعنے نشیبی زمین میں گرا اور پھر اس میں کی ہر دماغ والی چیز (یعنے جان دار) کو کھا گیا۔ بادشاہ نے کہا اے سطیح تو نے اس میں ذرا بھی غلطی نہیں کی۔ اب بتا کہ تیرے پاس اس کی تعبیر کیا ہے اس نے کہا دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان جتنے حشرات الارض ہیں ان کی قسم کھاتا ہوں کہ تمھاری سرزمین پر حبشی آ نازل ہوں گے اور مقامات انبین و جرش کے درمیان کے سارے علاقے کے مالک ہو جائیں گے بادشاہ نے کہا اے سطیح تیرے باپ کی قسم یہ تو ہمارے لیے موجب غیظ و غضب و باعث درد و الم ہے آخر یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے اسی زمانے میں یا اس کے بعد اس نے کہا نہیں (تیرے زمانے میں نہیں) بلکہ اس کے بعد ساٹھ یا ستر سال گزرنے پر، پوچھا تو کیا ان کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جائے گی کہا نہیں ہمیشہ

لہ (ب د) میں قیس ہے۔ ۲ (ب) میں نزار ہے (احمد محمودی)

Marfat.com

نہیں رہے گی ساٹھ ستر سال کے بعد منقطع ہو جائے گی وہ مارے جائیں گے اور اس سرزمین سے نکل بھاگیں گے پوچھا آخران کے قتل و اخراج کس کے ہاتھوں سرانجام پائے گا کہا اِرم ذی یَزن عدن سے ان پر خروج کرے گا۔ اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔ پوچھا کیا اس کی یہ سلطنت ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جائے گی کہا (نہیں ہمیشہ نہیں رہے گی) بلکہ منقطع ہو جائے گی۔ پوچھا اس کو کون منقطع کرے گا کہا ایک پاک نبی جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی۔ پوچھا یہ نبی کس کی اولاد میں ہوگا کہا غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں ایک شخص ایسا ہوگا کہ اس کی قوم میں زمانے کے ختم تک حکومت رہے گی۔ پوچھا کیا زمانے کے لیے اختتام بھی ہے کہا ہاں جس روز پہلے اور پچھلے (سب) جمع ہوں گے نیک لوگ اس روز خوش قسمت ہوں گے اور برے اس روز بدنصیب پوچھا کیا یہ صحیح بات ہے جس کی تم مجھے خبر دے رہے ہو کہا ہاں قسم ہے شفق (کے اُجالے) کی اور (رات کے) اندھیری کی اور صبح صادق کی جو اہم خبریں تجھے سنا رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔[1] صد ۱۳

اس کے بعد اس کے پاس شق آیا۔ اس سے بھی اس نے ویسا ہی کہا جیسا سطیح سے کہا تھا لیکن سطیح نے جو کچھ کہا تھا اس نے اس پر ظاہر نہیں کیا تاکہ یہ معلوم

[1] اس روایت اور اس کے جیسی اور بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی آپ کے متعلق پیشین گوئیاں کی ہیں اور جب آپ کا زمانۂ ظہور قریب ہوا تو کاہن لوگ عربوں کو آپ کے متعلق بعض امور بتانے لگے لیکن باوجود اس کے عرب ان امور سے غفلت ہی برتتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرما دیا اور جو امور وہ بتایا کرتے تھے وہ واقع ہو کر رہے ربیعہ بن نصر کا اپنے خواب کی تعبیر کے لیے کاہنوں کو بلانا جس کا ذکر صاحب کتاب نے کیا ہے اس امر پر پورے طور پر دلالت کرتا ہے اس کے علاوہ ان روایات میں سے جن کا طبری نے ذکر کیا ہے ایک یہ بھی ہے کہ پرویز بن ہرمز کے خواب میں ایک شخص آیا اور اس سے کہا کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ موٹی لاٹھی والے کو دے دے وہ اس خواب سے بہت دنوں تک خوف زدہ رہا یہاں تک کہ نعمان نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ میں ظاہر ہونے کے متعلق خط لکھا تو اس نے جان لیا کہ عنقریب حکومت آپ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ کتب سیر میں اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں (احمد محمودی)

Marfat.com

ہو کہ دونوں اس معاملے میں متفق اللفظ رہتے ہیں یا مختلف۔ شق نے کہا ہاں آپ نے شرارہ دیکھا ہے جو اندھیرے میں سے نکلا پھر نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آ گرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا۔ راوی نے کہا کہ جب شق نے بادشاہ سے یہ کہا تو اس نے جان لیا کہ دونوں متفق ہیں اور دونوں کی بات گویا ایک ہی ہے مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ سطیح نے کہا تھا کہ نشیبی حصے میں آ گرا پھر اس میں کے ہر دماغ والے کو کھا گیا اور شق نے کہا کہ نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آ کر گرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا پھر بادشاہ نے اس سے کہا اے شق تو نے خواب کے بیان میں تو ذرا بھی غلطی نہیں کی اب بتا کہ تیرے پاس اس کی تعبیر کیا ہے اس نے کہا دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان کے لوگوں کی قسم کھاتا ہوں کہ تمھاری سرزمین میں سودان آ نازل ہوں گے اور تمام نرم و نازک سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور اُبین سے نجران تک تمام مقامات پر حکمران ہو جائیں گے بادشاہ نے اس سے کہا اے شق تیرے باپ کی قسم۔ یہ تو ہمارے لیے موجب غیظ و غضب اور وجہ درد و الم ہے۔ آخر یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے ہی زمانے میں یا اس کے بعد کہا تیرے زمانے میں نہیں بلکہ اس کے کچھ بعد پھر تمھیں ان سے ایک بڑی عظمت و شان والا نجات دلائے گا اور انھیں سخت ذلت کا مزہ چکھائے گا پوچھا آخر یہ عظمت و شان والا کون ہو گا کہا ایک نوجوان جو نہ کمزور ہو گا اور نہ کسی معاملے میں کوتاہی کرنے والا ذی یزن کے خاندان میں سے ایک شخص ان کے مقابلے کے لیے اٹھے گا اور وہ ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا پوچھا کیا اس کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا وہ بھی چند روز میں ختم ہو جائے گی کہا نہیں وہ بھی ہمیشہ نہ رہے گی بلکہ ایک خدا کے بھیجے ہوئے کی وجہ سے ختم ہو جائے گی جو صداقت و انصاف دین داروں اور فضیلت والوں میں پیش کرے گا اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی پوچھا فیصلے کا دن کیا؟ کہا وہ دن جس میں حکام کو بدلہ دیا جائے گا اس روز آسمان سے پکار ہو گی جس کو زندہ اور مردہ سب سنیں گے اس روز لوگ ایک وقت معین پر جمع کیے جائیں گے پرہیزگاروں کو اس روز کامیابی اور (اقسام کی) بھلائیاں نصیب ہوں گی۔ پوچھا کیا جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ صحیح ہے کہا ہاں آسمان و زمین اور جو

کچھ ان دونوں کے درمیان رفعت دیتی ہے ان کی قسم جو اہم خبریں نے تجھے دی ہے وہ بے شبہ سچی ہے اس میں کسی قسم کے شک یا غلطی کا امکان نہیں۔

ابن ہشام نے کہا امض کے معنی شک کے ہیں اور یہ حمیری زبان کا لفظ ہے اور ابو عمرو نے کہا امض کے معنی باطل اور غلط کے ہیں۔

(غرض) ان دونوں نے جو کچھ کہا وہ ربیعۃ بن نصر کے دل میں جم گیا اور اس نے اپنے گھر والوں اور بچوں کے لیے سامان ضروری تیار کر کے انھیں عراق کی جانب روانہ کر دیا اور شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کے نام جس کا نام شاپور بن خُرّہ زاذ تھا ان کے لیے ایک خط لکھ دیا اس نے انھیں حیرہ میں بسا لیا اور اسی ربیعۃ بن نصر کی بیماندہ اولاد میں سے نعمان بن منذر ہے اور وہ یمنی نسب اور یمن والوں کے علم کے لحاظ سے منذر بن نعمان بن منذر بن عمرو ابن عدی بن ربیعۃ بن نصر کا بیٹا ہے جو یمن کا بادشاہ تھا۔ صفحہ ۱۴

ابن ہشام نے کہا کہ خلف احمر نے جو خبریں مجھے دیں اس میں سلسلۂ نسب نعمان بن منذر بن منذر ہے۔

ابو کرب تبان اسعد کا ملک یمن پر غلبہ اور یثربیوں کے ساتھ اس کی جنگ

ابن اسحٰق نے کہا پھر جب ربیعۃ بن نصر مر کھپ گیا تو تمام یمن کی حکومت حسان بن تبان اسعد ابو کرب کو مل گئی اور یہ تبان اسعد تبع ثانی کہلاتا ہے جو کلیکرب بن زید کا بیٹا ہے اور زید تبع اول کہلاتا ہے جو عمرو ذوالاذعار بن ابرہۃ ذی المنار بن الریش کا بیٹا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے الرائش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ بیٹا ہے عدی بن حنیفی بن سبا الاصغر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویۃ بن جشم بن عبد شمس بن

Marfat.com

ص ۱۵ وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن الہمیسع بن العرنج حمیسر ابن سبا الاکبر بن یعرب بن یشجب بن قحطان کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلسلۂ نسب یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ تبان اسعد ابو کرب وہی ہے جو مدینۂ (منورہ) آیا اور وہ یہود کے دو عالموں کو وہاں سے یمن لے گیا اور بیت الحرام کی تعمیر کی اور اس پر غلاف چڑھایا اور اس کی حکومت ربیعۃ بن نصر کی حکومت سے پہلے تھی۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہی ابو کرب ہے جس کے متعلق یہ شعر زبان زد عام ہے۔

لَیْتَ حَظِّی مِنْ أَبِی کَرِبٍ

أَنْ یَسُدَّ خَیْرُہٗ خَبَلَہٗ

کاش مجھے ابو کرب کی جانب سے (صرف اسی قدر) نفع ہوتا کہ اس کی نیکی اس کے فساد کو روک دیتی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب وہ مشرق سے آیا تو مدینۂ (منورہ) کو اپنا راستہ بنایا تھا اور ابتدا میں جب وہ وہاں سے گزرا تھا تو وہاں کے رہنے والوں کو اس نے برافروختہ نہیں کیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ان میں چھوڑ گیا تھا تو ایک اچانک حملے میں قتل کر دیا گیا اس لیے وہ وہاں اس عزم سے آیا کہ مدینۂ منورہ کو برباد کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو نیست و نابود کر ڈالے وہاں کی کھجور کے پیڑوں کو کاٹ ڈالے تو اس کے مقابلے کے لیے انصار کا یہ قبیلہ متحد ہو گیا جن کا سردار بنی نجار کا ایک فرد عمرو بن طلۃ تھا جو بنی ذؤب بن مبذول میں کا ایک شخص ہے اور مبذول کا نام عامر بن مالک بن نجار ہے اور نجار کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر ہے۔

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا عمرو بن طَلَّۃ بن معاویۃ بن عمرو بن عامر بن مالک
بن النجار ہے اور طَلَّۃ اس کی ماں کا نام ہے اور وہ عامر بن زُرَیق بن عبد حارثۃ ص۱۶
بن مالک بن غَضَب بن جُشَم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔
ابن اسحٰق نے کہا بنی عدی بن النجار میں کے ایک شخص نے جس کا نام احمر
تھا تبع والوں میں کے ایک شخص پر اس وقت حملہ کر دیا جب وہ ان کے پاس
آئے ہوئے تھے اور اس کو قتل کر ڈالا اس کی تفصیل یہ ہے کہ:-
احمر نے اس شخص کو اپنے بار دار درختوں کے پاس کھجوروں کے خوشے
کاٹتا ہوا پایا۔ تو اس نے درانتی سے اس کو مارا اور قتل کر ڈالا۔ اور کہا کہ کھجوریں
تو اسی کی ہیں جس نے اس کی تابیر[1] کی ہو اس واقعے نے ان سے تبع کے کینے کو
اور بڑھا دیا اور جنگ شروع ہو گئی انصار کا دعویٰ ہے کہ وہ ان سے دن
میں جنگ کرتے تھے اور رات میں ان کی ضیافت کرتے تو تبع کو ان کا یہ برتاؤ
بہت ہی عجیب معلوم ہوتا اور کہتا خدا کی قسم ہماری قوم بڑی شریف ہے تبع ان
کے ساتھ جنگ ہی میں تھا کہ اس کے پاس بنی قریظۃ کے علمائے یہود میں سے دو عالم
آئے۔ اور قریظۃ۔ نَفِیر نَجّام[2] اور عمرو جس کا نام مُدَل بھی تھا یہ سب کے سب
بنو الخزرج بن الصریح بن التوءمان بن السِّبط بن الیسع بن سعد بن لاوی بن خیر
ابن النجام[3] بن نحوم بن عازر بن عزرا بن ہارون بن عمران بن یَصْہَر بن قاہث[4]
ابن لاوی بن یعقوب اسرائیل[5] اللہ بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[1] پھل آنے کے لیے نر درخت کا پھول مادہ درخت کے پھول میں ڈالنے کو تابیر کہتے ہیں (احمد محمودی)
[2] (الف ب ج) نجام باجیم (د) نحام باحائے حطی۔
[3] حسب نشان (۲)
[4] (الف) قاحت (ب ج و) قاحث
[5] اسرائیل کے معنے منتہی الارب میں عبداللہ کے لکھے ہیں اسر بہ معنی قیدی۔ بندہ اور ایل بہ معنی اللہ اس لحاظ سے اسرائیل اللہ میں اضافت الی نفسہ لازم آکر تکرار بے معنی ہو جائے گی مجد میں ایل کے معنے قوی و قدیر کے لکھے ہیں اس طرح اسرائیل اللہ کے معنے عبداللہ القوی ہو سکتے ہیں۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

صـ۱۷ کی اولاد ہیں۔

یہ دونوں عالم علم میں بڑا پایہ رکھتے تھے جب انھوں نے سنا کہ تبع مدینہ اور اہل مدینہ کے برباد کرنے کا قصد رکھتا ہے تو دونوں نے اس سے کہا اے بادشاہ تو ایسا نہ کر اور اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا تو تیرے اور اس کے درمیان کسی نہ کسی قسم کی روک پیدا ہو جائے گی[۱]۔ اور ہم تجھے کسی نہ کسی فوری سزا پانے سے بھی محفوظ خیال نہیں کرتے اس نے ان دونوں سے کہا یہ کس لیے انھوں نے کہا اس لیے کہ وہ مقام ہجرت نبی ہے جو اسی حرم سے قریش کے قبیلے میں سے آخر زمانے میں نکلے گا اور مدینۂ منورہ اس نبی کا گھر اور مستقر ہوگا آخر وہ اس خیال سے باز آگیا اس نے سمجھ لیا کہ ان دونوں کو[۲] علم ہے اور جو جو باتیں ان سے سنیں ان کو پسند کیا اور مدینے سے لوٹ گیا اور انھیں کے مذہب کی پیروی شروع کر دی۔

خالد بن عبد العزّٰی بن عُزَیّۃ بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک ابن النجّار، عمرو بن طلّۃ پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:-

أَصَحَا أَمْ قَدْ نَهَى ذُكَرَهْ

أَمْ قَضَى مِنَ لَذَّةٍ وَطَرَهْ

کیا تبع (مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور عمرو بن طلّۃ کے جیسے بہادر کے مقابلے کی مشکلوں کو) بھولا ہوا تھا اور اب ہوش میں آیا ہے یا اس نے عمداً اس بات کو یاد آنے سے روک دیا تھا یا وہ زندگی کی لذت (اور آرزوؤں اور ارمانوں) سے (سیر اور) فارغ ہو چکا ہے[۳]

---

[۱] یعنے اللہ تعالیٰ اسباب باطنی کے ذریعے تجھے بربادی مدینۂ منورہ سے روک دے گا۔

[۲] کتب سابقہ کے ذریعے آنے والے واقعات کا۔

[۳] اور اسے اپنی زندگی دوبھر ہو چکی ہے کہ اسے اپنی بربادی کا کوئی خوف باقی نہیں رہا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

أَمْ تَذَكَّرْتَ الشَّبَابَ، وَمَا

ذِكْرَاكَ الشَّبَابَ أَوْ عُصُرَهْ

یا اے تیع تجھے اپنی جوانی یاد آگئی اور اپنی جوانی کے گھمنڈ میں نتائج سے بے پروائی کر رہا ہے لیکن تیری جوانی کے زمانے یا اس جوانی کی یاد سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

إِنَّهَا حَرْبٌ رَبَاعِيَةٌ

مِثْلُهَا أَتَى الْفَتَى عِبَرَهْ[1]

یہ کوئی معمولی جنگ نہیں یہ تو وہ چار کنجلیوں والی شیرانہ جنگ ہے کہ اس کے جیسی جنگیں ایک نو عمر نوجوان کے لیے موجب عبرت اور تجربہ آموز ہیں۔

فَاسْأَلَا عِمْرَانَ أَوْ أَسَدًا

إِذْ أَتَتْ عَدْوًا[2] مَعَ الزَّهَرَهْ

اے میرے ساتھیو ذرا تم دونوں بنی عمران یا بنی اسد سے

---

[1] نسخہ (الف) غیرہ (ب ج د) عبرۃ، غیرہ کی صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کے جیسی جنگیں نوجوان پر حوادث زمانہ لاتی ہیں لیکن مجھے وہ نسخہ جس کو میں نے متن میں رکھا ہے مرجح معلوم ہوتا ہے۔

[2] نسخہ (الف) غدوا (ب ج د) عدوا نسخہ اول کے معنی صبح سویرے دوم کے معنی دوڑتے ہوئے تیزی سے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اس وقت کی حالت کو تو دریافت کر جب کہ زہرہ کے طلوع کے ساتھ ساتھ صبح سویرے ایک بڑا لشکر تیزی سے آدھمکا۔

فَيْلَقٌ فِيهَا أَبُو كَرِبٍ

سُبَّغٌ أَبْدَانُهَا ذُفِرَهْ

بڑا لشکر جس میں ابو کرب قائد تھا ان لشکر والوں کی زرہیں بڑی بڑی اور فولاد کی بوسے رچی تھیں۔

—

ص ۱۸ ثُمَّ قَالُوا مَنْ يُؤَمُّ بِهَا؟

أَبَنِي عَوْفٍ أَمِ النَّجَرَهْ؟[1]

پھر انھوں نے کہا اس لشکر کو لے کر کس کا قصد کیا جائے یا کس سے مقابلہ کریں کیا بنی عوف سے یا بنی نجار سے۔

بَلْ بَنِي النَّجَّارِ إِنَّ لَنَا

فِيهِمُ قَتْلَى وَإِنَّ تِرَهْ

(نہیں کسی دوسرے سے ہم مقابلہ نہ کریں گے) بلکہ بنی النجار ہی سے مقابلہ کریں گے کیونکہ ہمارے آدمیوں کو انھوں نے ہی قتل کیا اور بے شک ہمیں انھیں سے بدلہ لینا ہے۔

---

[1] نسخہ (الف) یؤم۔ نسخہ (ب ج د) نؤم۔ پہلی صورت میں فعل مجہول ہوگا دوسری میں معروف۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

فَتَلَقَّتْهُمْ مُسَايَفَةٌ

مَدَّ هَا كَالْغَبِيَةِ[1] النَّزِرَةِ

پس انھوں نے اُن سے شمشیر زنی شروع کی ان کا سیلاب
بارش کے اس سیلاب کی طرح تھا جو نشیب کی جانب زور سے رواں ہو

فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ لَمَّةَ

مَلَّى الإِلٰهُ قَوْمَهُ عُمُرَهْ

انھیں میں عمرو بن لَمَّة بھی تھا اللہ اس کی قوم کو اس کی
عمر سے متمتع کرے یعنے اللہ اس کو بہت دنوں زندہ رکھے۔

سَيِّدُ سَامَ الْمُلُوكَ، وَمَنْ

رَامَ عَمْرًا لَا يَكُنْ قَدَرَهْ

وہ ایسا سردار ہے جس نے بہت سے بادشاہوں پر
برتری حاصل کرلی ہے جو شخص بھی عمرو کے مقابلے یا اس کو ضرر
پہنچانے کا ارادہ کرے خدا کرے کہ وہ اس پر قدرت نہ پائے۔

اور یہ انصار کے قبیلے والے دعویٰ کرتے ہیں کہ تبع ان یہود قبائل سے جو

[1] نسخہ (الف) کالغیبۃ النزرہ (ب) کالغیبۃ النشرہ (ج) کالغیبۃ النشرہ (د) کالغبۃ النشرہ۔ غیبہ کے معنے پانی کا بہت بڑی مقدار میں انڈیلا جانا نشر کے معنے بکھیرنے اور کثرت کے ہیں یعنے ان کا سیلاب ایسا تھا گویا بہت سی مقدار میں پانی انڈیلا جارہا ہے اور غبہ کے معنے بہت دنوں کے بعد آنے والا۔ نزر کے معنے بہت زور سے پھوڑنا۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

ان سے پہلے تھے کینہ ہی رکھتا تھا وہ تو انھیں برباد ہی کر دینا چاہتا تھا لیکن انھوں نے اس کو ان سے روکا یہاں تک کہ وہ ان کے پاس سے لوٹ گیا اور اسی لیے کسی شاعر نے اپنے شعر میں کہا:۔

مَابَالُ نَومِکَ مِثلَ نَومِ الْاَرْمَدِ

اَرِقًا کَاَنَّکَ لَا تَزَالُ تَسَهَّدُ[1]

تیری نیند کو کیا ہو گیا ہے کہ بیداری کے سبب سے اشوب چشم والے کی سی نیند ہو گئی ہے۔ گویا کہ تو ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

حَنَقًا عَلَی سِبطَینِ حَلَّا یَثرِبًا

اُولَی لَهُم بِعِقَابِ یَومٍ مُفسِدِ

کہ ان دو قبیلوں سے کینہ وری کے سبب جو یثرب میں وطن پذیر ہو گئے ہیں گویا رات بھر جاگتا ہی رہتا ہے اور یثرب پر حملہ کرنے کی فکر میں لگا ہے اور جنگ و جدل کی سزا کے لیے ایسے ہی لوگ زیادہ سزاوار ہیں۔

ابن ہشام نے کہا جس قصیدے میں یہ شعر ہے وہ مصنوعی ہے اور

---

[1] نسخہ (الف) کے سوا یہ شعر کسی نسخے میں متن کتاب میں نہیں نسخہ (ب) کے حاشیے پر یہ شعر الفاظ کے تفاوت کے ساتھ موجود ہے اس میں ہے۔

مابال عینک لاتنام کانما
کحلت مآقیها بسم الاسود

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ سوتی ہی نہیں گویا کہ ان میں کالے سانپ کا زہر بطور سرمہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اسی وجہ سے ہم اس کے لکھنے سے باز رہے۔
ص۱۹ ابن اسحٰق نے کہا کہ تبّع اور اس کی قوم بت پرست تھی بتوں کو پوجا کرتی تھی جب اس نے مکے کا رخ کیا جو یمن کو جاتے وقت اس کے راستے ہی میں واقع تھا اور عسفان اور اُمج کے درمیان کسی مقام پر پہنچا تو اس کے پاس ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ میں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے کہا اے بادشاہ کیا ہم آپ کو ایک چھپا ہوا خزانہ نہ بتا دیں جس میں موتی زمرد یاقوت اور سونا چاندی بہ کثرت موجود ہے جس سے آپ سے پہلے کے بادشاہ غافل رہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں ضرور بتا دو۔ انھوں نے کہا مکے میں ایک گھر ہے اس بستی کے رہنے والے اس گھر کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے پاس نمازیں پڑھتے ہیں یا دعائیں مانگتے ہیں۔ قبیلۂ بنی ہذیل نے تو صرف یہ چاہا تھا کہ تبع کو اس ذریعے سے برباد کر دیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بادشاہوں میں سے جس نے اس کے ساتھ بدی کا ارادہ کیا یا وہاں سرکشی کرنا چاہا وہ برباد ہو گیا۔ لیکن جب اس نے ان کے کہنے کے موافق کرنے کا عزم کر لیا تو ان دونوں عالموں کو بلایا اور ان سے اس کے متعلق دریافت کیا ان دونوں نے کہا اس قوم نے تجھے اور تیری قوم کو برباد کر دینا چاہا ہے ہم اس گھر کے سوا کوئی اور گھر ایسا نہیں جانتے جس کو اللہ نے زمین میں اپنے لیے بنایا ہو اگر تو نے ویسا ہی کیا جس پر تجھے ان لوگوں نے ابھارا ہے تو تو اور تیرے ساتھ جو جو ہوں گے سب تباہ ہو جائیں گے اس نے کہا تو پھر تم دونوں کا کیا مشورہ ہے جب میں وہاں جاؤں تو کیا کروں انھوں نے کہا وہاں کے لوگ اس گھر کے پاس جو کچھ کرتے رہیں تو بھی وہی کر اس کا طواف کر اس کی تعظیم و تکریم کر اور اس کے پاس اپنا سر منڈوا اور خشوع و خضوع (اور عجز و انکسار اختیار) کر۔ حتیٰ کہ تو وہاں سے نکل جائے۔ اس نے کہا تم اس طرح کیوں نہیں کرتے انھوں نے کہا سن واللہ بے شبہ وہ ہمارے باپ ابراہیم کا گھر ہے اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ واقعہ ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا ہم نے تجھ سے کہا ہے لیکن وہاں کے رہنے والوں نے اس گھر کے اطراف بت نصب کر کے

Marfat.com

اور ان کے آگے قربانیاں کر کے ہمارے اور اس گھر کے درمیان دیوار حائل کر دی ہے اور وہ نجس اور مشرک بھی ہیں۔ یہی یا اسی طرح کے الفاظ انھوں نے کہے[1] (غرض) وہ ان کی بات کی سچائی اور ان کے خلوص و خیر خواہی کا معترف ہو گیا اور بُدَیل کے مذکورہ لوگوں کو بلوایا اور ان کے ہاتھ کاٹ دیے اور خود آگے چلا یہاں تک کہ مکے میں آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور اس کے پاس اونٹ ذبح کیے اور اپنا سر منڈوایا اور اس عام روایت کے مطابق جو لوگوں میں مشہور ہے وہ مکے میں چھ روز رہا ان دنوں میں لوگوں کے لیے جانور ذبح کیا کرتا اور وہاں کے رہنے والوں کو کھانا کھلاتا اور شہد پلاتا رہا اور اسے خواب میں بتایا گیا یعنے حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ پر غلاف چڑھائے چنانچہ اس نے بیت اللہ پر کھاٹ[2] کا غلاف چڑھایا پھر اسے بتایا گیا کہ اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر معافر[3] کا غلاف چڑھایا پھر اسے بتایا گیا کہ اس پر اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر ملاء[4] اور وصائل[5] کا
ص۲۱ غلاف چڑھایا اور عرب کے خیال کے موافق تبع پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا اور اس کے منتظمین کو جو بنی جرہم سے تھے (ہمیشہ غلاف چڑھاتے

---

[1] ان الفاظ سے راوی یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسے ان دونوں کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ یقینی طور پر یاد نہیں ہیں اس لیے روایت بالمعنے کی گئی ہے اور یہ الفاظ روایت بالمعنی کی جانب بطور اشارہ ذکر کیے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں لفظِ خصف ہے جو خصفہ کی جمع ہے جس کے معنے موٹے کپڑے یا کھجور کے پتوں اور ریشوں سے بنی ہوئی چیز کے ہیں جس کو ہم ٹاٹ کہہ سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)

[3] معافر ایک شہر کا نام ہے جو یمن میں تھا جس کی طرف ایک خاص قسم کا کپڑا منسوب تھا۔

[4] ملاء اس چادر کو کہتے ہیں جس میں دو پاٹ ملا کر سیے گئے ہوں۔ (احمد محمودی)

[5] وصائل بھی ایک قسم کا کپڑا تھا جو یمن سے آتا تھا (احمد محمودی)

Marfat.com

رہنے کی، دھجیت کی - اور اسے پاک[1] صاف رکھنے کا حکم دیا - اور یہ بھی حکم دیا کہ خون مردار اور نجس[2] چیتھڑے اس کے نزدیک نہ آنے دیں اور اس کے لئے دروازہ اور قفل کنجی بنوائی تو سُبَیْعَہ بنت الاَحَبّ[3] بن جذیمۃ بن عوف بن نصر بن معاویۃ بن ہوازن بن منصور بن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان نے جو عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّۃ بن کعب بن لُؤَیّ بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ کے پاس یعنے اس کی زوجیت میں تھی اشعار ذیل کہے ہیں جس میں اپنے بیٹے کو جس کا نام خالد تھا اور جو عبد مناف ہی کے نطفے سے تھا مخاطب کرکے حرمت مکہ کی عظمت جتائی ہے اور اس کو حرم میں بغاوت کرنے سے منع کیا ہے تبع اور اس کا عجز و انکسار اور کعبۃ اللہ کے لیے جو جو کام اس نے کیے تھے ان سب کا ذکر کیا ہے۔

أُبَنَّیَّ لَا تَظْلِمْ بِمَکَّۃَ لَا الصَّغِیْرَ وَلَا الْکَبِیْرَ

اے میرے پیارے بیٹے مکے میں ظلم و ستم نہ کر نہ چھوٹوں پر اور نہ بڑوں پر۔

---

[1] دوسرے نسخوں میں "امرھم بتطھیرہ" ہے اور نسخہ الف میں "بتظھیرہ" ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ (الف) میں "میلاثا وھی الحائض" لکھا ہے اور نسخہ (ب) میں "مُلاثا وھی المحائض" ہے اور نسخہ (ج) میں مئلاثا وھی المحائض ہے سب میں زیادہ صحیح اس مقام پر نسخہ (ب) ہے اور نسخہ (الف) سب سے زیادہ غلط ہے مئلاۃ کے معنے خرقۃ الحیض ہے یعنے حیض کے چیتھڑے جس کی جمع مآلی ہے۔ نسخہ (الف) کا میلاث ہمیں کسی لغت میں نہیں ملا اور پھر اس کی تفسیر الحائض سے کی گئی ہے جو کسی دوسرے نسخے سے مطابق نہیں [3] (الف، ب) الاحب باحاے حطی (ج-د) الاحیب باجیم۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ اہل نسب حاء مہملہ سے کہتے ہیں لیکن ابو عبید و نے جیم سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

وَاحْفَظْ مَحَارِمَهَا، بُنَيَّ، وَلَا يَغُرَّنَّكَ[1] الْغُرُورُ

بیٹے اس کی قابلِ عظمت چیزوں کی حفاظت کرو کہیں
تجھے غلط باتیں دھوکے میں نہ ڈال دیں۔

أَبُنَيَّ، مَنْ يَظْلِمْ بِمَكَّةَ يَلْقَ أَلْهُزَاءَ الشُّرُورُ

بیٹے جو شخص مکے میں ظلم کرتا ہے اسے انتہائی بُرے
نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

أُبَنَيَّ، يُضْرَبْ وَجْهُهُ

وَيَلُحُّ[2] بِخَدَّيْهِ السَّعِيرُ

بیٹے ایسے شخص کے منہ پر مار پڑے گی اور بھڑکتی آگ
اس کے نرم و نازک رخساروں کی شکل بگاڑ دے گی۔

أَبُنَيَّ قَدْ جَرَّبْتُهَا

فَوَجَدْتُ ظَالِمَهَا يَبُورُ

بیٹے میں نے اسے بہت آزمایا ہے اس میں ظلم کرنے والے
کو ہلاک ہوتے ہی پایا ہے۔

---

[1] نسخہ (الف) کے سوا تمام نسخوں میں یغرنک یائے تحتانیہ سے ہے۔ جس کے معنی کہیں شیطان تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے ہیں۔ کلام مجید میں ولا یغرنکم باللہ الغرور آیا ہے جس کی تفسیر شیطان ہی سے کی گئی ہے (الف) میں تائے فوقانیہ سے ہے اگر تائے فوقانیہ سے پڑھا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دھوکے میں ڈالنے والی چیزیں تجھے دھوکے میں نہ ڈال دیں (احمد محمودی)

[2] (الف) اور (ب) میں یلح با حائے حطی اور (ج ود) میں با جیم ہے جس کے معنی اپنے نرم نازک رخسار لیے آگ میں داخل ہوگا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اللّٰہُ آمَنَہَا وَمَا

بُنِیَتْ بِعَرْصَتِہَا قُصُوْرٌ

اسے اور اس کے صحن میں جتنے محل بنائے گئے ہیں
اللہ نے ان (سب) کو امن چین عنایت فرمایا ہے۔

وَاللّٰہُ آمَنَ طَیْرَہَا

وَالْعُصْمُ تَأْمَنُ فِی ثَبِیْرٍ

اللہ نے اس کے پرندوں کو بھی امن چین عطا فرمایا ہے
اور کوہ ثبیر میں ہرنیاں (یا جنگلی بکریاں) بھی امن چین سے رہتی ہیں۔

وَلَقَدْ غَزَاہَا تُبَّعٌ

فَکَسَا بَنِیَّتَہَا الْحَبِیْرَ

اور بے شک تبع نے اس عظمت والے گھر کا قصد کیا
ہے یعنی اس کی زیارت کے لیے آیا ہے اور اس کی عمارت
پر نیا نرم اور منقش غلاف چڑھایا ہے۔

وَأَذَلَّ رَبِّیْ مُلْکَہٗ

فِیْہَا فَأَوْفَی بِالنُّذُوْرِ

اور میرے پروردگار نے اس کے ملک کو اس کا مطیع و
فرمانبردار بنا دیا تو اس نے اس میں نذریں (گذرانیں) اور جو جو نذریں

Marfat.com

کی تھیں، پوری کیں۔

يَمْشِي إِلَيْهَا حَافِياً

بِفِنَائِهَا[1] أَلْفَا بَعِيرْ

(دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ) وہ اس گھر کی جانب ننگے پاؤں جا رہا ہے اور اس گھر کے صحن میں دو ہزار اونٹ (قربانی اور مہمانوں کی ضیافت کے لیے) موجود ہیں۔

٢٣ وَيَظَلُّ يُطْعِمُ أَهْلَهَا

لَحْمَ الْمَهَارَى وَالْجُزُورْ

اور وہ وہاں رہنے والوں کو اعلیٰ درجے کے اونٹوں اور دوسرے ذبح کرنے کے قابل جانوروں کا گوشت کھلائے جا رہا ہے۔

يَسْقِيهِمُ الْعَسَلَ الْمُصَفَّى

وَالرَّحِيضَ مِنَ الشَّعِيرْ

وہ انھیں چھنا ہوا شہد پلائے جا رہا ہے اور دھوئی ہوئی پاک صاف اَش جو پلائے جا رہا ہے۔

وَأَصَابَ الْفِيلُ أَهْلَكَ جَيْشَهُ يُرْمَوْنَ فِيهَا بِالصُّخُورْ

اور ہاتھی والا لشکر برباد کر دیا گیا اور دیکھنے والے

[1] نسخۂ (الف) کے سوا تمام نسخوں میں "بفنائها" فے سے ہے صرف نسخہ (الف) میں "بغنائها" غین سے ہے جس کے کوئی مناسب معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

دیکھ رہے تھے کہ ان پر اس بستی میں چٹانیں برس رہی ہیں۔

وَٱلْمَلِكُ فِى أَقْصَى ٱلْبِلَادِ

وَفِى ٱلْأَعَاجِمِ وَٱلْجَزِيرِ

اور اس کے بادشاہ کو مکے سے دور دراز شہروں اور بیرون عرب ملکوں اور جزیروں میں ہلاک کر دیا گیا۔

فَٱسْمَعْ إِذَا حُدِّثْتَ وَٱفْهَمْ

كَيْفَ عَاقِبَةُ ٱلْأُمُورِ

جو کچھ تجھ سے بیان کیا گیا اسے سن اور انجام کار کیا ہوگا اسے سمجھ لے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار مقید ہیں اور مقید اشعار ان اشعار کو کہتے ہیں جن کو رفع نصب جر کوئی اعراب نہیں دیا جاتا یعنے ان پر وقف کیا جاتا ہے۔ پھر (تبع) نے اس کے ساتھ جو لشکر تھا اس کو اور ان دونوں عالموں کو لے کر یمن کا رخ کیا اور مکے سے نکل کر چلا گیا۔ اور جب یمن میں داخل ہوا تو اپنی قوم کو اس مذہب کی طرف دعوت دی جس میں وہ خود داخل ہو چکا تھا انھوں نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور اس سے فیصلۂ ثالثی کا مطالبہ کیا کہ اس آگ کی طرف دونوں رجوع کریں جو یمن میں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو مالک بن ثعلبہ بن ابو مالک القرظی نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کی روایت سے بیان کیا کہ تبع جب یمن میں داخل ہونے کے قریب ہوا تو بنی حمیر نے اس کو یمن میں آنے سے روکا اور انھوں نے کہا کہ جب تک ہم ہیں تو اس بستی میں داخل[1] نہ ہو سکے گا یعنے ہرگز تجھے اس بستی میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ کیونکہ تو نے ہمارے دین سے

[1] تمام نسخوں میں لامدخل علینا ہے اور نسخہ (الف) میں علینا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں خیال کیا جا سکتا (احمد محمودی)

Marfat.com

علیحدگی اختیار کر لی ہے اس نے انھیں اپنے دین کی دعوت دی اور کہا یہ دین تمھارے دین سے بہتر ہے انھوں نے کہا اچھا تو پھر آگ کے فیصلہ ثالثی کو تسلیم کر اس نے کہا بہت اچھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یمن والوں کے خیال کے موافق یمن میں ایک آگ تھی جو ان کے مختلف امور میں ان کے مابین ثالثی فیصلہ صادر کیا کرتی تھی ظالم کو کھا جاتی اور مظلوم کو کچھ ضرر نہ پہنچاتی۔ آخر اس کی قوم اپنے بتوں اور
ص۳۴ ان چیزوں کے ساتھ نکلی جن کے ذریعے وہ لوگ اپنے دین میں تقرب خداوندی حاصل کرنے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ اور وہ دونوں عالم بھی اپنی گردنوں میں اپنی کتابیں حمائل کیے ہوئے نکلے۔ حتیٰ کہ سب کے سب اس مقام پر جا بیٹھے جہاں سے وہ آگ نکلا کرتی تھی پس وہ آگ نکلی اور انکی طرف بڑھی اور جب وہ ان کی سمت بڑھی تو وہ اس سے کترانے لگے اور اس سے خوف زدہ ہو گئے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے انھوں نے ان کو ابھارا اور صبر کی ترغیب دی۔ وہ بچے رہے یہاں تک کہ آگ اُن پر چھا گئی بتوں اور تمام اس سامانِ تقرب کو جو ان کے ساتھ تھا اور ان حمیری لوگوں کو جو اس سامان کے حامل تھے سب کو کھا گئی اور وہ دونوں عالم اپنی گردنوں میں اپنی کتابیں حمائل کیے پشیانی سے پسینہ ٹپکتا ہوا باہر نکل آئے اور آگ نے انھیں کچھ ضرر نہ پہنچایا پھر کیا تھا سب کے سب حمیری اس کے مذہب پر متفق ہو گئے۔ اسی وقت سے اور اسی واقعے کے سبب سے یمن میں یہودیت کی بنا پڑ گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا کہ وہ دونوں عالم اور حمیریوں میں سے جو لوگ نکلے تھے انھوں نے اس آگ کا اس لیے پیچھا کیا تھا کہ اس کو لوٹا دیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ جس نے اس کو لوٹا دیا وہی حق سے زیادہ قریب ہے۔ پس چند حمیری اپنے بتوں کو ساتھ لے کر اس کو لوٹانے کے لیے اس کے پاس گئے وہ آگ بھی ان سے قریب ہوئی کہ انھیں کھا جائے لیکن وہ اس سے کترا کر نکل گئے اور اس کو لوٹا نہ سکے اور وہ دونوں عالم اس کے بعد اس کے پاس گئے اور توریت پڑھنے

لگے۔ اور وہ آگ ان کے پاس سے پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ ان دونوں نے اس کو اس مقام تک ہٹا دیا جہاں سے وہ نکلی تھی آخر حمیریوں نے بالاتفاق ان دونوں کے مذہب پر بیعت کر لی اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں کونسی بات واقعی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اہل یمن کا ایک گھر ریام نامی تھا جس کی وہ عظمت کیا کرتے اور اس کے پاس قربانی کیا کرتے تھے اور اس سے باتیں کیا کرتے۔ کیونکہ وہ مشرک تھے۔ ان دونوں عالموں نے تبع سے کہا کہ وہ تو شیطان ہے وہ انھیں اس ذریعے سے فتنے میں ڈال رہا ہے تو ہمارے اور اس کے درمیان نہ آ[1] اس نے کہا اس کے ساتھ تم جو چاہو کرو۔ یمن والوں کے دعوے کے مطابق ان دونوں نے اس میں سے ایک کالا کتا نکالا اور اس کو ذبح کر ڈالا اور اس گھر کو ڈھا دیا۔ جو خون اس پر بہایا جاتا تھا یعنے وہاں جو قربانیاں کی جاتی تھیں اس کے آثار و نشانات، جس طرح مجھ سے بیان کیا گیا ہے، آج تک بھی موجود ہیں۔

اس کے بیٹے حسّان بن تبان کی حکومت اور عمرو کا اپنے بھائی کو مار ڈالنا

پھر جب اس کا بیٹا حسّان بن تبان اسعد ابو کرب برسر حکومت ہوا تو سرزمین عرب و عجم کی پامالی کے ارادے سے یمن والوں کو لے کر نکلا یہاں تک کہ جب وہ عراق میں ایک مقام پر — ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم کی روایت کے مطابق یثرب میں — تھے تو حمیریوں اور یمن[2] کے چند قبیلوں نے

[1] ہم اس کو دفع کرنا چاہتے ہیں تو اس امر میں حائل نہ ہو ہمیں اس سے نہ روک۔ (احمد محمودی)
[2] تمام نسخوں میں قبائل الیمن ہے اور نسخہ (الف) میں قبائل العرب ہے لیکن زیادہ مناسب نسخہ اول الذکر ہی معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اس کے ساتھ جانے کو ناپسند کیا اور اپنے شہروں اور گھر والوں کی طرف لوٹ جانا چاہا اور اس کے بھائی عمرو سے جو اس کے لشکر ہی میں تھا سازش کی گفتگو کی انھوں نے اس سے کہا تو اپنے بھائی حسّان کو مار ڈال تو ہم تجھے اپنا حاکم بنا لیں گے اور تو ہمارے ساتھ ہمارے شہروں کی جانب لوٹ چل اس نے ان کی اس بات کو قبول کر لیا اور ذورُعین حمیری کے سوا سب کے سب اس پر متفق ہو گئے۔ ذورُعین نے تبّع کے بھائی کو اس بات سے منع کیا مگر اس نے ذورُعین کی ایک نہ مانی اسی موقع پر ذورُعین نے کہا۔

أَلَا مَنْ يَشْتَرِي سَهَرًا بِنَوْمٍ

سَعِيدٌ مَنْ يَبِيتُ قَرِيرَ عَيْنٍ

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ کیا وہ شخص جو چین کی نیند کے بجائے بے چینی اور بیداری خرید رہا ہے وہ نیک بخت ہے یا جو سکھ چین کے ساتھ رات بسر کر رہا ہے کیسے دیکھو اپنے بھائی کو قتل کر کے تم چین سے نہ رہو گے۔

فَإِمَّا[1] حِمْيَرٌ غَدَرَتْ وَخَانَتْ

فَمَعْذِرَةُ الْإِلٰهِ لِذِي رُعَيْنٍ

اگر حمیریوں نے خیانت اور بے وفائی کی تو ذورُعین کے لیے تو اللہ تعالیٰ کے پاس عذر معقول ہے۔

---

[1] نسخۂ (الف) فلما اور نسخۂ (ب) میں فاما جوان شرطیة اور ما زائدہ کا مرکب ہے جس کے معنے "اگر خیانت کی" ہوں گے نسخہ (ج) میں فاما ہمزہ مکسورہ ہے یا مفتوحہ سے اس کی کوئی علامت نہیں اور نسخہ (د) میں فاما ہے لیکن کے معنی میں، نسخۂ (ر) صحت سے بہت دور اور نسخہ (ب) صحت سے بہت قریب معلوم ہوتا ہے (احمد محمود ہی)

Marfat.com

پھر اس نے یہ دونوں بیتیں ایک چٹھی میں لکھیں اور اسے سزنہر کر کے عمرو کے پاس لایا اس سے کہا میری یہ تحریر آپ اپنے پاس رکھ لیجئے اس نے اسے رکھ لیا۔ اس کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کر ڈالا اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے انھیں لے کر یمن کی طرف چلا گیا حمیریوں میں سے ایک شخص نے (اسی موقع پر) کہا ہے۔

لَاہِ[1] عَیناَ الَّذِی رَأَی مِثْلَ حَسَّا

نَ قَتِیلاً فِی سَالِفِ الْأَحْقَابِ

ایسے شخص کی آنکھیں کیا خوش نصیب ہیں جس نے گزشتہ ہزاروں صدیوں میں مقتول حسان کے جیسے کسی شخص کو دیکھا ہو۔

قَتَلَتْہُ مَقَاوِلٌ خَشْیَۃَ الْحَبْسِ

غَدَاۃَ قَالُوا لَبَابِ لَبَابِ

رؤسائے سلطنت نے (اس کے پنجے میں پھنسے رہنے کے خوف سے) اس کو مار ڈالا جس روز وہ جوش میں آکر کچھ خوف نہیں کچھ خوف نہیں !! کر رہے تھے۔

مَیْتَکُمْ خَیْرُنَا وَحَیُّکُمْ رَابٌّ

عَلَیْنَا وَکُلُّکُمْ أَرْبَابِی

تم میں کا مرا ہوا (یعنے حسّان تو) ہم میں کا بہترین تھا اور

[1] اصل میں للہ عینا الذی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تم میں کا زندہ یعنے عمرو بھی ہماری پرورش اور ہماری سرپرستی کرنے والا ہے
اور تم سب کے سب میرے اُن داتا ہو۔
ابن اسحٰق نے کہا[1] کہ لباب لُباب کے معنے حمیری زبان میں "کچھ خوف نہیں کچھ خوف نہیں"[2] ہیں
ابن ہشام نے کہا کہ لِباب لِباب بھی روایت آئی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمرو بن تبان یمن میں آیا تو اس کی نیند اڑ گئی اور وہ بے خوابی میں مبتلا ہو گیا اور جب وہ اس سے تنگ آ گیا تو طبیبوں اور ماہر کاہنوں اور نجومیوں سے دریافت کیا کہ اسے کیا ہو گیا ہے تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے کہا خدا کی قسم! جس کسی نے کبھی اپنے بھائی یا اپنے کسی رشتے دار کو تیری طرح ناحق قتل کیا ہے اس کی نیند بھی اسی طرح اڑ گئی ہے اور بے خوابی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ جب اس سے یہ بات کہی گئی تو اس نے یمن کے رؤسا میں سے ہر اس شخص کو قتل کرنا شروع کیا جس نے اس کے بھائی حسان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا یہاں تک کہ ذورُعین کے پاس (بھی) پہنچا۔ ذورعین نے اس سے کہا تیرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو میرے لیے سبب براءت ہے اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا وہ تحریر جو میں نے تجھے (سربمہر) دی ہے۔ اس نے وہ تحریر نکالی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں وہ دو بیتیں لکھی ہیں (صفحہ ۱۸ اصل) آخر اس نے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا کہ اس نے اسے پہلے ہی نصیحت کر دی تھی۔ (اس کے بعد جب) عمرو مر گیا اور حمیری حکومت زیر و زبر ہو گئی اور (آپس میں) پھوٹ پڑ گئی۔

حکومتِ یمن پر لخمیعتہ ذو شناتر کا تسلط

تو حمیریوں (ہی) میں کا ایک شخص جو خاندان شاہی سے نہ تھا جس کو

---

[1] قال ابن اسحٰق نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔
[2] لاباس لاباس کی تکرار بھی نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

"دو خُنَیعۃ نوف ذو خُنَاتر" کہا جاتا تھا ان پر مسلط ہو گیا اور اس نے ان میں کے بہترین لوگوں کو قتل کیا اور شاہی خاندان کے گھروں کو کھلونا بنا ڈالا تو حمیریوں میں کے ایک کہنے والے نے خُنَیعۃ[1] سے کہا۔

تُقَتِّلُ أَبْنَاهَا وَتَنْفِي سَرَاتَهَا

وَتَبْنِي بِأَيْدِيهَا لَهَا الذُّلَّ حِمْيَرُ

بنی حمیر کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنے قبیلے کے بچوں کو قتل اور اپنے اعلیٰ افراد کو جلا وطن کر رہے ہیں اور اپنے لیے (خود) اپنے ہاتھوں ذلت کی بنا ڈال رہے ہیں۔

تُدَمِّرُ دُنْيَاهَا بِطَيْشِ حُلُومِهَا

وَمَا ضَيَّعَتْ مِنْ دِينِهَا فَهُوَ أَكْثَرُ[2]

وہ اپنی کم عقلی سے اپنی دنیا بھی تباہ کر رہے ہیں اور دین بھی اور انھوں نے اپنے دین کی جو بربادی کی ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے۔

كَذَاكَ الْقُرُونُ قَبْلَ ذَاكَ بِظُلْمِهَا

وَإِسْرَافِهَا تَأْتِي الشُّرُورَ وَتَفْتَحِرُ

اس سے پہلے گزشتہ زمانے والوں کی بھی یہی حالت

---

[1] خُنَیعۃ نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] نسخۂ (الف) میں اکبر ہے اور باقی نسخوں میں اکثر ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

رہی ہے کہ وہ اپنے ظلم و زیادتی سے بدکاریاں کرتے اور نقصان اٹھاتے رہے۔

لَخْنَیعَۃ ایک بدکار شخص تھا عملِ قومِ لوط میں مبتلا تھا۔ شاہی خاندان کے لڑکوں میں سے کسی نہ کسی کو بلواتا اور اپنے ایک السرد خانے یا بالاخانے میں جو اس نے اسی لیے بنوایا تھا اس سے لواطت کرتا تاکہ اس کے بعد پھر وہ حکومت نہ کر سکے پھر اس سرد خانے یا بالاخانے سے اپنے نگہبانوں اور اس لشکر کو جو وہاں موجود ہوتا مسواک اپنے منہ میں رکھ لے کر جھانکتا تاکہ انھیں اس امر سے مطلع کر دے کہ وہ اس سے فارغ ہو چکا ہے یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ حسّان کے بھائی تُبّان اسعد کے بیٹے زُرعہ ذُونُوَاس کو بلوایا جو حسّان کے قتل کے وقت کم سن تھا پھر جب وہ جوان ہوا تو بہت ہی حسین و جمیل و شکیل و عقیل نکلا جب اس کا پیامبر اس کے پاس آیا وہ اس کے اس ارادے کو جان گیا جو اس کے متعلق لخنیعہ کے پیش نظر تھا۔ اس نے ایک نئی پتلی چھری لی اور اسے اپنے جوتے اور پاؤں کے درمیان چھپا لیا اور اس کے پاس آیا پھر جب اس نے اس کے ساتھ خلوت کی تو وہ اس کی جانب تیزی سے بڑھا ذونواس نے اس پر سبقت کی اور چھری اس کے بھونک دی اور مار ڈالا۔ پھر اس کا سر کاٹا اور اسے اس روشن دان میں رکھ دیا جس میں سے وہ جھانکا کرتا تھا اور اس کی مسواک بھی اس کے منہ میں رکھ دی اور باہر سب کے سامنے نکل آیا۔ انھوں نے اس سے کہا اے ذونواس[۱] تر ہے یا خشک اس نے کہا سل نخماس[۲] استرطبان ذونواس استرطبان لا باس[۳]

---

[۱] اصل میں لفظ مشربہ ہے جو سرد خانے یا بالا خانے کو کہا جاتا ہے یا اس کو سترہ بس سمجھ لیں۔ (احمد محمودی)

[۲] نسخہ (ب) میں ذونواس ہے اور دوسرے نسخوں میں ذانواس ہے۔ اول الذکر غلط ہے اس لیے کہ یہ مقام ندا ہے اور منادی مضاف منصوب ہوتا ہے (بقیہ سلسلہ صفحہ ۳۹ پر)

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا کہ یہ حمیری زبان کے الفاظ ہیں اور نحماس کے معنے سر کے ہیں[۵] پھر ان لوگوں نے روشن دان کی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ لخنیعہ کا سر کٹا ہوا (رکھا) ہے پھر انھوں نے ذونواس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ اس سے جا ملے اور انھوں نے اس سے کہا چونکہ تو نے ہم کو اس پلید سے نجات دلائی ہے اس لیے ہم پر تیرے سوا کسی اور کی حکومت مناسب نہیں۔

(صفحہ ۳۸ کا بقیہ مضمون) [۳] مصنف نے نحماس کے معنے سر کے بتائے ہیں اور ابو بحر کے نسخہ میں جس میں ابوالولید الوقشی نے (حروف) کا تعین کیا ہے نحماس نون و خاء منقوطہ سے ہے اور سہیلی کی رائے ہے کہ غالباً یہی صحیح ہوگا کیونکہ اس امر کا احتمال ہے کہ نحماس ہی ان کی زبان میں سر کے معنے میں ہو اور تحریر میں یہ لفظ بگڑ گیا ہو۔ سہیلی کے نسخہ میں نحماس با خائے معجمہ کے بعد یہی صحیح ہوگا لکھ کر لکھا ہے کیونکہ اس امر کا احتمال ہے کہ نحماس الخ اور اس کو بلا نقطہ حائے مہملہ سے لکھا ہے، غالباً یہ بھی کاتب کی غلطی ہے اور کراع روایت لکھی ہے کہ تائے منقوطہ فوقانیہ اور حائے مہملہ سے ہے خشنی نے اس لفظ کو نون اور خائے معجمہ سے لکھا ہے کہ تمام روایات میں اس کی تفسیر سر ہی سے کی گئی ہے اور خشنی نے خود ابن ہشام سے ایک روایت لکھی ہے کہ نحماس ایک شخص کا نام تھا جو لخنیعہ کی طرح لوطی تھا اور پھر اس نے توبہ کر لی۔

[۴] ان الفاظ کے متعلق سہیلی نے لکھا ہے کہ ان کی توضیح مشکل ہے خشنی نے استرلبان کے متعلق لکھا ہے کہ لوگوں نے اس کے معنے بزبان فارسی "آگ نے اسے پکڑ لیا" کے بتائے ہیں لیکن سیاق کے لحاظ سے یہ معنے اس مقام پہ بالکل مناسب نہیں معلوم ہوتے ہاں سہیلی نے جو اغانی سے ابوالفرج کی تحریر نقل کی ہے وہ البتہ اس مقام سے مناسب معلوم ہوتی ہے اس نے ذونواس کے حسب ذیل الفاظ نقل کیے ہیں۔ تعلم الاحراس است ذی نواس است رطبان ام یباس۔ جس کے معنے ہیں۔ قریب میں محافظ جان لیں گے کہ ذی نواس کی مقعد تر ہے یا خشک۔

[۵] خط کشیدہ عبارت نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

(احمد محمودی)

Marfat.com

حکومت ذی نُواس

پھر انھوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا اور سارے حمیری اور یمن کے تمام قبائل اس کی حکومت پر متفق ہو گئے۔ یہی شاہان حمیر کا آخری بادشاہ اور یہی خندقوں والا ہے[1] یعنے جس کا ذکر قرآن مجید میں اصحاب الاخدود کے الفاظ سے فرمایا گیا ہے اور یوسف کے نام سے مشہور تھا۔

اسی یوسف کے زمانۂ حکومت میں عیسٰی بن مریم علیہما السلام کے دین کے بچے کھچے لوگوں کو ان کے دین کے بعض نیک اور پختہ عقیدہ لوگوں نے جن کا سردار عبداللہ بن ثامر نامی ایک شخص تھا انجیل پر قائم رکھا اور نجران میں بھی یہی حال رہا اور سچ تو یہ ہے کہ اس دین کی اصل و بنیاد نجران ہی میں پڑی تھی جو اس زمانے میں سرزمینِ عرب کا بہترین خطہ تھا۔ یہاں کے تمام رہنے والے بلکہ سارے کا سارا عرب بت پرست ہی تھا اور بتوں کی پرستش ہی ان کا کام تھا اور یہ تغیر مذہب ان میں اس طرح ہوا کہ دین عیسوی کے پرانے دین دار لوگوں میں سے ایک شخص جس کا نام فیمیون تھا ان میں آیا اور انھیں دین عیسوی کی طرف رغبت دلائی تو انھوں نے اس دین کو اختیار کر لیا۔

نجران میں دین عیسوی کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے الاخنس کے مولیٰ المغیرۃ بن ابی لبید نے بروایت وہب بن منبہ یمانی بیان کیا کہ نجران میں اس دین کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عیسٰی بن مریم علیہما السلام کے پرانے دین داروں میں سے ایک شخص تھا جس کو فیمیون کہا جاتا تھا یہ شخص نیک، خشتی دنیا سے کنارہ کش

[1] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف و ب) میں زیادہ ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

مقبول الدعا اور صالح تھا یہ مختلف دیہات میں رہا کرتا لیکن جب کسی بستی میں مشہور ہو جاتا تو وہاں سے کسی ایسی بستی کی جانب چلا جاتا جہاں وہ پہچانا نہ جائے۔ وہ اپنی قوت بازو کی کمائی کے سوا کچھ نہ کھاتا۔ وہ معمار تھا کیچڑ کا کام کیا کرتا۔ اور یکشنبہ کی بہت عظمت کرتا۔ یکشنبہ کے روز وہ کسی کام میں مشغول نہ ہوتا بلکہ کسی بے آب و گیاہ جنگل کی طرف نکل جاتا اور شام تک نماز پڑھتا رہتا۔ راوی نے کہا کہ وہ ایک وقت شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں اپنا وہی کام چھپے ہوئے کر رہا تھا کہ اس کی یہ حالت وہاں کے رہنے والوں میں کے ایک شخص صالح نے دیکھ لی اس سے صالح نے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے کسی نے اس سے ایسی محبت نہ کی تھی۔ وہ جہاں جاتا یہ اس کے پیچھے پیچھے جاتا مگر فیمیون اس کی محبت کو سمجھتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک بار یکشنبہ کے دن ایک بے آب و گیاہ سرزمین کی طرف حسب عادت نکل چلا صالح بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ حالانکہ فیمیون اس امر سے واقف بھی نہ تھا۔ صالح اس سے چھپ کر ایسے مقام پر بیٹھ گیا کہ وہ اس کو نظر آتا رہے کیونکہ یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کی موجودگی سے واقف نہ ہو۔ جب فیمیون نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا تو یکایک اس نے دیکھا کہ ایک بڑا سات سر والا سانپ اس کی طرف بڑھا۔ جب فیمیون نے اسے دیکھا تو اس کے لیے بد دعا کی اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ صالح نے بھی اس سانپ کو دیکھا لیکن جو آفت اس سانپ پر آئی تھی اس کو نہ سمجھ سکا اور اس پر اس کے حملہ کرنے سے ڈر کر ایک چیخ ماری اور چلا کر کہا فیمیون سانپ!! سانپ!!! اس نے اس طرف کوئی التفات نہیں کی اور اپنی نماز ہی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوا اور شام ہو گئی وہاں سے لوٹا تو سمجھ گیا کہ اب یہاں شہرت ہو گئی ہے اور صالح کو بھی معلوم ہو گیا کہ اس کی وہاں کی موجودگی سے وہ واقف ہو گیا ہے اس نے کہا اے فیمیون خدا کی قسم تجھے معلوم ہے کہ میں تجھ سے جتنی محبت کرتا ہوں اس قدر کبھی کسی سے نہیں کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ تو جہاں رہے میں بھی تیری صحبت میں تیرے ساتھ رہوں۔ اس نے کہا جیسی تمہاری مرضی مگر میری حالت

Marfat.com

تو تم واقف ہو۔ پھر اگر تمھارے خیال میں تم اس کی برداشت کر سکتے ہو تو (بسم اللہ) بہت اچھا ہے پس صالح اس کے ساتھ ہو لیا اور اب بستی والے بھی اس کی حالت کو جاننے لگے تھے۔

اس کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی خدا کا بندہ اچانک[1] اس کے پاس آجاتا اور اس پر کوئی آفت ہوتی تو وہ اس کے لیے دعا کرتا اور اس کو فوراً شفا ہو جاتی۔ اور جب کوئی آفت رسیدہ اس کو اپنے گھر بلوا تا تو وہ اس کے پاس کبھی نہ جاتا۔ اس بستی والوں میں سے ایک شخص کے ایک معذور لڑکا تھا اس نے فیمیون کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ کبھی کسی بلانے والے کے پاس نہیں جاتا وہ اجرت پر لوگوں کے پاس معماری کیا کرتا ہے آخر وہ شخص اپنے اس اندھے لڑکے کے پاس گیا اور اس کو اپنے حجرے میں لٹا کر ایک کپڑا اڑھا دیا پھر فیمیون کے پاس آیا اور اس سے کہا اے فیمیون میں اپنے گھر میں کچھ بنوانا چاہتا ہوں میرے ساتھ وہاں چل تاکہ تو اس گھر کو دیکھ لے اس کے بعد اس کی تعمیر کے شرائط کا تصفیہ کروں گا۔ وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ اس کے حجرے میں داخل ہوا اور پوچھا اس گھر کی کونسی چیز بنوانا چاہتے ہو کہا فلاں فلاں چیزیں۔ پھر اس شخص نے اثنائے گفتگو میں اس بچے پر سے کپڑا کھینچ لیا اور اس سے کہا فیمیون! یہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے اس پر جو آفت ہے وہ تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ فیمیون نے اس کے لیے دعا کی تو وہ لڑکا تندرست ہو کر اس طرح اٹھ کھڑا ہوا گویا اس کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں اور فیمیون کو معلوم ہو گیا کہ اب وہ مشہور ہو چکا ہے آخر وہ اس بستی سے بھی چلا گیا۔ صالح بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ اپنے اس سفر میں شام کے ایک مقام پر ایک بڑے درخت کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس درخت میں سے ایک شخص نے آواز دی اور کہا فیمیون! اس نے کہا ہاں! اس نے کہا میں تیرا انتظار ہی کر رہا تھا اور ابھی دل میں کہہ رہا تھا کہ وہ کب آئے گا کہ میں نے تیری آواز سن لی اور میں نے

[1] دوسرے تمام نسخوں میں فاجاہ ہے اور نسخۂ الف میں فاوجاء ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جان لیا کہ تو وہی ہے۔ اب تو مجھ سے جدا نہ ہو جب تک کہ میرا انتظام نہ کر دے کیونکہ میں اب مرنے والا ہوں۔ راوی نے کہا کہ وہ آخر مر گیا اور اسی نے اس کا سب کچھ انتظام کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کو دفن بھی کر دیا۔ پھر وہاں سے چلا اور صالح نے بھی اس کی پیروی کی حتیٰ کہ دونوں سرزمینِ عرب میں پہنچے وہاں ان پر لوگوں نے ظلم و زیادتی کی اور عربوں کے ایک قافلے نے انھیں پکڑ لیا اور غلام بنا کر نجران میں بیچ ڈالا۔ نجران والے ان دنوں عرب کے ہم مذہب تھے اور ہر اس درخت کی پوجا کرنے لگتے جو ان کے پاس بہت لانبا ہوتا۔ سالانہ میلا کیا کرتے اور اس جاترا میں اقسام کے خوشنما کپڑے جوان کو میسّر ہوتے اور عورتوں کا گہنا اس کھجور کے پیڑ کو پہناتے اور سب کے سب اس کے پاس جمع ہوتے اور سارا دن اسی میں لگے رہتے۔ فیمیون کو ان کے ایک معزز شخص نے خریدا اور صالح کو ایک دوسرے نے، فیمیون جب اس گھر میں جس میں اس کے مالک نے اسے رکھا تھا رات میں تہجد پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا تو بغیر کسی چراغ کے اس کی خاطر وہ گھر روشن ہو جاتا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ جب یہ حال اس کے مالک نے دیکھا تو اس کی یہ حالت اسے بھلی معلوم ہوئی اس نے اس کے مذہب کے متعلق دریافت کیا۔ اور اس نے اپنے مذہب کے حالات اسے بتائے اور فیمیون نے کہا تم لوگ سخت غلطی میں پڑے ہو۔ یہ کھجور کا پیڑ نہ کوئی ضرر دیتا ہے نہ نفع اور اگر میں اپنے اس معبود کی بارگاہ میں جس کی پرستش کرتا ہوں اس کھجور کے پیڑ کے لیے بد دعا کروں تو ابھی وہ اسے برباد کر ڈالے اور جس کی میں پرستش کرتا ہوں وہ اللہ ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی نے کہا کہ اس کے مالک نے اس سے کہا اچھا تو بد دعا کر۔ اگر تو نے اس کو برباد کر دیا تو ہم تیرے مذہب میں داخل ہو جائیں گے اور جس مذہب پر ہم چل رہے ہیں اسے چھوڑ دیں گے راوی نے کہا پھر تو فیمیون اٹھا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ سے اس پر آفت آنے کی التجا کی اللہ عزوجل نے ایک آندھی بھیجی اور اس آندھی نے اس کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا اور زمین پر گرا ڈالا۔ پھر تو نجران والوں نے اسی کے مذہب کی اتباع شروع کر دی۔

Marfat.com

اس کے بعد نجران والوں میں بھی وہی بدعتیں پیدا ہوگئیں جو ان کے ہم مذہبوں میں ہر سرزمین میں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ غرض یہ کہ سرزمین عرب کے ضلع نجران میں نصرانیت اسی زمانے سے شروع ہوئی

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ روایت وہب بن مُنَبِّہ نے نجران والوں سے سن کر بیان کی۔

عبداللہ بن الثامر کا حال

(اور)

اصحاب الاخدود کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القُرَظی کی روایت سے بیان کیا اور مجھ سے بعض نجران والوں نے بھی نجران ہی کے دوسرے رہنے والوں سے روایت کی ہے کہ نجران والے مشرک تھے اور بت پرستی کیا کرتے تھے اس کے اطراف کی بستیوں میں سے ایک بستی میں، جو نجران سے قریب ہی تھی، ایک جادوگر رہا کرتا تھا جو نجران والوں کے لڑکوں کو سحر کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ نجران اس بڑی بستی کو کہتے ہیں جس میں متعدد بستیوں کے رہنے والوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جب فیمیون وہاں آ نازل ہوا ــــ نجران والوں نے مجھ سے اس کا نام بیان نہیں کیا بلکہ انھوں نے صرف اسی قدر کہا کہ وہاں ایک شخص آ نازل ہوا البتہ وہب بن منبہ نے اس کا نام بتایا ہے کہ وہ فیمیون تھا ــــ اس نے نجران اور ان بستیوں کے درمیان جن میں جادوگر (رہا کرتا) تھا ایک خیمہ ڈالا۔ نجران والے اپنے لڑکوں کو اس جادوگر کے پاس بھیجا کرتے اور وہ انھیں جادو سکھایا کرتا۔ ثامر نے بھی اپنے بیٹے عبداللہ بن ثامر کو نجران والوں کے لڑکوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا جب وہ خیمہ کے پاس سے گزرتا تو خیمے والے کی عبادت اور

نماز جسے وہ آتے جاتے دیکھا کرتا تھا بہت پسند کیا۔ بعض وقت اس کے پاس بیٹھ جاتا اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا اسے سنتا رہتا یہاں تک کہ اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اللہ کو ایک مانے اور اس کی عبادت کرنے اور اس سے قوانین اسلام کی دریافت کرنے لگا۔ آخر جب اس میں خوب مہارت حاصل کر لی اسم اعظم کے متعلق اس سے دریافت کیا کیونکہ وہ اسم اعظم جانتا تھا لیکن اس سے اس کو پوشیدہ رکھا تھا اس نے کہا بابا[1]! تو اس کو برداشت نہ کر سکے گا۔ تیری کمزوری کے سبب اس کی برداشت میں تیرے لیے خطرہ محسوس کرتا ہوں اور عبداللہ کا باپ تمام صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کا بیٹا جادوگر کے پاس اسی طرح جاتا آتا ہے جس طرح دوسرے لڑکے جاتے آتے ہیں۔ جب عبداللہ نے دیکھا کہ اس کے دوست نے اسم اعظم کے متعلق اس سے کنجوسی کی اس کی کمزوری کی وجہ سے اس نے اس کے بتانے سے اندیشہ کیا ہے تو اس نے چند تیر لیے اور انھیں جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے جو جو نام وہ جانتا تھا ایک ایک تیر پر لکھا ان میں سے کوئی نام اس نے نہ چھوڑا۔ ہر ایک نام کے لیے ایک ایک تیر مخصوص کیا یہاں تک کہ جب اس نے تمام نام مکمل کر لیے آگ سلگائی اور انھیں ایک ایک کر کے اس آگ میں ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ جب اسم اعظم کی نوبت آئی اس کو بھی تیر کے ساتھ آگ میں ڈالا تو تیر اچھل گیا اور آگ سے نکل پڑا اور آگ اس تیر کو نقصان نہ پہنچا سکی تو اس نے وہ تیر لے لیا۔ پھر اپنے دوست کے پاس آکر اس کو خبر دی کہ اس نے وہ اسم اعظم جان لیا ہے جسے اس نے اس سے چھپایا تھا اس نے اس سے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا فلاں اسم ہے اس نے پوچھا تو نے اسے کیسے معلوم کیا اس نے جو کچھ کیا تھا اس کی تمام تفصیل اسے سنائی۔ اس نے کہا بابا! تو نے ٹھیک نشانے پر تیر لگایا یہ بات اپنے دل ہی میں رکھ لیکن مجھے

[1] اصل میں یا ابن اخی کے الفاظ ہیں جو ہر ایک کم عمر کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اس لیے میں نے اپنے محاورے میں جو لفظ کم عمروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے لکھا ہے (احمد محمودی)

Marfat.com

امید نہیں کہ تو اپنے دل میں رکھے گا۔ اب عبداللہ بن ثامر کی یہ حالت ہوگئی کہ جب نجران میں جاتا تو جس کسی ضرر رسیدہ شخص سے ملتا کہتا اے اللہ کے بندے کیا تو اللہ کو ایک مانے گا اور میرے دین میں داخل ہو جائے گا میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس بلا سے جس میں تو مبتلا ہے چنگا کر دے وہ کہتا بہت اچھا پھر وہ اللہ کو ایک ماننے لگتا اور اسلام اختیار کر لیتا اور یہ اس کے لیے دعا کرتا اور اسے شفا ہو جاتی۔ یہاں تک حالت پہنچی کہ نجران میں کوئی ضرر رسیدہ نہ رہا جس کے پاس وہ نہ آیا ہو اور اسے اپنے مذہب کا متبع نہ بنا لیا ہو۔ اس نے جس کسی کے لیے دعا کی اسے شفا حاصل ہوگئی حتیٰ کہ اس کی اس کیفیت کی اطلاع شاہِ نجران کو بھی ہوگئی اس نے اس کو بلایا اور کہا تو نے میری بستی والوں کو میرے خلاف کر دیا اور بگاڑ دیا۔ اور میرے مذہب اور میرے باپ دادوں کے مذہب کی مخالفت کی میں تجھے عبرتناک سزا دوں گا اس نے کہا تو جس بات کا دعوےٰ کر رہا ہے وہ نہیں کر سکتا راوی نے کہا کہ اس نے اس کو مختلف سزائیں دینا شروع کیں کبھی تو اسے اونچے پہاڑ پر بھیج دیتا اور وہاں سے سر کے بل گرا دیا جاتا وہ زمین پر جا پڑتا اور اسے کچھ ضرر نہ ہوتا کبھی نجران کے سمندروں کی طرف روانہ کرتا جو ایسے سمندر ہیں کہ اس میں جو چیز جا پڑے وہ تباہ و برباد ہو جائے اسے اس میں ڈال دیا جاتا پھر بھی وہ اس سے نکل آتا اور اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر جب وہ اسے بہت ستانے[1] لگا تو عبداللہ بن ثامر نے اس سے کہا اللہ کی قسم! تو میرے قتل پر ہرگز قابو نہ پا سکے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو مان نہ لے اور میں جس پر ایمان لایا ہوں تو بھی اس پر ایمان نہ لائے۔ ہاں اگر تو نے توحید و ایمان اختیار کر لیا تو تجھے مجھ پر غلبہ حاصل ہوگا اور تو مجھے قتل بھی کر سکے گا۔ راوی نے کہا پھر تو اس بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کر لی اور عبداللہ بن ثامر کی طرح ایمان لے آیا اور ایک لاٹھی سے جو اس کے ہاتھ میں

[1] اصل میں فلما غلبہ قال لہ عبداللہ ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تھی اسے مارا۔ اور اس کا سر زخمی کر دیا وہ زخم اگرچہ کچھ بڑا نہ تھا لیکن اس زخم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ بھی اسی وقت اسی جگہ مر گیا اور نجران والے عبداللہ بن ثامر کے مذہب پر متفق ہو گئے۔ اور عبداللہ اس مذہب پر تھا جس کو عیسیٰ (علیہ السلام) نے احکام انجیل کے ذریعے پیش فرمایا تھا پھر ان میں بھی وہی بدعتیں آ گئیں جو ان کے ہم مذہبوں میں آئی تھیں۔ نصرانیت کی ابتدا نجران میں اسی وقت سے ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ محمد بن کعب القرظی اور بعض نجران والوں کی روایت ہے جو عبداللہ بن ثامر کے متعلق ہے واللہ اعلم کہ ان میں کا کون سا بیان واقعی ہے۔

خندقوں کا بیان

پھر ذونواس اپنے لشکر کے ساتھ نجران والوں کی طرف گیا اور انہیں یہودیت کی دعوت دی ادھر ان سے کہا یا تو یہودیت اختیار کر دیا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ انھوں نے موت کو پسند کیا۔ اس نے ان کے لیے خندقیں کھودیں اور بہتوں کو آگ میں جلا ڈالا اور بہتوں کو تلوار سے قتل کر ڈالا اور ان مقتولوں کی ناک کان کاٹے گئے جہاں تک کہ ان میں سے تقریباً بیس ہزار شخص مار ڈالے گئے۔ اسی ذونواس اور اس کے لشکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ہمارے[1] سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی

قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ، النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ، إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ، وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ،

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ

خندق والے ـــ (بہت سے) ایندھن والی آگ والے ـــ ہلاک ہو گئے۔ جب وہ ان (خندقوں) پر بیٹھے ہوئے (تھے) اور اس (بدسلوکی) کو دیکھ رہے تھے جو ایمان داروں کے ساتھ وہ کر رہے تھے انھوں نے ان سے (صرف اس بات کا) بدلہ لیا کہ وہ عزت و غلبہ والے قابل مدح و ستائش اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ "اخدود" زمین میں کے لمبے لمبے گڑھوں کو کہتے ہیں جیسے خندق اور نہر وغیرہ اور اس کی جمع اخادید ہے۔ ذوالرمّۃ نے جس کا نام غیلان بن عقبہ تھا اور جو بنی عدی بن عبد مناف بن اُدّ بن طابخۃ بن الیاس ابن مضر میں کا ایک (شخص) تھا کہا ہے۔

مِنَ الْعَوَاقِيَةِ اللَّاتِي يُحْمَلُ لَهَا

بَيْنَ الْفَلَاةِ وَبَيْنَ النَّخْلِ أُخْدُودُ

(ممدوحہ) ان عراق والی عورتوں میں سے ہے جن کی خاطر جنگل اور نخلستان کے درمیان نہریں بہادی جاتی ہیں۔

اس شعر میں اخدود سے اس نے نہر مراد لی ہے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ تلوار چھری اور کوڑے وغیرہ کا جو اثر جلد میں رہ جاتا ہے اس کو بھی اخدود کہا جاتا ہے اور اس کی جمع بھی اخادید ہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ذونواس نے جن لوگوں کو قتل کیا ان میں ان کا سردار ان کا امام عبداللہ بن ثامر بھی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ اہل نجران میں سے ایک شخص کو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک حادثہ پیش آیا کہ اس نے نجران کے کسی کھنڈر کو اپنی کسی ضرورت

Marfat.com

کے لیے کھودا تو (تمام لوگوں نے) عبداللہ بن شامر کو اس میں کے ایک پنہاں مقام کے نیچے بیٹھا ہوا اور اپنا ہاتھ اپنے سر کے ایک زخم پر رکھے اس کو اپنے ہاتھ سے اس طرح پکڑے پایا کہ اگر اس کا ہاتھ اس زخم پر سے ہٹایا جاتا تو خون پھوٹ نکلتا اور جب اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیا جاتا تو وہ اپنا ہاتھ پھر اسی جا پر رکھ لیتا اور اس ہاتھ کی وجہ سے خون رک جاتا نیز اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہے جس میں لکھا ہے دبی اللہ میرا پروردگار اللہ ہے اس نے عمر بن الخطاب کو اس کی اطلاع تحریراً دی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان کو لکھا کہ وہ جس حال میں ہے اس کو اسی حال پر رہنے دو اور وہ جس طرح دفن تھا اس کو اسی طرح پھر دفن کر دو۔ انھوں نے ویسا ہی کیا۔

دَوس ذو ثُعلبان کی حالت اور حبشہ والوں کی حکومت اور اَریاط کا ذکر جس نے یمن پر غلبہ حاصل کر لیا تھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ایک شخص جو خاندان سبأ سے تھا اور دَوس ذو ثُعلبان کہلاتا تھا اپنی ایک گھوڑی پر ذونواس کے لوگوں سے چھوٹ کر نکل بھاگا اور ریگستان کا راستہ لیا اور انھیں اپنی گرفتاری سے عاجز کر دیا اور سامنے جو راستہ ملا اسی پر چلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ شاہِ روم قیصر کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے ذونواس اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لیے اس سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے جو جو آفتیں پہنچی تھیں ان سب کی اسے خبر دی تو اس نے کہا تیرے ملک ہم سے بہت دور[1] ہیں لیکن میں شاہِ حبشہ کو تیرے لیے

[1] یعنی میری جانب سے تجھے امداد پہنچنا مشکل ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

خط لکھ دیتا ہوں کیونکہ وہ بھی اسی عیسائی مذہب کا ہے اور وہ تیرے ملک سے قریب بھی ہے آخر اس نے شاہ حبشہ کے نام ایک فرمان لکھا جس میں اسے حکم تھا کہ وہ دَوْس کی مدد کرے اور اس کا انتقام لے۔ پھر دَوْس قیصر کا خط لے کر نجاشی کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ ستر ہزار حبشی بھیجے۔ اور انھیں میں سے ایک شخص کو ان پر افسر بنا دیا جس کو اَرْیاط کہا جاتا تھا اور اَبرہۃ الاشرم بھی اسی لشکر میں اس کے ساتھ تھا۔ آخر اریاط سمندر کے ذریعے ساحل یمن پر آ نازل ہوا۔ اور دَوْس اس کے ساتھ (ہی) تھا۔ ذُونُوَاس بھی حِمْیَریون اور یمن کے ان قبائل کے ساتھ جنھوں نے اس کی اطاعت کر لی تھی اس سے مقابلے کے لیے اریاط کی طرف چلا۔ جب دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو ذونواس اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ ذونواس نے جب یہ آفت دیکھی، جو اس پر اور اس کی قوم پر آنازل ہوئی تو اس نے اپنے گھوڑے کا رخ سمندر کی طرف کر کے اُسے خوب پیٹتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ اس کو لے کر سمندر میں داخل ہو گیا اور اس کو لے یا یاب پانی میں چلتا رہا یہاں تک کہ اسی طرح اس کو لیے گہرے پانی میں پہنچ گیا۔ اور اسے اس کے اندر تہ تک پہنچا دیا۔ اور یہی اس کی آخری[1] ملاقات تھی۔ اور ادھر اَرْیاط یمن میں داخل ہوا اور اس کا مالک بن گیا۔ اسی موقع پر یمن والوں میں سے ایک شخص نے اس آفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے جو دَوْس نے یمن والوں پر اہل حبشہ کی آفت لا ڈالی تھی اور یہ (مصرع) آج تک یمن والوں میں بطور ضرب المثل زبان زد ہے:-

لَا کَدَوْسٍ وَلَا کَأَعْلَاقِ رَطْلَۃ[2]

(یہ معاملہ) دوس اور اس کے سفر کی مشکلوں کی طرح کا نہیں ہے (کہ جس کا حل نہ ہو)۔

---

[1] یا آخری دیدار تھا یا اس کے متعلق آخری علم تھا اس کے بعد معلوم نہ ہوا کہ اس کو سمندر نے نگل لیا یا اگل دیا۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج د) میں کا غلاق "باغین معجمہ ہے۔ (ب) میں باعین مہملہ ہے جس کے کوئی مناسب معنے

Marfat.com

اور ذو جدن حمیری نے کہا ہے۔

هُوَنَاكِ[1] لَيْسَ يَرُدُّ الدَّمْعُ مَا فَاتَا

لَا تَهْلِكِي أَسَفاً فِي إِثْرِ مَنْ مَاتَا

(اے رونے والی) مطمئن اور چین سے رہ جو چلا گیا آنسو اس کو واپس نہیں لائیں گے۔ مرے ہوئے پر افسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر۔

أَبْعَدَ بَيْنُونَ لَا عَيْنٌ وَلَا أَثَرٌ

وَبَعْدَ سِلْحِينَ يَبْنِي النَّاسُ أَبْيَاتَا

کیا قلعہ بَیْنُوْن و سِلْحِین (کے جیسی خوبصورت اور مستحکم عمارتوں کی تباہی) اور ان کی بنیادوں اور نشانوں کی بربادی کے بعد بھی لوگ گھر بناتے رہیں گے؟

بَیْنُوْن، سِلْحِین اور غُمْدَان یمن کے ان قلعوں میں سے ہیں جن کو اریاط نے ڈھایا تھا جن کا مثل کہیں نہ تھا۔ اور ذو جدن نے یہ بھی کہا ہے۔

دَعِينِي لَا أَبَا لَكِ لَنْ تُطِيقِي

لَحَاكِ اللهُ قَدْ أَنْزَفْتِ رِيقِي

(اے ملامت کرنے والی عورت خدا کرے کہ) تیرا باپ

[1] ھونکمالن۔ واحد مونث مخاطب کی ضمیر کے بجائے نسخۂ (الف) میں تثنیہ مخاطب کی ضمیر ہے۔ اور لیس کی بجائے لن۔ اگرچہ تثنیہ کی ضمیر سے دو آنکھیں وغیرہ مراد لی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے بعد لا تہلکی دوسرے مصرع میں فعل واحد مونث ہی آرہا ہے جس سے اس ضمیر کی مطابقت نہیں ہوتی۔ غور کیا جائے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

مرجائے ہرگز تجھ سے یہ نہ ہو سکے گا (کہ اپنی ملامتوں اور نصیحتوں سے میری حالت کو بدل دے) - اللہ تجھ پر لعنت کرے تو نے تو (ڈرا ڈرا کر) میرا لعاب دہن خشک کر دیا۔

لِاِسْمَاءَ عَزْفِ الْقِيَانِ إِذْ انْتَشَيْنَا

وَإِذْ نُسْقَى مِنَ الْخَمْرِ الرَّحِيقَ

(خاص کر ایسی حالت میں تیری نصیحتیں اور ملامتیں مجھ پر کیا خاک اثر انداز ہوں گی) جب کہ ہم گانے بجانے والیوں کے گانے بجانے میں اور نشے میں (مست) ہوں اور بہترین یا خالص شراب پی رہے ہوں۔

فَإِنَّ الْمَوْتَ لَا يَنْهَاهُ نَاهٍ

وَلَوْ شَرِبَ الشِّفَاءَ مَعَ السَّوِيقِ[1]

کیونکہ موت کو تو کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا اگرچہ شراب بھی پی لی جائے اور اس کے ساتھ شفا (بھی گھول کر) پی لی جائے

وَلَا مُسْتَرْهَبٌ فِي أَسْطُوَانٍ

يُنَاطِحُ جُدْرَهُ بَيْضُ الْأُنُوقِ

نہ وہ راہب (موت کو روک سکتا ہے) جو (سرحد روم

[1] النشوق (الف ب) میں نشوق اور (ج د) میں السویق ہے۔ دوسرا نسخہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ شرب کے ساتھ نشوق کو کوئی مناسبت نہیں۔ نشوق سونگھنے اور ناک میں ڈالنے کی دوا کو کہتے ہیں۔ اگرچہ اس کے معنی بھی بنائے جا سکتے ہیں کہ اگرچہ ناک میں ڈالنے کی دوائیں بھی استعمال کی جائیں اور شفا بھی پی لی جائے وغیرہ (احمد محمودی)

Marfat.com

کے پاس مقام) اسطوان میں (رہتا) ہے جس کی دیواریں عقاب
کے انڈوں سے ٹکراتی ہیں۔ (یعنے بہت بلند ہیں)

وَغُمْدَانُ الَّذِیْ حُدِّثْتَ عَنْهُ

بَنَوْهُ مُسَمَّكًا فِیْ رَأْسِ نِیْقٍ

اور (نہ قلعہ) غمدان (موت کو روک سکتا ہے) جس کا
تذکرہ تجھ سے کیا گیا ہے کہ لوگوں نے اس کو (نہایت ہی) بلند (ایک
سربفلک) پہاڑ کی چوٹی پر بنایا ہے۔

بِمُنْهَمَةٍ وَأَسْفَلُهُ جُرُوْنٌ[1]

وَحَرَّاءُ الْمُوَحَّلِ اللَّبِقِ الزَّلِیْقِ[2]

(وہ قلعہ جو) مقام منہمہ میں ہے اور اس کے نیچے
پتھریلی زمین اور بالکل رقیق (پاؤں) پھسلا دینے والا دلدل ہے۔

بِمَرْمَرَةٍ وَاعْلَاهُ رُخَامٌ[3]

تَحَامَلَا یَغِیْبُ فِی الشُّقُوْقِ

وہ قلعہ سنگ مرمر پر بنا ہوا ہے اور اس کا اوپر کا حصہ

---

[1] نسخۂ (الف) جروب ہے اور (ب ج د) جرون ہے جروب کے معنے سیاہ پتھر کے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ب) میں زلیق زائے معجمہ سے ہے اور (ج د) میں ذلیق ذال معجمہ سے ذلیق بدال معجمہ کے معنے تیز دھار والی چیز کے ہیں۔ پہلا نسخہ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے (احمد محمودی)

[3] یہ شعر نسخۂ (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

سنگ رخام کا ہے (اس کی متعدد خندقوں کی وجہ سے وہ) دھاری دار (معلوم ہوتا ہے) (جس کا پانی) شگافوں میں (جذب ہو کر سوکھ نہیں جاتا) غائب نہیں ہوتا۔

مَصَابِيحُ السَّلِيطِ تَلُوحُ فِيهِ

إِذَا يُمْسِي كَتُومَاضِ الْبُرُوقِ

جب شام ہوتی ہے تو اس میں تیل کے چراغ جگمگانے لگتے ہیں (اور ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا بجلیاں کوند رہی ہیں۔

وَخَلَتْهُ الَّتِي غُرِسَتْ إِلَيْهِ

يَكَادُ الْبُسْرُ يَهْضِرُ[1] بِالْعُذُوقِ

اور جو کھجور کے پیڑ وہاں بوئے گئے ہیں (ان کی حالت یہ ہے کہ) گدرائی ہوئی کھجوروں کے وزن سے خوشے جھکے جا رہے ہیں

فَأَصْبَحَ بَعْدَ جِدَّتِهِ رَمَاداً

وَغَيَّرَ حُسْنَهُ لَهَبُ الْحَرِيقِ

پھر وہ (قلعہ) اس شان و شوکت و اہتمام کے بعد راکھ (کا ڈھیر) ہو گیا، اور اس کے حسن (و خوبی) کو آگ کے شعلوں نے (کھنڈر کی شکل میں) بدل ڈالا۔

[1] نسخۂ (الف) میں یہ ھضر بفاء دالمہملہ ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

وَأَسْلَمَ ذُوْ نُوَاسٍ مُسْتَكِيْناً

وَحَذَّرَ قَوْمَهُ ضَنْكَ الْمَضِيْقِ

اور ذونُوَاس نے عجز و انکسار کے ساتھ اپنے آپ کو
(موت کے) حوالے کر دیا اور اپنی قوم کو تنگ مقام کی سختی سے
(بہت کچھ) ڈرایا۔

اور ابن الذِّئبۃ الثقفی نے اس بارے میں کہا ہے اور الذِّئبۃ اس کی ماں کا نام ہے اور اس کا نام ربیعۃ بن عبد یالیل بن سالم بن مالک بن حُطَیط بن جشم بن قسی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا لِلْفَتَى مِنْ مَقَرّ

مَعَ الْمَوْتِ يَلْحَقُهُ وَالْكِبَرْ

تیری عمر کی قسم ایک جوان مرد کے لیے کہیں اطمینان و
قرار نہیں جس کے پیچھے بڑھاپا بھی لگا ہوا ہے اور موت بھی۔

لَعَمْرُكَ مَا لِلْفَتَى صَحْرَةٌ

لَعَمْرُكَ مَا إِنْ لَهُ مِنْ وَزَرْ

تیری عمر کی قسم ایک جوان مرد کو (ہاتھ پاؤں ہلانے کی)
گنجائش بھی نہیں۔ تیری عمر کی قسم اس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں۔

أَبْعَدَ قَبَائِلَ مِنْ حِمْيَرٍ

أُبِيْدُوا صَبَاحاً بِذَاتِ الْعِبَرْ

کیا عبرتوں والے مقام میں صبح کے وقت حمیر کے قبیلے

Marfat.com

والوں کے ہلاک و برباد ہونے کے بعد (بھی کوئی شخص امن وچین و
آرام کا امیدوار رہ سکتا ہے)۔

بِأَلْفِ أُلُوْفٍ وَحُمَّرَانِيَةٍ

كَمِثْلِ السَّمَاءِ قَبِيْلَ الْمَطَرْ

(جن کی تباہی ان) لاکھوں (افراد) اور جنگ جو (بہادروں)
کے ذریعے (ہوئی) جو بارش سے کچھ پہلے (چھا جانے) والے ابر کی طرح
(چھا گئے) تھے۔

يُصِمُّ صِيَاحُهُمُ الْمُقْرِبَاتِ

وَيَنْفُوْنَ مَنْ قَاتَلُوا بِالذَّفَرْ[1]

جن کی چیخ پکار تھان پر بندھے ہوئے گھوڑوں کو بہرا بنا رہی
تھی اور جن سے وہ مقابلہ کر رہے تھے انھیں وہ (مسلح لشکر کے لوہے کی)
مکروہ بو سے جلا وطن کر رہے تھے یا زرہ بکتر کی زیادتی اور کثرتِ اسلحہ سے
مرعوب ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔

سَعَالِيَ مِثْلُ عَدِيْدِ التُّرَابِ

تَنَبَّتُ مِنْهُمْ رِطَابُ الشَّجَرْ

(یہ) غول بیابانی شمار میں گرد (کے ذرات) کی طرح تھا
جس (کی کثرت کے سبب) سے درختوں کی چھال خشک ہو گئی۔

[1] الذفراء من الکتائب السہکتہ من الحدید و صلہ أنہ (قطر المحیط)

Marfat.com

عمرو بن مَعدِیکَرِب الزُّبَیدی اور قیس بن مَکشُوح المُرادِی کے درمیان کچھ (جھگڑا) تھا اور اس کو معلوم ہوا تھا کہ قیس نے اس کو دھمکی دی ہے تو اس نے حمیریوں کے حالات، ان کی عزت، اور ان کی حکومت، کے زوال کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:-

أَتُوعِدُنِی كَأَنَّكَ ذُو رُعَيْنٍ

بِأَفْضَلِ عِيشَةٍ أَوْ ذُو نُوَاسِ

کیا تو مجھے اس طرح ڈراتا ہے کہ گویا تو (اپنی) اعلیٰ زندگی کے لحاظ سے ذورُعین یا ذونواس ہے۔

وَكَائِنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ نَعِيمٍ

وَمُلْكٍ ثَابِتٍ فِي النَّاسِ رَاسِي

اور گویا تجھ سے پہلے بھی (یعنے تیرے باپ دادوں کو بھی) فارغ البالی اور لوگوں پر مضبوط اور پائدار حکومت حاصل تھی۔

قَدِيمٍ عَهْدُهُ مِنْ عَهْدِ عَادٍ

عَظِيمٍ قَاهِرٍ الْجَبَرُوتِ قَاسِي

(گویا ایسی حکومت تھی) جس کا زمانہ زمانۂ عاد سے بھی قدیم ہو (اور ایسی حکومت) جو عظیم الشان زبردست شوکت والی (اور کسی کی) اطاعت نہ کرنے والی ہو۔

Marfat.com

فَأَمْسَى أَهْلُهُ بَادُوا وَأَمْسَى

يُحَوَّلُ مِنْ أُنَاسٍ فِي أُنَاسِ

پھر وہ حکومت کرنے والے تباہ (وبرباد) ہو گئے ہوں اور وہ (حکومت) ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی رہی (اور آخر میں وراثتہً تجھے ملی ہو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ زُبَید، سَلَمَۃ بن مازن بن منبہ بن صَعْب ابن سعد العشیرۃ بن مَذْحِج کا بیٹا ہے۔ اور بعضوں نے زبید کو منبہ بن صَعْب ابن سعد العشیرۃ کا بیٹا کہا ہے۔ اور بعضوں نے زبید کو صعب بن سعد[1] و مُرَاد یکار ابن مَذْحِج کا بیٹا بتایا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو جب وہ ارمینیہ میں تھے (خط) لکھا — اور باہلہ یَعْصُر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا — اور (خط میں) انھیں حکم دیا کہ خالص عربی گھوڑے والوں کو دو غلے گھوڑے والوں پر عطیوں میں ترجیح دی جائے۔ جب سلمان کے سامنے گھوڑے پیش ہوئے تو ان کے سامنے سے عمرو بن مَعْدِ یکَرِب کا گھوڑا بھی گزرا تو سلمان نے اس سے کہا تمھارا یہ گھوڑا تو دو غلا ہے عمرو کو غصّہ آگیا۔ اس نے کہا دو غلے نے اپنے جیسے دو غلے کو پہچان لیا تو قیس اس کی طرف بڑھا اور اسے دھمکی دی۔ تو عمرو نے مذکورۂ بالا ابیات کہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہی وہ (واقعہ) ہے جس کو سطیح کاہن نے اپنے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمھاری سرزمین میں حبشی آ نازل ہوں گے اور مقامات اُبَین سے حُبَرش تک تمام شہروں کے مالک ہو جائیں گے۔ اور جس کو شق نے

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اپنے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمھاری سرزمین میں سودان اتر آئیں گے اور تمام تر و تازہ سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور عَدَن سے نجران تک حکمراں ہو جائیں گے۔

حکومت یمن پر اَبرہۃ الاَشرم کا غلبہ

(اور)

ارباط کا قتل

ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ ارباط اپنی اس حکومت یمن میں برسوں رہا۔ پھر ابرہہ حبشی نے یمن میں حبشیوں کے بعض معاملات کی نسبت اس سے جھگڑا نکالا تو وہ متفرق ہو گئے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گروہ ہو گیا اور ان میں کا ایک گروہ دوسرے کی طرف حملے کے خیال سے چلا پھر جب یہ لوگ ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو ابرہہ نے ارباط کے پاس کہلا بھیجا کہ اہل حبشہ کو باہم لڑا کر ان کو فنا نہ کر دے تو میرے مقابل میدان میں آ میں تیرے مقابل میدان میں آتا ہوں۔ پھر ہم میں سے جو شخص اپنے مقابل کو مار دے گا لشکر خود بخود اس کی طرف ہو جائے گا تو ارباط نے جواباً کہلا بھیجا کہ تو نے انصاف کی بات کہی پھر ابرہہ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ اور وہ ایک پست قامت موٹا اور دین دار نصرانی تھا۔ ارباط بھی اس کے مقابل نکلا اور وہ خوبصورت زبردست[2] بلند قامت تھا اس کے ہاتھ میں اس کا ایک خاص حربہ تھا ابرہہ

---

[1] اس مقام پر (ب ج د) تمام نسخوں میں قال ابن اسحٰق ہے لیکن نسخہ (الف) میں قال ابن ہشام لکھا ہے (احمد محمودی)

[2] عظیم کا لفظ نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کے پیچھے اس کا ایک غلام تھا جس کا نام عَتُوْدہ تھا جو اس کے پشت کی جانب سے حفاظت کر رہا تھا۔ ارياط نے حربہ اٹھا کر ابرہہ پر وار کیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی چندیا پر مارے حربہ ابرہہ کی پیشانی پر پڑا جس سے اس کی بھوں، آنکھ ناک کی پھنگی اور ہونٹ پھٹ گئے اسی وجہ سے اس کا نام اَبْرَہَۃ الاشرم مشہور ہو گیا (شرم کے معنے شق کرنے یا پھاڑنے کے ہیں) عَتُوْدہ نے ابرہہ کے پیچھے سے ارياط پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا آخر ارياط کا لشکر ابرہہ کی طرف ہو گیا اور یمن کے تمام حبشی ابرہہ کی امارت پر متفق ہو گئے۔ اور ابرہہ نے ارياط کے اقربا کو اس کی دیت دی۔ جب یہ خبر نجاشی کو پہنچی تو سخت غضبناک ہوا۔ اور کہا میرے مقرر کیے ہوئے افسر پر اس نے دست درازی کی اور اس کو میرے حکم کے بغیر قتل کر ڈالا۔ پھر اس نے قسم کھائی کہ ابرہہ کو نہ چھوڑے گا جب تک کہ اس کے ممالک کو پامال نہ کر ڈالے اور اس کے سر کے بال پکڑ کر نہ گھسیٹے۔ ابرہہ نے اپنا سر مونڈ ڈالا اور یمن کی مٹی ایک برتن میں بھر کر نجاشی کے پاس روانہ کی اور لکھا بادشاہ جہاں پناہ! ارياط تو صرف آپ کا ایک غلام تھا اور میں بھی آپ کا ایک غلام ہوں۔ آپ ہی کے احکام کی تعمیل کے بارے میں ہم میں اختلاف ہوا۔ قابلِ اطاعت تو آپ ہی کا حکم ہے مگر بات صرف یہ تھی کہ میں حبشیوں کے معاملات میں اس کی بہ نسبت زیادہ قوی زیادہ منظم اور معاملاتِ سیاست میں زیادہ ماہر[1] تھا۔ مجھے بادشاہ (جہاں پناہ) کی قسم کی خبر پہنچی تو میں نے اپنا سارا سر مونڈ ڈالا اور میری سرزمین کی مٹی سے بھرا ہوا برتن حضور کے پاس میں نے روانہ کیا ہے کہ حضور اس کو اپنے قدم کے نیچے رکھیں اور پامال کریں اور میرے متعلق حضور نے جو قسم کھائی ہے پوری کر لیں۔ جب یہ خط نجاشی رضی اللہ عنہ کو پہنچا اس نے ابرہہ کو لکھا کہ تو سرزمین یمن ہی میں رہ جب تک کہ میرا دوسرا حکم تیرے پاس نہ آئے۔ ابرہہ یمن ہی میں رہا۔

---

[1] یعنی اس لئے یہاں کی حکومت کی قابلیت مجھی میں زیادہ تھی۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اصحاب فیل اور حرمت والے مہینوں کو ملتوی کرنے والے

پھر ابرہہ نے (مقام) صَنْعاء میں قُلَیْس[1] یعنے کلیسا بنایا اور ایسا کلیسا بنایا کہ اس زمانے میں اس کے جیسا کوئی کلیسا روئے زمین پر نہ نظر آتا تھا۔ پھر اس نے نجاشی کو لکھا کہ بادشاہ (جہاں پناہ!) میں نے آپ کے لیے ایک کلیسا بنایا ہے کہ اس کے جیسا کسی سابقہ بادشاہ کے لیے کبھی نہیں بنا۔ اور میں صرف اس کے بنانے ہی پر اکتفا نہ کروں گا بلکہ عربوں کے عزائمِ حج کو بھی اسی کی طرف پھیر دوں گا۔ جب ابرہہ کے اس خط کی شہرت جو نجاشی کو لکھا گیا تھا عربوں میں ہوئی تو بنی فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر کے ایک شخص کو جو نَسَأہ میں سے تھا غصہ آگیا۔ اور نَسَأہ ان لوگوں کو کہا جاتا تھا جو زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لیے حرمت کے مہینوں میں تاخیر کا حکم نافذ کرتے تھے اور حرمت کے مہینوں[2] کو حلال کر دیتے۔ اور اس کے بجائے حلال مہینوں میں سے کسی ماہ کو

---

[1] مادہ قلس کے معنے میں بلندی ہے۔ قلنسوۃ جو ٹوپی کے معنی میں ہے اس کا مادہ بھی یہی ہے تقلنس الرجل و تقلس دونوں ایک معنی میں ہیں۔ یعنی ٹوپی پہنی اور قلس الطعام کے معنے معدے میں کھانا اوپر ہو گیا۔ اس طرح قلیس کے معنی تاج کے ہوئے۔

[2] ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ان چاروں مہینوں کی عظمت و حرمت عرب قدیم بھی کرتے تھے اور یہ عظمت و حرمت ان کے ہاں اباً عن جد ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے وقت سے چلی آرہی تھی اور ان مہینوں میں جنگ و قتل کرنے کو وہ بھی حرام خیال کرتے تھے یہاں تک کہ اگر ان مہینوں میں کسی کو اپنے باپ کے قاتل پر بھی دست رس ہوتی تو وہ اس ارادے سے باز آجاتا اور سمجھتا کہ حرمت والے مہینوں میں تو انتقام لینا جائز (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲ پر)

Marfat.com

حرام کر دیتے کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد میں موافقت کرلیں اور اس طرح اس خاص حرمت والے مہینے کو موخر کر دیتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔ نسیٔ (یعنی قمری مہینوں کی تاخیر) تو (بس) ناشکری میں

(صفحہ (۹۱) کا بقیہ حاشیہ) نہیں لیکن تمام لوگ ایمان و دیانت میں ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ ان میں ایسے بھی تھے کہ انھوں نے اپنے مذہب کو اپنے اغراض کے پورا کرنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا ایسے لوگ جب کسی دوسرے قبیلے سے جنگ کرتے رہتے اور انھیں اس میں فتوحات بھی حاصل ہوتی رہتیں اور اسی اثناء میں کوئی حرمت والا مہینہ آجاتا تو جنگ کا ختم کر دینا ان پر نہایت بار ہوتا۔ جنگ کو جاری رکھنے کے لیے حیلے بہانے کرتے اپنے ہی لوگوں میں سے کسی ایک کو حکم بناتے اور اس سے کہتے کہ ہمارے لیے اس مہینے کی بجائے کسی اور مہینے کو حرمت والا قرار دے اور ہمیں اس ماہ میں لڑنے کی اجازت دے دے۔ چنانچہ اگر اس وقت مثلاً رجب کا مہینہ ہوتا تو اس ماہ کو شعبان کہہ کر حلال قرار دے کر اس کے بعد کے مہینے یعنے شعبان کو ماہ رجب اور حرمت والا مہینہ قرار دیتا اور اس ماہ میں ان کو جنگ کی اجازت دے دیتا۔ اور اگر اس کے بعد کے مہینے میں بھی جنگ جاری رکھنے کی ضرورت ہوتی تو پھر اس ماہِ رجب کو رمضان میں ڈال دیا جاتا۔ غرض سال بھر میں کوئی چار ماہ اپنی مرضی کے مطابق حرمت والے قرار دے دیے جاتے۔ بعض وقت جنگ میں اس قدر طوالت ہوتی کہ بارہ ماہ مسلسل جنگ میں گزارنے کی ضرورت ہوتی تو سال میں سولہ ماہ قرار دے کر آخر کے چار ماہ کو حرمت والے ماہ سمجھ لیتے۔ اور اس طرح مذہب عقلمندوں کے لیے کاربراری کا آلہ بن گیا تھا۔ ایسی حالت میں دوسرا قبیلہ جس کے مقابل یہ لوگ صف آرا ہوتے۔ بعض وقت غلطی میں مبتلا ہو جاتا کہ اب تو حرمت والا مہینہ آرہا ہے اس میں جنگ نہ ہوگی۔ اور یہ اچانک ان پر حملہ کر دیتے۔ اور اگر دوسرا بھی انھیں کے جیسا عقلمند ہوتا تو پھر وہ بھی ان سے انھیں کی طرح چالیں چلتا۔ اور بے ایمانیوں کا ایک تانتا بندھ جاتا۔ (از روح المعانی و منتہی الارب ملخصاً)

(احمد محمودی)

Marfat.com

زیادتی ہی ہے[1]۔ کہ اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں جنھوں نے (نعماتِ خداوندی کی) قدر نہیں کی کہ ایک سال اس (ماہ) کو حلال بنا لیتے ہیں اور ایک (دوسرے) سال اسی (ماہ) کو حرام بنا دیتے ہیں کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے (مہینوں) کی (صرف) تعداد میں موافقت کر لیں۔ (اور نتیجہ اور مقصد یہ ہوتا ہے) کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو حلال کر لیں

ابن ہشام نے کہا کہ یواطئوا (کے معنے) یوافقوا ہیں۔ مواطاۃ (کے معنی موافقۃ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں:۔

واطأتك على هذا الامواى وافقتك عليه

میں نے اس معاملے میں تیری موافقت کی۔

اور شعر میں جو الیطاء ہوتا ہے اس کے معنی بھی موافقت ہی کے ہیں اور وہ دو قافیوں کا ایک لفظ اور ایک جنس میں متفق ہونا ہے جس طرح عجاج کا قول ہے ـــ اور عجّاج کا نام عبد اللہ بن رُؤبۃ ہے جو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم بن مُرّ بن اُدّ بن طابخۃ بن الیاس بن مُضر بن نزار میں کا ایک شخص ہے۔ اس نے کہا ہے:۔

فِي أُثْعُبانِ الْمُنْجَنُونِ الْمُرْسَلِ

(پھر دوسرا مصرع کہا)

مَدَّ الْخَلِيجِ فِي الْخَلِيجِ الْمُرْسَلِ

رہٹ کے بہتے ہوئے پانی کے بہاؤ میں بھی وہی جوش و

[1] کہ حج کے لیے کعبۃ اللہ کے زائرین کے آنے جانے کے واسطے جو امن و امان عرب میں چند مہینوں کے لیے ہوتا تھا جس کے سبب وادیٔ غیر ذی زرع کے رہنے والوں کو اقسام کی تجارتی معاشی اور مذہبی سہولتیں اور برکات حاصل ہوتی تھیں اور زائرین کو روحانی ترقیات نصیب ہوتی تھیں ان سب کی شکر گزاری اور قدر دانی کو بالائے طاق رکھ کر صرف جذبۂ انتقام کے تحت ناجائز مواقع نکال کر ممنوعہ اوقات میں جنگ کی جاتی اور ملک کے عام نئی امن اور چین کو بھی برباد کر دیا جاتا۔ صرف اس لیے کہ دشمن پر غالب ہو جانے کا ایک موقع ہاتھ آگیا ہے۔ یہی وہ اسباب ہیں۔

Marfat.com

وسعت ہے جو ایک نہر میں دوسری نہر کے چھوٹنے (اور دونوں کے
ملنے سے) جوش و وسعت ہوتی ہے۔
(دونوں مصرعوں میں مرسل کا لفظ استعمال کیا ہے جو لفظاً و معناً ایک ہی ہے)
اور یہ دونوں بیتیں یعنے مصرعے اس کے ایک قصیدۂ بحر رجز کے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شخص جس نے عربوں میں مہینوں کی تاخیر
کا رواج ڈالا وہ قلمّس تھا۔ اس نے ان مہینوں میں سے جنھیں حلال ٹھہرا دیا
انھوں نے ان کو حلال ٹھہرا لیا اور اس نے ان میں سے جنھیں حرام ٹھہرا دیا
انھوں نے ان کو حرام ٹھہرا لیا۔ قلمّس کا نام حذیفہ بن عبد بن فقیم بن عدی
ابن عامر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ تھا۔ اس کے بعد
اس کا بیٹا عبّاد بن حذیفہ اس کام پر اس کا قائم مقام ہوا۔ پھر اس کے بیٹے
عباد کے بعد قلع بن عباد قائم ہوا۔ قلع کے بعد امیّہ بن قلع امیہ کے بعد
عوف بن امیہ عوف کے بعد ابو ثمامہ جنادہ بن عوف اور یہ ان سب میں کا
آخر تھا اور اسلام نے اس کے اعمال کی مخالفت کی۔ عرب کی حالت یہ تھی
کہ جب وہ حج سے فارغ ہوتے تو جنادہ بن عوف کے پاس جمع ہوتے اور
وہ چاروں حرمت والے مہینوں رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم کو حرمت
والے قرار دیتا اور جب چاہتا کہ ان میں سے کسی ماہ کو حلال قرار دے تو
کسی ماہ مثلاً محرم کو حلال قرار دیتا اور اس کا اعلان کرتا تو وہ سب کے سب
اسی کو حلال قرار دیتے اور اس کے بجائے کسی اور ماہ مثلاً صفر کو حرام قرار
دیتا تو وہ سب اسی کو حرام ٹھہرا لیتے کہ حرمت والے مہینوں کے شمار میں
مطابقت ہو جائے۔ پھر جب وہ (کسی مصلحت کے تحت) اس رائے سے
پلٹ جانا چاہتے تو وہ ان میں خطبہ دینے کھڑا ہو جاتا اور کہتا یا اللہ میں
نے دو صفروں میں سے ایک صفر کو یعنے پہلے صفر کو یعنے محرم کو ان کے
لیے حلال کر دیا اور دوسرے مہینے کو آنے والے سال کے لیے پیچھے کر دیا۔

Marfat.com

اسی بارے میں عُمَیر بن قیس جُذَل الطّعان جو بنی فراس بن غنم بن ثعلبۃ بن مالک بن کنانہ میں کا ایک شخص ہے۔ مہینوں کو تمام عرب کے لئے پیچھے ہٹا دینے پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

لَقَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ أَنَّ قَوْمِي

كِرَامُ النَّاسِ أَنَّ لَهُمْ كِرَامَا

اس بات کو قبیلہ مَعَدّ یقینی طور پر جانتا ہے کہ میری قوم لوگوں میں بڑی عزّت والی ہے اور اس کے (اخلاف بھی) عزت والے ہی ہیں۔

فَأَيَّ النَّاسِ فَاتُونَا بِوِتْرٍ

وَأَيَّ النَّاسِ لَمْ نُعْلِكْ لِجَامَا

جس سے ہمیں انتقام لینا ہے وہ کون لوگ ہیں (ذرا) ہمارے سامنے تو آئیں۔ اور کون لوگ ہیں جن کو ہم نے لگام (دے کر روک) نہ دیا ہو۔

أَلَسْنَا النَّاسِئِينَ عَلَى مَعَدٍّ

شُهُورَ الْحِلِّ نَجْعَلُهَا حَرَامَا

کیا ہم وہی (لوگ) نہیں جو (قبیلہ) مَعَدّ کے لیے (مہینوں کو مقدم) موخر کرتے رہتے ہیں (اور) حلال مہینوں کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ حرمت والے مہینوں میں کا پہلا مہینہ محرم ہے۔

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا (جب ابرہہ کے خط کا ذکر عربوں میں مشہور ہوا تو بنی فقیم میں کا ایک) کنانی شخص اپنی جگہ سے نکل کر اس کلیسا میں پہنچا اور (قضائے حاجت کے لیے) اس میں بیٹھا۔

ابن ہشام نے کہا یعنی اس نے اس میں حدث کی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور پھر چل نکلا اور اپنی سرزمین میں پہنچ گیا۔ ابرہہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے دریافت کیا کہا یہ کام کس نے کیا ہے اس کو خبر دی گئی کہ یہ کام عربوں میں کے ایک ایسے شخص کا ہے جو اس گھر کے پاس رہنے والے ہیں۔ جس کے حج کے لیے عرب مکے جاتے ہیں۔ کیونکہ جب اس نے تیری یہ بات سنی کہ میں عربوں کے عزائم حج کو اس کی جانب پھیر دوں گا" تو وہ غصے میں آگیا اور اس غصے کی حالت میں آکر اس میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھ گیا یعنی اس کا مطلب یہ بتانا تھا کہ وہ کلیسا اس حج کا سزاوار نہیں (بلکہ اس قابل ہے کہ اس میں قضائے حاجت کی جائے)۔ پھر تو ابرہہ کو غصہ آگیا اور اس نے قسم کھالی کہ وہ ضرور اس گھر یعنی بیت اللہ کی جانب جائے گا اور اس کو گرا دے گا۔

اس کے بعد اس نے حبشیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ وہ بہت کچھ ساز و سامان فراہم کر کے تیار ہو گئے اور اس نے اپنے ساتھ وہ مشہور ہاتھی بھی لے لیا جس کا ذکر آگے آئے گا اور مکے کی طرف چلا۔ جب عربوں نے یہ خبر سنی اس کو بہت اہم معاملہ خیال کیا اور یہ خبر سن کر بے چین ہو گئے۔ اور جب انھوں نے سنا کہ وہ خدا کے گھر کعبے کو گرا دینا چاہتا ہے تو اس سے جہاد کرنا اپنا فرض خیال کیا۔ آخر اس کے مقابلے کے لیے ذو نفر نامی ایک شخص تیار ہوا جو یمن کے سربرآوردہ لوگوں اور بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے اپنی قوم کو اور عرب کے ان تمام لوگوں کو جنھوں نے اس کی بات مانی بلوایا تاکہ ابرہہ سے جنگ کریں اور بیت اللہ الحرام اور اس کے گرانے اور اس کے برباد کرنے کے اس ارادے کے خلاف جہاد کریں۔ اس دعوت کے قبول کرنے کو جو تیار تھے انھوں نے قبول کیا (اور اس کے ساتھ ہو گئے)۔ پھر یہ اس کے مقابل صف آرا ہوا۔

Marfat.com

اور جنگ کی ۔ ذونَفر اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی ۔ ذونَفر گرفتار کرلیا گیا ۔ اور قیدی بنا کر ابرہہ کے پاس لایا گیا ۔ جب اس نے اس کو قتل کرنا چاہا تو ذونَفر نے اس سے کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجئے ۔ ممکن ہے کہ میرا آپ کے ساتھ رہنا میرے قتل کرنے سے بہتر ہو اس لیے اس نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اپنے پاس سخت قید میں رکھا کیونکہ ابرہہ ایک حلیم شخص تھا ۔ پھر ابرہہ جس ارادے سے نکلا تھا اس کی تکمیل کے لیے بڑھتا چلا ۔ جب وہ سرزمین خثعم میں آیا نفیل بن حبیب خثعمی خثعم کے دونوں قبیلوں شہران اور ناہس اور عرب کے قبیلوں میں سے جو لوگ اس کے ساتھ ہوئے ان سب کو لے کر اس کی راہ روک لی اور اس سے جنگ کی ۔ ابرہہ نے اسے بھی شکست دی اور نفیل کو بھی قید کرلیا گیا ۔ جب وہ اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو نفیل نے اس سے کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجئے کہ میں سرزمین عرب میں آپ کا رہنما بن سکتا ہوں ۔ اور یہ میرے دونوں ہاتھ خثعم کے دونوں قبیلوں شہران اور ناہس کے مقابلے میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے کام آئیں گے آخر اس نے اسے چھوڑ دیا اور یہ اس کی رہنمائی کرتا ہوا چلا ۔ یہاں تک کہ جب وہ طائف سے گزرا تو مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، بنی ثقیف کے چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آیا ۔ اور ثقیف کا نام قسی بن المنبیت بن منبہ بن منصور بن یقدم بن افصی بن دعمی بن ایاد ابن نزار بن معد بن عدنان ہے ۔ امیہ بن ابی الصلت ثقفی نے کہا ہے :-

قَوْمِیْ إِیَادٌ لَوْ أَنَّهُمْ[1] أُمَمٌ

أَوْ لَوْ أَقَامُوا فَتُهْزَلَ النَّعَمُ

قبیلہ بنی ایاد سب کا سب میری ہی قوم ہے کاش وہ ایک دوسرے

[1] (ب ج د تینوں نسخوں میں "لو" ہے لیکن نسخہ (الف) میں "لہ" ہے جس کا کوئی مناسب مفہوم سمجھ میں نہیں آتا ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کے پاس پاس سکونت پذیر رہتے (اور ترک وطن کر کے حجاز سے عراق کی جانب اس لیے نہ چلے گئے ہوتے کہ ان کے جانوروں کے لیے حجاز کے میدان تنگ ہو گئے تھے) یا کاش وہ اپنے وطن ہی میں رہتے خواہ ان کے جانور (مقام کی تنگی اور چارے کی قلت کے سبب) لاغر اور کمزور ہی ہو جاتے۔

قَوْمٌ لَهُمْ سَاحَةُ الْعِرَاقِ إِذَا
سَارُوا جَمِيعاً وَالْقِطُّ وَالْقَلَمُ

وہ ایسی قوم تھی کہ اگر وہ سب کے سب مل کر جاتے تو عراق کا میدان اور کاغذ و قلم (سب) انھیں کا ہوتا (یعنے وہاں حاکمانہ حیثیت سے رہتے۔)

قط کے معنے چک، رقعہ، پرزہ چٹھی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عجل لنا قطنا ہمیں ہمارا نوشتۂ تقدیر یا نامۂ اعمال جلد دے دے۔ ابن اسحٰق نے کہا۔ اور امیۃ بن ابی الصّلت نے یہ بھی کہا ہے:-

فَإِمَّا تَسْأَلِي عَنِّي لُبَيْنَى[1]
وَعَنْ نَسَبِي أُخَبِّرْكِ الْيَقِينَا

اے لُبینیٰ اگر تو مجھ سے میرے نسب کے متعلق دریافت کرے تو میں تجھے (ایک ایسی) یقینی خبر سناؤں گا (جس میں کچھ شک و شبہہ نہ ہو۔)

[1] نسخۂ (الف) میں لبینا الف سے لکھا ہے (ب ج د) میں لبینیٰ کا رسم الخط یا سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

فَإِنَّا لِلنَّبِيتِ أَبِي قَسِيٍّ

لِمَنْصُورِ بْنِ يَقْدُمَ الْأَقْدَمِينَا

ہم ابو قسی نبیت (اور) منصور بن یقدم (جیسے) قدیم (مشہور) لوگوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام نے کہا ثقیف کا نام قسی بن منبہ[1] بن بکر بن ہوازن بن منصور ابن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔ اور پہلی دو بیتیں اور آخری دو بیتیں امیہ ہی کے دو قصیدوں میں کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی ثقیف کے لوگوں نے ابرہہ سے کہا اے بادشاہ! ہم آپ کے غلام فرماں بردار اور مطیع ہیں۔ ہمیں آپ سے کوئی اختلاف نہیں اور یہ ہمارا گھر اللات وہ گھر نہیں ہے جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں آپ کا قصد تو اس گھر کا ہے جو مکے میں ہے۔ ہم آپ کے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں گے جو اس کی جانب آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اللات طائف میں ان لوگوں کا ایک گھر تھا جس کی وہ لوگ ویسی ہی عظمت کیا کرتے تھے جس طرح کعبے کی تعظیم کی جاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابو عبیدہ نحوی نے ضرار بن الخطاب الفہری کا ایک شعر سنایا:۔

وَفَرَّتْ ثَقِيفٌ إِلَى لَاتِهَا

بِمُنْقَلَبِ الْخَائِبِ الْخَاسِرِ

اور بنی ثقیف اپنے لات (نامی بت خانے) کی

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جانب محروم نقصان رسیدہ حالت میں بھاگے۔
یہ شعر اس کے اشعار میں کا ہے۔ آخر وہ انھیں بھی چھوڑ کر آگے بڑھا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ انھوں نے اس کے ساتھ ابو رِغال کو بھیجا کہ مکے کی جانب اس کی رہنمائی کرے۔ ابرہہ ابو رِغال کو ساتھ لیے ہوئے نکلا یہاں تک کہ ابو رِغال نے اسے مُغمَّس تک پہنچا دیا اور اسے وہاں پہنچا کر مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد عربوں نے اس کی قبر پر پتھر برسائے اور لوگ مقام مغمّس میں جس قبر کو پتھر مارا کرتے ہیں وہ اسی کی قبر ہے۔
جب ابرہہ مُغمَّس[1] میں اترا تو اس نے حبشیوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام اسود بن مقصود تھا اپنے سواروں کے ایک دستے پر سردار بنا کر روانہ کر دیا وہ مکہ تک جا پہنچا اور تہامہ والے قریش وغیرہ کے اونٹ ہانک لے گیا۔ انھیں میں عبدالمطلب بن ہاشم کے دو سو اونٹ بھی اس کے ہاتھ لگے۔ عبدالمطلب ابن ہاشم اس وقت قریش میں ان کے بڑے سردار مانے جاتے تھے۔ اس لیے قریش، کنانہ، ہذیل اور جو جو اس حرم محترم میں رہتے تھے سبھوں نے اس سے جنگ کا ارادہ کیا لیکن بعد مشورہ انھیں یقین ہو گیا کہ ان میں اس سے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ آخر انھوں نے اس خیال کو چھوڑ دیا۔ ابرہہ نے حُناطۃ الحمیری کو، مکہ کی جانب روانہ کیا اور اس سے کہا کہ اس شہر کے سردار اور بلند رتبہ شخص سے دریافت کر لینا اور اس سے کہنا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ میں تم سے جنگ کرنے کیلیے نہیں آیا ہوں میں صرف اس گھر کو گرانے آیا ہوں اور اگر تم لوگوں نے اس کی مدافعت میں ہم سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا تو تمھارا خون بہانے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ اگر وہ مجھ سے جنگ کرنا نہ چاہے تو اس کو میرے پاس لانا۔
پھر جب حُناطہ مکہ میں داخل ہوا تو دریافت کیا کہ قریش کا سردار اور

[1] مکۂ معظمہ سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔ (از سہیلی احمد محمودی)
[2] (ب ج د) تینوں نسخوں میں فان لم تعرضوا ہے اور نسخۂ (الف) میں کاتب نے تحریف کر دی ہے۔ اور "لم تعرضوا" نون عین زائے ہوز اور ضاد معجمہ لکھ دیا ہے (احمد محمودی)

Marfat.com

ان میں کا بلند رتبہ شخص کون ہے۔ اس سے کہا گیا وہ عبد المطلب بن ہاشم ہیں۔ وہ آپ پاس آیا اور ابرہہ نے جو کچھ اسے حکم دیا تھا آپ سے بیان کیا۔ عبد المطلب نے اس سے کہا خدا کی قسم ہم اس سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہم میں اس سے مقابلے اور جنگ کی طاقت ہے۔ یہ اللہ کا اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا عظمت والا گھر ہے۔ یا اسی طرح کے الفاظ[1] فرمائے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس گھر کی ابرہہ سے حفاظت کرے تو وہ اس کا گھر ہے اور اس میں اسکی عظمت ہے۔ اور اگر اس نے اس گھر اور ابرہہ کے درمیان راستہ صاف کر دیا (بیچ میں کوئی مزاحمت نہ ڈالی) تو خدا کی قسم ہمارے پاس بیت اللہ کو اس سے بچانے کی کوئی تدبیر نہیں۔ پس خناطہ نے کہا تو آؤ میرے ساتھ اس کے پاس چلے چلو کہ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں اس کے پاس لے جاؤں۔ تو عبد المطلب اس کے ساتھ (ہو) گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض لڑکے بھی تھے۔ حتیٰ کہ اس لشکر میں پہنچے۔ پھر وہاں (جانے کے بعد) ذو نفر کو دریافت فرمایا جو آپ کا دوست تھا۔ اور اس کے پاس پہنچے جو وہاں قید تھا۔ آپ نے اس سے کہا اے ذو نفر ہم پر جو آفت نازل ہوئی ہے اس سے چھوٹنے کی تیرے خیال میں کوئی تدبیر ہے۔ ذو نفر نے آپ سے کہا ایک ایسے شخص کے پاس کیا تدبیر ہو سکتی ہے جو کسی بادشاہ کے ہاتھوں میں گرفتار (اور اس امر کا) منتظر ہو کہ اسے صبح قتل کیا جاتا ہے یا شام۔ میرے پاس اس آفت کے متعلق جو آپ پر آپڑی ہے کوئی تدبیر نہیں مگر ہاں اتنا ضرور ہے کہ انیس نامی فیل بان میرا دوست ہے۔ میں اس کے پاس کہلا بھیجوں گا اور آپ کے متعلق اس سے سفارش کروں گا۔ اور آپ کی عظمت اسے بتاؤں گا اور استدعا کروں گا کہ آپ کے لیے بادشاہ کے

---

[1] راوی اپنے ان الفاظ سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ عبد المطلب نے جو الفاظ اس وقت کہے راوی کو وہ پورے پورے یاد نہیں اس لیے روایت بالمعنی کی جا رہی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

پاس باریابی کی اجازت حاصل کرے۔ پھر آپ خود جو مناسب[1] سمجھیں اس سے گفتگو کریں اور اگر اس کو اس بات کا موقع مل گیا تو وہ اس کے پاس آپ کے لیے مناسب سفارش بھی کرے گا۔ آپ نے فرمایا بس میرے لیے اسی قدر کافی ہے۔ پھر ذونفر نے انیس کے پاس کہلا بھیجا کہ عبدالمطلب قریش کے سردار ہیں اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی[2] ہیں۔ وہ شہر میں شہریوں کو کھانا کھلاتے ہیں تو بیرونِ شہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ ان کے دو سو اونٹ گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ان کے لیے بادشاہ کے پاس باریابی کی اجازت حاصل کرو۔ اور اس کے پاس آپ کو جو نفع پہنچایا جا سکتا ہو پہنچاؤ۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر انیس نے ابرہہ سے گفتگو کی تو اس نے اس سے کہا بادشاہ (جہاں پناہ!) یہ قریش کے سردار اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ شہر میں شہریوں کی ضیافت کرتے ہیں تو بیرونِ شہر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ انھیں آپ اپنے پاس باریابی کی اجازت دیں کہ وہ اپنی کسی حاجت میں آپ سے گفتگو کریں۔ راوی نے کہا کہ ابرہہ نے آپ کو باریابی کی اجازت دی۔ اور عبدالمطلب ان تمام لوگوں میں بہت وجیہ اور خوبرو اور

---

[1] (ب ج د) تینوں نسخوں میں فتکلمه ما بدا لك ہے جس کے معنی میں نے ترجمے کے متن میں لکھے ہیں لیکن نسخۂ (الف) میں فیکلمه ما بدا لك ہے اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ آپ کی مرضی کے موافق وہ اس سے گفتگو کرے لیکن اول الذکر نسخہ مرجح ہے اس لیے کہ اس کے بعد "فیشفع لك عنده بخیر ان قدر علی ذلك" ہے اور نسخہ دوم کے لحاظ سے بعد کی عبارت تاکید ہو جائے گی اور نسخہ اول کے لحاظ سے تاسیس اور تاسیس تاکید پر مرجح ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج د) میں صاحب عین مکه ہے اور (ب) میں صاحب عیر مکه ہے یعنی مکے سے جو اونٹ گرفتار کر کے لائے گئے ہیں اس کے مالک ہیں۔ یہاں بھی نسخۂ اول الذکر مرجح ہے کیونکہ اس کے بعد آ رہا ہے وقد اصابه له الملك مائتی بعیر جو بصورتِ اول تاسیس اور بصورتِ ثانی تاکید ہوگی۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

عظمت دا ہے تھے۔ جب آپ کو ابرہہ نے دیکھا، آپ کے جلال و عظمت[1] سے متاثر ہوا اور خود تخت پر بیٹھا رہ کر آپ کو اپنے سے نیچے بٹھانا آپ کی عظمت کے خلاف سمجھا اور یہ بات بھی پسند نہ کی کہ حبشی آپ کو اس کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوا دیکھیں۔ اس لیئے ابرہہ تخت سے اتر پڑا اور فرش پر آ بیٹھا اور آپ کو اپنے ساتھ اسی فرش پر اپنے بازو بٹھالیا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہ کہ آپ اپنی حاجت بیان کریں۔ ترجمان نے آپ سے وہی کہا تو عبدالمطلب نے کہا میری حاجت صرف یہ ہے کہ بادشاہ میرے دو سو اونٹ مجھے واپس کر دے جو اس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ جب آپ نے اس سے یہ کہا تو ابرہہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ وہ آپ سے کہے کہ جب میں نے تمھیں دیکھا تو تم سے مرعوب ہو گیا لیکن جب تم نے مجھ سے گفتگو کی تو افسوس تم میری نظروں سے گر پڑے۔ کیا تم مجھ سے اپنے دو سو اونٹوں کے لیے کہتے ہو جو میرے پاس پکڑے آئے ہیں؟ اور تم نے اس گھر کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے جو تمھارا اور تمھارے باپ دادے کا دین (و قبلہ) ہے؟ جس کے گرانے کے لیے میں آیا ہوں تم اس کے لیے کچھ نہیں کہتے؟ عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں (مجھے ان کی فکر ہے) اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے۔ وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ اس نے کہا کہ وہ مجھ سے کیا بچائے گا۔ انھوں نے کہا تم جانو اور وہ جانے لیکن بعض اہلِ علم کا یہ خیال بھی رہا ہے کہ جب ابرہہ نے حناطہ کو بھیجا تو یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ جو اس وقت بنی بکر کا سردار تھا اور خویلد بن واثلۃ ہذلی جو بنی ہذیل کا سردار تھا دونوں کے ساتھ عبدالمطلب بھی گئے تھے اور ابرہہ سے کہا کہ اگر وہ بیت اللہ کو نہ گرائے تو تہامہ کی تہائی آمدنی دی جائے گی لیکن اس نے ان کی شرط کے ماننے سے انکار کر دیا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ ایسا ہوا تھا یا نہیں۔

ابرہہ نے عبدالمطلب کے وہ اونٹ واپس کر دیے جس پر وہ قابض

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہوگیا تھا۔ پھر جب وہ اونٹ اس کے پاس سے واپس وصول ہو گئے تو عبدالمطلب بھی قریش کی طرف لوٹ آئے۔ اور انھیں اس واقعے کی خبر دی۔ اور لشکر کی غارت گری کے خوف سے انھیں مکہ سے نکل جانے اور پہاڑوں کی بلندیوں اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہونے کا حکم دیا۔ پھر عبدالمطلب اٹھے اور کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اللہ (تعالیٰ) سے دعا کی اور ابرہہ اور اس کے لشکر کے مقابل اس کی امداد کے طلبگار ہوئے اور اس وقت آپ کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ عبدالمطلب نے اس حال میں کہ وہ حلقۂ درِ کعبہ پکڑے ہوئے تھے کہا:۔

لَاهُمَّ إِنَّ الْعَبْدَ يَمْـ
ـنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ حِلَالَكَ[1]

یا اللہ بندہ اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے حرم کے رہنے والوں کی (یا اپنی سواری کی یا اپنی سواری کے سامان کی) حفاظت فرما۔

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيبُهُمْ
وَمِحَالُهُمْ غَدْوًا مِحَالَكَ[2]

ان کی صلیب اور ان کی قوتیں کل صبح تیری قوتوں پر غالب نہ ہو جائیں۔

---

[1] الحلال مرکب من ھی اکب النساء (یعنی حلال بالکسر مرکبے است زنانرا ومتاع پالان شتر (منتہی الارب) حلال بکسر الحاء القوم المجتمعون یرید بھم سکان الحرام (خثنی)

[2] نسخہ (الف) میں "عدوا" باعین مہملہ لکھا ہے جس کے معنی صبح کے بجائے دشمن کے ہوں گے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

إِنْ كُنْتَ تَارِكَهُمْ وَقِبْ

لَتَنَافَأَمْرٌ مَا بَدَا لَكَ

اگر تو ہمارے قبلے کو اس کی حالت پر اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دے (اور دیچ بچاؤ نہ کرے تو تجھے اختیار ہے) جو تجھے مناسب معلوم ہو (کر)۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی نے یہ شعر کہے:۔

لَاهُمَ اَخْزِ الْاَشْوَدَيْنِ مَقْصُوْدْ

اَلْآخِذَ الرَّبِيْئَةَ فِيْهَا التَّقْلِيْدْ

یا اللہ اَشود بن مقصود کو ذلیل و خوار کر جس نے ایسے سوا اونٹ پکڑ لیے ہیں جن میں تیری قربانی کے قلادہ بند اونٹ بھی تھے۔

بَيْنَ حِرَاءٍ وَثَبِيْرٍ فَالْبِيْدْ

يَحْبِسُهَا وَهِيَ أُوْلَاتُ التَّطْرِيْدْ

جو کوہ حرا اور کوہ ثبیر کی درمیانی وادیوں اور جنگلوں میں آزادی کے ساتھ پھرنے والے اونٹوں کو باندھ رکھتا ہے۔

فَضَمَّهَا إِلَى لَطَمَاطِمٍ سُوْدْ

أَخْفِرْهُ يَا رَبِّ وَأَنْتَ مَحْمُوْدْ

پھر اس نے ان اونٹوں کو (اپنے) بے دین کالے چہرے والے

Marfat.com

عجمی (لشکر) میں پکڑ رکھا۔ پروردگار! تو (ہر طرح) قابلِ حمد و ستایش ہے۔
تو اسے بے پناہ (تباہ و برباد) کردے۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ (اشعار) ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ وطماطم کے معنے اعلاج کے ہیں یعنی عجمی بے دین کافر یا اونچا پورا دیو صفت انسان۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عبدالمطلب نے حلقۂ در کعبہ چھوڑ دیا اور وہ اور ان کے ساتھی قریش پہاڑوں کی بلندی کی جانب چلے گئے۔ اور وہاں پناہ گزیں ہو کر انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں ابرہہ مکہ میں داخل ہو کر اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو ابرہہ مکہ میں داخل ہونے کے لیے خود بھی تیار ہوا اپنے ہاتھی اور اپنے لشکر کو بھی تیار کیا۔ اور اس کے ہاتھی کا نام محمود تھا۔

ابرہہ بیت (اللہ) کے گرانے اور پھر یمن واپس ہو جانے کا پکا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر جب ان لوگوں نے اس ہاتھی کا رخ مکہ کی جانب کیا تو نفیل بن حبیب (خثعمی)[1] آیا اور اس ہاتھی کے بازو کھڑا ہو گیا۔ اور اس کا کان پکڑ کر کہا محمود بیٹھ جا یا جدھر سے تو آیا ہے اُدھر سیدھے واپس ہو جا۔ کیونکہ تو اللہ تعالےٰ کے عظمت و حرمت والے شہر میں ہے۔ پھر اس نے اس کا کان چھوڑ دیا۔ ہاتھی بیٹھ گیا اور نفیل بن حبیب تیزی سے وہاں سے نکل کر پہاڑ پر چلا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ہاتھی کو بہت مارا کہ اُٹھے مگر وہ نہ اٹھا۔ انھوں نے اس کے سر پر تبر مارے کہ اٹھے پر نہ اٹھا۔ انھوں نے اس کے پیٹ کے چمڑے میں آنکس گھسا دیے اور اُسے

---

[1] یہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)
[2] نسخۂ (ب)
[3] نسخۂ (الف ج) میں وارجع ہے اور نسخہ (ب د) میں اوارجع ہے۔ نسخۂ دوم مرجع ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ بیٹھ جا یا واپس ہو جا اور نسخۂ اول کے لحاظ سے معنی یہ ہوں گے کہ بیٹھ جا اور واپس ہو جا جس کو صحیح بنانے کے لیے تاویلات درکار ہیں کیونکہ واپسی کے لیے بیٹھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

خون آلود کر دیا کہ اُٹھے پر نہ اٹھا۔ پھر اس کا رُخ یمن کی جانب پھیرا تو اُٹھ کر بھاگنے لگا۔ پھر اس کا رُخ شام کی سمت کر دیا۔ پھر بھی وہ دوڑتا رہا پھر اس کا مُنہ مشرق کی طرف کیا گیا اُس طرف بھی وہ تیز چلتا رہا لیکن جب اس کا رخ مکہ کی جانب کیا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔

آخر اللہ تعالےٰ نے ان پر ابابیل اور بلسان[1] کے مشابہ پرند بھیجے ان میں کے ہر پرند کے ساتھ تین تین کنکر تھے جن کو وہ اٹھائے ہوئے تھا ایک کنکر اس کی چونچ میں اور دو اس کے دونوں پیروں کے پنجوں میں۔ یہ کنکر چنے اور مسور کے جیسے تھے یہ ان میں سے جس کسی پر گرتا وہ ہلاک ہو جاتا۔ لیکن ان میں سبھوں پر یہ آفت نہیں آئی۔ بلکہ ان میں سے بعض جو بھاگ[2] نکلے وہ اس راستے پر تیزی سے چلے جا رہے تھے جدھر سے وہ آئے تھے اور نفیل بن حبیب کو دریافت کرتے جا رہے تھے۔ تاکہ وہ انھیں یمن کی جانب رہنمائی کرے۔ جب نفیل نے خدائے تعالیٰ کے آتارے ہوئے اس عذاب کو دیکھا تو کہا:۔

---

[1] بلسان کے معنی لغات میں تو ایک درخت کے لکھے ہیں جس کا تیل بہت منافع رکھتا ہے کسی جانور کے معنی تو لکھے نہیں البتہ بلشون ایک لفظ ہمیں لغت میں ملا ہے جس کے معنی منتہی الارب میں بوتیمار لکھے ہیں اور قطر المحیط میں لکھا ہے کہ وہ لمبی گردن، لمبے بازوؤں، لمبی ٹانگوں والا ایک آبی جانور ہے جو مچھلیوں کو بہت صفائی سے نگل جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہی بلشون کتابت کی غلطی میں بلسان ہو گیا ہو۔ ورنہ بلسان ہمارے علم میں تو کسی جانور کا نام نہیں۔ حالانکہ (الف ب ج۔د) چاروں نسخوں میں بلسان لکھا ہے اور نسخہ (ب) کے حاشیے پر ابن عباس کی ایک روایت بھی لکھی ہے جس میں بعث اللہ الطیر علی اصحاب الفیل کالبلسان ہی ہے۔ صرف ایک ابو ذر کی روایت نقل کی ہے جس میں بلشون کا لفظ آیا ہے۔
واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ (الف) میں وجھوا ھاربین ہے اور (ب ج د) میں خرجوا ھاربین جس کے معنے بھاگ نکلے ہیں۔ دوسرا نسخہ مرجح ہے۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

أَيْنَ الْمَفَرُّ وَالْإِلٰهُ الطَّالِبُ

وَالْأَشْرَمُ الْمَغْلُوبُ لَيْسَ الْغَالِبُ

(مجرموا ب) بھاگ نکلنے کی جگہ کہاں کہ (قہر) خدا تمھاری تلاش میں (تمھارے پیچھے لگا) ہے اور وہ اَشرم یعنے ابرہہ جو مغلوب ہوچکا (اب پھر کبھی) غلبہ نہ پاسکے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "لیس الغالب" یعنے جو شعر اوپر ذکر کیا گیا جس کے آخر میں لیس الغالب کے الفاظ ہیں ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ نفیل نے یہ شعر بھی کہے ہیں:-

أَلَا حَيِّيَتِ عَنَّا يَا رُدَيْنَا

نَعِمْنَا كُلَّمَ مَعَ الْإِصْبَاحِ عَيْنَا

ہاں اے رُدَینا ہماری جانب سے تجھے سلام (یا دعائے زندگی) پہنچے اور تم لوگوں کی سلامتی سے ہماری آنکھیں صبح سویرے ٹھنڈی ہوں یعنی خوشی نصیب ہو۔

رُدَيْنَا[1] لَوْ رَأَيْتِ فَلَا تَرَيْهِ

لَدَى جَنْبِ الْمُحَصَّبِ مَا رَأَيْنَا

رُدَینا کاش تو وہ منظر دیکھتی خدا کرے کہ تو وہ منظر کبھی نہ دیکھے جو ہم نے

[1] نسخۂ (ب۔ج۔د) میں رُدَینا الف سے لکھا ہے لیکن نسخۂ (ابن ہشام) میں ردینہا ہائے ہوز سے لکھا ہے اور اس پر بحث بھی دیا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد تیموری)

Marfat.com

وادیٔ مُحَصَّب کے بازو اس کے پاس ہی دیکھا۔

إِذْ أَلْعَذَرَتْنِي وَحَمَلَتْ أَمْرِي

وَلَمْ تَأْمَنِّي عَلَى مَا فَاتَ بَيْنَنَا

اگر وہ منظر دیکھتی تو تو مجھے (اپنے سے جدا ہونے پر) معذور سمجھتی اور میرے کام کی تعریف کرتی اور ہماری آپس کی جدائی پر غم نہ کھاتی۔

حَمِدْتُ اللّٰهَ إِذْ أَبْصَرْتُ طَيْرًا

وَخِفْتُ حِجَارَةً تُلْقَى عَلَيْنَا

جب میں نے پرندوں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا (کہ امداد الٰہی پہنچ گئی اگرچہ) جو پتھر ہم پر (یعنی ہمارے ساتھیوں پر) پڑ رہے تھے ان سے میں ڈر رہا بھی تھا۔ (یا جب تو ان پرندوں کو دیکھتی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی اگرچہ جو پتھر ہم پر پڑ رہے تھے اس سے ڈر بھی جاتی)

وَكُلُّ الْقَوْمِ يَسْأَلُ عَنْ نُفَيْلٍ

كَأَنَّ عَلَيَّ لِلْحَبَشَانِ دَيْنًا

قوم کا ہر فرد نفیل ہی کو دریافت کر رہا تھا کہ اس سے واپسی کا راستہ پوچھے) گویا حبشیوں کا مجھ پر کوئی قرض تھا۔

پھر رات کی حالت یہ ہوئی کہ وہ وہاں سے نکلے تو یہی گرراتے میں ہر ایک مقام پر گرتے پڑتے اور پھر بنگھٹ (ندی نالے) پر ہلاکت کے مقامات میں مرتے کھپتے ابرہہ کے جسم پر بھی آفت آئی سب کے سب اس کو اپنے ساتھ لے کر

Marfat.com

اس حالت سے نکلے کہ اس کی ایک ایک انگلی سڑ سڑ کر گرتی جاتی تھی اور جب اس کی کوئی انگلی گرتی اس کے بعد اس میں مواد آجاتا اور پیپ اور خون جاری رہتا۔

حتیٰ کہ جب اس کو صنعاء میں لائے تو اس کی حالت پرند کے چوزے[1] کی سی تھی اور بعض روایات کے موافق مرنے سے پہلے اس کا سینہ پھٹ کر اس کا دل باہر نکل آیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا کہ سرزمین عرب میں چیچک اور کنکر تپھرا اسی سال پہلی بار نظر آئے اور اسی سال پہلے پہل عرب میں بدمزہ و ناگوار پودے اسپند[2] اندراین اور آکھ[3] کی قسم کے دیکھے گئے۔ ابن اسحٰق نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو یہ واقعہ اصحاب فیل بھی ان متعدد واقعات میں سے ایک تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنی ان نعمتوں میں سے شمار فرمایا ہے جن سے اس نے انھیں برتری دی کہ اس نے حبشیوں کی حکومت کو ان پر سے دفع فرما دیا تاکہ قریش کے زمانۂ اقبال اور ان کی حکومت کو بقائے دراز حاصل ہو۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا:-

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ

(اے میرے محبوب بندے) کیا تو نے (کبھی اس نعمت کا) خیال نہیں کیا کہ تیری پرورش کرنے والے نے (تیری ترقیوں کی خاطر) ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا (سخت) برتاؤ کیا؟

---

[1] اعضاء کے یکے بعد دیگرے جھڑتے جانے کی وجہ سے گوشت کا ایک لوتھڑا سا رہ گیا تھا۔ (احمد محمودی)

[2] یہ ایک بدمزہ دو دھیلا پودا ہے جس کو ہندی میں چرائل اور عربی میں حرمل کہتے ہیں۔

[3] یہ بھی ایک دو دھیلا پودا ہے جس کا ہندی نام مدار ہے اور اس کو اکو بھی کہتے ہیں اور فارسی میں خرک اور عربی میں عشر کہتے ہیں - (احمد محمودی از محیط اعظم)

Marfat.com

أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ

کیا ان کی مخالفانہ کارروائیوں کو رائگاں (یا مغلوب یا بے اثر[1]) نہیں کر دیا اور (کیا) ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرند نہیں بھیجے؟

تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ.

(کیا تو نے نہیں دیکھا) وہ انھیں پتھر اور گارے کے (بنے ہوئے یا سخت) روڑوں سے (اس قدر) مارے جا رہے تھے کہ انھیں بے ڈنٹھل پتوں (کے چورے) کی طرح کر دیا کہ (ان میں کے پھینکے دانے اور ڈنٹھل) کھا لیے گئے (ہوں اور انھیں پامالی کے لیے چھوڑ دیا گیا ہو کہ چورا ہو کر برباد ہو جائیں)۔ اور فرمایا[2]:

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ.

قریش کی الفت[3]۔ ان کی اس الفت کے سبب سے جو سرما اور گرما کے سفروں سے ہے[4] انھیں چاہیے کہ (تین سو ساٹھ بتوں کو چھوڑ کر)

۵۶

---

[1] یقال ضل الماء فی اللبن ای غلب بحیث لا یظهر اثره فی الماء (از منتہی الارب)

(احمد محمودی)

[2] نسخۂ (ب ج د) تینوں میں وقال ہے صرف نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] یا قریش کے اس اتحاد (و معاہدے) کے سبب جو سرما و گرما کے سفروں کے متعلق (انھیں دوسرے قبائل سے حاصل) ہے۔

[4] کہ سرما میں یمن کی جانب سفر کرتے ہیں اور وہاں کی گرمی کے سبب سرما کی تکلیفوں سے

Marfat.com

اس گھر کو (باقی رکھنے والے اور اسے عظمت و برتری عطا کرنے والے اور)
پروان چڑھانے والے کی پرستش کریں جس نے انھیں بھوک (اور فاقوں)
سے (بچاکر[1]) کھانا دیا! ور خوف (قتل و غارت) سے (بچاکر) انھیں
امن عنایت فرمایا[2] ۔ یعنی تاکہ (اللہ تعالیٰ) ان کی اس حالت کو جس پر وہ
(اب) ہیں اور اگر وہ اس (خدائے قدوس اور اس کے پیام) کو
قبول کرلیں تو جس بھلائی کا اللہ (تعالیٰ) ان کے ساتھ ارادہ رکھتا ہے
اس کو (کہیں) بدل نہ دے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابابیل کے معنی جماعتوں کے ہیں اور عرب نے اس کا واحد جس کو ہم جانتے ہوں کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور سجیل کے متعلق یونس نحوی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ——— بچ جاتے ہیں اور یمن کی تجارت سے مالا مال ہوکر آتے ہیں اور گرما میں شام کی جانب سفر کرتے ہیں اور وہاں کی تجارت سے خاطر خواہ نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ موسم گرما ایسے مقام پر گزارآتے ہیں جہاں خبر بھی نہیں ہوتی کہ گرما آیا بھی یا نہیں پھر تمام عرب میں لوٹ مار قتل اور غارت گری کے باوجود قریش کی جانب کوئی شخص ارادۂ بد سے آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھ سکتا بلکہ ہر شخص ان کی تعظیم و تکریم کرتا ہے کہ وہ بیت اللہ کے مجاورین ہیں اور ان کی خدمت کو ہر شخص اپنے لیے فخر سمجھتا ہے اور اس سبب سے تجارت میں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور جزیرۃ العرب کی تجارت اور جن تجارتوں کے لیے جزیرۃ العرب راستہ بنتا ہے ان تمام تجارتوں کا ٹھیکہ بلاشرکت غیرے قریش ۔ اور صرف قریش ۔ کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر ان حقیقی فائدوں کا انھیں صحیح احساس ہو اور اگر وہ یہ سمجھیں کہ یہ تمام منافع جو انھیں حاصل ہو رہے ہیں بیت اللہ کا صدقہ ہے تو (آگے ترجمہ پڑھئے)

۱؎ وہ فاقے جن میں وادی غیر ذی زرع مبتلا تھی کہ نہ ان کے لیے کہیں کوئی مستقل کھیتی تھی نہ پانی جنگلوں میں خانہ بدوش مارے مارے پڑے پھرتے تھے اور جہاں کہیں پانی نظر آتا وہیں ڈیرے ڈال دیتے ان تمام آفات سے خاص طور پر دعائے ابراہیمی کے طفیل انھیں محفوظ رکھ کر انھیں کھانے کے لیے (آگے ترجمہ پڑھئے)

۲؎ کہ حرم محترم میں جو شخص آجاتا وہ محفوظ مامون ہوجاتا اور اہل حرم اپنے تجارتی کاروبار کے لیے ہر طرف بے خوف و خطر جہاں چاہتے سفر کرتے ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور ابو عُبَیدہ نے مجھے خبر دی کہ اس کے معنی سخت کے ہیں رُؤبۃ بن العجاج نے کہا۔

وَمَسَّهُمْ مَا مَسَّ أَصْحَابَ الْفِيلْ ؛ تَرْمِيهِمُ حِجَارَةٌ مِنْ سِجِّيلْ
وَلَعِبَتْ طَيْرٌ بِهِمْ أَبَابِيلْ

ان لوگوں پر وہ آفتیں آئیں، جو ہاتھی والوں پر آئی تھیں (کہ پرند) انھیں پتھر اور گارے کے (بنے ہوے یا سخت) روڑوں سے مارے جارہے تھے اور پرندوں کی ٹکڑیوں نے انھیں کھیل بنالیا تھا۔

یہ اشعار اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کے ہیں۔ اور بعض مفسروں نے ذکر کیا ہے کہ وہ فارسی کے دو کلمے ہیں عربوں نے ان دونوں کو ایک کلمہ بنالیا ہے۔ وہ دونوں لفظ سنج (سنگ) اور جل (گِل) ہیں۔ سنج (سنگ) کے معنی پتھر ہیں اور جل (گِل) کے معنی کیچڑ گارے کے یعنی وہ روڑے انھیں دو جنسوں پتھر اور گارے سے بنے ہوئے تھے۔ اور عَصْف کے معنی زراعت کے ان پتوں کے ہیں جس میں ڈنٹھل نہیں اور اس کا واحد عَصْفَۃ ہے۔

(ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا) کہا کہ مجھ کو ابو عبیدہ نحوی[1] نے خبر دی کہ اس کو عُصافۃ اور عَصیفۃ بھی کہتے ہیں۔ اور عَلْقَمَہ بن عبدہ کا ایک شعر سنایا وہ عَلْقَمَہ جو بنی ربیعۃ بن مالک بن زید مَنَاۃ بن تمیم میں کا ایک شخص ہے۔

تَسْقِي مَذَانِبَ قَدْ مَالَتْ عَصِيفَتُهَا ؛ جُدُورُهَا[2] مِنْ أَتِيِّ الْمَاءِ مَطْعُومُ

نہریں (ایسے کھیت کو) سینچتی ہیں جس کے ڈنٹھل یا پتے جھک گئے ہیں اور اس کی منڈیریں پانی کی تیز رفتار کے سبب کٹ گئی ہیں

---

[1] ۔ خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد سہودی)

[2] ۔ (الف) حدور (ب) جذور (ج د) جدور تینوں نسخوں کے الفاظ سے مناسب معانی حاصل ہوتے ہیں لیکن مجھے آخری نسخہ مرجح معلوم ہوا۔ جدور کے معنی نشیبی زمین کے ہیں

Marfat.com

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ اور راجز نے کہا۔ ۵۷

فَصُيِّرُوا مِثْلَ كَعَصْفٍ مَأْكُولْ

انھیں ان بے ڈنٹھل پتوں کی طرح کر دیا گیا کہ (ان میں کے بھٹے اور دانے) ایسے گئے ہوں۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ اس بیت کی نحو (کے بارے) میں ایک (خاص) تفسیر[2] ہے۔ اور ایلاف قریش کے معنی ان کی اس الفت کے ہیں جو انھیں شام کی جانب تجارت کے لیے نکلنے سے تھی ان کے دو سفر ہوا کرتے تھے۔ ایک سفر سرما میں اور ایک گرما میں۔

ابن ہشام[3] نے ہمیں خبر دی کہ ابو زید انصاری نے کہا کہ عرب الفت الشیٔ الفا اور آلفتہ ایلافا ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں ہیں ذو الرمۃ کا شعر کسی نے مجھے سنایا ہے ۵۸

مِنَ الْمُؤْلَفَاتِ الرَّمْلَ أُدْمًا مَدَارُهَا ۚ شُعَاعُ الضُّحَى فِي لَوْنِهَا يَتَوَضَّحُ

(وہ عورت ان) شریف گندمی رنگ بے شوہر عورتوں میں سے ہے جن سے عشق (و محبت) کی جاتی ہے (کیونکہ وہ ایسی خوبصورت ہے کہ) اس کے رنگ میں چاشت کے وقت کی روشنی چمکتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ اور مطرود بن کعب الخزاعی نے کہا ہے۔

الْمُنْعِمِينَ إِذَا النُّجُومُ تَغَيَّرَتْ ۙ وَالظَّاعِنِينَ لِرِحْلَةِ الْإِيلَافِ

وہ ناز و نعمت میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔جذور کے معنی جڑوں کے ہیں۔ اور حدور کے معنی منڈیروں کے ہیں۔ (احمد محمودی)

۱؎ خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

۲؎ اس تفسیر سے مصنف کی مراد کاف تشبیہ سے متعلقہ بحث معلوم ہوتی ہے جو علم نحو میں ہے کہ کاف تشبیہ ایک مستقل اسم ہے یا حرف ہے جو تشبیہ کی تاکید کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

۳؎ خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہونے تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے (جو صرف) شوقیہ سفر کیا کرتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ان ابیات میں سے ہے جن کو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔ اور "ایلاف" اس الفت کو بھی کہتے ہیں جو انسان کو (پالتو جانوروں) اونٹ بلی اور بکری وغیرہ سے ہوتی ہے۔ (ایسے موقع پر بھی) "آلف ایلاف" کہا جاتا ہے۔ کُمَیت بن زید نے جو بنی اسد بن خُزَیمہ بن مُدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

بِعَامٍ یَقُوْلُ لَهُ الْمُؤْلِفُوْ نَ هٰذَا الْمُعِیْمُ لَنَا الْمُزْحِلُ

ایسی قحط سالی میں جس کے متعلق اونٹوں سے محبت رکھنے والے بھی کہتے تھے کہ یہ ناوید، بنا دینے والا سال ہمیں پیادہ پا بھی کر چھوڑے گا۔[1]

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور ایلاف کے معنی افراد قوم کے آپس میں متحد ہو جانے کے بھی ہیں "الفا القوم ایلافا" بھی کہا جاتا ہے کمیت بن زید نے یہ بھی کہا ہے۔ 59

وَاَلْ مُزَیْقِیَاءَ عَدَاةَ لَاقَوْا بَنِیْ سَعْدِ بْنِ ضَبَّةَ مُؤْلِفِیْنَا

اور (کیا تم نے) مُزَیقیا والوں کو (نہیں دیکھا کہ ان کی کیا حالت ہو گئی تھی) جس روز وہ متحد ہو کر بنی سعد بن ضَبَّہ کے مقابلے میں آئے تھے۔

یہ بیت بھی اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور ایلاف کے معنی ایک چیز کا دوسری چیز سے ایسا ملا دیا جانا بھی ہیں کہ وہ اس سے چسپاں ہو جائے

---

[1] یعنی بڑے شوق و اہتمام سے اونٹوں کے پالنے والوں کو بھی قحط سالی اور اونٹنیوں کو چارہ نہ ہونے کے سبب دودھ میسر نہ آتا تھا۔ اور نظر یہ تھا کہ جو دبلے پتلے اونٹ اس وقت سواری کا کام دے رہے ہیں مر جائیں گے اور ان سے یہ کام بھی نہ لیا جا سکے گا اور پیادہ پا پھرنے کی نوبت آئے گی۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ ہائے (ب ج د) میں ان یؤالف الشی الی الشی ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیے لیکن

Marfat.com

اور چھوٹ نہ سکے ایسے موقع پر "آلفتہ ایاہ ایلافا" کہا جاتا ہے نیز ایلاف کے معنی ایسی محبت کے بھی ہیں جو (اصلی وحقیقی) محبت کے درجے سے گھٹی ہوئی ہو ایسے موقع پر بھی "آلفتہ ایلافا" کہا جاتا ہے یعنی مجھے اس سے یوں ہی سی دل بستگی ہو گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے عبدالرحمٰن بن سعد[1] بن زرارہ کی بیٹی عمرہ سے اور انھوں نے عائشہ[2] رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے اس ہاتھی کے متعلقہ افسر اور اس کے مہاوت دونوں کو اندھا اپاہج (معذور حالت میں) مکے میں لوگوں[3] سے کھانا مانگتے دیکھا ہے۔

ہاتھی کے متعلق جو اشعار کہے گئے

ابن اسحاق نے کہا پھر جب اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کو (بے نیل مرام) مکے سے لوٹا دیا اور ان کو اس کے سبب بطور سزا بڑی بڑی مصیبتیں پہنچیں تو عرب قریش کی عظمت کرنے لگے اور انھوں نے کہا کہ یہ لوگ اللہ والے ہیں اللہ نے ان کی جانب سے جنگ کی اور ان کے دشمن کے سر و سامان کے مقابلے میں انھیں کافی ہو گیا تو انھوں نے اس کے متعلق بہت سے اشعار کہے جن میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ نسخۂ (الف) میں ان تولف الشی فی الشی لکھا ہے تولف کا فعل جو مونث لایا گیا ہے یہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے اور اس فعل کا صلہ فی سے استعمال کرنا بھی کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)

[1] نسخہ ہائے (ب ج د) میں سعد بن زرارہ ہے اور نسخۂ (الف) میں اسعد بن زرارہ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔

[2] نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

[3] الناس کا لفظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

وہ اس برتاؤ کا ذکر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کے ساتھ کیا اور قریش سے ان کی مخالفانہ کارروائیاں دور کیں۔ عبد اللہ بن الزِّبَعْرَی بن عدی بن قیس بن عدی[1] بن سعید بن سَہم بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب بن لُوَی بن غالب بن فہر نے کہا ہے۔

تَنَكَّلُوا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ إِنَّهَا ۞ كَانَتْ قَدِيمًا لَا يُرَامُ حَرِيمُهَا

(دشمنان بیت اللہ) وادی مکہ سے عبرتناک سزا کے ساتھ بھگا دیے گئے بے شبہ قدیم (ہی) سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ (بری نیت سے) اس کے حرم کا کوئی ارادہ نہیں کر سکتا۔

لَمْ تَخْلُقِ الشِّعْرَى لَيَالِيَ حُرِّمَتْ ۞ إِذْ لَا عَزِيزَ مِنَ الْأَنَامِ يَرُومُهَا

جن دنوں اس کو حرم محترم بنایا گیا اس وقت شِعْرٰی[2] (بھی معبودانہ حیثیت میں) پیدا نہ ہوا تھا جب کہ مخلوق میں سے کوئی قوی سے قوی بھی اس کی طرف مخالفت سے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔

سَائِلْ أَمِيرَ الْجَيْشِ عَنْهَا مَا رَأَى ۞ وَلَسَوْفَ يُنْبِي الْجَاهِلِينَ عَلِيمُهَا

فوج کے سردار (ابرہہ) سے اس کے متعلق دریافت کر کہ اس نے کیا دیکھا نادانوں کو واقف کار تبلا دے گا۔

سِتُّونَ أَلْفًا لَمْ يَؤُبُوا أَرْضَهُمْ ۞ بَلْ لَمْ يَعِشْ بَعْدَ الْإِيَابِ سَقِيمُهَا[3]

کہ ساٹھ ہزار (افراد جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے نکلے تھے) اپنے وطن کی سرزمین یعنی یمن کو واپس نہ ہو سکے بلکہ ان میں کا بیمار (ابرہہ لوٹا بھی) تو لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا (بلکہ سخت تکلیفیں

---

[1] نسخۂ (الف) میں عدی بن سَعد بن سُعَید بن سہم لکھا ہے اور (ب) میں عدی بن سعد بن سہم ہے اور (ج د) میں عدی بن سعید بن سہم ہے۔ (احمد محمودی)

[2] شعریٰ ایک تارے کا نام ہے جو برج جوزا کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور تمام تاروں میں سب سے بڑا نظر آتا ہے عرب میں ایک گروہ اس کی پرستش کرتا تھا۔ (احمد محمودی)

[3] نسخہ ہائے (ب ج د) میں بل لم ہے اور نسخۂ (الف) میں ولم ہے۔ پہلا وزن و معنی دونوں کے لحاظ سے بہتر ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اٹھا کر مر گیا۔

حَانَتْ بِمَا عَادٌ وَجُرْهُمْ قَبْلَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ مِنْ فَوْقِ الْعِبَادِ يُقِيمُهَا

وہاں ان سے پہلے عاد و جُرہم بھی تو رہا کرتے تھے (یعنی انھیں بھی تو جرأت نہ ہوئی کہ کعبۃ اللہ کو نظر بد سے دیکھتے۔ کیوں اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے اوپر (عرش اعظم پر) سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن النَّزَعری نے جس بیمار کا ذکر کیا ہے کہ لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا اس سے اس کی مراد ابرہہ ہے کہ (لوگ) جب اسے اس آفت کے بعد جو اس پر آئی تھی اٹھا لے گئے تو وہ صَنعاء میں مر گیا۔ اور ابو قیس بن الاَسْلَت الانصاری الخَطْمی نے جس کا نام صَیفی تھا یہ اشعار کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس صیفی بن الاسلت بن جُشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مُرّۃ بن مالک بن الاَوس۔

وَمِنْ صُنْعِهِ يَوْمَ فِيلِ الْحُبُو ۚ ش إِذْ كُلُّمَا بِالْعَصَا وُهُ زَمْزَمْ

اس (خدائے قادر) کی کارسازیوں میں سے ایک کارسازی کا نمونہ حبشیوں کے ہاتھی سے حملہ آوری کے روز نمایاں ہوا کہ جتنا ہاتھی کو اس کی تدابیر سے اٹھاتے وہ جم جم کر بیٹھتا جاتا تھا۔

مَحَاجِنُهُمْ تَحْتَ أَقْوَابِهِ ۚ وَقَدْ شَرْمَطُوا ثُفْنَهُ فَالْتَخَرَمْ

ان حبشیوں کی ٹیڑھی لکڑیاں (یا چوگان) اس ہاتھی کے پیٹ کے نیچے لگا دی گئی تھیں (کہ وہ اٹھے) اور انھوں نے اس کی ناک یعنی سونڈ کو چیر چیر ڈالا حتیٰ کہ وہ نکٹا ہو گیا۔

وَقَدْ جَعَلُوا سَوْطَهُ مِغْوَلًا ۚ إِذَا يَمَّمُوهُ تَقَاهُ كَلِمْ

اور اس کے آنکس کو نوکدار بنایا گیا اور جب انھوں نے اس کی گدی کا قصد کیا (اور گدی میں آنکس مارا) تو زخمی کر ڈالا۔

لہ نسخۂ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

فَوَلّٰی وَأَدْبَرَ رَاجِعًا وَقَدْ بَاءَ بِالظُّلْمِ[1] مَنْ كَانَ ثَمَّ

آخر اس ہاتھی نے پیٹھ پھیر دی اور جس راستے آیا تھا پلٹ کر اسی طرف چلا اور جو شخص وہاں رہ گیا وہ قبل از وقت تباہی کا سزاوار ہو گیا۔

فَأَرْسَلَ مِنْ فَوْقِهِمْ حَاصِبًا ؏ فَلَفَّهُمْ مِثْلَ لَفِّ الْقُزُمْ

پھر اس خدائے قادر نے اس پر پتھر کی بارش برسائی تو اس بارش نے ان کو اس طرح لپیٹ لیا جس طرح ذلیل حقیر بے قدر چیزوں کو سمیٹ کر لپیٹ لیا جاتا ہے۔

تَخُصُّ عَلَى الصَّبْرِ أَحْبَارُهُمْ ؏ وَقَدْ تَأْجُوا كَتُؤَاجِ الْغَنَمْ

علماء نصاریٰ (یا پادری) انھیں صبر کے لیے ابھار رہے ہیں اور وہ ہیں کہ بکریوں کی طرح ممیا رہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کے ہیں لیکن اسی قصیدے کی نسبت (بعض روایات میں) اُمَیَّہ بن ابی الصَّلْت کی طرف بھی کی گئی ہے ابو قیس ابن الاَسْلَت نے یہ بھی کہا ہے۔

فَقُومُوا فَصَلُّوا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوا بِأَرْكَانِ هٰذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

پس اٹھو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اس سخت پہاڑوں کے درمیان والے گھر کے کونوں پر (برکات حاصل کرنے کے لیے) ہاتھ پھیرو۔

فَعِنْدَكُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ مُصَدَّقٌ[2] ؏ غَدَاةَ أَبِي يَكْسُومَ هَادِي الْكَتَائِبِ

کیونکہ (حبشی فوج کے) بڑے بڑے دستوں کے سردار ابی یکسوم یعنی ابرہہ کے (حملے کے) روز اس (بیت اللہ) کی وجہ سے (تم کو) وہ بڑی نعمت (دشمن پر فتحمندی) نصیب ہوئی جو تمھارے پاس مسلم ہے۔

---

[1] ظُلم البعیر نحرہ من غیر داء ولا علۃ وکل ما اعجلتہ عن اوانہ فقد ظلمتہ (قطر المحیط)

[2] نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو زیادہ ہے جو مہمل وزن و معنی ہے۔ بلاء و مصدق ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

كَتِيبَتُهُ بِالسَّهْلِ تَمْشِي وَرِجْلُهُ ۔ عَلَى الْقَاذِفَاتِ فِي رُءُوسِ الْمَنَاقِبِ

اس کا سوار دستہ میدانی نرم زمین میں چلا جا رہا ہے اور اس کی
پیادہ فوج پہاڑی راستوں کے سروں پر پتھر پھینکنے والے آلات لیے (کام کر رہی) ہے۔

فَلَمَّا أَتَاكُمْ نَصْرُ ذِي الْعَرْشِ رَدَّهُمْ ۔ جُنُودُ الْمَلِيكِ بَيْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی امداد پہنچ گئی تو (اس)
حکومت والے کے لشکر (خاص قسم کے پرندوں) نے انھیں مٹی اور
پتھروں سے مار مار کر پسپا کر دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِينَ وَلَمْ يَؤُبْ ۔ إِلَى أَهْلِهِ مِلْحَبْشِ[1] غَيْرُ عَصَائِبِ

اور وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں کے لشکر کا
کوئی دستہ اپنے اہل وعیال کی جانب تتر بتر ہوئے بغیر واپس نہیں ہوا۔

ابن ہشام نے کہا "علی القاذفات فی رؤس المناقب" ابو زید انصاری نے مجھے سنایا ہے اور یہ ابیات ابو قیس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ ان شاء اللہ قریب میں ہم اس کے مقام پر اس قصیدے کا ذکر کریں گے۔ اور اس کے الفاظ "غداۃ ابی یکسوم" سے مراد ابرہہ ہے جس کی کنیت ابی یکسوم تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ طالب بن ابی طالب بن عبد المطلب نے کہا ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبِ دَاحِسٍ ۔ وَجَيْشِ أَبِي يَكْسُومَ إِذْ مَلَأُوا الشِّعْبَا

کیا تمھیں خبر نہیں کہ جنگ داحس اور لشکر ابی یکسوم یعنی ابرہہ
کا کیا نتیجہ ہوا جب کہ انھوں نے (تمام) گھاٹیاں (بے شمار سپاہ سے)

[1] نسخۂ (الف) میں لمجیش ہے اور (ب ج د) میں ملحبش ہے یہ اصل میں من الحبیش او من الحبش ہے۔ دونوں صورتوں سے معنی نکل سکتے ہیں لیکن صورت دوم بہتر ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بھر دی تھیں ۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللّٰهِ لَا شَیْءَ غَیْرُهٗ لَأَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُوْنَ لَكُمْ سِرْبَا

پس اگر اللہ (تعالیٰ) کی حمایت نہ ہوتی ۔(اور حقیقت تو یہ ہے کہ)
اس کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں ۔تو تم لوگ اپنے مویشی کے گلوں یا اپنی عورتوں
کی کچھ حفاظت نہ کر سکتے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بدر
کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس کا تذکرہ اس کے موقع پر ہوگا ۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو الصلت بن ابی ربیعۃ الثقفی نے ہاتھی اور دین حنیفیہ
ابراہیمیہ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایات میں اس کی نسبت اُمَیَّہ بن ابی الصلت بن
ربیعۃ الثقفی کی طرف کی گئی ہے

اِنَّ آیَاتِ[1] رَبِّنَا ثَاقِبَاتٌ[2] لَا یُمَارِیْ فِیْهِنَّ اِلَّا الْكَفُوْرُ

بے شبہہ ہمارے پروردگار کی نشانیاں (روز روشن کی طرح)
چمک رہی ہیں جن کے بارے میں کسی سخت منکر کے سوا کسی کو اعتراض
اور اختلاف کی مجال نہیں ۔

خَلَقَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ فَكُلٌّ مُسْتَبِیْنٌ حِسَابُهٗ مَقْدُوْرُ

اس نے رات اور دن پیدا کیے پس ان میں کے ہر ایک
دن اور ہر ایک رات کا حساب مقرر و معین ہے اور یہ بات بالکل
ظاہر ہے ۔

---

[1] ۔ نسخہ (الف) میں نہیں ہے ۔
[2] ۔ نسخہ (الف) میں ثاقبات کے بجائے باقیات اور (ب ج د) میں ثاقبات ہے جو زیادہ
مناسب ہے ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ثُمَّ يَجْلُوا النَّهَارَ رَبٌّ رَحِيمٌ[1] بِمَهَاةٍ شُعَاعُهَا مَنْشُورُ

پھر وہ مہربان پروردگار روزانہ شفاف و منوّر آفتاب۔
کے ذریعہ جس کی کرنیں پھیلی ہوئی ہیں دن کو جلوہ گاہ ظہور پر لاتا ہے۔

حَبَسَ الْفِيلَ بِالْمُغَمَّسِ حَتَّى ظَلَّ يَحْبُوكَأَنَّهُ مَعْقُورُ

اسی لئے مقام مُغَمَّس میں ہاتھی کو روک دیا حتی کہ وہ رینگنے لگا
اس کی حالت یہ ہوگئی گویا اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

لَازِمًا خَلْقَةَ الْجِرَانِ كَمَا قُطَّ رَمِيْ صَخْرِ كَنْبَكٍ مَحْدُورُ

گردن کے حلقے کو (زمین سے اس طرح) لگا دیا ہے گویا
اس کو کوہ عرفات کی ڈھلواں چٹان کَنْبَکْ پر سے گرا دیا گیا ہے

۶۴ حَوْلَهُ مِنْ مُلُوكِ كِنْدَةَ أَبْطَا لٌ مَلَاوِيثُ فِي الْحُرُوبِ صُقُورُ

اس کے اطراف شاہان کِندہ میں کے بڑے بڑے بہادر
(جن کو) جنگ کے شہباز (کہنا سزاوار ہے موجود تھے لیکن)

خَلَّفُوهُ ثُمَّ ابْذَعَرُّوا جَمِيعًا كُلُّهُمْ عَظْمُ سَاقِهِ مَكْسُورُ

انھوں نے اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیا اور سب کے
سب ڈر کر (گرتے پڑتے ایسے) بھاگے کہ ان میں کے ہر ایک کی ٹانگ
کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔ (یعنی تمام وہ اشخاص جو بچ نکلے لنگڑے ہو گئے تھے)

كُلُّ دِينٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ إِلَّا دِينَ الْحَنِيفَةِ[2] بُورُ

---

[1] نسخہ (الف) میں کریم ہے اور (ب ج د) میں رحیم۔
[2] نسخہ (الف) میں زور ہے یعنی جھوٹا اور (ب ج د) میں بور ہے جس کے معنی کاسد و نکما

Marfat.com

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے پاس دین حنیفہ (ابراہیمیہ
توحید خالص) کے سوائے ہر ایک دین ناکارہ ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فَرَزْدَقْ نے جس کا نام ہَمّام بن غالب تھا اور جو بنی مُجَاشِع بن دارم بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص تھا سلیمان ابن عبدالملک بن مروان کی ستایش اور حَجّاج بن یوسف کی ہجو اور حبشیوں اور ہاتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

فَلَمَّا طَغَى الْحَجَّاجُ حِينَ طَغَى بِهِ ۔۔۔ غِنًى قَالَ إِنِّي مُرْتَقٍ فِي السَّلَالِمِ

پھر جب حجاج نے سرکشی کی (ہاں) جب اس نے اس حرم محترم میں مال و دولت کی وجہ سے سرکشی کی اور کہا کہ میں (اسی طرح ترقیات کے) زینوں پر بلند ہوتا چلا جاؤں گا۔

فَكَانَ كَمَا قَالَ ابْنُ نُوحٍ سَأَرْتَقِي ۔۔۔ إِلَى جَبَلٍ مِنِّي خَشِيَةَ الْمَاءِ عَاصِمِ

تو اس کی حالت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی سی ہوگئی جس نے کہا تھا میں کسی ایسے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو پانی کے خطرے (اور طوفان) سے بچائے گا۔

رَمَى اللّٰهُ فِي حُنْجُمَانِهِ مِثْلَ مَا رَمَى ۔۔۔ عَنِ الْقِبْلَةِ الْبَيْضَاءِ ذَاتِ الْمَحَارِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر اسی طرح آفت ڈالی جس طرح بزرگیوں والے روشن قبلے سے (دشمنوں کو ہٹانے کے لیے اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۔۔۔ ہیں نسخہ بعد الذکر قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

لہ ۔ نسخہ ہائے (الف ب) میں غنا و غنی ہے اور (ج د) میں ضاعین مہملہ سے ہے دوسرے نسخہ کے لحاظ سے معنی ہیں ہوا دُور از کار تاویلوں کی ضرورت ہے۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

دشمنوں پر) آفت ڈالی تھی۔

جُنُودَ اَتَسُوقُ الْفِيلَ حَتَّىٰ أَعَادَهُمْ ۔ هَبَاءً وَكَانُوا مُطْرِخِيَّ الطَّرَاخِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو تباہ و برباد کر ڈالا جو
(بڑی شان و شوکت سے) ہاتھی دلئے آرہا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے
ان کو گرد کے ذروں کی طرح پریشان کر ڈالا اور وہ غرور و غصے میں
بھرے ہوئے تھے۔

نُصِرْتَ كَنَصْرِ الْبَيْتِ إِذْ سَاقَ فِيلَهُ ۔ إِلَيْهِ عَظِيمُ الْمُشْرِكِينَ الْأَعَاجِمِ

(اے سلیمان بن عبد الملک) تجھ کو (اللہ کی جناب سے ایسی)
امداد دیگئی جس طرح بیت اللہ کو امداد دیگئی تھی جب کہ عجمی مشرکوں کا
بڑا افسر اپنا ہاتھی لیے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔

یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا عبد اللہ بن قیس الرُّقَیَّات نے جو بنی عامر بن لُؤَیّ بن غالب میں کا ایک شخص تھا ابرہۃ الاشرم اور ہاتھی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

كَادَهُ الْأَشْرَمُ الَّذِي جَاءَ بِالْفِيلِ فَوَلَّى وَجَيْشُهُ مَهْزُومُ

اشرم نے جو ہاتھی کے ساتھ آیا تھا اس بیت اللہ کے خلاف
چالبازی کی تو وہ اس طرح لوٹا کہ اس کا لشکر شکست خوردہ تھا۔

وَاسْتَهَلَّتْ عَلَيْهِمُ الطَّيْرُ بِالْجَنْدَلِ حَتَّىٰ كَأَنَّهُ مَرْجُومُ

اور پرندوں (لشکریوں) پر مقام جَنْدَل میں بڑی سختی اور شور و
غوغا کے ساتھ برس پڑے یہاں تک کہ وہ لشکر ایسا ہو گیا گویا کسی نے[1]

[1] گویا کا لفظ یہاں اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ حقیقت میں رجم کا لفظ عقلمندوں کے "سنگسار

Marfat.com

اس کو سنگسار کر ڈالا ہے۔

ذَاكَ مَنْ يَغْزُهُ مِنَ النَّاسِ يَرْجِعْ ۔ وَهُوَ فَلٌّ مِنَ الْجُيُوشِ ذَمِيمُ

(کعبۃ اللہ ایسا مقام ہے کہ) لوگوں میں سے جو اس کی جانب مخالفانہ ارادے سے جاتا ہے۔ وہ شکست کھا کر اور بدنام و ذلیل و خوار ہو کر لوٹتا ہے۔ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابرہہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابرہہ حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔ اور ابرہہ اپنے اسی بیٹے کے نام سے ابی یکسوم مشہور تھا پھر یکسوم بن ابرہہ بھی ہلاک ہوا تو اس کا بھائی مسروق بن ابرہہ یمن میں حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔

سَیف بن ذی یَزَن کا ظہور اور وَہرز کی یمن پر حکومت

پھر جب یمن والوں پر بلاؤں (کا زمانہ) دراز ہو گیا (یعنی ظالم حاکموں کے ہاتھوں ہر وقت آفات میں مبتلا رہنے لگے) تو سیف بن ذی یَزَن حمیری جس کی کنیت ابُو مُرَّۃ تھی یمن سے باہر چلا گیا۔ اور قیصر روم کے پاس (اپنی قوم کی جانب سے) اس (ظلم تعدی) کی شکایت کی جس میں وہ لوگ مبتلا تھے اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کیے لیئے وضع کیا گیا جس میں قصد و ارادے کی بھی شرط ہے سہیلی نے کہا ہے:۔
انما الرجم بالکف ونحوها شبه بالمرجوم الذی یرجمه الآدمیون او من یعقل ویتعمد الرجم من عدو ونحوه

اس سے استدعا کی کہ انھیں اس (ظلم وتعدی) سے بچائے اور وہ خود ان پر حکومت کرے اور رومیوں میں سے جنھیں چاہے ان پر حاکم بنا کر بھیجے کہ وہ اس کی جانب سے شاہ یمن ہو۔ لیکن اس نے اس کی شکایت رفع نہیں کی تو وہ وہاں سے نکلا اور نعمان بن منذر کے پاس آیا جو حیرہ اور اس کی متصلہ اراضی عراق پر کسریٰ کی جانب سے حاکم تھا۔ اور اس سے حبشیوں کی حکومت (اور ان کے مظالم) کی شکایت کی۔ نعمان نے اس سے کہا کسریٰ کے دربار میں میری سالانہ باریابی ہوتی ہے چند روز ٹھیر جاکہ وہ زمانہ آجائے۔ وہ چند روز وہیں ٹھیر گیا پھر جب وہ زمانہ آیا تو اس کو لے کر کسریٰ کے پاس پہنچا۔ اور کسریٰ (دربار کے وقت)[1] اپنے اس ایوان (خاص یا تخت گاہ) میں بیٹھا کرتا تھا جس میں اس کا تاج (لٹکا ہوا) تھا اور اس کا تاج[2] لوگوں کے خیال کے موافق ایک بڑے قنقل[3] کا سا تھا، جس میں یاقوت زمرد اور موتی سونے چاندی میں جڑے ہوئے تھے اور وہ ایک سونے کی زنجیر سے اس محراب کی چھت میں لٹکا ہوا رہتا تھا جہاں اس کے بیٹھنے کا مقام تھا اور اس کی گردن اس کے اس تاج کو اٹھا نہ سکتی تھی اس مقام پر پر دے ڈال دیئے جاتے اور جب وہ اپنے مقام پر بیٹھ جاتا اور اپنا سر اپنے تاج میں رکھ لیتا اور خوب مطمئن ہو جاتا تو پردے اٹھا دیے جاتے اور ہر وہ شخص جس نے اس سے پہلے اس کو نہ دیکھا ہو اس کو اس حالت میں دیکھتا (اس پر رعب طاری ہو جاتا اور) اس کی ہیبت سے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا سیف بن یزن بھی جب اس کے پاس آیا (مرعوب و مدہوش ہو گیا اور)

---

[1] ۔ اصل میں "ایوان" ہے جس کے معنی بڑے چبوترے کے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ نسخہ (الف) میں وکان تاجہ کے الفاظ نہیں ہیں (احمد محمودی)

[3] ۔ سہیلی نے ہروی کی کتاب غریبین سے نقل کی ہے کہ "قنقل" ۳۳ من کی گنجائش کا ایک پیمانہ ہے اور لکھا ہے کہ ہروی نے من کی کوئی تصریح نہیں کی میرے خیال میں دورطل کا ہوگا" اس طرح قنقل تقریباً تینتیس سیر کا ہوا منتہی الارب میں لکھا ہے قنقل کجعفر پیمانہ بزرگ و نام تاج کسریٰ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جب سیف اس کے پاس آیا تو اپنا سر جھکا دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ احمق میرے پاس اس (قدر) لمبے (چوڑے) دروازے سے آرہا ہے پھر (بھی) اپنا سر جھکائے ہوئے آتا ہے!!! اور جب یہ بات اس سے کہی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے صرف اپنے غم والم کی وجہ سے ایسا کیا کیونکہ میرا یہ غم اتنا زیادہ ہے کہ اس کی سمائی کے لیے ہر چیز تنگ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر سیف نے اس سے کہا اے بادشاہ (جہاں پناہ)! غیر ملکیوں نے ہم پر اور ہمارے ممالک پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ کسریٰ نے اس سے پوچھا کون غیر ملکی حبشی یا سندی؟ اس نے کہا (سندی) نہیں بلکہ حبشی۔ اور اسی لیے میں آپ پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ممالک پر آپ ہی کی حکومت ہو اس نے کہا تیرے ممالک میں فائدہ کم ہونے کے باوجود وہ دور بھی ہیں میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ فارس سے سرزمین عرب پر (لشکر کشی کر کے خواہ مخواہ) لشکر کو ہلاکت میں ڈالوں جس کی مجھے کچھ ضرورت بھی نہیں۔ پھر اس نے اسے پورے دس ہزار درم انعام دیئے۔ اور بہترین خلعت پہنائی پھر جب سیف نے اس سے وہ خلعت و دراہم حاصل کر لیے اور وہاں سے نکلا تو وہ سکے لوگوں کی طرف پھینکتا ہوا نکلا یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے کہا یہ تو بڑی شان و شوکت والا معلوم ہوتا ہے اور اس کو پھر بلوا بھیجا اور کہا بادشاہ کا عطیہ کیا تو نے اسی مقصد سے لیا تھا کہ اسے لوگوں کو بانٹ دے اس نے کہا اس کو لے کر میں اور کیا کرتا کیونکہ میں جس سرزمین سے آرہا ہوں وہاں کے پہاڑ خود سونا چاندی ہیں وہاں اس کی جانب کوئی رغبت بھی کرتا ہے؟ آخر کسریٰ (کے دل میں بھی لالچ پیدا ہو گیا اس) نے اپنے مرزبانوں[1] کو جمع کیا۔ اور ان سے کہا اس شخص، اور جس غرض سے وہ آیا ہے، (اس کے متعلق) تمہاری کیا رائے ہے۔ ان میں سے کسی نے کہا بادشاہ (جہاں پناہ) آپ کے مجلس میں بہت سے لوگ ہیں جن کو آپ نے قتل کرنے کے لیے قید کر رکھا ہے۔ اگر آپ

[1] ۔ روسائے سلطنت۔

Marfat.com

انھیں اس کے ساتھ روانہ کر دیں (تو بہت ہی بہتر ہو) کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو
وہی ہوگا جو آپ نے ان کے ساتھ (برتاؤ کا) ارادہ کیا ہے۔ اور اگر وہ فتح یاب
۶۷ ہو گئے تو وہ حکومت جسے آپ لینا چاہ رہے ہیں حاصل ہو جائیگی آخر کسریٰ نے
ان لوگوں کو جو اس کے پاس محبس میں قید تھے اس کے ساتھ بھیج دیا۔ اور وہ
آٹھ سو آدمی تھے۔ انھیں میں کے ایک[1] شخص کو جس کا نام وہرز تھا ان پر حاکم
بنا دیا وہ ان سب میں زیادہ عمر رسیدہ اور ان سب میں شرافت اور خاندان کے
لحاظ سے بھی بہترین تھا اس کے بعد وہ لشکر آٹھ کشتیوں میں روانہ ہوا۔ اِن میں
سے دو کشتیاں تو ڈوب گئیں اور چھے کشتیاں ساحل عدن پر پہنچیں۔ اور سیف
نے اپنی قوم میں سے بھی جتنوں کو ہو سکا وہرز کی فوج کے ساتھ شامل کر دیا اور
کہا کہ میرے اور تیرے آدمی ایک ساتھ رہیں گے۔ حتیٰ کہ یا تو ہم سب کے سب
مر جائیں یا سب کے سب فتحیاب ہو جائیں۔ وہرز نے اس سے کہا کہ یہ تو تو نے انصاف
کی بات کہی آخر اس کے مقابلے کے لیے شاہ یمن مسروق بن ابرہہ نکلا اور اس کے
مقابلے میں اپنا لشکر جمع کیا پھر وَہرز نے اپنے بیٹے کو ان کے مقابلے کے لیے بھیجا
کہ وہ اس سے جنگ کرے اور خود ان کی طرز جنگ دیکھے (کہ وہ کس طرح لڑتے
ہیں)۔ جب وَہرز کا بیٹا مارڈالا گیا تو اس کی وجہ سے اس کا جوش انتقام اور
بڑھ گیا۔ جب لوگ ایک دوسرے کے مقابل جنگ کی صفوں میں کھڑے ہوئے تو
وَہرز نے کہا بادشاہ کون ہے مجھے بتاؤ لوگوں نے اس سے کہا کیا تمھیں کوئی
ایسا شخص وہاں نظر آرہا ہے جو ہاتھی پر سوار اور تاج سر پر رکھے ہوئے ہے اور
اس کے آنکھوں کے درمیان یاقوت سُرخ ہے اس نے کہا ہاں (نظر آرہا ہے)
انھوں نے کہا وہی ان کا بادشاہ ہے اس نے کہا (اچھا) تھوڑی دیر ٹھیر جاؤ (راوی
نے) کہا وہ (سب کے سب اسی حالت میں) بہت دیر تک کھڑے رہے۔ پھر
اس نے کہا اب وہ کس سواری پر ہے لوگوں نے کہا اس نے اب سواری بدلی
ہے اور اب گھوڑے پر سوار ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اور تھوڑی دیر ٹھیر جاؤ پھر

[1] نسخہ (الف) میں رجلا منھم یقال لہ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

(سب کے سب اسی حالت میں) بہت دیر تک کھڑے رہے پھر اس نے پوچھا اب وہ کس سواری پر ہے انھوں نے کہا اس نے اب پھر سواری بدل دی اور اب وہ ایک مادہ خچر پر سوار ہوگیا ہے۔ وہرز نے کہا گدھی کی بیٹی پر؟ اب وہ ذلیل ہوگیا اور اس کا ملک بھی ذلیل ہوگیا اب میں اسے تیر سے ماروں گا اگر تم نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے کوئی حرکت نہیں کی تو تم بھی اپنی جگہ تھمے رہو تا آنکہ میں خود تمھیں کوئی حکم دوں اور یہ سمجھ لو کہ میں نے تیر اندازی میں اس شخص کے تیر مارنے میں غلطی کی اور اگر تم نے دیکھا کہ ان لوگوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے اطراف جمع ہو گئے تو سمجھ لو کہ میں نے اس شخص کے ٹھیک تیر مارا لہٰذا تم بھی ان پر دھاوا بول دو۔ پھر اس نے کمان پر چلہ چڑھایا حالانکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس کمان پر اس کی سختی کے سبب اس کے سوا کوئی دوسرا چلہ نہ چڑھا سکتا تھا اور پھر اس نے اپنے بھوؤں پر پٹی باندھنے کا حکم دیا اور پٹی باندھ دی گئی تو اس نے تیر مارا اور ٹھیک اس یاقوت پر مارا جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان تھا تیر کا پھل اس کے سر میں دھنس گیا اور اس کی گدی میں سے نکل گیا۔ اور وہ اپنی سواری سے الٹ کر گر پڑا اور حبشیوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور ادھر سے فارسیوں نے ان پر دھاوا بول دیا۔ آخر وہ شکست کھا گئے اور منتشر ہو کر ہر طرف بھاگے اور وہرز بڑھا کہ صنعا میں داخل ہو یہاں تک کہ جب اس کے دروازے پر آیا تو کہا کہ میرا جھنڈا ہرگز اوندھا ہو کر داخل نہ ہوگا دروازے کو گرا دو۔[1] (بفور حکم) وہ (دروازہ) گرا دیا گیا اور وہ اپنے جھنڈے کو سیدھا رکھے ہوئے اس میں داخل ہوا۔

(اسی موقع پر) سیف بن ذی یزن نے کہا ہے۔

يَظُنُّ النَّاسُ بِالْمَلِكَيْنِ أَنَّهُمَا قَدِ الْتَأَمَا

لوگ دونوں بادشاہوں (سیف بن ذی یزن اور کسریٰ) کے متعلق

[1] نسخۂ (الف) میں اھدموا کی تحریف ہوگئی ہے اور اھدھوا لکھا گیا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

خیال کرتے ہیں کہ وہ متفق ہو گئے ہیں۔

وَمَنْ يَسْمَعْ بِلَأْمِهِمَا فَإِنَّ الْخَطْبَ قَدْ فَقَمَا

اور جس نے ان کے اتحاد (و اتفاق کی خبر) سن لی ہے
اس کے پاس معاملہ بہت اہم ہو گیا ہے۔

قَتَلْنَا الْقَيْلَ مَسْرُوقًا وَرَوَّيْنَا الْكَثِيبَ دَمَا

ہم نے سردار (قوم) مسروق کو قتل کر ڈالا اور ٹیلوں
کو خون سے سیراب کر دیا۔

وَإِنَّ الْقَيْلَ قَيْلَ النَّا سِ وَهْرِزَ مُقْسِمٌ قَسَمَا

اور سچ تو یہ ہے کہ سردار (کامل) (اور) تمام لوگوں
کا سردار (تو) وہرز (ہی) ہے جو (ایسی ایسی) قسمیں کھانیوالا ہے۔

يَذُوقُ مُشَعْشَعًا حَتَّى[1] يُفِيءَ السَّبْيَ وَالنَّعَمَا

کہ وہ شراب پیتا رہے گا یہاں تک کہ لونڈی غلام اور
جانوروں کو گرفتار کرے یا وہ پانی ملی ہوئی (ہلکی مخلوط) شراب
نہ پیئے گا جب تک کہ وہ لونڈی غلام اور جانوروں کو گرفتار نہ کرلے۔

ابن ہشام نے کہا یہ شعر اسی کے اشعار میں کے ہیں مجھے خلاد بن قُرَّة السَّدُوسی نے اس کے آخر میں ایک بیت سنائی جو اَعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ کی، اور اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور خلاد کے علاوہ دوسرے علماء شعر نے ان اشعار کے متعلق سیف کے ہونے سے انکار کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک روایت میں اس کی نسبت امیہ بن ابی الصلت

[1] ۔ اس صورت میں لا ئے نفی محذوف ماننا پڑے گا۔ اے لا یذوق متی یفیئ (احمد محمودی)

Marfat.com

کی جانب کی گئی ہے۔

لِيَطْلُبَ الْوِتْرَ أَمْثَالُ ابْنِ ذِي يَزَنٍ رَمَى[1] فِي الْبَحْرِ لِلْأَعْدَاءِ أَحْوَالَا ۶۹

سیف بن ذی یزن کے جیسے لوگوں ہی کو زیبا ہے کہ وہ (دشمن سے) انتقام کے طالب ہوں (جو) دشمنوں (سے انتقام لینے) کے لیے برسوں سمندر میں غائب رہیں (اور پھر اسباب و وسائل فراہم کر کے لوٹ آئیں)

يَمَّمَ قَيْصَرَ لَمَّا حَانَ رِحْلَتُهُ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ بَعْضَ الَّذِي سَأَلَا

سیف نے قیصر کی طرف جانے کا اس وقت ارادہ کیا جب کہ اس کے سفر کا وقت آگیا تھا اس لیے اس نے قیصر کے پاس اپنی مطلوبہ چیز کا ذرا حصہ بھی نہ پایا (یعنی دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے وہاں سے کوئی امداد نہ ملی)۔

ثُمَّ انْتَحَى[2] نَحْوَ كِسْرَى بَعْدَ عَاشِرَةٍ مِنَ السِّنِينَ يُمِينُ النَّفْسَ وَالْمَالَا

پھر اس نے دس سال کے بعد کسریٰ کی جانب قصد کیا اور وہ اپنے نفس و مال کو (دشمنوں سے انتقام لینے کی خاطر) ذلیل (و خوار) کر رہا تھا۔ (یعنی خود بھی آفتیں اور ذلتیں برداشت کر رہا تھا اور مال بھی بے دریغ خرچ کر رہا تھا)۔

حَتَّى أَتَى بَنِي الْأَحْرَارِ يَمْلِكُهُمْ إِنَّكَ عَمْرِي لَقَدْ أَسْرَعْتَ قِلْقَالَا

یہاں تک کہ وہ شریفوں کی اولاد کے پاس آیا کہ انھیں

---

[1] رام مکانہ زال عنہ ورمّت السحابۃ دامت ولم تقلع (قطر المحیط)

[2] (ب د ج) میں انتحی ہے جس کے معنی مڑا توجہ کی کے ہیں۔ (ابن محمود)

Marfat.com

دشمن سے انتقام لینے کے لیے ابھارے (اے سیف!) میری جان
کی قسم!! تونے بڑی تیز حرکت کی (یعنی بہت جلد اپنے دشمن سے
انتقام لینے کے اسباب فراہم کر لیے۔

لِلّٰهِ دَرُّهُمْ مِنْ عُصْبَةٍ خَرَجُوْا مَا إِنْ أَرَى لَهُمُ فِي النَّاسِ أَمْثَالَا

اللہ اس جماعت پر برکتیں نازل فرمائے جو (انتقام کے لیے)
نکلی میں تو ان کی نظیر لوگوں میں کسی کو نہیں پاتا۔

بِيْضًا مَرَازِبَةً غُلْبًا أَسَاوِرَةً أُسْدًا تَرَبَّبُ فِي الْغِيْضَاتِ أَشْبَالَا

(وہ) گورے گورے سردار موٹی موٹی گردنوں والے قوی
امیر لشکر (ایسے) شیر (ہیں) کہ جھاڑیوں میں شیر کے بچوں کی طرح پرورش
پاتے ہیں۔ یا (اپنے بچوں کو) شیروں کے بچوں کی طرح پرورش
کرتے ہیں۔

يَرْمُوْنَ عَنْ شُدُفٍ[1] كَأَنَّهَا[2] عُقُبٌ بِزَمْجَرٍ[3] يُعْجِلُ الْمَرْمِيَّ إِعْجَالَا

کجاوے کی لکڑیوں کی طرح (اونچی اونچی) فارس کی کمانوں
سے وہ ایسے پتلے پتلے لمبے لمبے تیر چلا رہے تھے جو فوراً نشانے پر
پہنچ جاتے ہیں۔

أَرْسَلْتَ أُسْدًا عَلَى سُوْدِ الْكِلَابِ فَقَدْ أَضْحَى شَرِيْدُهُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَّالَا

(۱) ۔القسی الفارسی

(۲) ۔خشب الرحال

(۳) ۔ (الف ب) زمخر باخاء معجمہ جس کے معنی سوکھی بانس کے ہیں یہاں اس سے مراد تیر کی لکڑی ہے (ج د) زمجر باجیم ہے جس کے معنی پتلے اور لمبے تیر کے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

(اے سیف بن ذی یزن!) تو نے کالے کتوں (حبشیوں) پر شیروں کو چھوڑ دیا ہے ان سے جو بھاگ نکلا۔ وہ زمین میں ہر جگہ شکستہ حال (یا شکست خوردہ و پریشان) ہو گیا۔

فَاشْرَبْ هَنِيئًا عَلَيْكَ التَّاجُ مُرْتَفِقًا[1] فِي رَأْسِ غُمْدَانَ دَارًا مِنْكَ مِحْلَالَا

(راس غمدان میں جو تیرا گھر ہے (اور جو مہمانوں کے) اترنے کا مقام ہے اس میں آرام سے خوش خوش (رہ اور کھا اور) پی کہ تیرے سر پر تاج ہے

وَاشْرَبْ هَنِيئًا فَقَدْ شَالَتْ نَعَامَتُهُمْ وَأَسْبِلِ الْيَوْمَ فِي بُرْدَيْكَ إِسْبَالَا

اور خوش خوش (کھا) پی کہ ان (دشمنوں) کا جنازہ تو اٹھ چکا اور وہ ہلاک ہو چکے اور آج اپنی چادروں کی درازی میں زیادتی کر (اور فخر سے زمین پر کھینچتے چل)

تِلْكَ الْمَكَارِمُ لَا قَعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ شِيبَا بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ أَبْوَالَا

یہ قابل فخر (ہمیشہ رہنے والی) صفتیں ہیں یہ دودھ کے پانی ملے ہوئے دو پیالے نہیں کہ (گھڑی بھر کا لطف اور پھر اس کے) بعد پیشاب بن گئے۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں مگر ان میں کی آخری بیت جو "تلك المكارم لا قعبان من لبن" ہے۔ ۷۱
کہ وہ نابغۂ جعدی کی ہے جس کا نام[2] عبداللہ بن قیس تھا جو بنی جعدۃ بن کعب

---

[1] (الف) مرتفعا جس کے معنی "اعلیٰ درجے کی حالت میں" ہوں گے (ب ج د) مرتفقا بالقاف جس کے معنی "آرام سے" ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بن ربیعۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا اور یہ بیت اسی کے قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عدی بن زید العبری نے جو بنی تمیم میں کا ایک شخص تھا یہ شعر کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بنی تمیم میں سے بھی اس شاخ میں کا تھا۔ جو بنی امرأ القیس بن تمیم کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عدی حیرہ والوں میں کے قبائل عباد[1] سے ہے۔

مَا بَعْدَ صَنْعَاءَ كَانَ يَعْمُرُهَا ۔۔۔ وَلَاةُ مُلْكٍ جَزْلٍ مَوَاهِبُهَا

مقام صنعا تعمیر کے بعد کیا ہوا؟ (اس کی کیسی تباہی ہوئی کچھ نہ پوچھو) جس کو ملک کے وہ حکام تعمیر کر رہے تھے۔ جن کے عطیے گراں قدر تھے۔

رَفَعَهَا مَنْ بَنَى لَدَى قَزَعِ الْمُزْ ۔۔۔ نِ وَتَنْدَى مِسْكاً مَحَارِبُهَا

اس کو جس نے تعمیر کیا اس (کے قلعوں اور محلوں) کو اس قدر بلند بنایا کہ وہ بارش کے ابر کے ٹکڑوں کے پاس پہنچ گئے تھے۔ اور اس کی محرابیں مشک برساتی تھیں (یعنی مشک کی بو سے مہکتی تھیں)

مَحْفُوفَةٌ بِالْجِبَالِ دُونَ عُرَى الْـ ۔۔۔ كَائِكِ مَا تَرْتَقِي غَوَارِبُهَا

(وہ قلعے) چالبازوں کی گرفت سے ورے ایسے پہاڑوں سے گھرے ہوئے (محفوظ) تھے کہ اس کی بلندیوں پر

---

[1] "عباد" بفتح عین عرب کے مختلف قبیلے تھے جو حیرہ میں نصرانیت پر متحد تھے۔ (احمد محمودی از طہطاوی)

Marfat.com

چڑھا نہ جا سکتا تھا۔

يَأْنَسُ فِيهَا صَوْتُ النُّهَامِ إِذَا جَاوَبَهَا بِالْعَشِيِّ قَاصِبُهَا

جن میں الو کی آواز (اس آواز سے) مناسبت رکھتی
ہے جب کہ شام کے وقت ان (پہاڑوں) میں بانسری بجانیوالا
اس کی آواز کا جواب دے رہا ہو۔

سَاقَتْ إِلَيْهِ الْأَسْبَابُ جُنْدَ بَنِي الْـ أَحْرَارِ فُرْسَانُهَا مَوَاكِبُهَا ۲

شریفوں کی اولاد کے لشکر کو۔ اسباب زمانہ نے اس
قلعے کی جانب پہنچا دیا ہے کہ ان کے سوار اس کے لیے
زینت ہو گئے ہیں۔

وَفَوَّزَتْ بِالْبِغَالِ تُوسَقُ بِالْـ خَتِّ وَتَسْعَى بِهَا تَوَالِبُهَا

اور وہ (لشکر والے دور دراز مسافت کے) میدان
خچروں پر لدے کر کے آ پہنچے (اور ایسا نظر آ رہا تھا کہ ان پر)
موتیں لدی ہیں اور یہ گدھے کے بچے (خچر) انھیں (اپنی
پیٹھوں پر) اٹھائے ہوئے بھاگے آ رہے ہیں۔

حَتَّى رَآهَا الْأَقْوَالُ مِنْ طَرَفِ الْـ مُنْقَلِ مُخْضَرَّةً كَتَائِبُهَا

یہاں تک کہ رئیسان حمیر نے اس لشکر کی سرسبز اور
تروتازہ سوار فوج کو قلعے کے اوپر سے دیکھ لیا

يَوْمَ يُنَادُونَ آلَ بُرْبُرَ وَانْـ يَكْسُومَ لَا يُفْلِتَنَّ هَارِبُهَا

(وہ ایسا دن تھا) جس دن آل بُربُر اور آل یکسوم
کو للکارا جا رہا تھا کہ ان میں کا بھاگنے والا بچ کر نہ نکل جائے گا!

Marfat.com

وَكَانَ يَوْمٌ بَاقِيَ الْحَدِيثِ وَنَا لَتْ أُمَّةٌ ثَابِتٌ مَرَاتِبُهَا

اور وہ ایسا روز تھا جو نئے آنے والے (یعنی سیف اور اہل فارس) کو باقی رکھنے والا تھا (اور اس روز جس قوم کے مراتب (و مدارج متعین و) ثابت تھے (یعنی آل بربرویکسوم) وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔

وَبُدِّلَ الْفَيْحُ[1] بِالزَّرَافَةِ وَالْأَ يَامُ جُونٌ جَمٌّ عَجَائِبُهَا

اور وسعتیں جماعتوں سے بدل دی گئیں (یعنی ہر کشادہ مقام میں لوگ ہی لوگ تھے) اور زمانے کی رنگا رنگی کے عجائبات تو بہت کچھ ہیں۔

بَعْدَ بَنِي تُبَّعٍ بِنَخَاوِرَةٍ[2] قَدِ اطْمَأَنَّتْ بِهَا مَرَازِبُهَا

شریف بنی تبع کے بعد اس قلعے میں فارس کے سردار باطمینان (سکونت پذیر) ہو گئے۔

---

[1] (الف ج د) میں "الفیح" حائے حطی سے ہے، جس کے معنی وسعت و کشادگی کے ہیں، اور (ب) میں "الفیج" جیم سے ہے، اور شرح ابی ذر میں جیم ہی سے لکھا ہے، اور اس کے معنی شاہی خطوط پیادہ پا لیجانے والے کے لکھے ہیں۔ اس لحاظ سے شعر کے معنی یہ ہوں گے کہ شاہی خطوط رساں جماعتوں میں بدل دئے گئے یعنی اکیلا خطوط رساں پیام پہنچانے کے لیے ناکافی سمجھا گیا۔ حاشیہ طہطاوی میں "فیج" بجائے حطی کے معنی اکیلا پا پیادہ کے لکھے ہیں اس لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ اکیلے پا پیادہ جماعتوں میں بدل دئے گئے۔ یعنی تنہا شخص کا باہر نکلنا مشکل نظر آتا تھا۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ (الف) میں نخاورۃ کے بجائے نجاورۃ لکھا ہے جس کے معنی کسی لغت میں نہیں ملے غالباً تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں ابو زید انصاری نے مجھے (یہ شعر) سنائے ہیں اور اس نے مفضل الضبّی سے اس کے قول "یوماینادون آل برّ والیکسوم" کی روایت بھی مجھے سنائی اور وہ یہی واقعہ ہے جس سے سطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ "ارم ذی یزن عدن سے ان پر خروج کرے گا اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑیگا" اور یہی وہ واقعہ ہے جس سے شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ "ذی یزن کے خاندان کا ایک نوجوان ان کے مقابلے کو اٹھے گا، جو نہ کمزور ہوگا اور نہ (کسی معاملے میں) کوتاہی کرنے والا ہوگا۔

یمن میں فارس والوں کی حکومت کا خاتمہ

ابن اسحٰق نے کہا پھر وَہرِز اور فارس والے یمن میں مقیم ہو گئے اور فارس والوں کی وہ اولاد جو آج یمن میں ہے وہ اسی لشکر کے بچے ہوئے لوگ ہیں اور یمن میں حبشیوں کی حکومت اَزیاط کے اس (میں) داخل ہونے سے مسروق بن ابرہہ کو فارس والوں کے قتل کرنے تک رہی۔ اس طرح حبشیوں نے (اپنی حکومت کے) بہتر سال گزارے (اس مدت میں) ان میں چار اریاط اس کے وارث (تخت) ہوئے۔ اس کے بعد ابرہہ اور یکسوم بن ابرہہ اس کے بعد مسروق بن ابرہہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا پھر وَہرِز مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے مرزبان بن وَہرِز کو حکومت دی پھر جب مرزبان بھی مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے تنیجان بن مرزبان کو حکومت دی اور جب تنیجان بھی مر گیا تو کسریٰ نے تنیجان کے بیٹے کو یمن پر حاکم بنایا اور پھر اسے معزول کر دیا اور باذان کو حکومت دی اور باذان ہی اس پر حاکم تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ زُہری سے مجھے روایت پہنچی ہے انھوں نے کہا کہ کسریٰ نے باذان کو

Marfat.com

لکھا میرے پاس خبر پہنچی ہے کہ قریش میں کے کسی شخص نے مکہ میں خروج کیا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ تو اس کے پاس جا اور اسے توبہ کی ہدایت کر۔ اگر اس نے توبہ کر لی (تو ٹھیک ہے) ورنہ اس کا سر میرے پاس بھیج دے۔ باذان نے کسریٰ کا خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکھ بھیجا۔

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِي أَنْ يُقْتَلَ كِسْرَىٰ فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا مِنْ شَهْرِ كَذَا وَكَذَا[1]

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کسریٰ کو فلاں روز فلاں ماہ قتل کیا جائیگا۔

اور جب یہ خط باذان کے پاس پہنچا تو اس نے کچھ توقف کیا کہ نتیجہ دیکھ لے اور کہا اگر وہ درحقیقت نبی ہوگا تو عنقریب وہی ہوگا جو اس نے کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی روز مار ڈالا جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے مارے جانے کی نسبت) فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ خالد بن حق الشیبانی نے انہی کے متعلق کہا ہے۔

وَكِسْرَىٰ إِذْ تَقَسَّمَهُ بَنُوهُ ۔۔۔ بِأَسْيَافٍ كَمَا اقْتَسَمَ اللُّحَامُ

تَمَخَّضَتِ الْمَنُونُ لَهُ بِيَوْمٍ ۔۔۔ أَنَىٰ وَلِكُلِّ حَامِلَةٍ تِمَامُ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس طرح گوشت ٹکڑے ٹکڑے

[1] نسخہ ہائے (ب ج د) میں فی یوم کذا وکذا من شہر کذا وکذا مکرر ہے اور نسخہ (الف) میں کذا وکذا کی تکرار نہیں ہے فی یوم کذا من شہر کذا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہوتا ہے۔ (اور قیمہ بنتا ہے) موتیں اس کے لیے ایک ایسا دن پیدا کرنے کے لیے دردِ زہ کی حرکت میں مبتلا تھیں جس کا وقت آچکا تھا اور ہر حاملہ کے لیے حمل کے دن پورے ہونا ہے۔ جب دن پورے ہو گئے تو پیدائش کا دن بھی آگیا۔)

زُہری نے کہا جب باذان کو (کِسریٰ کے مارے جانے کی) یہ خبر پہنچی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے اور اپنے فارس والے ساتھیوں کے اسلام کی اطلاع روانہ کی فارس کے ایلچیوں نے (دربارِ نبوی میں بار پایا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کس کی طرف (منسوب ہوں گے) تو آپ نے فرمایا انتم منا والینا اھل البیت تم ہم میں سے ہو اور ہماری طرف (ہمارے) خاندان کی طرف (منسوب ہو)۔

ابن ہشام نے کہا مجھے زُہری سے یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا اھل البیت کہ سلمان ہم میں سے (ہمارے) خاندان میں سے ہے۔

ابن ہشام نے کہا (خلاصہ کلام یہ کہ) یہ وہی (ذات مبارک) ہے جس کو سَطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی "ایک پاک نبی جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی" اور یہی وہ (ذات مبارک) ہے جس کو شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی۔ "(ذی یزن کے خاندان میں حکومت ہمیشہ نہیں رہے گی) بلکہ ایک خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے کی وجہ سے منقطع ہو جائے گی جو صداقت و انصاف دین داروں اور فضیلت والوں کے درمیان پیش کرے گا اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی"۔

ابن اسحٰق نے کہا ان واقعات میں سے جن کا عرب لوگ دعویٰ کرتے ہیں یہ بھی ہے کہ یمن میں ایک پتھر پر یہ تحریر منقوش تھی جو پہلے زمانے کی لکھی ہوئی تھی ملک ذِمارکس کے لیے ہے نیک عمریوں کے لیے ہے ملک ذِمارکس کے لیے لیے ہے بدمعاش حیثیتوں کے لیے ملک ذِمارکس کے لیے ہے۔ آزاد فارس والوں کے لیے۔ ملک ذِمارکس کے لیے ہے تاجر قریش کے لیے اور ذمارست[1] ۷۵

[1] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

مراد یا تومین ہے یا صنعاء۔
ابن ہشام نے کہا کہ ذَمار (ذال کے) زبر سے ہے جیسا کہ مجھے یونس نے خبر دی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ اعشیٰ۔ بنی قیس بن ثعلبہ والے اعشیٰ۔ نے سطیح اور اس کے ساتھی یعنی شق نے جو کچھ کہا تھا اس کے وقوع کے متعلق کہا ہے یعنی دونوں کی پیشین گوئیوں کے سچے ہونے کے متعلق کہتا ہے۔

مَا نَظَرَتْ ذَاتُ أَسْفَارٍ كَنَظْرَتِهَا حَقًّا كَمَا صَدَقَ الذِّئْبِيُّ إِذْ سَجَعَا

اس[1] (زرقاء الیمامۃ) کی طرح کسی پلکوں والی نے صحیح طور پر نہیں دیکھا (اور اس کا یہ صحیح طور پر دیکھنا اسی طرح سچا تھا) جس طرح (سطیح) ذئبی نے سچی[2] سجع کہی تھی۔
اور سطیح کو عرب ذئبی اس لیے کہا کرتے تھے کہ سطیح ربیعۃ بن مسعود بن مازن بن ذئب کا بیٹا تھا یعنی جدی نسبت کے لحاظ سے اس کو ذئبی کہا کرتے تھے۔[3]
ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور اعشیٰ کا نام میمون بن قیس تھا۔

بادشاہ حضر کا قصہ

ابن ہشام نے کہا مجھ سے خلّاد بن قُرّۃ بن خالد سَدُوسی نے جَنّاد کی

---

[1] مقام یمامہ میں زرقاء نامی ایک عورت رہا کرتی تھی جو تین میل کے فاصلے سے ہر ایک کو دیکھ کر پہچان لیا کرتی تھی۔ شاعر اپنے شعر میں اسی کی تعریف کر رہا ہے اور اسی کے ضمن میں ذئبی کا ذکر بھی آگیا جس سے مراد سطیح ہے جس طرح مصنف نے خود بتایا ہے۔ (احمد محمودی)
[2] سجع باقافیہ اور معتدل بات کو کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)
[3] خط کشیدہ عبارت نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

روایت یا کوفے کے بعض علماء نسب کی روایت بیان کی کہا جاتا ہے کہ نعمان بن منذر شاہ حضر ساطِرُون کی اولاد سے تھا اور حضر ایک شہر کے جیسا بڑا قلعہ فرات کے کنارے تھا اور یہ وہی قلعہ ہے جس کا ذکر عدی بن زید نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

وَأَخُو الْحَضْرِ إِذْ بَنَاهُ وَإِذْ دِجْلَةُ يَجْبِي إِلَيْهِ وَالْخَابُورُ

اور حضر (پر حکومت کرنے) والے (کے حالات کو یاد کرو جس) نے جب اس (حضر) کی تعمیر کی تھی (تو کیسی شاندار تعمیر کی تھی کہ) دجلہ اور خابور (دونوں دریا) اس کے پاس (زراعت اور پینے کے لیے) پانی لاکر جمع کر دیتے تھے۔

شَادَهُ مَرْمَراً وَجَلَّلَهُ كِلْساً فَلِلطَّيْرِ فِي ذُرَاهُ وُكُورُ

اس نے مرمر کے پتھر سے اسے (سر فلک) بلند بنایا تھا اور اس پر چونے کی استر کاری کی تھی (لیکن اب) پرندوں کے آشیانے اس کی بلندیوں میں (بنے ہوئے ہیں)۔

لَمْ يَهَبْهُ رَيْبُ الْمَنُونِ فَبَانَ الْمُلْكُ عَنْهُ فَبَابُهُ مَهْجُورُ

حادثات زمانہ نے اس (بنانے والے) کو (اس میں رہنے کا موقع) نہ دیا اور بادشاہ اس سے جدا ہو گیا (اور اس طرح جدا ہوا) کہ اس کا دروازہ (تمام لوگوں سے) چھوٹا ہوا ہے (اس کے دروازے پر اب کوئی نہیں جاتا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

اور (یہ وہی حضر ہے) جس کا ذکر ابو داؤد ایادی نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

وَأَرَى الْمَوْتَ قَدْ تَدَلَّى مِنَ الْحُضْرِ عَلَى رَبِّ أَهْلِهِ السَّاطِرُونِ

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس حضر کے رہنے والوں کے

Marfat.com

سرپرست، شاہ ساطرون کے سرپر، حضر (ہی کی حکومت یا سکونت کے سبب) سے موت منڈلا رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیت خَلَف احمر کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حمّاد راویہ کی ہے۔

کسریٰ سابور (شاہ پور) ذوالاکتاف نے ساطِرون شاہ حضر سے جنگ کی اور دو سال اس کو محاصرے میں رکھا۔ ایک روز ساطرون کی بیٹی نے (قلعہ پر سے) جھانکا تو اس نے سابور کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے جسم میں ریشمی لباس اور اس کے سر پر سونے کا زمرد یاقوت اور موتیوں سے جگمگاتا ہوا تاج ہے۔ اور وہ خوبصورت بھی تھا (اس نے اس کو دیکھا تو ریجھ گئی اور) اس کے پاس خفیہ پیام بھیجا کہ اگر میں تیرے لیے حضر کا دروازہ کھولدوں تو کیا تو مجھ سے شادی کرلے گا اس نے کہا ہاں۔ جب شام ہوئی تو ساطرون نے شراب پی اور مست ہوگیا۔ اور وہ ہمیشہ مستی ہی میں رات گزارا کرتا تھا۔ تو اس کی بیٹی نے اس کے سر کے نیچے سے حضر کے دروازے کی کنجیاں لے لیں (اور) پھر انھیں اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ بھیجدیا۔ اور اس نے دروازہ کھولدیا۔ اور سابور گھس آیا اور ساطرون کو قتل کرڈالا۔ حضر کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور برباد کردیا۔ اور (اس ساطرون کی بیٹی) کو اپنے ساتھ لے کر چلا گیا اور اس سے شادی کرلی ایک رات اس اثناء میں کہ وہ اپنے بستر پر سو رہی تھی یکایک بے چین بیقرار ہوگئی اور اس کی نیند اچٹ گئی۔ اس نے اس کے لیے چراغ منگوایا اور اس کے بستر کی تلاشی لی تو اس پر اَسْ[1] کی ایک پتی پائی سابور نے اس سے کہا کہ یہی وہ چیز ہے جس نے تجھ کو بے خواب کردیا تھا اس نے کہا ہاں سابور نے کہا پھر تیرا باپ تیرے لیے کیا کرتا تھا اس نے کہا

[1] ایک درخت ہے جس کا نام فارسی میں مورد ہے۔ تمیمی کہتا ہے کہ ریحان کو عرب میں آس اور فارسی میں نازبو کہتے ہیں یہ دو قسم کا ہوتا ہے بستانی اور صحرائی صحرائی کو اساردون اور ریحان القبور بھی کہتے ہیں۔ دیکھو محیط اعظم (احمد محمودی)

Marfat.com

وہ میرے لیے دیبا[1] کا بستر بچھاتا اور مجھے حریر[1] پہناتا اور مجھے گودا (مغز استخواں) کھلاتا اور شراب پلایا کرتا تھا۔ اس نے کہا کیا تو نے جو کچھ اپنے باپ کے ساتھ کیا وہ تیرے باپ (کے ان احسانات) کا بدلا تھا؟ تو میرے ساتھ بھی بہت جلد اسی طرح کرے گی آخر اس نے اس کے لیے حکم دیا تو اس کے سر کی چوٹیاں گھوڑے کی دم سے باندھی گئیں اور گھوڑے کو تیز بھگایا گیا۔ حتیٰ کہ اس کو مار ڈالا اسی بارے میں اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ کہتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ لِلْمَحْضَرِ إِذْ أَهْلُهُ ... بِنُعْمَىٰ، وَهَلْ خَالِدٌ مَنْ نَعِمْ۔

اے مخاطب کیا تو نے حضر کی حالت پر بھی کبھی غور کیا ہے جب کہ اس کے رہنے والے عیش و عشرت کی حالت میں تھے اور کیا کوئی عیش و عشرت میں رہنے والا ہمیشہ رہنے والا بھی ہے؟۔

أَقَامَ بِهِ شَاهَبُورُ الْجُنُو ... دَ حَوْلَيْنِ تَضْرِبُ فِيهِ الْقُدُمْ

شاہپور نے اس میں دو سال تک اپنے لشکر کو رکھا حالت یہ تھی کہ وہ اس میں (اس کی بربادی کے لیے) کلہاڑیاں ہی مارے جا رہے تھے۔

فَلَمَّا دَعَا رَبَّهُ دَعْوَةً ... أَنَابَ إِلَيْهِ فَلَمْ يَنْتَقِمْ

پھر جب اس کو اس کے پروردگار نے بلا لیا تو وہ اس کی طرف (بے چون وچرا) لوٹ گیا اور (اپنے دشمن سے) بدلہ (بھی) نہ لیا۔

اور یہ ابیات اس کے قصیدے کی ہیں۔ اور علی بن زید نے اس بارے میں کہا ہے۔

وَالْحَضْرُ صَابَتْ عَلَيْهِ دَاهِيَةٌ ... مِنْ فَوْقِهِ أَيْدٌ مَنَاكِبُهَا

[1] حریر و دیبا دو قسم کے ریشمی کپڑے ہیں۔ (احمد حمودی)

Marfat.com

اور حضر پر اس کے اوپر سے ایک ایسی آفت آپڑی جس کے
بازو بہت قوی تھے۔

رَبِيبَةٌ لَمْ تُوَقَّ وَالِدَهَا لِحَيْنِهَا إِذْ أَضَاعَ رَاقِبُهَا

(گودوں) میں تاز و نعم سے) پلی ہوئی (بیٹی) نے اپنے
باپ کو اس کی موت کے وقت نہ بچایا (کیا تعجب ہے) کہ محافظ نے
(خود محفوظ چیز کو) برباد کر دیا۔

إِذْ غَبَقَتْهُ صَهْبَاءَ صَافِيَةً وَالْخَمْرُ وَهْلٌ يَهِيمُ شَارِبُهَا

جب کہ اس (بیٹی) نے اس کو چھنی ہوئی شراب رات میں
پلائی اور (سچ تو یہ ہے کہ) شراب غلط خیال پیدا کرنے والی چیز ہے
اس کا پینے والا از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔

فَأَسْلَمَتْ أَهْلَهَا بِلَيَّتِهَا تَظُنُّ أَنَّ التَّرَئِيسَ خَاطِبُهَا

آخر اس (بیٹی) نے اپنے گھر والوں کو یا اس (حضر) کے
رہنے والوں کو ان کی بلا کے حوالے کر دیا (یہ) خیال کر کے کہ بادشاہ
اس (سے نکاح) کا خواہاں ہے۔

فَكَانَ حَظُّ الْعَرُوسِ إِذْ جَشَرَ الصُّبْحُ دِمَاءٌ تَجْرِي سَبَائِبُهَا

جب صبح طلوع ہوئی تو دلہن کو یہ حظ ملا کہ اس کے (سر کے)
بال خون (کے نالے) بہا رہے تھے۔

وَخُرِّبَ الْحَضْرُ وَاسْتُبِيحَ وَقَدْ أُخْرِقَ فِي خِلَالِهَا مَشَاجِبُهَا

اور حضر کو برباد اور (ہر کام کے لیے) مباح کر دیا گیا اور
اس کے پردوں میں اس کے پردہ داروں کو جلایا گیا۔

Marfat.com

اور یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

نزار بن معد کی اولاد کا ذکر

ابن اسحٰق نے کہا۔ نزار بن معد کے تین لڑکے ہوئے۔ مضر بن نزار۔ ربیعۃ بن نزار اور انمار بن نزار۔

ابن ہشام نے کہا۔ اور (چوتھا) ایاد بن نزار۔ حارث بن دوس ایادی نے یہ شعر کہا ہے۔ اور بعض کی روایت میں یہ شعر ابو داود ایادی کی طرف منسوب ہے۔ جس کا نام جاریہ[1] بن حجاج تھا۔

وَفُتُوٌّ حِسَانٌ أَوْ جُهُومٌ مِنْ إِيَادِ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدّ

اور کتنے خوبصورت جوان ایسے بھی ہیں جو ایاد بن نزار بن معد کی اولاد میں سے ہیں۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے۔ مُضَر اور ایاد کی ماں سَوْدہ بنت عَک بن عدنان ہے۔ اور ربیعہ اور انمار کی ماں شقیقہ بنت عَک بن عدنان ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جمعۃ بنت عَک بن عدنان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ قبائل خثعم و بَجیلہ کا باپ (یعنی جد اعلیٰ) انمار ہے۔ جریر بن عبداللہ بَجَلی جو قبیلہ بَجِیلہ کا سردار تھا اس کے متعلق کسی کہنے والے نے یہ شعر کہا ہے۔

لَوْلَا جَرِيرٌ هَلَكَتْ بَجِيلَةُ[2] نِعْمَ الْفَتَى وَبِئْسَتِ الْقَبِيلَةُ

[1] ۔ (الف ب) جاریہ (ج د) حارثہ۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ خط کشیدہ مصرع دوم نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اگر جریر نہ ہوتا تو (قبیلہ) بجیلہ برباد ہوگیا ہوتا (یہ) جان
مرد تو (بہت ہی) خوب ہے ۔ اور (لیکن اس کا) قبیلہ (بہت ہی)
برا ہے ۔

(یہ جریر) فُرافِصَۃ الکلبی کو اَقْرَع بن حابِس حِمّال بن مُجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کے پاس فیصلۂ (فضیلت باہمی) کے لیے طلب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

۸۰ يَا أَقْرَعُ بْنَ حَابِسٍ يَا أَقْرَعُ إِنَّكَ إِنْ يُصْرَعْ أَخُوكَ تُصْرَعُ[1]

اے اقرع ۔ اے اقرع بن حابس ۔ بے شبہ اگر تیرا بھائی
پچھاڑا جائے گا ۔ تو تو (خود بھی) پچھڑے گا ۔
اور (یہ بھی) کہا ہے ۔

أَبَنِي نِزَارٍ أَنْصِرَا أَخَاكُمَا إِنَّ أَبِي وَجَدَّتُهُ أَبَاكُمَا

لَنْ يُغْلَبَ الْيَوْمَ أَخٌ وَالَاكُمَا

اے نزار کے دونوں بیٹو ۔ اپنے بھائی کی مدد کرو میں نے
اپنے باپ اور تم دونوں کے باپ (یعنی جداعلیٰ) کو ایک ہی پایا ہے ۔
(مجھے امید ہے کہ) جس بھائی نے تم دونوں (بھائیوں) سے محبت
رکھی ہے ۔ وہ آج ہرگز مغلوب نہ ہوگا ۔
اور وہ (قبائل اَنمار[2]) یمن میں جا بسے ۔ اور یمن (والوں ہی) میں مل گئے۔

---

[1] ۔ (الف ب) یصرع اخوک فعل مجہول غائب سے ۔ اور اخوک بحالت رفع ہے ۔ اور (ج د) تصرع اخاک فعل مخاطب معروف اور اخاک بحالت نصب ہے ۔ جس کے معنی اگر تو اپنے بھائی کو پچھاڑے گا تو تو خود بھی پچھڑے گا ۔ (احمد محمود)

[2] ۔ ترمذی نے فروہ بن سیک کے طریقہ سے روایت کی ہے ۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے سبا کے

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا کہ یمن (والوں) اور (قبیلہ) بجیلہ نے (نسب اس طرح) بیان کیا ہے۔ انمار بن اِرَاش بن بُجیان بن عمرو بن غوث بن نبت بن مالک بن کہلان بن سبا اور بعضوں نے کہا ہے۔ اِراش بن عمرو بن لجیان بن غوث۔ اور بجیلہ اور خثعم کا گھر (خاندان) یمنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ کہ مُضَر بن نزار سے دو شخص پیدا ہوئے۔ الیاس بن مُضَر اور عَیلان بن مضر۔

ابن ہشام نے کہا۔ ان دونوں کی ماں بنی جرہم میں کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پس الیاس بن مضر سے تین شخص پیدا ہوئے۔ مُدرِکہ بن الیاس و طابخہ بن الیاس و قمعہ بن الیاس اور ان کی ماں خِنْدِف یمن کی عورت تھی۔

ابن ہشام نے کہا خِنْدِف عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔ ۸۱

ابن اسحٰق نے کہا مدرکہ کا نام عامر تھا اور طابخہ کا عمرو۔ لوگوں نے ان کے

لہ بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۔۔۔ متعلق وہ آثار اجو اتارا۔ (یعنی قرآنی خاص خاص آیتیں نازل فرمائیں جو سب کو معلوم ہیں) تو ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ سبا کیا ہے۔ کوئی عورت ہے یا کوئی مقام۔ آپ نے فرمایا۔

لیس بامرأۃ ولا ارض ولکنہ رجل ولد عشرۃ من العرب فتیامن منھم ستۃ وتشائم اربعۃ فاما الذین تشائموا فلخم وجذام وعاملۃ وغسان واما الذین تیامنوا فالازد والاشعریین وحمیر ومذحج وکندۃ وانمار۔

نہ کوئی عورت نہ کوئی مقام بلکہ وہ ایک مرد (کا نام) ہے جس نے عرب کے دس (قبیلوں) کو جنا (یعنی اس سے دس قبیلے پیدا ہوئے) ان میں سے چھے یمن میں جا بسے اور چار شام میں پس جو شام میں جا بسے وہ لخم و جذام و عاملہ و غسان ہیں اور جو یمن میں جا بسے وہ ازد و اشعر و حمیر و مذحج و کندہ و انمار ہیں۔ اس شخص نے کہا انمار کون۔ آپ نے فرمایا۔

الذین منھم خثعم وبجیلہ وہ جن میں سے خثعم و بجیلہ ہیں۔

(احمد محمودی از سہیلی)

Marfat.com

متعلق ادعا کیا ہے کہ یہ دونوں اونٹوں میں رہا کرتے اور انھیں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ (ایک روز) انھوں نے ایک شکار کیا اور اسے پکاتے بیٹھے تھے کہ ان کے اونٹوں کو کوئی چُرا لے گیا عامر نے عمرو سے کہا اتدرك الابل ام تطبخ هذا الصيد۔ کیا تم اونٹوں کو ڈھونڈ لاوگے یا یہ شکار پکاوگے۔

عمرو نے کہا (نہیں میں ڈھونڈنے نہیں جاتا) بلکہ پکاتا ہوں عامر نے اونٹوں (کی جستجو کی اور ان) سے (جا) ملا۔ (یعنی ڈھونڈ نکالا) اور انھیں (واپس) لایا۔ پھر جب دونوں اپنے باپ کے پاس گئے انھوں نے سرگزشت بیان کی۔ (باپ نے) عامر سے کہا۔ تو مدرکہ یعنی ڈھونڈ نکالنے والا ہے۔ اور عمرو سے کہا تو طابخہ یعنی پکانے والا ہے۔ اب رہا قمعۃ (اس کے متعلق بنی) مضر کے نسب دان خیال کرتے ہیں کہ (بنی) خزاعہ۔ عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں۔ اس[1] کے بعد جب ان کی ماں کو اس کی خبر پہنچی تو وہ تیزی سے نکلی تو اس سے کہا تخندفین یعنی کیا تو پاؤں کھول کھول کر ڈالتی ہے۔ تو اس کا نام خندف مشہور ہو گیا۔

عمرو بن لُحَی کا قصہ اور عرب کے بتوں کا ذکر

ابن اسحٰق نے کہا۔ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے والد سے (روایت) بیان کی، انھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، فَسَأَلْتُهُ عَمَّنْ بِمَنِي وَبَيْنَهُ

[1] ۔ خط کشیدہ عبارت صرف (الف) میں ہے (ب ج د) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ هَلَكُوا

میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگوں[1] کی ہڈیاں یا اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹے جا رہا ہے تو میں نے اس سے ان لوگوں کے متعلق سوال کیا جو پیرے اور اس کے درمیان (گذرے) ہیں۔ تو اس نے کہا وہ ہلاک ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حرث تیمی نے اور ان سے ابو صالح سمّان نے اور ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو ہریرہ[2] کا نام عبداللہ بن عامر تھا اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ اُن کا نام عبدالرحمٰن بن صَخر تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثم بن جون خزاعی سے کہتے سنا۔

يَا أَكْثَمُ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدَفَ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ،

فَمَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَشْبَهَ بِرَجُلٍ مِنْكَ بِهِ وَلَا بِكَ مِنْهُ

یعنی اے اکثم میں نے عمرو بن لُحَی بن قَمَعہ بن خِندف کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگوں کی ہڈیاں یا آنتیں آگ میں کھینچے لیے جا رہا

---

[1] ۔ قصب کا لفظ آنت کے لیے بھی کہا جاتا ہے اور ہر کھوکھلی لمبی ہڈی کو بھی کہتے ہیں اور بالوں کی لٹوں کو بھی ۔ اس مقام پر بعضوں نے آنتیں گھسیٹے جاتا سمجھا ہے ۔ اور بعض ٹانگوں کی ہڈیاں جس کو اردو محاورے میں لنگڑائے جانا کہہ سکتے ہیں ۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ بخاری نے کہا کہ ان کا نام عبد شمس بن عبد نہم تھا اور بعضوں نے کہا ہے ۔ کہ عبد غنم تھا۔ ممکن ہے کہ یہ نام جاہلیت میں ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بدل دیا ہو جس طرح آپ نے بہت سے نام بدل دئے ۔

(احمد محمودی از سہیلی)

Marfat.com

ہے۔ اور میں نے تم سے زیادہ کسی شخص کو اس سے مشابہ نہیں دیکھا۔ اور نہ (ایسے کسی شخص کو میں نے دیکھا) کہ اس سے زیادہ تم سے مشابہ ہو اکثم نے کہا یا رسول اللہ۔ اس کی مشابہت شاید مجھے نقصان پہنچا دے فرمایا:۔

لَا إِنَّكَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ، إِنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ غَيَّرَ دِينَ إِسْمَاعِيلَ فَنَصَبَ الْأَوْثَانَ وَبَحَرَ الْبَحِيرَةَ، وَسَيَّبَ السَّائِبَةَ وَوَصَلَ الْوَصِيلَةَ — وَحَمَى الْحَامِيَ۔

نہیں (اس کی مشابہت تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی) تم ایماندار ہو اور وہ کافر (تھا) وہ پہلا شخص تھا جس نے دین اسمٰعیل کو بدل دیا۔ اور مورتیاں نصب کیں۔ اور بحیرہ[1]۔ سائبہ۔ وصیلہ اور حامی (کے طریقہ) رائج کئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن لحی اپنے

[1] بحیرہ۔ سائبہ وصیلہ اور حامی کے متعلق روح المعانی میں لکھا ہے کہ زجاج نے کہا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ وقت جنتی اور آخر میں نر اولاد ہوتی تو زمانہ جاہلیت والے اس کا کان پھاڑ دیتے اور اس کو نہ ذبح کرتے نہ اس پر سوار ہوتے وہ نہ کسی پنگھٹ سے ہانکی جاتی کسی چراگاہ سے روکی جاتی۔ ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہتے تھے۔ قتادہ سے مروی ہے۔ کہ جب وہ پانچ دفعہ جنتی تو پانچویں اولاد کو دیکھا جاتا اگر وہ نر ہوتی تو اسے ذبح کرتے اور کھا لیتے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو اس کا کان پھاڑ دیتے اور اس کو چھوڑ دیتے کہ وہ چرتی (اور کھلے بندوں پھرتی) رہے اس کو کوئی شخص دودھ یا سواری کے کام میں نہ لاتا۔ بعضوں نے کہا کہ بحیرۃ وہ مادہ ہے جو پانچویں دفعہ پیدا ہو۔ اس کا دودھ اور گوشت عورتوں کے لیے حلال نہ ہوتا۔ ہاں اگر وہ مرجاتی تو مرد اور عورتیں اس کے کھانے میں مشترک ہوتے۔ محمد بن اسحٰق اور مجاہد سے روایت

Marfat.com

بعض کاروبار کے ضمن میں مکّے سے شام کی طرف گیا تو جب سرزمین بَلْقَا کے مقام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :۔ ہے کہ وہ سائبہ کی بچی ہوتی تھی جس کا ذکر آگے آتا ہے ۔ اور وہ بھی اسی طرح چھوڑ دی جایا کرتی تھی ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جو پانچ دفعہ یا سات دفعہ جنے بعضوں نے کہا جو دس دفعہ جنے وہ بیکار چھوڑ دی جاتی اور جب مرتی تو اس کا گوشت خاص مردوں ہی کے لیے حلال ہوتا تھا ۔ ابن مسیب نے کہا کہ اس کا دودھ بتوں کے لیے محفوظ رکھا جاتا اور دوہا نہ جاتا تھا بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ایسی اونٹنی ہے جو سات مادہ جنے ۔ ایسی اونٹنی کا کان پھاڑ دیتے اور بیکار چھوڑ دیتے ۔ صاحب قاموس نے بھی یہی کہا ہے ۔ لیکن بجائے اونٹنی کے بکری بتایا ہے ۔ اور لکھا ہے کہ اس کو بحیرہ بھی کہتے تھے اور عزیزہ بھی ۔ بحر کے معنی ہیں پھاڑنا ۔ سائبہ تسییب کے معنی ہیں بے مہار چھوڑ دینا سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس مادائیں جنے ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی تھی ۔ نہ اس پر سواری کی جاتی نہ اس کے بال کاٹے جاتے نہ اس کا دودھ مہمان کے سوا کوئی پیتا ۔ یہ روایت محمد بن اسحٰق کی طرف منسوب ہے ۔ بعضوں نے کہا کہ بتوں کے لیے چھوڑی جاتی ۔ اور بتوں کے منتظمین ہی کو دیجاتی ۔ اور اس کا دودھ مسافروں کے سوا اور کوئی نہ چکھتا ۔ یہ روایت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے ۔ بعضوں نے کہا کہ سائبہ وہ اونٹنی ہے جس کے بچوں کے بچے ہو جائیں ۔ وہ چھوڑ دیا جاتا ۔ اور اس پر سواری نہ کی جاتی ۔ بعضوں نے کہا ۔ کہ جب کوئی شخص کسی بڑے سفر سے آتا یا اس کا جانور مشقت یا لڑائی کے کام کا نہ رہتا ۔ تو سائبہ کر دیا جاتا ۔ یا اس کی پیٹھ سے کوئی منکہ یا ہڈی نکال دیجاتی اور پانی چارے سے روکا نہ جاتا ۔ اور نہ اس پر سواری کیجاتی بعضوں نے کہا ۔ سائبہ وہ اونٹ ہے ۔ جسے ۔ اس پر بیٹھکر حج کو جانے کے لیے ۔ چھوڑ دیا جاتا تھا ۔ بعضوں نے کہا کہ سائبہ وہ غلام ہے ۔ جو اس شرط پر آزاد کیا گیا ہو کہ آزاد کرنے والے کو کوئی حق ولا اس پر نہ ہو ۔ اور نہ اس کے کیے ہوئے تقصان کا کسی کو ڈنڈ بھرنا پڑے اور نہ اس کی میراث کا کوئی مستحق ہو ۔

وصیلہ ۔ ملنے والی ۔ یا جس سے کوئی ملے ۔ فراء نے کہا ہے ۔ کہ وصیلہ وہ بکری ہے جس نے سات نر بچے جنے ہوں ۔ اور آخر میں نر اور مادہ دو بچے جنے ایسی بچوں والی بکری کا دودھ صرف مرد پیتے عورتیں نہ پیتیں ۔ سائبہ کی طرح اس کا بھی حال تھا ۔ زجاج نے کہا وصیلہ وہ بکری ہے کہ جب وہ نر جنتی تو وہ ان کے بتوں کا ہوتا ۔ اور جب مادہ جنتی تو وہ

Marfat.com

مآب میں پہنچا اور وہاں ان دنوں عمالیق رہا کرتے تھے۔ جو علاق اور بعضوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ ان کا ہوتا۔ اور جب نر و مادہ دو جنتی تو نر کو وہ اپنے بتوں کی خاطر ذبح نہ کرتے۔ اور بعضوں نے کہا وہ ایسی بکری ہے جو پہلے نر جنتی اور پھر مادہ جنتی تو اس مادہ کے سبب اس کے بھائی کو ذبح نہ کرتے۔ اور جب نر جنتی تو کہتے یہ ہمارے معبودوں کی قربانی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وصیلہ وہ بکری ہے جو سات بار جنے۔ پھر اگر ساتویں مادہ ہوتی تو عورتیں اس کی کسی چیز سے استفادہ نہ کرتیں۔ مگر جب وہ مرجاتی تو اس کو مرد اور عورتیں دونوں کھاتے۔ اس طرح اگر ساتویں مرتبہ نر اور مادہ دو بچے ہوتے تو اس کو وصیلہ کہتے۔ یعنی جو اپنے بھائی کے ساتھ توام پیدا ہوئی۔ ایسی بکری اس نر کے ساتھ چھوڑ دی جاتی۔ اور اس سے صرف مرد ہی مستفید ہوتے۔ عورتیں اس سے کسی طرح کا فائدہ نہ حاصل کرتیں۔ ہاں اگر وہ مرجاتی تو اس سے فائدہ حاصل کرنے میں مرد اور عورتیں مشترک ہوتیں۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اگر ساتواں نر ہوتا تو اس کو ذبح کر دیا جاتا۔ اور اس کو صرف مرد کھاتے۔ عورتیں نہ کھاتیں۔ اور کہتے۔

"خالصة لذكورنا ومحرم على ازواجنا

(یہ) ہمارے مردوں کے لیے خاص ہے اور ہماری بیویوں پر حرام ہے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو کہتے ہیں چھوڑ دیجاتی اور اگر نر اور مادہ دو ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق عمل درآمد ہوتا۔ اور محمد بن اسحٰق نے کہا کہ وصیلہ وہ بکری ہے جو پے در پے پانچ دفعہ میں دس مادائیں جنے ایسی بکری اس کے بعد جو جنتی وہ خالص مردوں کے لیے ہوتا۔ عورتوں کو اس سے استفادے کا حق نہ ہوتا۔ پھر اگر نر اور مادہ ایک ساتھ جنتی تو اس کو وصیلہ کہتے۔ اور اس مادہ کی موجودگی میں اس نر کو ذبح نہ کرتے اور بعضوں نے کہا وصیلہ وہ بکری ہے جو پانچ بار یا تین بار جنے۔ پھر اگر نر پیدا ہوتا تو ذبح کر دیتے اور اگر مادہ ہوتی تو رکھ چھوڑتے۔ اور اگر نر و مادہ ایک ساتھ ہوتے تو اس کو وصیلہ کہتے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وصیلہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو پیاپے دو بار مادائیں جنے درمیان میں نر نہ پیدا ہو تو ایسی اونٹنی کو وہ اپنے معبودوں کے لیے چھوڑ دیتے اور کہتے مادہ سے مادہ مل گئی۔ درمیان میں نر نہیں۔ اس لیے وہ وصیلہ کہلاتی اور بعضوں نے کہا کہ وصیلہ وہ

Marfat.com

کہا عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے۔ انھیں دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو ان سے کہا کہ یہ بت کیا ہیں جن کی پوجا کرتے ہیں تمھیں دیکھ رہا ہوں۔ انھوں نے اس سے کہا کہ ان بتوں کو ہم اس لیے پوجتے ہیں کہ جب ہم ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہمیں بارش سے مستفید کرتے ہیں۔ اور جب ہم ان سے امداد مانگتے ہیں تو وہ ہماری امداد کرتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا کیا تم ان میں سے کوئی بت مجھے نہ دو گے کہ اُسے میں سرزمین عرب کی طرف لیجاؤں کہ وہ بھی اس کی پوجا کریں۔ انھوں نے اس کو ایک بت دیا جس کو ہبل کہا جاتا تھا۔ تو وہ اسے لے کر مکّہ آیا۔ پھر اسے ایک جگہ نصب کیا اور اس نے لوگوں کو اس کی عبادت و تعظیم کا حکم دیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ یعنی عرب خیال کرتے ہیں کہ پتھر کی پہلی پوجا جو بنی اسمٰعیل میں ہوئی وہ اس طرح تھی کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ اونٹنی ہے جس نے پے بہ پے دس مادائیں جنی ہوں درمیان میں کوئی نر نہ ہو۔

حامی۔ حمی سے مشتق ہے جس کے معنی منع کرنا اور محفوظ رکھنا ہیں۔ فراء نے کہا کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس کے نطفے سے اس کی اولاد کی اولاد گنتی ہو جائے۔ تو وہ کہتے اس کی پیٹھ ممنوع یا محفوظ ہو گئی۔ یعنی اب اس پر نہ سواری کیجا سکتی ہے نہ بوجھ لادا جا سکتا ہے۔ اور وہ بے مہار چھوڑ دیا جاتا۔ وہ نہ کسی پنگھٹ سے ہانکا جا سکتا نہ کسی چراگاہ سے۔ اور ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے اور یہی قول ابو عبیدہ اور زجاج کا بھی ہے کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس کی پشت سے دس دفعہ اولاد ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں کہتے ہیں کہ اب اس کی پیٹھ ممنوع و محفوظ ہو گئی۔ اب اس پر نہ بوجھ لادا جاتا ہے اور نہ وہ کسی پنگھٹ یا چراگاہ سے روکا جاتا ہے۔ اور امام شافعی سے روایت ہے کہ حامی وہ نر ہے جو اپنے مالک کی اونٹنیوں کو دس سال تک حاملہ کرتا رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس سے متواتر سات مادائیں پیدا ہوں تو اس کی پیٹھ ممنوع و محفوظ ہو جاتی ہے۔ ان تمام اقوال میں تطبیق کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ عرب کے مختلف خاندان مختلف جتھے مختلف خیالات و مختلف رسومات رکھتے تھے۔ کسی کے پاس کچھ رسم و رواج تھا تو کسی کے پاس کچھ اس سے مختلف۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وعلمہ اتم۔
(احمد محمود ی)

Marfat.com

جب مکّہ والوں پر تنگدستی آئی اور فراخی کی تلاش میں وہ دیگر ممالک کی جانب نکل چلے تو ان میں ہر ایک سفر کرنے والا مکّہ سے سفر پر جاتے وقت حرم کے پتھروں میں سے کوئی ایک پتھر حرم (محترم) کی عظمت کے لحاظ سے اپنے ساتھ اٹھالے جاتا اور یہ مسافر جہاں کہیں اترتے اس پتھر کو رکھتے اور اس کا طواف کرتے جس طرح وہ کعبہ کا طواف کرتے تھے حتیٰ کہ اس پر ان کو ایک زمانہ گزر گیا پھر ایک بار جس پتھر کو اچھا دیکھا اور وہ انھیں پسند آیا اسی کی عبادت کرنے لگے حتیٰ کہ پشتہا پشت گزر گئے اور جس توحید پر وہ تھے اس کو بھلا دیا اور دین ابراہیم و اسمٰعیل (علیہما السلام) کو بدل کر دوسرا دین اختیار کر لیا اور بتوں کی پوجا شروع کر دی اور ان سے پہلے کی امتیں جن گمراہیوں میں تھیں ان کی بھی وہی حالت ہو گئی۔ باوجود اس کے ان میں ابراہیم (علیہ السلام) کے زمانے کے بقیہ (رسم و رواج) کی پابندی (بھی تھی جن) میں تعظیم بیت اللہ اور اس کا طواف اور حج و عمرہ کرنا اور عرفات و مُزدَلِفَہ کا قیام اور جانوروں کی قربانی اور حج و عمرہ میں لبیک کہنا (وغیرہ بھی) تھا۔ باوجود اس کے کہ اس میں انھوں نے ایسی (لغو) چیزیں بھی داخل کر دیں جو اس میں کی نہ تھیں پس کنانہ میں سے قریش کے قبیلہ والے جب لبیک کہتے تو لبیک اللّٰھم لبیک لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما لک کہتے۔ یعنی جی حاضر جی حاضر یا اللہ ہم تیرے لیے وہ ہری حاضری دیتے ہیں۔ (یعنی جسم و روح دونوں سے حاضر ہیں)۔ جی حاضر جی حاضر تیرا کوئی شریک نہیں بجز ایک شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے اس کا تو ہی مالک ہے۔ وہ (تیرا) مالک نہیں۔ پس وہ (کافر) لبیک کہتے ہیں اس (خداوند عالم) کی یکتائی کا بھی اظہار کرتے تھے پھر اس کے ساتھ اپنے بتوں کو بھی (خدائی اختیارات میں) داخل کرتے تھے اور ان بتوں کی ملکیت اس کے قبضہ (و اختیار) میں ہونے کا اقرار بھی کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون یعنی ان (کافروں) میں کے اکثر (افراد) اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر (اس کے ساتھ ساتھ) وہ شرک بھی کیے جاتے

Marfat.com

ہیں یعنی میرے حق کو جان کر میری یکتائی (کا اقرار) بھی کرتے ہیں اور میری مخلوق میں سے کسی نہ کسی کو میرے ساتھ شریک بھی ٹھیراتے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام کی قوم کے (پاس بھی) بہت سے بت تھے جن کی پرستش میں، وہ لگے ہوئے تھے جس کی خبر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے اس نے فرمایا۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا

انھوں نے (قوم نوح نے اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور وَدّ وسُوَاع۔

وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا

یغوث ویعوق ونسر (نامی بتوں) کو نہ چھوڑو بے شبہ انھوں نے (اسی طرح کی باتوں سے) بہتوں کو گمراہ کر دیا۔

پس اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی جنھوں نے بت گھڑ لیے تھے جب دین اسمٰعیل (علیہ السلام) چھوڑا تو بتوں کے نام بھی انھیں[1] (اولاد اسمٰعیل علیہ السلام) کے ناموں پر رکھ لیے تھے، حسب ذیل قبائل تھے۔ ہُذَیل بن مُدرکۃ بن الیاس بن مضر نے سُواع (نامی بت) بنا لیا حالانکہ ان کا بت بڑھاط تھا۔ اور کَلب بن وَبرہ نے جو قضاعۃ کا ایک قبیلہ

---

[1] (ب ج د) میں "کان الذین اتخذوا" اور "سموا باسمائھم" ہے اور (الف) میں "کانوا الذین اتخذوا" اور "سموا باسمائھا" ہے کان کے بجائے کانوا کا نسخہ تو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ فعل جب فاعل سے پہلے ہو تو اس کا مفرد ہونا ضروری ہے اور سموا باسمائھا میں کی واحد مونث کی ضمیر اگر ولد اسمٰعیل کی طرف بحیثیت اس کے جمع مکسر ہونے کے پھیری جائے تو دونوں نسخوں کے معنی ایک ہی ہوں گے اور اگر اسمائھا کی ضمیر بتوں کی طرف پھیری جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انھوں نے اپنے یا اپنی اولاد کے نام ان بتوں کے نام پر رکھ لیے تھے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہے مقام دُوْمَۃ الجَنْدل میں وَدّ (نامی ایک بت) بنایا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن مالک انصاری نے (اس کے متعلق یہ شعر کہا ہے۔

وَنَسِیَ اللاَّتَ وَالْعُزّٰی وَوَدًّا ۔۔۔ وَنَسْلُبُہَا الْقَلَائِدَ وَالشُّنُوْفَا

ہم لات وعزّیٰ اور وَدّ (نامی بتوں) کو بھول جائیں گے
اور ان سے (ان کے زیور) ہار اور بالے (وغیرہ) کھسوٹ لیں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ ہم اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔ اور کَلب، وَبَرہ بن تغلب بن حلوان بن عِمران بن الحاف بن قضاعۃ کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی طَیّ میں سے اَنعم نے اور بنی مُذْحِج میں سے جُرَش والوں نے مقام جُرَش میں یغوث نامی بت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ اَنعم اور طَیّ بن اُدَد بن مالک نے (بنایا تھا) اور مالک خود مذحج بن اُدَد ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طَیّ بن اُدد بن زید بن کہلان بن سبا نے (یغوث نامی بت بنا رکھا تھا) ابن اسحٰق نے کہا کہ قبیلہ ہمدان کی حیوان[1] نامی ایک شاخ نے سرزمین یمن کے مقام ہمدان میں یَعُوق نامی بت بنا رکھا تھا

ابن ہشام نے کہا کہ ہمدان کا نام اَوْسَلَۃ بن مالک بن زید بن رَبیعۃ بن اوسلۃ بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اوسلۃ بن زید بن اوسلۃ بن الخیار ہے اور مالک بن نَمَط ہمدانی نے یہ شعر کہا ہے۔ ۸۴

یَرِیشُ اللّٰہ فِی الدُّنْیَا وَیَبْرِی ۔۔۔ وَلَا یَبْرِی یَعُوقُ وَلَا یَرِیش

اللہ تعالیٰ ہی دنیا میں نفع بھی پہنچاتا ہے اور ضرر بھی اور یعوق نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔

---

[1] (الف) حیوان با حائے حطی (ب ج د) خیوان با خائے معجمہ (احمد محمود ی)

Marfat.com

اور یہ بیت اسی کے قصیدے کی ہے۔ بعضوں نے کہا کہ ہمدان اوسلۃ بن ربیعۃ بن مالک بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حمیر میں سے ذو الکلاع کے قبیلے نے سرزمین حمیر میں نسر نامی ایک بت بنا رکھا تھا اور بنی خولان کا سرزمین خولان میں ایک بت تھا جس کو عمّ[1] انس کہا جاتا تھا جس کے لیے وہ اپنے اوعا کے موافق اپنے جانور اور کھیتی اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے پھر اگر کوئی چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے نذر کی جس کو خود انھوں نے اس کے لیے نامزد کر دیا ہو عم انس کی نذر میں داخل ہو جاتی تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتے اور اگر کوئی چیز عم انس کی نذر میں سے اللہ تعالیٰ کے نذرانے میں داخل ہو جاتی تو اس کو (فوراً) اس کی نذر میں واپس کر دیتے اور یہ لوگ خولان میں کے ایک چھوٹے سے قبیلہ کے تھے جس کو اوَیم کہا جاتا تھا اور جس طرح (مفسرین نے) ذکر کیا ہے انھیں کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔

اور انھوں نے اللہ (تعالیٰ) کے لیے (بھی) ان چیزوں میں سے جو اس نے کھیتی اور چوپائے پیدا کیے ہیں ایک حصہ مقرر کر دیا پس انھوں نے بزعم خود کہدیا کہ یہ (تو) اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا پھر جو (نذرانہ) ان کے شریکوں کا ہوتا وہ (تو) اللہ (کے نذرانہ) میں نہ مل سکتا اور جو اللہ کا ہوتا وہ ان کے شریکوں کے

[1] (الف) عَمّ اَنس (ب) عُمْیانس (ج د) غم انس۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

(نذرانہ) میں مل جاتا (دیکھو تو کیا) برا فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

ابن ہشام کے کہا کہ خولان عمرو بن الحاف بن قضاعہ کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو بن مرّہ بن اُدد بن زید بن ہبیع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو بن سعد العشیرہ بن مذحج کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ملکان بن کنانہ بن مدرکہ کا ایک بت جس کا نام سعد تھا جو جنگل میں ایک لمبی چٹان کی شکل کا تھا اس کے پاس بنی ملکان میں کا ایک شخص اپنی تجارت کے بہت سے اونٹ لے کر آیا تاکہ اپنے خیال کے موافق اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے انھیں اس کے پاس کھڑا کرے جب ان اونٹوں نے جن پر سواری نہیں کی جاتی تھی بلکہ چراگاہ میں چرتے رہتے تھے اس بت کو دیکھا جس پر خون بہائے جاتے تھے (جس کی وجہ سے اس کی شکل بہت خوفناک ہوگئی تھی) تو وہ اونٹ بدک گئے اور اِدھر اُدھر بھاگ گئے اور ان کا مالک ملکانی غصے میں آگیا اور ایک پتھر لے اس بت پر پھینک مارا اور کہنے لگا اللہ تجھے برکت نہ دے تو نے میرے اونٹ بدکا دیئے پھر وہ ان اونٹوں کی تلاش میں نکل چلا یہاں تک کہ انھیں جمع کیا اور جب وہ اکھٹے ہوئے تو کہا۔

أَتَيْنَا إِلَى سَعْدٍ لِيَجْمَعَ شَمْلَنَا ۔۔۔ فَشَتَّتَنَا سَعْدٌ فَلَا نَحْنُ مِنْ سَعْدِ

وَهَلْ سَعْدُ إِلَّا صَخْرَةٌ بِتَنُوفَةٍ ۔۔۔ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَدْعُو لِغَيٍّ وَلَا رُشْدِ

ہم سعد کے پاس آئے کہ وہ ہماری پریشان قوتوں کو مجتمع کردے (یا ہماری پریشانی کو دور کرے) تو سعد نے ہمیں (اور بھی) پریشان کر دیا پس ہم سعد (کی پرستش کرنے والوں) میں سے نہوں گے اور سعد میدان کی ایک چٹان کے سوا ہے ہی کیا وہ تو نہ کسی کو گمراہ کر سکتا ہے نہ کسی کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

اور مقام دَوس میں عمرو بن حُمَمَہ الدوسی کا ایک بت تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں اس کا ذکر ان شاء اللہ اس کے مقام پر کروں گا
اور دَوس عُدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن مالک ۸۶
بن نصر بن الاسد بن الغوث کا بیٹا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دوس عبداللہ بن
زہران بن الاسد بن الغوث کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعبے کے اندر ایک باؤلی پر قریش نے ایک بت بنا رکھا
تھا جس کو ہُبَل کہا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں اس کا قصہ انشاء اللہ اس کے مقام پر بیان
کروں گا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اساف و نائلہ دو بت مقام زمزم پر بنا رکھے تھے
جن کے پاس وہ لوگ قربانیاں کرتے تھے اور اِساف و نائلہ قبیلۂ جرہم میں کا
ایک مرد اور ایک عورت تھی اساف یعنی کا بیٹا اور نائلہ دِیک کی بیٹی تھی اساف
نائلہ پر کعبہ شریفہ میں چڑھ بیٹھا۔ یعنی مرتکب زنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں
کو پتھر بنا دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حَزْم
نے عَمْرَہ بنت عبدالرحمٰن بن سعدؓ بن زُرارۃ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ
میں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے سنا وہ فرمایا کرتی تھیں کہ ہم تو یہی سنتے رہے
ہیں کہ اساف و نائلہ بنی جُرہم میں کا ایک مرد اور ایک عورت تھی جنھوں نے کعبہ
میں ایک نئی بات کی (یعنی حرام کاری کی جو کعبے میں کبھی نہیں ہوئی تھی) تو اللہ تعالیٰ
نے انھیں دو پتھر بنا دیئے واللہ اعلم۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو طالب نے یہ شعر کہا ہے۔

وَحَيْثُ يَنِيخُ الْأَشْعَرُونَ رِكَابَهُمْ بِمُفْضَى السُّيُولِ مِنْ إِسَافٍ وَنَائِلِ

(یہ واقعہ اس مقام کا ہے) جہاں اشعری لوگ اپنے اونٹ

۱؎ (الف) اسعد بزیادتی الف ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بٹھاتے ہیں اور اِساف و نائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ قریب میں اس کے مقام پر بیان کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہر گھر والے نے اپنے گھر میں ایک بت بنا رکھا تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے جب ان میں سے کوئی شخص کسی سفر کا ارادہ کرتا تو جب وہ سوار ہونے آمادہ ہوتا تو اس بت پر ہاتھ پھیرتا اور یہ وہ آخری چیز ہوتی، جو اس کے سفر کو نکلنے کے وقت ہوتی، اور جب وہ اپنے سفر سے آتا، تو اس پر ہاتھ پھیرتا، اور یہ وہ پہلی چیز ہوتی جس سے اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے پہلے گیجاتی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید دے کر روانہ فرمایا تو قریش نے کہا۔

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ

کیا اس (شخص) نے (تمام) معبودوں کو ایک معبود بنا دیا بے شبہ یہ تو ایک بڑی عجیب چیز ہے۔

اور عربوں نے کعبۃ اللہ کے ساتھ ساتھ چند طاغوت بھی بنا رکھے تھے اور وہ چند گھر تھے جن کا احترام وہ اسی طرح کیا کرتے تھے جس طرح کعبۃ اللہ کا ان گھروں کے بھی خدام اور محافظین ہوتے تھے۔ اور ان گھروں کے پاس بھی نذرانے گزرانے جاتے جس طرح کعبۃ اللہ کے لیے گزرانے جاتے تھے اور وہ ان کا بھی اسی طرح طواف کرتے جس طرح اس کا طواف ہوتا تھا اور اس کے پاس بھی اسی طرح جانور ذبح کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ کعبۃ اللہ کی فضیلت کے بھی وہ مقر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ ابراہیم (علیہ السلام) کا گھر اور آپ کی مسجد ہے۔

اور قریش اور بنی کنانہ کے لیے مقام نخلہ میں (ایک مورتی) عُزّٰی تھی زور اس کے سدنہ یعنی دربان اور محافظ بنی ہاشم کے حلیف، بنی سُلیم

Marfat.com

میں سے بنی شَیْبان تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خاص کر ابو طالب کے حلیف تھے۔ اور یہ سلیم منصور ابن عکرمہ بن خصَفہ بن قیس بن عَیلان کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی کے بارے میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔ ۸

لَقَدْ أَنْكِحَتْ أَسْمَاءُ رَأْسَ بُقَيْرَةٍ ۔۔۔ مِنَ الْأُدْمِ أَهْدَاهَا إِمْرُؤٌ مِنْ بَنِي غَنْمَ

اَسماء ایسے شخص کے نکاح میں دیگئی ہے جو سالن پکانے کی گائے کی سری (کے جیسا کمزور اور بے جان) ہے۔ جس کو بنی غنم کے کسی شخص نے بطور قربانی پیش کیا ہو۔

رَأَى قَدَعًا فِي عَيْنِهَا إِذْ يَسُوقُهَا ۔۔۔ إِلَى غَبْغَبِ الْعُزَّى فَوَسَّعَ فِي الْقَسْمِ

وہ اسے عُزّیٰ نامی بت کی قربان گاہ کی طرف ہانک لے جا رہا تھا تو اس نے اس کی بینائی میں کمزوری دیکھی تو تقسیم کے گوشت میں توسیع کرنے کے لیے اسے بھی قربانی میں شریک کر دیا۔

اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے کہ جب وہ کسی نذر کی قربانی کرتے تو اس کو ۹
ان لوگوں میں بانٹ دیا کرتے جو ان کے پاس موجود ہوتے غبغب کے معنی "ذبح کرنے کے مقام خون بہانے کی جگہ" کے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں بیتیں ابو خِراش ہذلی کی بیتوں میں کی ہیں اس کا نام خُوَیلد بن مُرّہ تھا اور "سدنہ" وہ لوگ تھے جو کاروبار کعبۃ اللہ کے منتظم تھے رُؤبۃ العجاج نے کہا ہے۔

فَلَا وَرَبِّ الْآمِنَاتِ الْقُطَّنِ ۔۔۔ مُحْبِسِ الْهَدْيِ وَبَيْتِ الْمُسْدَنِ

خدام بیت اللہ کے گھروں میں اور قربانی کے جانور رہنے کے مقام میں بے خوف رہنے والے جانوروں کے پروردگار کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

یہ دونوں بیتیں (یعنی مذکورہ بالا شعر) اس کے ایک بحر رجز کے

Marfat.com

قصیدے کی ہیں ان شاء اللہ اس کا بیان اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مقام طائف میں قبیلہ ثقیف کی ایک مورتی لات تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی تقیف میں سے بنی مُعَتِّب تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا بیان ان شاء اللہ اس کے مقام پر کرونگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اَوس وخزرج اور یثرب والوں میں سے ان کے ہم مذہب لوگوں کی ایک مورتی مَنَاۃِ تھی جو ضلع مُشَلَّل کے مقام قُدَید میں ساحل سمندر پر تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ کُمَیت بن زید نے جو بنی اسد بن خزیمہ بن مدرکۃ میں کا ایک شخص ہے یہ شعر کہا ہے۔

وَقَدْ اَلَتْ قَبَائِلُ لَا تَوَلِّی مَنَاۃَ ظُهُورَهَا مُتَحَرِّفِينَا

حالانکہ چند قبیلوں نے قسمیں کھا کھا کر اقرار کیا تھا کہ مڑکر بھی اپنی پیٹھیں مناۃ کی جانب نہ کریں گے۔

یہ اس کے ایک قصیدے کی بیت ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مناۃ کی جانب ابی سفیان بن حرب کو روانہ فرمایا تو انھوں نے اس کو ڈھا دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ذوالخلصۃ ایک بت قبائل دَوس وخَثْعَم وبَجِیلہ اور ان عربوں کا تھا جو ان کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور یہ بت مقام تبالہ میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ذوالخَلَصَۃ کہا ہے۔ عرب کے ایک شخص نے کہا ہے۔

لَوْ كُنْتَ يَا ذَا الْخَلَصِ الْمَوْتُورَا مِثْلِي وَكَانَ شَيْخُكَ الْمَقْبُورَا

لَمْ تَنْهَهُ عَنْ قَتْلِ الْعُدَاةِ زُورَا

Marfat.com

اے ذوالخلص اگر تو بھی میری طرح مظلوم ہوتا اور تیرا
بھی کوئی بزرگ خاندان دفن کر دیا گیا ہوتا تو دشمنوں کے قتل کرنے
سے مصنوعی طور پر بھی تو منع نہ کرتا۔

اس شخص کا باپ مار ڈالا گیا تھا تو اس نے اس کا بدلہ لینا چاہا تو ذوالخلصہ کے پاس آیا اور تیروں کے ذریعہ قسمت دریافت کی (یعنی یہ معلوم کرنا چاہا کہ ایسا کرنا اس کے لیے اچھا ہے یا نہیں وہ بدلہ لے سکے گا یا نہیں) تو اس کام کی ممانعت کا تیر نکلا تو اس نے یہ مذکورہ ابیات کہے۔ بعض لوگ ان ابیات کو امرالقیس بن حجر الکندی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب جریر بن عبداللہ البجلی کو روانہ فرمایا اور انھوں نے اس کو منہدم کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ فلس نامی ایک بت بنی طیئ اور ان لوگوں کا تھا جو بنی طیئ کے دونوں پہاڑوں کے پاس رہتے تھے اور یہ بت سلمیٰ اور اجا دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا تو آپ نے یعنی علی رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھایا تو اس میں آپ نے دو تلواریں پائیں ان میں سے ایک کو رسوب اور دوسری کو مخذم کہا جاتا تھا آپ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں تلواریں آپ کو عنایت فرما دیں یہی وہ تلواریں تھیں جو علی رضی اللہ عنہ کی تلواریں (مشہور) تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمیر اور یمن والوں کا ایک گھر مقام صنعا میں تھا جس کو رئام کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے سابق میں اس کا بیان کر دیا ہے۔

اور بنی ربیعۃ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا رضاء نامی ایک گھر تھا اسی کے متعلق مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن سعد نے جب زمانہ اسلام میں

Marfat.com

اس کو ڈھایا تو یہ شعر کہا۔

وَلَقَدْ شَدَدْتُ عَلَى رُضَاءٍ شَدَّةً فَتَرَكْتُهَا قَفْرًا بِقَاعٍ أَسْحَمَا

میں نے رضاء نامی گھر کے ڈھانے میں ایسی قوی ضربیں
لگائیں کہ اس کو ویران سیاہ زمین بناڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فترکھا قفرا بقاع اسحما۔ بنی سعد کے ایک اور شخص سے بھی مروی ہے یعنی اس شعر کی نسبت ایک اور شخص کی طرف بھی کیجاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگوں نے مُستَوغِر کے متعلق کہا ہے کہ وہ تین سو تیس سال زندہ رہا اور اس نے بنی مُضَر میں سب سے زیادہ عمر پائی اور یہی وہ شاعر ہے جو کہتا ہے۔

وَلَقَدْ سَئِمْتُ مِنَ الْحَيَاةِ وَطُولِهَا وَعَمَرْتُ مِنْ عَدَدِ السِّنِينَ مِئِينَا

زندگی اور اس کی درازی سے میں اکتا گیا ہوں اور سیکڑوں
سال زندہ رہ چکا ہوں۔

مِائَةً حَدَثَتْهَا بَعْدَ مَا مِائَتَانِ لِي وَازْدَدْتُ مِنْ عَدَدِ الشُّهُورِ سِنِينَا

دو سو سال اپنے بعد میرے لیے اور ایک سو سال لائے اور
چند سال اس سے بھی بڑھ چکا ہوں جو مہینوں کے دنوں کی تعداد میں
ہیں (یعنی ۲۰۰ + ۱۰۰ + ۳۰ = ۳۳۰ سال میری عمر ہو چکی ہے)

هَلْ مَا بَقِيَ إِلَّا كَمَا قَدْ فَاتَنَا يَوْمٌ يَمُرُّ وَلَيْلَةٌ تَحْدُونَا

کیا جو کچھ (عمر کا زمانہ) باقی رہ گیا ہے وہ ایسا ہی نہیں
ہے جیسا کہ (ابھی ابھی) ہمارے پاس سے گزر چکا ہے کہ دن گزرتا
ہے اور رات ہمیں (موت کی جانب) ہانکے لیے جا رہی ہے۔

بعض لوگ ان اشعار کو زُہَیر بن جناب کلبی سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا کہ بکر و تغلب وائل وایاد کے دونوں بیٹوں کا کا ایک گھر ذو الکعبات نامی سنداد میں تھا۔ اسی گھر کے متعلق اعشیٰ بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شخص کہتا ہے

بَيْنَ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِيرِ وَبَارِقٍ وَالْبَيْتِ ذِي الْكَعَبَاتِ[1] مِنْ سِنْدَادِ

اس مکعب گھر کی قسم جو مقام سنداد میں خورنق و سدیر و بارق نامی مقامات کے درمیان ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اسود بن یعفر نہشلی کا ہے وہ نہشل جو دارم ابن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کا بیٹا ہے۔ یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے اور مجھے یہ شعر ابو محرز خلف الاحمر نے اس تغیر کے ساتھ سنایا۔

أَهْلُ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِيرِ وَبَارِقٍ وَالْبَيْتِ ذِي الشُّرُفَاتِ مِنْ سِنْدَادِ

وہ لوگ خورنق و سدیر و بارق والے ہیں اور اس گھر والے ہیں جو عظمتوں والا اور سنداد میں ہے۔

رسم بحیرۃ وسائبۃ ووصیلۃ وحامی

ابن اسحٰق نے کہا کہ بحیرۃ سائبہ کی مادہ اولاد کو کہتے ہیں اور سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس نے مسلسل دس مادائیں جنی ہوں ان کے درمیان

[1] (الف ب) ذی الکعبات (ج د) ذی الشرفات یعنی عظمتوں والا ہے۔ (احمد محمود)

Marfat.com

کوئی نر نہ پیدا ہوا ہو (ایسی اونٹنی بے مہار) چھوڑ دی جاتی تھی اور اس پر نہ سواری کی جاتی تھی اور نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا اگر اس کے بعد بھی وہ مادہ جنتی تو اس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس کی ماں کے ساتھ اس کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس پر بھی نہ سواری کیجاتی اور نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا جس طرح اس کی ماں کے ساتھ کیا جاتا تھا اور سائبہ کی یہی مادہ اولاد بحیرہ کہلاتی ہے۔

اور وصیلہ وہ بکری ہے جس نے پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنی ہوں جن کے درمیان کوئی نر نہ ہو تو وصیلہ بنا دی جاتی یعنی وہ کہدیتے "قد وصلت" یعنی وہ متواتر مادائیں جن چکی۔ پھر اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی وہ ان کے مردوں کا حصہ ہوتا ان کے عورتوں کو کچھ حصہ نہ ملتا مگر ایسی صورت میں کہ ان میں سے کوئی بکری مردار ہو جاتی تو اس کے کھانے میں ان کے مرد اور عورتیں دونوں شریک ہوتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بھی روایت آئی ہے کہ اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی وہ ان کی بیٹیوں کو چھوڑ کر بیٹوں کے لیے ہوتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حامی وہ نر اونٹ ہوتا تھا جس کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں ان کے درمیان کوئی نر نہ ہوتا ایسی صورت میں اس کی پشت محفوظ ہو جاتی اور اس پر نہ سواری کیجاتی تھی نہ اس کے بال کاٹے جاتے۔ اس کو اونٹوں کے گلہ میں چھوڑ دیا جاتا تھا کہ ان میں رہ کر ان سے جفت ہوا کرے اس کے سوا اس سے اور کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ طریقہ عرب کی مختلف جماعتوں کے پاس اس سے جدا بھی تھا مگر حامی کے متعلق ان کے پاس ابن اسحٰق کے قول کے موافق ہی عمل ہوتا تھا۔

اور بحیرہ ان کے پاس وہ اونٹنی کہلاتی جس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس پر سواری نہ کی جاتی اور نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور نہ اس کا دودھ

Marfat.com

پیا جاتا مگر مہمان (اس کا دودھ پی سکتا تھا) یا اس کو بطور صدقہ دے دیا جاتا اور وہ ان کے بتوں کے لیے چھوڑ دی جاتی۔

اور سائبہ وہ اونٹنی ہوتی جس کے متعلق کوئی شخص نذر کرتا کہ اگر اس نے اپنی بیماری سے صحت حاصل کر لی یا اس نے اپنا مقصد پا لیا تو وہ اس کو (بتوں کے لیے) چھوڑ دے گا پھر جب ایسا ہوتا یعنی صحت یا مقصد حاصل ہو جاتا تو وہ اپنے اونٹوں میں سے کوئی اونٹ یا اونٹنی اپنے بعض بتوں کے لیے چھوڑ دیتا اور وہ چھٹی پھرتی اور چرتی رہتی اس سے اور کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

اور وصیلہ وہ اونٹنی ہے جس کی مادہ ہر حمل میں دو دو جنتی تو ان کا مالک ان میں سے مادہ اوں کو اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیتا اور نروں کو خود اپنے لیے رکھ لیتا (اور اس کو وصیلہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ) اس کی مادہ اس کو اس طرح جنتی ہے کہ ایک ہی حمل میں اس کے ساتھ نر بھی ہوتا ہے تو وہ کہتے وصلت اخاہا وہ اپنے بھائی کے ساتھ مل گئی پس اس کے ساتھ اس کے بھائی کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس سے بھی کسی طرح کا فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ اس تفصیل کو مجھ سے یونس بن حبیب[2] نحوی اور اس کے سوا دوسروں نے بھی بیان کیا ہے لیکن ان میں کی بعض باتیں ایک کی روایت میں ہیں تو دوسرے کی روایت میں نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ عزوجل نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ

۹۷

---

[1] ۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ (الف) یکون ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

حَكِيمٌ عَلِيمٌ۔

انھوں نے (کافروں نے) کہا کہ ان چوپایوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ خاص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری بیبیوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار ہو جائے تو وہ سب اس میں شریک (ہوتے) ہیں قریب میں وہ (اللہ تعالیٰ) انھیں ان کے (اس غلط) بیان کی جزا دے گا بے شبہ وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے۔

اور آپ پر یہ بھی نازل فرمایا۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ

(اے نبی) تو (ان سے) کہہ اللہ نے جو رزق تمھارے لیے اتارا ہے کیا تم نے (کبھی) اس (بارے) میں غور کیا ہے کہ اس میں سے کچھ تو تم حرام ٹھیراتے ہو اور کچھ حلال (کیا یہ طریقہ صحیح ہے) تو کہہ کیا اللہ نے تمھیں (اس امر کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر افترا پردازی کرتے ہو۔

اور آپ پر یہ بھی نازل فرمایا۔

مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ[1] إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ

[1] نسخہ (ألف) میں کلام مجید کے خط کشیدہ جملات چھوٹ گئے ہیں۔ (احمد محمود)

Marfat.com

أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

بھیڑوں میں سے دو اور بکریوں میں سے دو (جوڑے جوڑے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں اے نبی) تو ان سے کہہ کیا (اللہ نے) دونروں کو حرام کیا ہے یا دو ماداؤں کو یا اس (چیز) کو (حرام کیا ہے) جس پر ماداؤں کی بچہ دانیاں حاوی ہیں (یعنی کیا نر و مادہ دونوں حرام کیے گئے ہیں) اگر تم سچے ہو تو مجھے علمی (طور پر مسئلہ کی تحقیق) خبر دو۔ اور اونٹوں میں سے دو اور (گائے) بیل میں سے دو (جوڑے جوڑے اس نے پیدا کیے ان سے) کہہ کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا (وہ تمام چیزیں حرام کی ہیں) جن پر ماداؤں کی بچہ دانیاں حاوی ہیں (کیا یہ تمام باتیں تم نے اپنی جانب سے گھڑلی ہیں) یا اللہ نے جب تمھیں اس کا حکم فرمایا (تو اس وقت) تم (اس کے روبرو) حاضر تھے (اور اپنی آنکھوں دیکھی بات بیان کر رہے ہو خدا سے ڈرو اور اس پر اس طرح افترا پر عوانہ کا نہ کرو) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا تاکہ بے علمی سے لوگوں کو بھٹکا دے یہ یقینی بات ہے کہ اللہ ظالموں کو (کبھی) راہ راست پر نہیں چلاتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تمیم بن اُبَیّ بن مقبل نے جو بنی عامر بن صعصعہ میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

فِيهِ مِنَ الْأَخْرَجِ الْمِرْبَاعِ قَرْقَرَةٌ هَدْرَ الدَّيَافِيِّ[1] وَسْطَ الْجُمَّةِ الْبُحُرِ

[1] (الف) میں الریافی بارائے مہملہ ہے لیکن اس کے کوئی مناسب معنی ہمیں یہاں سمجھ میں

Marfat.com

اس مقام پر جنگبرے مست گورخر کی آواز اس طرح آتی ہے جس طرح ان دیافی اونٹوں کے بغبغانے کی آواز جن میں تقریباً ایک سو ذبح کیے جانے سے محفوظ چھٹے پھرنے والے اونٹ ہوں اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

اور ایک شاعر نے کہا ہے۔

حَوْلَ الْوَصَائِلِ فِی شُرَیْفٍ حِقَّۃٌ وَلَلْحَامِیَاتُ ظُهُورُهَا وَالسُّیَّبُ

مقام شریف میں پیاپے مادائیں جننے والی اونٹنیوں یا بکریوں کے اطراف چار سالہ اونٹنیاں اور ایسے اونٹ ہیں جن کی پیٹھیں سواری کرنے سے محفوظ ہیں اور ایسی اونٹنیاں بھی ہیں جنھیں دس دس مادائیں جننے کے سبب بے مہار چھوڑ دیا گیا ہے۔

اور وصیلہ کی جمع وصائل اور وُصل ہے اور بحیرۃ کی جمع بحائر اور بُحُر ہے اور سائبہ کی جمع زیادہ تر سوائب آتی اور سُیَّب بھی آتی ہے اور حام کی جمع اکثر حوام آتی ہے۔

(بیان نسب کا تکملہ)

ابن اسحٰق نے کہا بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور یمن والوں میں سے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان (روایات) میں سے جو مجھ سے ابو عبیدہ اور اس کے علاوہ دوسرے اہل علم نے بیان کیا یہ ہے: بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ نہیں آئے البتہ (ب ج د) میں الدیانی با دال مہملہ ہے، دیاف کے متعلق سہیلی اور لمطاوی دونوں نے لکھا ہے کہ شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

لہ۔ (الف) میں سیب نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ابن مازن بن الاَسد بن الغوث کی اولاد ہیں ۔اور ہماری[1] ماں خِنْدِف ہے اور
بعض کہتے ہیں کہ خزاعہ[2] حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور ان کا نام خزاعہ ۹۹
اس لیے رکھا گیا کہ وہ جب شام کو جانے کے ارادے سے یمن ہوتے ہوئے
آئے تو عمرو بن عامر کی اولاد سے علیحدہ ہو کر مَرّ الظَّہران میں اتر پڑے اور
اور وہیں سکونت اختیار کر لی عوف[3] بن ایوب انصاری نے جو بنی عمرو بن سواد
بن غنم بن کعب بن سلمہ بن[4] الخزرج میں کا ایک شخص ہے (حالت) اسلام (یا
زمانہ اسلام) میں کہا ہے ۔

فَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَرٍّ تَخَزَّعَتْ ۔۔۔ خُزَاعَةُ مِنَّا فِي خُيُولٍ[5] كَرَاكِرِ ۱۰۰

جب ہم وادی مر میں اترے تو بنی خزاعہ کے متعدد دستے
بہت گھروں میں ہم سے علیحدہ ہو گئے ۔

حَمَتْ كُلَّ وَادٍ مِنْ تِهَامَةَ وَاحْتَمَتْ ۔۔۔ بِضُمِّ الْقَنَا وَالْمُرْهَفَاتِ الْبَوَاتِرِ

اور انھوں نے تہامہ کی ہر ایک وادی کی محافظت کی اور
خود بھی مضبوط نیزوں اور تیز تلواروں کے ذریعے محفوظ رہے ۔

یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں ۔اور ابو مُطَہِّر اسمٰعیل بن
نع الانصاری نے جو بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن

---

[1] ۔(الف) میں اُمّہا ہے یعنی ان کی ماں ۔ (احمد محمودی)
[2] خزع عن القوم کے معنی انقطع عنہم ان سے علیحدہ ہو گیا اور تخزعوا کے معنی اقتسموا متفرق ہو گئے ہیں ۔ (احمد محمودی)
[3] ۔(الف) عَون بالنون (ب ج د) عوف بالفاء ۔نسخہ (ب) کے حاشیہ پر اس کی صراحت ہے کہ خشنی اور
معجم البلدان کی روایت میں عوف بالفاء ہی ہے ۔ (احمد محمودی)
[4] ۔ (الف) میں بن کے بجائے من ہے ۔ (احمد محمودی)
[5] ۔(ب ج د) خیول (الف) طول جس کے معنی بہت سے گھروں کے ہیں ۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

الاوس میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

فَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَكَّةَ أَحْمَدَتْ خُزَاعَةُ دَارَ الْآكِلِ الْمُتَحَامِلِ

پھر جب ہم وادی مکہ میں اترے تو خزاعہ نے ظلم کرنے والوں اور (دوسروں) کو کھا جانے والے خاندان کے ساتھ قابل تعریف برتاؤ کیا۔ یا مہمان کا بار اٹھانے والے گھر کے ساتھ قابل تعریف برتاؤ کیا یعنی مہمان نوازی کی۔

فَحَلَّتْ أُكَارِيسًا وَشَنَّتْ قَنَابِلًا عَلَى كُلِّ حَيٍّ بَيْنَ نَجْدٍ وَسَاحِلِ

وہ جتھے جتھے بن کر اترے اور پہاڑ اور ساحل کے درمیان تمام قبیلوں یا جانداروں پر ایک ایک دستے نے ہر طرف سے حملہ کر دیا۔

نَفَوْا جُرْهُمًا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ وَاحْتَبَوْا بِعِزِّ خُزَاعِيٍّ شَدِيدِ الْكَوَاهِلِ

جرہم کو وادی مکہ سے باہر کر دیا اور قوت والے بنی خزاعہ کے لیے عزت حاصل کر کے آرام لیا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم انھیں جُرہم کی جلا وطنی کے بیان میں ذکر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مُدرکۃ بن الیاس کے دو لڑکے ہوئے خُزَیمۃ بن مدرکۃ اور ہُذَیل بن مدرکۃ ان دونوں کی ماں بنی قُضاعہ میں کی ایک عورت تھی خزیمہ کے چار لڑکے ہوئے کِنانۃ بن خُزَیمۃ اَسَد بن خُزَیمۃ اَسَدہ بن خُزَیمۃ اور ہُوْن بن خُزَیمۃ۔ کنانۃ کی ماں عُوَانۃ بنت سعد بن عَیْہلان بن مُضَر تھی۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ الہُوْن بن خُزَیمۃ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا، کنانہ بن خزیمۃ کے بھی چار لڑکے ہوئے النَّضْر بن کنانۃ مالک بن کنانۃ عبد مَنَاہ بن کنانۃ اور مِلکان بن کنانۃ النضر کی ماں تَوَبَّرہ بنت

Marfat.com

مُرّ بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر تھی اور اس کے تمام (دوسرے) بچے ایک دوسری عورت سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نضر اور مالک اور ملکان کی ماں بَرّہ بنت مُرّ تھی اور عبد مناۃ کی ماں ہالہ بنت سُوَید بن الغِطرِیف اَزد شَنُوءَۃ کے خاندان سے تھی۔ اور شَنُوءَۃ کا نام عبداللہ بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن اَسد بن الغوث تھا۔ اور ان کا نام شَنُوءَۃ اس وجہ سے پڑ گیا کہ ان میں آپس میں بہت دشمنی تھی شنئان کے معنی دشمنی کے ہیں

ابن ہشام نے کہا کہ نضر ہی کا نام قریش ہے۔ جو شخص نضر کی اولاد میں ہوگا وہی قُرَشِیّ کہلائے گا۔ اور جو نضر کی اولاد میں نہ ہوگا وہ قُرَشِیّ بھی نہ ہوگا۔

جریر بن عطیہ جو بنی کُلَیب بن یَربوع بن حَنظَلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص ہے ہشام بن عبدالملک بن مروان کی ستائش میں کہتا ہے۔

فَمَا الْاُمُّ الَّتِی وَلَدَتْ قُرَیْشاً ۔۔۔ بِمُقْرِفَۃِ النِّجَارِ وَلَا عَقِیمِ

جس ماں نے قریش کو جنا ہے نہ وہ نسب کے لحاظ سے عیب دار ہے اور نہ بانجھ ہے

وَمَا قَوْمٌ بِأَنْجَبَ مِنْ أَبِیکُمْ ۔۔۔ وَمَا خَالٌ بِأَکْرَمَ مِنْ تَمِیمِ

اے قبیلۂ قریش نہ کوئی بزرگ خاندان تمہارے باپ سے زیادہ شریف ہے نہ کسی کا ماموں تمیم سے زیادہ عزت والا ہے۔

شاعر بَرّہ بنت مُرّ کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو تمیم بن مُرّ کی بہن اور النضر کی ماں تھی اور یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

بعضوں نے فہر بن مالک کا نام قریش بتایا ہے تو جو شخص فہر کی اولاد میں ہوگا وہ قُرَشِیّ کہلائے گا۔ اور جو فہر کی اولاد میں نہ ہوگا وہ قرشی نہ سمجھا جائیگا۔ ۳-
قریش کا نام قریش اس لیے مشہور ہوگیا کہ تقرش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں رُؤبۃ بن العَجّاج کہتا ہے۔

Marfat.com

قَدْ كَانَ يُغْنِيهِمْ عَنِ الشَّغُوشِ وَلَخَشْلِ مِنْ تَسَاقُطِ الْقُرُوشِ

شَحْمٌ وَمَحْضٌ لَيْسَ بِالْمَغْشُوشِ

چکنا (گوشت) اور تازہ خالص دودھ جو مسلسل تجارت اور کمائی کے سبب انھیں حاصل تھا گیہوں (کی جیسی سادہ غذا) اور پازیب کنگن (وغیرہ کی زینت وآرائش) سے بے نیاز کرنے کے لیے انھیں کافی تھا۔ (یعنی مزیدار غذا ملنے کے سبب سادہ غذا کی طرف رغبت واحتیاج نہ رہی تھی۔ اور گوشت دودھ وغیرہ کھانے سے ان کے چہرے سرخ وسفید اور خوبصورت ہوگئے تھے اس لیے وہ زیورات کی زینت وآرائش سے بے نیاز ہوگئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک قسم کے گیہوں کو شغوش کہتے ہیں اور پازیب اور کنگن وغیرہ کے سروں کو خشل، کہا جاتا ہے۔ اور قروش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ چربی اور خالص تازہ دودھ نے انھیں ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے میں کے ہیں جو بحر رجز میں ہے

ابو جلدہ یشکری نے جو یشکر بکر بن وائل کا بیٹا تھا۔ کہا ہے۔

إِخْوَةٌ قَرَّشُوا الذُّنُوبَ عَلَيْنَا فِي حَدِيثٍ مِنْ عُمْرِنَا وَقَدِيمِ

وہ ہیں تو بھائی۔ لیکن انھوں نے اِدھر اُدھر سے جمع کر کے ہم پر ایسے الزام قایم کیے ہیں جو ہماری کم عمری کے زمانے کے بھی ہیں اور اس سے پہلے کے بھی۔

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

لہ۔ الف میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کو قریش اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ متفرق ہونے کے بعد پھر ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور جمع ہونے کو تقرّش کہتے ہیں نضر بن کنانہ کے دو لڑکے تھے مالک بن نضر اور یخلد بن نضر۔ مالک کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی۔ اور مجھے خبر نہیں کہ یخلد کی ماں بھی یہی تھی یا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایات کے لحاظ سے صلت بن عمرو ہی ابو عمرو مدنی ہے ان سب کی ماں بنت سعد بن ظرب العدوانی تھی۔ اور عدوان عمرو بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔ کثیر بن عبدالرحمٰن جس کا نام کثیر عزہ تھا جو بنی خزاعہ کی شاخ بنی ملیح بن عمرو میں سے تھا۔ کہتا ہے۔

أَلَيْسَ أَبِي بِالصَّلْتِ، أَمْ لَيْسَ إِخْوَتِي ... لِكُلِّ هِجَانٍ مِنْ بَنِي النَّضْرِ أَزْهَرَا

کیا میرا باپ صلت نہیں یا میرے بھائی بنی النضر کے شرفا کی اولاد میں سے مشہور نہیں۔

رَأَيْتُ ثِيَابَ الْعَصْبِ مُخْتَلِطَ السَّدَى ... بِنَاوِيهِمْ وَالْحَضْرَمِيَّ الْمُخَصَّرَا

فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا مِنْ بَنِي النَّضْرِ فَاتْرُكُوا ... أَرَاكًا بِأَذْنَابِ الْفَوَائِجِ أَخْضَرَا

اے مخاطب تو ہماری اور ان کی یمنی چادروں اور حضرمی پتلی کمر والی نعلینوں (جوتوں) کی اصل وابتدا کو بھی ایک دوسری سے ملتی جلتی پائے گا اور اگر تم بنی نضر میں سے نہیں ہو تو سرسبز پیلو کے جنگل کو ندیوں کی انتہاؤں تک چھوڑ دو۔ (یعنی اس جنگل سے نکل جاؤ) یہ بیتیں اسی کے ایک قصیدے کی ہیں بنی خزاعہ میں سے جو لوگ خود کو صلت بن النضر کے خاندان سے منسوب کرتے ہیں وہ کثیر عزہ کی ایک جماعت بنو ملیح بن عمرو ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مالک بن نضر کا لڑکا فہر بن مالک تھا جس کی ماں یخلد کی

Marfat.com

بنت الحارث بن مضاض جرہمی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابن مُضاض ابن مضاض اکبر نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ فہر بن مالک کے چار لڑکے تھے۔ غالب بن فہر مُحارب بن فہر حارث بن فہر اور اَسَد بن فہر اور ان کی ماں لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ خِنْدَف فہر کی لڑکی تھی اور یہی خِنْدَف یربوع بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی ماں تھی۔ اور خندف کی ماں لیلیٰ بنت سعد تھی جریر بن عطیہ بن الخَطَفیٰ نے کہا ہے اور خطفی کا نام خذیفہ بن بدر بن سلمہ بن عوف بن کُلَیب بن یربوع بن حنظلہ تھا۔

وَإِذَا غَضِبْتُ رَمَى وَرَائِي بِالْحُصَا ۚ أَبْنَاءُ خِنْدَفَ خَيْرُ أَبْنَاءِ الْجَنْدَلِ

جب میں (کسی پر) غصہ میں آتا ہوں تو خندف کے بچے جو بہترین جیٹان کی طرح قوی ہیں میرے سامنے رہتے اور (دشمن پر) پتھر برساتے ہیں۔ یہ بیت اسی کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غالب بن فہر کے دو بیٹے ہوئے لوی بن غالب اور تیم بن غالب ان کی ماں سَلمیٰ بنت عمرو الخزاعی تھی۔ اور بنی تیم ہی وہ لوگ ہیں جو بنی اُلادرم کہلاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک اور لڑکا قیس بن غالب بھی تھا جس کی ماں سلمیٰ بنت کعب بن عمرو الخزاعی تھی۔ اور لوی اور تیم غالب کے دونوں بیٹوں کی ماں بھی یہی سلمیٰ تھی۔ ۱۰۶

ابن اسحٰق نے کہا کہ لوی بن غالب کے چار لڑکے ہوئے کعب بن لوی عامر بن لوی سامہ بن لوی اور عوف بن لوی کعب و عامر و سامہ کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر بنی قضاعہ میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک اور لڑکا حارث بن لوی بھی تھا اس کی اولاد بنی جُشَم بن الحارث کہلاتی ہے جو بنی ربیعہ کی شاخ ہَزّان میں سے ہے۔

Marfat.com

جریر کہتا ہے۔

بَنِي جُشَمٍ، لَسْتُمْ لِهِزَّانَ، فَانْتَمُوا ... لِأُعْلَى الرَّوَابِي مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

وَلَا تَنْكِحُوا فِي آلِ ضَوْرٍ نِسَاءَكُمْ ... وَلَا فِي شُكَيْسٍ بِئْسَ مَثْوَى الْغَرَائِبِ

اے بنی جشم تم بنی ہزان میں سے نہیں ہو اس لیے اپنے خاندان کا انتساب ان نمایاں ہستیوں کی طرف کرو جو لؤی بن غالب سے اوپر ہوں۔ اور اپنی لڑکیوں کی شادیاں بنی ضَوْر اور بنی شُکَیْس میں سے کسی کے ساتھ نہ کرو کہ اجنبیوں کا ٹھکانا اچھا نہیں۔

اور سعد بن لؤی بھی لؤی کا ایک لڑکا تھا۔ اور یہ سب بُنانہ سے نسبت رکھتے ہیں جو قبیلہ ربیعہ میں کے شَیْبان بن ثعلبہ بن عُکابہ بن صعب ابن علی بن بکر بن وائل کی ایک شاخ ہے اور بنانہ اس قبیلے کی مربیہ تھی جو بنی النقین بن جَسْر بن شَیْع اللہ۔ اور بعض کہتے ہیں سَیْع اللہ بن الاسد ابن وبرہ بن ثعلبہ بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ میں کی تھی۔ اور بعض ۱۰۷
کہتے ہیں النَّمِر بن قاسِط کی بیٹی تھی اور بعض کہتے ہیں جرم بن رَبّان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔ اور خزیمہ بن لؤی بھی اس کا ایک لڑکا تھا۔ اور یہ لوگ عائذہ سے منسوب ہیں جو شیبان بن ثعلبہ کی شاخ ہے عائذہ ایک عورت کا نام تھا جو یمن والی تھی۔ اور یہ عورت بنی عبید بن خزیمہ بن لؤی کی ماں تھی۔ اور عامر بن لؤی کے سوا تمام بنی لؤی کی ماں ماویّہ بنت کعب بن القین بن جسر تھی۔ اور عامر بن لؤی کی ماں مُخَشِّیَہ بنت شَیبان بن مُحارِب بن فہر تھی بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی۔

حالات سامہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ سامہ بن لؤی عُمان کی طرف چلا گیا اور وہیں رہا

Marfat.com

عرب کا خیال ہے کہ عامر بن لؤی نے اس کو نکالا۔ اور اس لیے نکالا کہ ان دونوں میں کچھ رنجش تھی۔ سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ دی۔ تو عامر نے اس کو ڈرایا وہ عمان کی طرف نکل گیا۔ عرب کا خیال ہے کہ جب سامہ بن لؤی اپنی اونٹنی پر جا رہا تھا۔ اور راستے میں اونٹنی چر رہی تھی کہ ایک سانپ نے اس اونٹنی کو پکڑ کر کھینچا اور وہ اپنے ایک بازو کے بل گر پڑی سانپ نے سامہ کو ڈس کر مار ڈالا۔ سامہ نے جب موت آتی دیکھی تو عربوں کا دعوی ہے کہ اس نے یہ شعر کہے۔

عَيْنٌ فَابْكِي لِسَامَةَ بْنِ لُؤَيٍّ عَلِقَتْ سَاقَ سَامَةَ الْعَلَّاقَهْ

اے آنکھ سامہ بن لؤی کے لیے رو کہ سامہ کو ایک بڑی لپٹنے والی چیز لپٹ گئی۔

لَا أَرَى مِثْلَ سَامَةَ بْنِ لُؤَيٍّ يَوْمَ حَلُّوا بِهِ قَتِيلًا لِنَاقَهْ

جس روز لوگ اس مقام پر اترے تو اونٹنی پر مرنے والے سامہ بن لؤی کے جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آتا تھا۔

بَلِّغَا عَامِرًا وَكَعْبًا رَسُولًا أَنَّ نَفْسِي إِلَيْهِمَا مُشْتَاقَةْ

عامر اور کعب کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ میں ان دونوں کا مشتاق ہوں۔

إِنْ تَكُنْ فِي عُمَانَ دَارِي فَإِنِّي غَالِبِيٌّ خَرَجْتُ مِنْ غَيْرِ فَاقَهْ

اگر عمان میں میرا گھر ہو (بھی تو مجھے اس سے کس طرح خوشی ہو سکتی ہے کہ) میں تو بنی غالب میں کا ایک شخص ہوں اور بے ضرورت کسب رزق نکلا ہوں۔

رُبَّ كَأْسٍ هَرَقْتَ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَهْ

Marfat.com

اے لوی کے بیٹے موت کے ڈر سے تو نے بعض ایسے
پیالے لنڈھا دئیے جو لنڈھانے کے قابل نہ تھے (موت کے
ڈر سے بعض قابل استفادہ چیزوں سے تو نے استفادہ نہیں کیا۔

رُمْتَ دَفْعَ الْحُتُوفِ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ كَمِلِمٍّ رَامَ ذَاكَ بِالْحَتْفِ طَاقَهْ

اے لوی کے بیٹے تو نے موت کو دفع کرنا چاہا تھا لیکن
جس نے یہ ارادہ کیا تھا اس میں موت سے مقابلے کی سکت نہ تھی۔

وَخَرُوسِ السُّرَى تَرَكْتَ رَذِيًّا بَعْدَ جِدٍّ وَخِدَّةٍ وَرَشَاقَهْ

کوشش اور سخت کوشش اور تیز زنی کے بعد چپ چاپ
چلی چلنے والی (اونٹنی) کو تو نے مبتلائے مصیبت چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ سامہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سامہ بن لوی سے اپنا نسب ظاہر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "الشاعر" کیا وہی سامہ جو شاعر تھا۔ تو آپ کے بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کی مراد اس کا یہ شعر ہے۔

رُبَّ كَأْسٍ هَرَقْتَ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَهْ

فرمایا ہاں۔

عوف بن لوی کے حالات
اور اس کے نسب کا تغیر

۱۰۹

ابن اسحٰق نے کہا کہ عرب کے ادعا کے لحاظ سے قریش کے ایک قافلے

کے ساتھ عوف بن لؤی نکلا اور جب غَطَفَان بن سعد بن قیس بن عیلان کی سرزمین میں پہنچا تو وہ قافلے سے پیچھے رہ گیا اور اس کی قوم کے جو لوگ اس کے ساتھ تھے، چلے گئے تو ثعلبہ بن سعد جو نسب کے لحاظ سے عوف بن لؤی کا بھائی تھا اس کے پاس آیا کیونکہ ثعلبہ سعد بن ذُبیان بن بغیض بن رَیث بن غطفان کا بیٹا ہے۔ اور عوف سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا، وہ اس کے پاس آیا۔ اور اس کو روک لیا اور بہت اصرار کر کے اس سے بھائی چارہ قائم کیا اور وہیں اس کی شادی کر دی اس واقعے کے بعد سے وہ نسباً بنی ذبیان سے متعلق و مشہور ہو گیا۔ جب عوف پیچھے رہ گیا اور اس کو اس کی قوم نے چھوڑ دیا تو لوگوں کے خیال کے موافق ثعلبہ ہی نے عوف سے مخاطب ہو کر یہ شعر کہا تھا۔

اِحْبِسْ عَلَیَّ، اِبْنَ لُؤَیٍّ، جَمَلَكَ تَرَكَكَ الْقَوْمُ وَلَا مَتْرَكَ لَكْ

اے ابن لؤی اپنا اونٹ میرے پاس روک تجھے تیری قوم نے چھوڑ دیا لیکن تو چھوٹ کہاں سکتا ہے (یعنی ہم تو تجھے نہ چھوڑیں گے)

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر یا محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حُصَین نے بیان کیا عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر میں عرب کے کسی قبیلے سے متعلق ہونے یا اس گروہ میں ملا لینے کا دعویدار ہوتا تو بنی مرۃ بن عوف کے متعلق دعویٰ کرتا۔ کیونکہ ہم ان میں بہت کچھ مماثلت پاتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص کہاں اور کس حیثیت سے جا پڑا ہے (یعنی عوف بن لؤی۔ کس خاندان سے تھا اور کس طرح وہ دوسرے خاندان میں جا پڑا ہے سب کچھ ہمیں معلوم ہے)

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ نسباً غطفانی ہے کیونکہ مرۃ عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا بیٹا ہے اور جب ان لوگوں سے اس نسب کا ذکر ہوتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اس نسب سے انکار نہیں یہ نسب تو

(۱) ۱ھ۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہمیں بہت محبوب ہے اور حارث بن ظالم بن جذیمہ بن ربوع نے یہ شعر کہے ہیں۔
ابن ہشام نے کہا ہے کہ وہ بنی مرۃ بن عوف میں کا ایک شخص ہے جب وہ نعمان بن لمنذر سے ڈر کر بھاگ گیا تو جاکر قریش میں مل گیا۔

فَمَا قَوْمِي بِثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْدٍ وَلَا بِفَزَارَةَ الشُّعْرِ الرِّقَابَا

میری قوم نہ تو بنی ثعلبہ بن سعد میں سے ہے اور نہ بنی فزارہ میں سے ہے جن کی گردنوں پر بہت بال ہیں۔ (یا جو شیر ببر کی طرح سخت و قوی ہیں)۔

وَقَوْمِي إِنْ سَأَلْتَ، بَنُو لُؤَيٍّ بِمَكَّةَ عَلَّمُوا مُضَرَ الضِّرَابَا

اگر تو دریافت کرے (تو میں بتاؤں گا کہ) میری قوم بنی لوی ہے جنھوں نے مکے میں بنی مضر کو شمشیر زنی کی تعلیم دی ہے۔

سَفِهْنَا بِاتِّبَاعِ بَنِي بَغِيضٍ وَتَرْكِ الْأَقْرَبِينَ لَنَا انْتِسَابَا

ہم نے بنی بَغِیض کی پیروی کرنے اور اپنے قرابت داروں سے اپنے انتساب کو ترک کرنے میں بے وقوفی کی۔

سَفَاهَةَ مُخْلِفٍ لَمَّا تَرَوَّى هَرَاقَ الْمَاءَ وَاتَّبَعَ السَّرَابَا

جس طرح پانی کے طالب نے بے وقوفی کی تھی کہ سوچ سمجھ کر پانی بہا دیا اور سراب کے پیچھے لگ گیا (کہ پانی حاصل کرے۔)

لہ۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

فَلَوْطُوِّعَتْ عُتُّ عُمْرَكَ كُنْتُ فِيهِمْ وَمَا أَلْفَيْتُ أَنْجَعَ السَّحَابَا

(اے نعمان!) تیری عمر کی قسم! اگر میں خود کو ان کا (قریش کا) مطیع و منقاد بنائے رکھوں تو میں ہمیشہ انھیں میں رہ سکتا ہوں اور چارہ پانی کی تلاش میں کسی اور سرزمین کی طرف جانے کا خود کو محتاج نہ پاؤں گا۔

وَخَشَّ[1] رَوَاحَةُ الْقُرَشِيُّ رَحْلِي بِنَاجِيَةٍ وَلَمْ يَطْلُبْ ثَوَابَا

میری سواری کو قریشی رواحہ نے تیز اونٹنی سے آراستہ کیا اور اس نے اس کا کچھ معاوضہ بھی طلب نہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ وہ اشعار ہیں جو ابو عبیدہ نے اس کے اشعار میں سے مجھے سنائے ہیں۔ ۱۱۱

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحُصَین بن الحُمام المری جو بنی سہم بن مرۃ میں سے تھا حارث بن ظالم کی تردید اور خود کو بنی غطفان کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے۔

أَلَا لَسْتُمْ مِنَّا وَلَسْنَا إِلَيْكُمْ بَرِئْنَا إِلَيْكُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

سن لو کہ تم ہم میں کے نہیں اور نہ ہمیں تم سے کوئی تعلق ہے لوی بن غالب سے نسبت رکھنے میں ہم تم سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔

أَقَمْنَا عَلَى عِزِّ الْحِجَازِ وَأَنْتُمْ مُعَتَلِجُ الْبَطْحَاءِ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

ہم حجاز کی عزت و اکرام پر قایم ہیں اور تم لوگ پہاڑوں کے درمیان ریتیل وادی کی محنتوں میں پڑے ہوئے ہو۔

مندرجہ بالا اشعار سے شاعر کی مراد قریش ہے اس کے بعد حصین ان اشعار کے کہنے پر پچھتایا اور حارث بن ظالم نے جو بات کہی تھی اس کے سمجھ میں آگئی

[1] (الف) حش یحاش طی و شین معجمہ (ب ج د) خش بخار معجمہ و شین ابتی واند۔ (احمد محمودی)
[2] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تو اس نے قریش سے اپنے انتساب کا اظہار کیا اور خود اپنی بات کی تردید کی اور کہا ۔

نَدِمْتُ عَلَى قَوْلٍ مَضَى كُنْتُ قُلْتُهُ تَبَيَّنْتُ فِيهِ أَنَّهُ قَوْلُ كَاذِبِ

میں نے جو ایک بات زمانہ گزشتہ میں کہدی تھی اس پر مجھے افسوس وندامت ہے اور اب مجھے اچھی طور پر معلوم ہوگیا کہ وہ بات جھوٹی تھی ۔

فَلَيْتَ لِسَانِي كَانَ نِصْفَيْنِ مِنْهُمَا بُكَيْمٌ وَنِصْفٌ عِنْدَ مَجْرَى الْكَوَاكِبِ

کاش میری زبان کے دو حصے ہو جاتے اور اس میں کا ایک حصہ گونگا اور چپ چاپ ہوتا (کہ قریش کی مذمت نہ کر سکتا) اور ایک حصہ (قریش کی مدح وستائش میں اس قدر بلند ہوتا کہ) ستاروں کے گھومنے کے مقام پر پہنچ جاتا ۔

أَبُونَا كِنَانِيٌّ بِمَكَّةَ قَبْرُهُ بِمُعْتَلَجِ الْبَطْحَاءِ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ ۱۱۲

ہمارا باپ بھی بنی کنانہ ہی سے تھا جس کی قبر مکے میں دونوں پہاڑوں کے درمیان ریتیل وادی کے محنت طلب مقام ہی میں ہے ۔

لَنَا الرُّبْعُ مِنْ بَيْتِ الْحَرَامِ وِرَاثَةً وَرُبْعُ الْبِطَاحِ عِنْدَ دَارِ ابْنِ حَاطِبِ

بیت الحرام کا ربع حصہ وراثۃً ہمیں ملا ہے اور ریتیل وادی کا ربع حصہ ابن حاطب کے گھر کے پاس ہے یعنی بن لوئی چار شاخوں میں منقسم تھے ۔ بنی کعب[1] بنی عامر[2] بنی سامہ[3] اور بنی عوف[4] ۔

ابن ہشام[له] نے کہا کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں

[له] (الف) ابن ہشام (ب ج د) ابن اسحٰق ۔ (احمد محمود ری)

کہہ سکتا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بنی مرہ کے چند لوگوں[1] سے فرمایا کہ اگر تم اپنے نسب کی طرف لوٹنا چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ لوگ بنی غطفان میں کے شریف اور سرداران قوم تھے۔ انھیں میں ہرم بن سنان بن ابی حارثہ بن مرۃ بن نشبہ اور حارثہ بن سنان ابن ابی حارثہ اور حارث بن عوف اور حُصَین بن الحُمَام اور ہاشم بن حَرْمَلہ بھی تھا۔ جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے۔

أَحْيَا أَبَاهُ هَاشِمُ بْنُ حَرْمَلَهْ يَوْمَ الْهَبَاءَاتِ وَيَوْمَ الْيَعْمَلَهْ[2][3]

سخاوت کے وقت اور جنگ یعملہ کے روز ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام زندہ کر دیا۔

تَرَى الْمُلُوكَ عِنْدَهُ مُغَرْبَلَهْ يَقْتُلُ ذَا الذَّنْبِ وَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهْ

بادشاہوں کو اس کے آگے اس قدر ذلیل دیکھو گے کہ وہ ان میں کے گنہگار اور بے گناہ دونوں کو قتل کر ڈالتا ہے۔ یعنی اس کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ عامر خصفی کے یہ شعر مجھے ابو عبیدہ نے یوں سنائے ہیں۔ اور خَصَفَہ قیس بن عَیلان کا بیٹا تھا۔

احیا اباہ ہاشم بن حرملہ۔ یوم الھبا آت ویوم الیعملہ۔ تری الملوک عندہ مغربلہ یقتل ذا الذنب ومن لا ذنب لہ۔ ورمحہ للوالدات[4] مشکلہ۔ اور اس کا

---

[1] (ب ج د) لرجال (الف) لرجل۔ نسخہ (الف) غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ آگے آتا ہے کہ کان القوم اشرافاھم سادتھم وقادتھم۔ (احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[4] آخری مصرع (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

نیزہ ماؤں کو اپنے بچوں پر رلانے والا ہے۔ یعنی وہ اپنے دشمنوں کو قتل کر کے ان کی ماؤں کو رلاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے اس نے یہ بھی بیان کیا کہ ہاشم نے عامر سے کہا کہ میری تعریف میں کوئی بہترین شعر کہہ تو میں تجھے اس کا صلہ دوں گا تو عامر نے پہلا شعر کہا۔ لیکن ہاشم نے اس کو پسند نہ کیا۔ پھر اس نے دوسرا شعر کہا۔ وہ بھی اس کو پسند نہ آیا۔ اس نے تیسرا کہا۔ تو اس کو بھی اس نے پسند نہ کیا۔ جب اس نے چوتھا شعر کہا یقتل ذا الذنب ومن لا ذنب له تو اس کو پسند کیا اور اس پر اس کو انعام دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے اپنے اس شعر میں اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔

وَهَاشِمٌ مُرَّةَ الْمُفْنِي مُلُوكًا بِلَا ذَنْبٍ إِلَيْهِ وَمُذْنِبِينَا

بنی مرۃ میں کا ہاشم وہ شخص ہے جو بے گناہ اور گنہگار بادشاہوں کو فنا کر دیتا ہے۔

یہ بیت اسی کے ایک قصیدے کی ہے اور عامر کا وہ شعر جس میں یوم الہباآت ہے ابو عبیدہ کے علاوہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیک نامی اور شہرت تمام بنی غطفان اور بنی قیس میں ہے یہ لوگ اپنے طریقوں پر قائم رہے۔ اور رئیل بھی انھیں میں کا ایک شخص تھا۔ ۱۱۴

لہ۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

۲ہ۔ (الف) میں المرابع نہیں ہے اور مصنف نے ہر ایک مصرع کو ایک بیت لکھا ہے۔ حالانکہ لغت کی کتابوں میں بیت الشعر ہو ما اشتمل من النظم علی مصراعین صدرا وعجزا لکھا ہے۔ بیت وہ ہے جس میں دو مصرعے صدر و عجز کے ساتھ ہوں۔

(احمد محمودی)

Marfat.com

حالات نَبَیل

لوگوں کا خیال ہے کہ نَبَیل ہی وہ شخص ہے جس نے عرب کے لیے ہر سال میں آٹھ مہینے احترام کے قابل مقرر کیے تھے۔ اس کا یہ حکم عربوں نے اپنے لیے مفید پایا۔ عرب اس حکم سے نہ انکار کرتے ہیں اور نہ اس کی کوئی مخالفت کرتا ہے۔ اس حکم کے موافق وہ عرب کے جس شہر کی طرف چاہتے ہیں سفر کرتے ہیں ان مہینوں میں وہ کسی سے ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ بنی حرۃ کے زہیر نابی سُلمیٰ نے کہا ہے[1]:-

ابن ہشام نے کہا کہ زہیر بنی مزینہ بن ادبن طابخہ بن الیاس بن مضر سے ہے بعضوں نے زہیر بن ابی سُلمیٰ کو بنی غَطَفَان سے بتایا ہے بعض کہتے ہیں کہ بنی غَطَفَان کا حلیف تھا وہ کہتا ہے۔

أَمَلْ فَإِنْ تَقْرِ الْمَرْوَرَاةُ مِنْهُمُ وَدَارَاتُهَا لَا تَقْوِ مِنْهُمْ إِذْ أَخْلُلُ

(اے مخاطب) غور سے دیکھ کہ مقام مَرْوَرَات اور اس کے محلات ان سے کبھی خالی نہیں رہتے اگر وہ ان سے خالی بھی ہوں تو مقامات نَخَل تو ان سے خالی نہوں گے۔

بِلَادٌ بِهَا نَادَمْتُهُمْ وَأَلِفْتُمُ فَإِنْ تَقْوِ يَا مِنْهُمْ فَإِنَّهُمُ بَسَلُ

وہ ایسے شہر ہیں کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ان شہروں میں رہا ہوں اور ان سے دوستی کی ہے۔ اگر وہ مقامات ان لوگوں سے

[1] شعر بعد میں آرہا ہے۔ لیکن ابن ہشام نے زہیر کا نسب درمیان میں بیان کر دیا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

خالی بھی ہوں (اور وہ اپنے محفوظ مقامات چھوڑ کر کہیں باہر نکلیں بھی تو ان کو کچھ خوف نہیں) کہ وہ خود (از سر تا پا) حرلم یعنی قابل احترام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں شعر اسی کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی قیس بن ثعلبہ میں کے اعشیٰ نے یہ شعر کہا ہے

أَجَارَتُكُمْ بَسْلٌ عَلَيْنَا مُحَرَّمٌ ، وَجَارَتُنَا حِلٌّ لَكُمْ وَحَلِيلُهَا

تمھیں بسل نے پناہ دی جو ہمارے لیے قابل احترام ہے اور ہم نے جس کو پناہ دی ہے وہ تمھارے لیے حلال اور ناقابل احترام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن لؤی کے تین لڑکے ہوئے۔ مُرّۃ[1] بن کعب عدی[2] بن کعب اور ہصیص[3] بن کعب۔ ان کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر تھی۔ مرۃ بن کعب کے تین لڑکے تھے۔ کلاب[4] بن مرۃ تیم[5] بن مرۃ۔ اور یقظہ[6] بن مرۃ۔ کلاب کی ماں تو ہند بنت سُرَیر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ تھی۔ اور یقظہ کی ماں بارقیہ تھی جو یمن والے بنی اسد کی شاخ بنی بارق سے تھی بعض کہتے ہیں کہ یہ تیم کی ماں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ تیم، ہند بنت سُرَیر کا لڑکا تھا جو کلاب کی بھی ماں تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بارق بنی عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ ابن امرئ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الازد[7] بن الغوث میں سے تھا جو بنی شنوءۃ کی شاخ ہے الکمیت بن زید نے کہا ہے۔

وَأَزْدُ شَنُوءَةَ اَنْدَرَوْا[2] عَلَيْنَا ، بِجُمٍّ يَحْسِبُونَ لَهَا قُرُونَا

116

---

[1] ۔ (ب ج د) میں الاسد ہے۔ (احمد محمود)

[2] ۔ (الف) میں انذروا ہے۔ جو نہ وزن شعر کے لحاظ سے صحیح معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

اُزد شَنُوءَہ اپنے بے سینگ سروں سے ہم پر ٹوٹ پڑے
وہ خیال کر رہے تھے کہ انھیں سینگ ہیں (باوجود عدم استطاعت
کے انھوں نے خود کو قوی خیال کیا)۔

فَمَا قُلْنَا لِبَارِقَ قَدْ أَسَأْتُمْ وَمَا قُلْنَا لِبَارِقَ أَعْتِبُونَا

تو ہم نے بنی بارق سے کبھی نہیں کہا کہ تم نے برا کیا۔ اور
نہ ہم نے ان سے کبھی یہ کہا کہ ہم پر غضبناک نہ ہوں اور ہمیں معاف
کر دیں۔

یہ دونوں شعر اسی کے قصیدے کے ہیں۔

ان کا نام بارق اس لیے ہوا کہ انھوں نے برق[1] کی تلاش کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کلاب بن مرۃ کے دو لڑکے ہوئے۔ قُصَیّ بن کلاب
اور زُہرہ بن کلاب ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سَیل تھی۔ اور سَیل
بنی خَثعَمہ[2] کے بنی جَدَرَہ میں سے ایک شخص تھا۔ اور خثعمہ یمن والے بنی اَزد میں ۱۱۷
سے تھا جو بنی الدیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ خثعمہ (۲) الاَسْد اور خثعمہ (۲) الازد کہتے ہیں۔
اور یہ خثعمہ (۲) یَشکُر بن مُبَشِّر بن صعب بن دُہمان بن نصر بن زُہران بن الحارث بن
کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الاَسْد بن الغوث کا بیٹا تھا۔ بعضوں نے
سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے خثعمۃ بن یَشکُر بن مُبَشِّر بن صعب بن نصر بن زہران
بن الاسد بن الغوث۔ یہ لوگ جَدَرَہ کے نام سے اس لیے مشہور ہوئے کہ عامر بن

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ نہ معنی کے لحاظ سے۔ (احمد محمودی)

[1] ۔ محی الدین عبدالحمید کے نسخہ میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ برق کی تلاش سے مراد سرسبز مقامات
کی تلاش ہے کیونکہ برق یعنی بجلی بارش کا پتہ دیتی ہے اور بارش ہی سے سرسبزی ہوتی ہے۔
(احمد محمودی)

[2] ۔ (الف د) خثمہ (ب ج) جعثمہ۔ (احمد محمودی)

عمرو بن خزیمۃ بن خشعمہ نے حارث بن مُضاض جرہمی کی بیٹی سے شادی کر لی تھی اور بنی جُرہم مجاورین کعبۃ اللہ تھے اس لیے اس نے کعبۃ اللہ کی دیوار کی تعمیر کی۔ اس لیے عامر کو جادر کہنے لگے اور اس کی اولاد کو جَدَرَہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سعد بن سَیل کی مدح وستائش میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

مَا نَرَی فِی النَّاسِ شَخْصًا وَاحِدًا مَنْ عَلِمْنَاہُ کَسَعْدِ بْنِ سَیَلْ

ہمیں جن لوگوں کے حالات معلوم ہیں تو ان میں کسی شخص کو سعد بن سَیل کے جیسا نہ پائے گا۔

فَارِسًا أَضْبَطَ فِیہِ عُسْرَۃٌ وَإِذَا مَا وَاقَفَ الْقِرْنَ نَزَلْ

تو اسے ایسا شہسوار پائے گا (کہ شیر کی طرح) دونوں ہاتھوں سے کام کرتا ہے اس میں بائیں ہاتھ سے کام کرنے کی بھی عادت ہے۔ اور جب وہ اپنے کسی ہمسر کو مقابلے کے لیے ٹھیراتا ہے تو گھوڑے سے اتر پڑتا ہے۔

فَارِسًا یَسْتَدْرِجُ الْخَیْلَ کَمَا اسْتَدْرَجَ الْحُرُّ الْقَطَامِیَّ الْحَجَلْ

اس کو ایسا شہسوار پائے گا جو خراماں خراماں (دشمن کے) رسالے کے قریب ہو جاتا ہے جس طرح گوشت کے بھوکے شکرے کو گرم رفتاری چینی مرغ سے نزدیک کر دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ استدراج الحر جس شعر میں ہے وہ بعض اہل علم سے مروی ہے۔

ابن ہشام نے کہا اور کلاب کی ایک بیٹی نَعْم نامی بھی تھی اور یہ سہم بن عمرو بن حُصَیص بن کعب بن لؤی کے دونوں بیٹوں سعد[1] وسعید کی ماں تھی اور ۱۱۸

[1] (ب ج د) اسعد ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اس نُعْم کی ماں کا نام فاطمہ بنت سعد بن سَیل تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قُصَیّ بن کلاب کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ عبد مناف بن قصی عبد الدار بن قصی عبد العُزّیٰ بن قصی اور عبد بن قصی اور تَخْمُر بنت قصی اور بَرَّہ بنت قصی۔ ان کی ماں کا نام حُبّیٰ بنت حُلَیل بن حَبَشِیّہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے حُبْشِیّہ بن سلول کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبد مناف بن قصی کے، جس کا نام المغیرۃ تھا چار لڑکے ہوئے ہاشم[1] بن عبد مناف عبد شمس[2] بن عبد مناف المُطّلب[3] بن عبد مناف اور ان کی ماں عاتکہ بنت مُرّہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بُہْثَہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ تھی چوتھا لڑکا نَوفَل بن عبد مناف تھا جس کی ماں وَاقِدَہ بنت عمرو مازنیہ تھی۔ اور مازن منصور بن عِکرِمہ کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اسی نسب کی وجہ سے عُتْبَہ بن غَزْوان بن جابر بن وہب بن نُسَیْب[2] بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عِکرِمہ نے ان[3] سے مخالفت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عمرو، تُمَاضِر، قِلَابہ، حَیّہ، رُیْطَہ، ام الاَخْنَس، اور ام سفیان، یہ سب کے سب عبد مناف ہی کی اولاد ہیں۔ ابو عمرو کی ماں تو رُیْطَہ تھی جو بنی سقیف میں کی عورت تھی۔ اور مذکورہ تمام عورتوں کی ماں عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال تھی جو ہاشم بن عبد مناف کی بھی ماں تھی۔ اور عاتکہ کی ماں صَفِیّہ بنت حَوْزَہ بن عمرو بن سَلُول بن صَعْصَعَہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھی۔ اور صفیہ کی ماں عَائِذ اللہ بن سعد العشیرہ بن مذحج کی بیٹی تھی۔

---

[1] ۔ (ج د) فالخ۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ (ج د) سیب۔ (احمد محمودی)

[3] ۔ شاید "ان" سے مراد قصی اور ہاشم اور عبد شمس اور المطلب ہیں جو نوفل کے علاتی بھائی ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا کہ ہاشم بن عبد مناف کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ عبد المطلب[1] بن ہاشم اسد[2] بن ہاشم ابو صیفی[3] بن ہاشم اور نضلہ[4] بن ہاشم اور شفاء۔ خالدہ[1] ضعیفہ[2]۔ رقیہ[3]۔ اور حیہ[4]۔ عبد المطلب اور رقیہ کی ماں سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی۔ اور نجار کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ ابن عمرو بن عامر تھا۔ سلمیٰ کی ماں عمیرۃ بنت صخر بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن ابن النجار تھی۔ عمیرہ کی ماں سلمیٰ بنت عبد الاشہل نجاریہ تھی۔ اسد کی ماں کا نام قیلہ بنت عامر بن مالک الخزاعی تھا۔ ابو صیفی اور حیہ کی ماں ہند بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجیہ تھی۔ نضلہ اور شفاء کی ماں بنی قضاعہ کی ایک عورت تھی۔ خالدہ اور ضعیفہ کی ماں کا نام واقدۃ بنت ابی عدی المازنیہ تھا۔ 119

اولاد عبد المطلب بن ہاشم

ابن ہشام نے کہا کہ عبد المطلب بن ہاشم کے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ العباس[1]۔ حمزہ[2]۔ عبد اللہ[3]۔ ابو طالب[4] جس کا نام عبد مناف تھا۔ زبیر[5]۔ الحارث[6]۔ حجل[7]۔ المقوم[8]۔ ضرار اور ابو لہب جس کا نام عبد العزیٰ تھا۔ لڑکیاں صفیہ[11]۔ ام حکیم البیضاء[12]۔ عاتکہ[13]۔ امیمہ[14]۔ اروی[15]۔ اور برۃ[16]۔ العباس اور ضرار کی ماں نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو

۱۔ صاحبِ اولاد۔ ۲۔ لاولد۔ ۳۔ صاحبِ اولاد۔ ۴۔ صاحب اولاد۔ ۵۔ اولاد کی اولاد نہ رہی۔ ۶۔ صاحب اولاد۔ ۷۔ صاحبِ اولاد۔ ۸۔ اولاد نرینہ نہ ہوئی۔ ۹۔ لاولد۔ ۱۰۔ صاحب اولاد۔ ۱۱۔ باولد۔ ۱۲۔ باولد۔ ۱۳۔ باولد۔ ۱۴۔ باولد۔ ۱۵۔ باولد۔ ۱۶۔ باولد۔ نسخہ (الف) میں نشان زدہ ناموں کے اوپر مذکورہ بالا کیفیت لکھی ہوئی ہے۔

Marfat.com

ابن عامر بن زید مناۃ بن عامر جس کا لقب ضَحیان تھا بن سعد بن الخزرج بن تیم اللات بن النمر ابن قاسط بن ہنب بن اَفصیٰ بن جدیلۃ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار۔ بعض کہتے ہیں کہ اَفصیٰ بن دُعمیٰ بن جدیلۃ اور حمزہ، مقوم، حنجل اور صفیہ کی ماں کا لقب اس کی نیکیوں کی کثرت اور مال کی وسعت کے سبب سے غیداق پڑ گیا تھا۔ اور صفیہ کا نام حالہ بنت اُہیب بن عبد المناف بن زُہرۃ بن کلاب بن مُرّۃ بن کعب بن لوی تھا۔ ۱۲۰
اور عبد اللہ۔ ابو طالب۔ زُبیر۔ اور صفیہ کے سوا تمام لڑکیوں کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر بن مالک بن نضر تھی۔ اور فاطمہ کی ماں صَخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم ابن یقظہ بن مُرّۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھی اور صخرہ کی ماں تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب بن مُرّۃ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر بن مالک بن نضر تھی۔ حارث بن عبد المطلب کی ماں کا نام سَمراء بنت جُندب بن حجیر بن رِئاب بن حبیب بن سُواءۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر ابن ہوازن بن منصور بن عِکرمہ تھا۔ اور ابو لہب کی ماں لُبنیٰ بنت ہاجر بن عبد مناف ابن ضاطر بن حَبشیہ بن سَلول بن کعب بن عمرو الخزاعی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب سے اولاد آدم کے سوا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب تولد ہوئے صلوات اللہ وسلامہ ورحمتہ وبرکاتہ علیہ وعلی آلہ۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف بن زہرۃ بن کِلاب بن مُرّۃ بن لُوَی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ تھا۔ آمنہ کی والدہ کا نام بَرّۃ بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ باقی دوسرے نسخوں میں اس کے متعلق کوئی صراحت نہیں ہے۔
۱۷۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ ۱۸۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں۔
(احمد محمودی)

لہ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

ابن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر برّۃ ۱۲۱
کی ماں کا نام ام حبیب بنت اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب
ابن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر۔ ام حبیب کی نانی کا نام برّۃ بنت
عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن
نضر تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب و نسب کے لحاظ سے والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی تمام اولاد آدم میں افضل و اشرف تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و کرم و مجد و عظم۔ اجزائے (سیرت) ابن ہشام کا پہلا جز ختم ہوا۔

ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نعزم کی کھدائی کے بیان کی جانب اشارہ

(زہری نے) کہا کہ ہم سے ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے کہا کہ زیاد ابن عبد اللہ بکائی نے محمد ابن اسحٰق مطلبی سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کیے ان میں سے یہ بھی ہے۔ انھوں نے کہا عبد المطلب بن ہاشم ایک وقت جب حجر میں سو رہے تھے ایک آنے والا آیا اور انھیں زمزم کے کھودنے کا حکم دیا اور وہ قریش کے دو بت اساف و نائلہ کے درمیان قریش کی

۱؎۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)
۲؎۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

۱۲۲ قربان گاہ کے پاس پٹا ہوا تھا۔ اور اس کو بنی جُرہم نے مکہ سے اپنے سفر کرتے وقت پاٹ دیا تھا۔ اور یہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی باؤلی تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے انھیں اُس وقت سیراب کیا تھا جب وہ صغر سنی میں پیاسے ہو گئے تھے اور ان کی والدہ نے بہت کچھ پانی کی تلاش کی تھی اور نہ پایا تھا اور کوہ صفا پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسمٰعیل کے لیے بارش برسادے پھر کوہ مَروَہ پر آئیں اور اسی طرح دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور انھوں نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا تو اس جگہ پانی ظاہر ہو گیا اور ان کی والدہ نے درندوں کی آواز سنی اور بچے کے لیے درندوں سے خطرہ محسوس کر کے دوڑتی اس کی طرف آئیں تو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کرید رہا اور پانی کو ٹٹول کر پی رہا ہے جو اس کے رخسار کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ تو ان کی والدہ
۱۲۳ نے اس کو چشمہ بنا دیا۔

جُرہم کے حالات اور زمزم کا پاٹ دیا جانا

ابن ہشام نے کہا کہ زیاد بن عبد اللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے جو روایت کی ہے اس میں بنی جرہم کے حالات اور ان کے زمزم کو پاٹ کر مکہ سے نکل جانے اور بنی جرہم کے بعد عبد المطلب کے زمزم کو کھودنے تک مکہ پر کس کی حکومت رہی ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ انھوں نے کہا جب اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی وفات ہوئی تو بیت اللہ کی تولیت آپ کے فرزند نابت بن اسمٰعیل سے اس وقت تک متعلق رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

لہ۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔

(احمد محمودی)

Marfat.com

ان کے بعد بیت اللہ کا متولی مُضاض بن عمرو جرہمی ہوا۔ بعض مضاض بن عمرو جرہمی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسمٰعیل اور بنی نابت اور ان کا نانا مضاض بن عمرو، اور جو لوگ بنی جرہم میں سے رشتے میں ان کے ماموں ہوتے تھے۔ اور بنی جرہم اور بنی قطُوراء، یہی لوگ اس زمانے میں مکہ کے باشندے تھے۔ بنی جرہم اور بنی قطوراء آپس میں عمزاد بھائی تھے۔ اور یہ دونوں ایک قافلے کی شکل میں یمن سے سفر کرتے آئے تھے۔ بنی جرہم پر مضاض بن عمرو اور بنی قطوراء پر السُّمَیدَع جو انھیں میں کا ایک شخص تھا حاکم تھے۔ یہ لوگ جب کبھی یمن سے نکلتے تو ان پر ایک بادشاہ ہوتا جو ان کا ہر طرح سے نگران رہتا۔ جب یہ دونوں مکہ میں اترے اس کو سرسبز اور شاداب شہر پایا تو انھیں پسند آگیا اور دونوں یہیں رہ گئے۔ مضاض بن عمرو اور اس کے جرہمی ساتھی مکہ کے بلند مقام قعیقعان اور اس کے حوالی میں رہنے لگے۔ اور السُّمَیدَع اور اور بنی قطوراء مکہ کے نشیبی حصے اجیاد اور اس کے حوالی میں۔

۱۲۴ جو لوگ مکہ کی بلند جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے مضاض محصول عشر لیتا۔ اور جو لوگ مکہ کی نشیبی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے السُّمَیدَع عشر لیتا۔ اور ہر ایک اپنی اپنی قوم میں رہتا۔ ایک دوسرے کے پاس نہ جاتا۔ پھر بنی جرہم اور بنی قطوراء نے ایک دوسرے سے بغاوت کی اور ہوس حکومت میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے۔ اور اس وقت مضاض کے ساتھ بنی اسمٰعیل اور بنی نابت بھی تھے اور بنی نابت ہی کے ہاتھ بیت اللہ کی تولیت تھی۔ اور السُّمَیدَع کو یہ بات حاصل نہ تھی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف حملہ آور نہ بڑھے۔

مرمضاض بن عمرو قعیقعان سے اپنے لشکر کو لیے السُّمَیدَع کی طرف اس طرح نکلا کہ اس کے لشکر کے ساتھ لشکر کا پورا سامان نیزے سپریں تلواریں اور ترکش وغیرہ ایک دوسرے سے ٹکراتے۔ اور کھڑکھڑاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قعیقعان کو قعیقعان اسی لیے کہا جاتا ہے (قعقع کے معنی ہیں کھڑکھڑایا) اور السُّمَیدَع اجیاد سے اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ سوار اور

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔
(احمد محمود)

Marfat.com

پیادہ لشکر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اَجْیاد کو اَجْیاد اس سبب سے کہا جاتا ہے کہ السَّمَیْدَع کے ساتھ بہترین گھوڑے تھے۔ (جیاد کے معنی بہترین گھوڑے ہیں)۔ ان کا مقابلہ مقام فاضح میں ہوا اور نہایت سخت جنگ ہوئی اور السَّمَیْدَع قتل اور بنی قطورا، ذلیل و رسوا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ فاضح کو فاضح اسی سبب سے کہتے ہیں (فاضح کے معنی ذلیل و رسوا کرنے والے کے ہیں)۔ پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے سے صلح کی خواہش ظاہر کی اور مقام مطابخ میں جو مکہ کے بلند حصے میں واقع ہے ان قبیلوں کی تمام شاخیں جمع ہوئیں۔ اور وہیں صلح کرلی۔
۱۲۰ اور حکومت مضاض کے حوالے ہوئی۔ جب مکہ کی حکومت متفقہ طور پر مضاض کے ہاتھ آئی۔ اور وہاں وہ بادشاہ ہوگیا تو لوگوں کے لیے اس نے جانور ذبح کیے اور ان کی ضیافت کی تو وہاں لوگوں نے پکایا اور کھایا۔ اس لیے مطابخ کا نام مَطابخ پڑ گیا۔ (طبخ کے معنی پکایا)۔ بعض اہل علم کا دعویٰ ہے کہ اس مقام کا نام مطابخ پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں تبع نے جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھلایا تھا اور اسی مقام پر تبع نے منزل کی تھی۔ مضاض اور السمیدع کے درمیان جو لڑائی جھگڑا ہوا لوگوں کے ادعا کے لحاظ سے پہلا جھگڑا تھا جو مکہ میں ہوا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو خوب پھیلا دیا۔ لیکن بیت اللہ کے متولی اور حکام مکہ بنی جرہم ہی رہے جو اسمٰعیل (علیہ السلام) کے ماموں ہوتے تھے۔ اولاد اسمٰعیل نے بنی جرہم سے حکومت کے متعلق کبھی نزاع نہ کی اس لیے کہ ایک تو وہ قرابت میں ان کے ماموں ہوتے تھے۔ دوسرے مکہ معظمہ کی عظمت، حرمت اس بات سے مانع تھی کہ کہیں اس میں جنگ و جدال نہ ہو جائے۔ جب مکہ میں اولاد اسمٰعیل کو تنگی ہونے لگی تو وہ دوسرے شہروں میں منتشر ہوگئے۔ جس قوم سے بنی اسمٰعیل کی مخالفت ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کو ان کی دینداری کے سبب غلبہ دیا۔ اور انھوں نے ان کو پامال کر ڈالا۔

Marfat.com

بنی کنانہ اور بنی خزیمہ کا بیت اللہ پر تسلط اور جرہم کا اخراج

اس کے بعد مکہ میں بنی جرہم نے سرکشی شروع کی اور وہاں کی عظمت وحرمت کا لحاظ نہ رکھا۔ وہاں کے رہنے والوں کے سوا دوسرے جو لوگ وہاں جاتے ان پر ظلم شروع کر دیا اور کعبۃ اللہ کے لیے جو نذرانے گزرانے جاتے اس کو کھا جانے لگے تو ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ جب بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ اور غبشان نے جو بنی خزاعہ میں سے تھے ان حالات کو دیکھا ان سے جنگ کرنے اور ان کو مکہ سے نکالدینے پر متفق ہو گئے اور انھیں پیام جنگ دیا اور ان سے جنگ ہونے لگی۔ بنی بکر اور غبشان نے ان پر غلبہ پا لیا اور انھیں جلا وطن کر دیا۔ زمانہ جاہلیت میں مکہ کی یہ حالت تھی کہ جو اس میں ظلم وزیادتی کرتا اس میں نہ رہ سکتا جو شخص اس میں خود سری کرتا مکہ اسے اپنے اندر سے نکالدیتا۔ اسی لیے اس کا نام ناسّہ[1] مشہور تھا۔

کوئی بادشاہ اس کی بے حرمتی کا ارادہ کرتا تو فوراً برباد ہو جاتا۔ کہتے ہیں کہ اس کا نام بکّہ اس لیے مشہور ہوا کہ وہ ان سرکشوں کی گردنیں توڑ دیتا تھا۔ جو اس میں کسی برائی کی داغ بیل ڈالتے (بکّ کے معنی گردن توڑ دینا ہیں) ۱۲۶

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابو عبیدہ نے بتلایا ہے کہ بکّہ مکہ کے اندر کی ایک وادی کا نام ہے اور چونکہ لوگوں کا وہاں بہت ہجوم ہوتا تھا۔ اس لیے اس کو بکہ کہنے لگے (بکّ کے معنی ہجوم کیا)۔

ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا

إِذَا الشَّرِيبُ أَخَذَتْهُ أُمُّ كَهْ فَخَلِّهِ حَتَّى يَبُكَّ بَكَّهْ

[1] نَسَّ کے معنی ہانکا اور ڈانٹا ہیں (احمد محمودی)

Marfat.com

جب کوئی ہم مشرب سختی پر اتر آئے تو اس کو چھوڑ دے
حتیٰ کہ سختی اس سے مزاحمت کرے۔
یعنی اس کو چھوڑ دو کہ اس کے اونٹ پانی کی طرف جائیں اور وہاں ہجوم کریں۔
بکہ خاص طور پر کعبۃ اللہ کی جگہ اور مسجد ہی کو کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں شعر (یعنی دونوں مصرع) عَامَان بن کعب بن عمرو بن سعد بن زید مَنَاۃ بن تمیم کے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن حارث بن مضاض جرہمی نے کعبے کے دونوں ہرن[1] اور حجر اسود کو نکال کر زمزم میں دفن کر دیا۔ اور بنی جرہم کو ساتھ لے کر یمن کی طرف چلا گیا۔ اور تولیت مکہ اور وہاں کی حکومت کے چھوٹنے کے سبب انھیں بہت غم ہوا چنانچہ عمرو بن حارث بن مضاض نے اس بارے میں کہا ہے اور یہ مضاض وہ مضاض نہیں ہے جس کو مضاض اکبر کہتے ہیں۔

وَقَائِلَةٍ وَالدَّمْعُ سَكْبٌ مُبَادِرُ وَقَدْ شَرِقَتْ بِالدَّمْعِ مِنْهَا الْمَحَاجِرُ[2]

بعض کہنے والیوں کی یہ حالت ہے کہ آنسو تیزی سے بہ رہے ہیں اور آنکھوں کے حلقے آنسوں سے چمک رہے ہیں اور وہ یہ کہتی ہیں۔

كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَجُونِ إِلَى الصَّفَا أَنِيسٌ وَلَمْ يَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرُ

گویا مقام حجون سے کوہ صفا تک نہ کوئی مونس تھا اور نہ مکہ میں کوئی رات میں بیٹھ کر چین سے بات کرنے والا۔

---

[1] ۔ کعبۃ اللہ کی طرف نذر گزرانی ہوئی چیزوں میں سے دو سونے کے ہرن بھی تھے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ (احمد محمود)

[2] ۔ (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمود)

فَقُلْتُ لَهَا وَالْقَلْبُ مِنِّيْ كَأَنَّمَا يُلَجْلِجُهُ بَيْنَ الْجَنَاجِنِ طَائِرُ[1]

میں نے عورت سے کہا اور میرے دل کا (تردد کے سبب) یہ عالم تھا کہ گویا اس کو کوئی پرند اپنے دونوں بازوں کے درمیان حرکت دے رہا ہے۔

(یعنی کبھی تو جرأت سے اس کا جواب دینے کو تیار ہو جاتا تھا اور کبھی ہمت و جرأت صاف جواب دیدیتی اور کچھ نہ کہہ سکتا تھا) آخر میں نے کہا۔

بَلَى نَحْنُ كُنَّا أَهْلَهَا فَأَزَالَنَا صُرُوْفُ اللَّيَالِيْ وَالْجُدُوْدُ الْعَوَاثِرُ

(یہ کس نے کہا کہ وہاں کوئی بستا ہی نہ تھا) کیوں نہیں۔
ہم ہی تو وہاں کے رہنے والے تھے زمانے کی گردشوں اور ناکامیوں نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔

وَكُنَّا وُلَاةَ الْبَيْتِ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ نَطُوْفُ بِمَا زَالَتْ أَكُفُّ الْمَبَاتِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کے متولی ہمیں تو تھے جو اس (اللہ تعالیٰ کے) گھر کے گرد گھومتے رہتے تھے (ہماری) بھلائی تو (بالکل) ظاہر ہے۔

وَنَحْنُ وَلِيْنَا الْبَيْتَ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ بِعِزٍّ فَوَا عَظَى نَدِيْنَا أَمْ كَالٍ مُسْتَرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کی تو نسبت عزت و جلال کے ساتھ ہمیں نے تو کی ہے۔ ہماری نظروں میں کثرت مال پر فخر کرنے والوں کی کیا قدر و منزلت ہو سکتی ہے۔

---

[1] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔
(احمد محمود)

Marfat.com

مَلَكْنَا فَعَزَّ زَنَا فَأَعْظِمْ بِمُلْكِنَا فَلَيْسَ لِحَيٍّ غَيْرِنَا ثَمَّ فَاخِرُ

ہم نے وہاں حکومت کی تو کس عزت وشان کی حکومت
کی ہمارے سوا کسی اور قبیلے کو وہاں فخر کی گنجائش ہی نہیں۔

أَلَمْ تَنْكِحُوا مِنْ خَيْرِ[1] شَخْصٍ عَلِمْتُهُ فَأَبْنَاؤُهُ مِنَّا وَنَحْنُ الْأَصَاهِرُ

(اے بنی جرہم) کیا تم نے (اپنی لڑکی) اس شخص کے
نکاح میں نہیں دی ہے جو ان تمام لوگوں میں بہترین تھا جن کو میں
جانتا ہوں یعنی اسمٰعیل علیہ السلام اس کی اولاد ہمیں میں سے تو
ہے اور ہمارا ہی قبیلہ تو اس کا سسرال ہے۔

فَإِنْ تَثْنِ[2] الدُّنْيَا عَلَيْنَا بِحَالِهَا فَإِنَّ لَهَا حَالًا وَفِيهَا التَّشَاجُرُ

اگر دنیا اپنے حالات وتغیرات میں کسی وقت ہماری
طرف بھی متوجہ ہو جائے (تو کیا تعجب ہے)۔ کہ اس میں تغیرات
تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور انھیں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے۔

فَأَخْرَجَنَا مِنْهَا الْمَلِيكُ بِقُدْرَةٍ كَذٰلِكَ يَا لِلنَّاسِ تَجْرِي الْمَقَادِرُ

ہمیں وہاں سے باقوت بادشاہ نے نکالدیا لوگو تقدیریں
اسی طرح جاری ہوتی ہیں۔

أَقُولُ إِذَا نَامَ الْخَلِيُّ وَلَمْ أَنَمْ أُذَاأَ الْعَرْشِ لَا يَبْعَدْ سُهَيْلٌ وَعَامِرُ

---

[1] ۔(الف) میں بجائے خیر کے غیر ہے جس کے کوئی معنی بنتے نظر نہیں آتے غالباً کاتب کی تحریف ہے۔
[2] ۔(الف) میں بجائے تثنی کے تنتن ہے جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اگر دنیا نے ہم دوستوں کو
چھوڑ کر غیروں کو دوست بنا لیا ہے تو الی آخرہ ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جب فارغ البال لوگ سو گئے تو میں نہ سویا اور یہ دعا
کرتا رہا کہ اے عرش اعظم کے مالک سُہَیل و عامر (تیری رحمت
سے) دور نہ کر دئے جائیں۔

وَبُدِّلْتُ مِنْهَا أُوجُهًا لَا أُحِبُّهَا ۔۔۔ قَبَائِلَ مِنْهَا حِمْيَرٌ وَيُحَابِرُ

ان لوگوں کا قائم مقام تو نے ایسے لوگوں کو کر دیا ہے
جو مجھے محبوب نہیں۔ ان میں کچھ تو حمیری قبیلے کے ہیں اور کچھ
یُحَابِری۔

وَصِرْنَا أُحَادِيثًا وَكُنَّا بِغِبْطَةٍ ۔۔۔ بِذٰلِكَ عَضَّتْنَا السِّنُونُ الْغَوَابِرُ ۲۸

کبھی ہم بھی قابل رشک تھے لیکن اب تو ہم گذشتہ قصے
اور کہانیاں بن کر رہ گئے ہیں۔ ہماری اس قابل رشک حالت ہی
کی وجہ سے گذشتہ زمانے نے ہمیں کاٹ کھایا ہے۔

فَسَحَّتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ تَبْكِي لِبَلْدَةٍ ۔۔۔ بِهَا حَرَمٌ أَمْنٌ وَفِيهَا الْمَشَاعِرُ

اس بلدۂ محترم کے لیے جس میں امن و امان اور (اللہ تعالیٰ
کے محبوبوں کی) یادگاریں ہیں آنکھیں روتی اور آنسو بہاتی ہیں۔

وَتَبْكِي لِبَيْتٍ لَيْسَ يُؤْذَى حَمَامُهُ ۔۔۔ يَظَلُّ بِهِ أَمْنًا وَفِيهِ الْعَصَافِرُ

آنکھیں اس گھر کے لیے روتی ہیں جہاں کے رہنے والے
کبوتر کو بھی تکلیف نہیں دیجا سکتی۔ وہ اور چھوٹے چھوٹے پرند
ہمیشہ اس میں بے خوف رہا کرتے ہیں۔

وَفِيهِ وُحُوشٌ لَا تُرَامُ أَنِيسَةٌ ۔۔۔ إِذَا خَرَجَتْ مِنْهُ فَلَيْسَتْ تُغَادِرُ

اور اس میں جنگلی جانور بھی ہیں جن (کے شکار) کا کوئی قصد

Marfat.com

نہیں کرتا اس لیے وہ (آدمیوں سے) مانوس ہیں۔ جب وہ اس میں سے نکل کر چلے بھی جاتے ہیں (تو پھر واپس آتے ہیں) بے وفائی نہیں کرتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فابناء منا جس شعر میں ہے وہ ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن الحارث ہی نے عمرو غبشان اور ان مکہ والوں[1] کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ شعر کہے ہیں جو بنی جرہم کے مکہ سے چلے جانے کے بعد وہاں چھوٹ رہے تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ سِيرُوا إِنَّ قَصْرَكُمُ ۔۔۔ أَنْ تُصْبِحُوا ذَاتَ يَوْمٍ لَا تَسِيرُونَا

(مکہ میں چھوٹے ہوئے) لوگو (مکہ سے) چلے جاؤ تمہارے محل کا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی روز صبح سویرے حملہ ہو جائے تو تم نکل بھی نہ سکو گے۔

حُثُّوا الْمَطِيَّ وَأَرْخُوا مِنْ أَزِمَّتِهَا ۔۔۔ قَبْلَ الْمَمَاتِ وَقَضُّوا مَا تَقَضُّونَا

موت کے پہلے سواریوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ کر انہیں تیز دوڑاؤ اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو۔

كُنَّا أُنَاسًا كَمَا كُنْتُمْ فَغَيَّرَنَا ۔۔۔ دَهْرٌ فَأَنْتُمْ كَمَا كُنَّا تَكُونُونَا

ہم لوگ بھی تمہاری ہی طرح تھے۔ پھر زمانے نے ہماری حالت بدل دی پس (ہوشیار ہو جاؤ کہ) تمہاری بھی وہی حالت ہو گی جو ہماری ہوئی۔

[1] (ب ج د) ساکنی مکۃ الذین (الف) ساکن مکۃ الذین۔ دوسرا نسخہ غلط معلوم ہو رہا ہے کیونکہ الذین جمع ساکن واحد کی صفت کیسے بن سکے گا۔ فلیتدبر۔ (احمد محمود)

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار میں سے یہ وہ شعر ہیں جن کی نسبت ۲۹
اس کی طرف کرنا صحیح ثابت ہوا ہے۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ بعض علما، شعر نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ شعر وہ ہیں جو عرب میں سب سے پہلے کہے گئے ہیں۔ اور یہ شعر یمن میں ایک پتھر پر کندہ ملے۔ لیکن اس کے راوی کا نام ؎ بتایا نہ گیا۔

تولیت بیت اللہ پر بنی خزاعہ میں سے بعض لوگوں کا مستقل قبضہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد بنی خزاعہ میں غُبشَان بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ اور بنی بکر بن عبد مَنَاۃ نہ ہو سکے۔ اور ان میں کے متولی کا نام عمرو بن الحارث الغبشانی تھا۔

بنی کِنانہ کے قریش ان دونوں اپنی قوموں میں، متفرق جماعتوں، ٹکڑیوں، اور خاندانوں، میں رہا کرتے تھے۔ بیت اللہ کی تولیت بنی خزاعہ میں وراثۃً یکے بعد دیگرے چلی آتی تھی یہاں تک کہ ان کا آخری متولی حلیل بن حَبَشِیَّہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حُبشیہ بن سلول کہتے ہیں۔

قصَیّ بن کلاب کا حُبّیٰ بنت حُلَیل سے ازدواج

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ قصی بن کلاب نے حُلَیل بن حُبشیہ کے پاس اس کی بیٹی

---

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جنّی کے متعلق اپنا پیغام بھیجا تو اس نے اس پیغام کو بخوشی منظور کر لیا۔ اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا۔ اس جوڑے سے چار لڑکے ہوئے۔ عبدالدار عبد مناف عبدالعزّیٰ اور عبد پھر جب قصی کی اولاد پھیلی اور عزت و مال میں ترقی ہوئی۔ اور حُلَیل مر گیا تو کعبۃ اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت کے لیے قصی نے خود کو بنی خزاعۃ اور بنی بکر سے زیادہ مستحق پایا۔ اس لیے کہ قریش خاص اسمٰعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) کی اولاد اور ان سب میں منتخب[1] تھے۔ قصی نے قریش اور بنی کنانۃ سے اس امر میں مشورہ کیا۔ اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے نکالنے کی انھیں ترغیب دی۔ اور انھوں نے اس بات کو قبول کیا۔ اس سے پہلے کے حالات یہ تھے کہ ربیعہ بن حَرَام جو بنی عذرہ بن سعد بن زید میں سے تھا کلاب کی وفات کے بعد مکہ آکر فاطمہ بنت سعد بن سَیل سے نکاح کیا تھا۔ اس نکاح کے وقت فاطمہ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا زُہرۃ تو جوان تھا اور ایک لڑکا قصی دودھ پیتا۔ ربیعہ فاطمہ اور[2] اس کے شیر خوار بچے قصی کو اپنے ساتھ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور زہرہ یہیں رہا۔ فاطمہ کو اس نئے شوہر ربیعہ سے ایک اور لڑکا رِزَاح نامی تولد ہوا۔ جب قصی جوان ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو مکہ آیا اور یہیں رہنے لگا۔ اور جب قصی کی قوم نے اس کے مشورے اور ترغیب کو قبول کیا (اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے اخراج کے لیے سب متفق ہو گئی۔ تو قصی نے اپنے ماں شریک بھائی رِزاح بن ربیعہ کو اپنی امداد کے لیے لکھ بھیجا کہ وہ آکر یہاں رہے اور اس کی امداد کرے۔ تو رِزاح بن ربیعہ اپنے دوسرے بھائیوں حُنّ بن ربیعہ محمود بن ربیعہ اور جُلہُمَۃ بن ربیعہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر آیا جو اس کے علاتی بھائی تھے اور فاطمہ کے علاوہ دوسری عورت سے تھے۔

---

[1] (ب ج د) قرمہ جس کے معنی منتخب کے ہیں (الف) فرمہ جس کے معنی اعلیٰ شان و شوکت والا (احمد محمودی)

[2] (الف ب) فاحتملہا یعنی فاطمہ کو لے گیا (ج د) فاحتملہما یعنی فاطمہ اور اس کے بچے دونوں کو لے گیا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور ان کے علاوہ بنی قضاعہ کے ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لایا جو حج کے ارادے سے نکلے تھے۔ اور یہ سب کے سب قصی کی امداد کے لیے متفق و متحد تھے۔ لیکن بنی خزاعہ کا دعویٰ یہ ہے کہ حُلَیل بن حَبْشِیَّہ کی بیٹی سے قصی کو جب بہت اولاد ہوئی تو حلیل نے قصی کے لیے تولیت کعبہ کی وصیت کی اور کہا کہ بنی خزاعہ کی بہ نسبت تولیت و انتظام کعبہ اور حکومت مکّہ کے لیے تم زیادہ موزوں و مستحق ہو۔ قصی نے اسی لیے طلب تولیت کی جرأت کی لیکن یہ روایت بنی خزاعہ کے سوا دوسرے کسی سے ہم نے نہیں سنی۔ واللہ اعلم کہ ان دونوں میں کونسی بات سچی ہے۔

غَوث بن مُرّ کا لوگوں کو حج کی اجازت دینے پر مامور ہونا

الغوث بن مُرّ بن اُد بن طابِخہ بن الیاس بن مضر اور اس کی اولاد عرفہ کے بعد[1] لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے پر مامور اور اس کی متولی تھی اور اس کو اور اس کی اولاد کو صُوفہ کہا جاتا تھا۔ اور یہ تولیت اس کو اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اس کی ماں جرہم میں کی ایک عورت تھی۔ اور اس کو اولاد نہ ہوتی تھی۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی کہ اگر اسے لڑکا ہو تو اس کو وہ کعبۃ اللہ کے لیے وقف کر دیگی کہ وہ اس کی عبادت و خدمت و انتظام میں لگا رہے۔ اس کو لڑکا پیدا ہوا جس کا نام غوث رکھا گیا۔ اور یہ ابتدا میں اپنے ماموں بنی جرہم کے ساتھ انتظام کعبۃ اللہ میں رہا کرتا تھا۔ اس لیے عرفہ کے بعد لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے کا کام بھی اسی سے

[1] بعد کا لفظ (ج د) میں ہے۔ اور (الف ب) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

متعلق ہوگیا۔ کیونکہ اس کو کعبۃ اللہ کی قربت کے سبب ایک خاص قدر و منزلت حاصل ہوگئی تھی۔ اور اس کے بعد اس کی اولاد کی بھی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ کبھی چل بسے غوث[1] بن مر بن اد اپنی ماں کی نذر کے پورا کرنے کے متعلق کہتا ہے۔

إِنِّي جَعَلْتُ رَبِّ مِنْ بَنِيَّهْ رَبِيطَةً بِمَكَّةَ الْعَلِيَّهْ

اے پروردگار میں نے اپنے بچے کو مکۂ مشرفہ کے لیئے وقف کر دیا ہے۔

فَبَارِكَنْ لِي بِهَا إِلَيَّهْ وَاجْعَلْهُ لِي مِنْ صَالِحِ الْبَرِيَّهْ

پروردگار میرے لیے اس کو وہاں برکت دے اور اسے تمام مخلوقات میں سے بہتر بنا۔

لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب غوث ابن مر لوگوں کے ساتھ وہاں سے نکلتا تو یہ کہا کرتا تھا۔

لَاهُمَّ إِنِّي تَابِعٌ تَبَاعَهْ إِنْ كَانَ إِثْمٌ فَعَلَى قُضَاعَهْ

یا اللہ میں تو بس پوری طور پر پیروی کرنے والا ہوں اگر کوئی گناہ ہے تو اس کا وبال بنی قضاعہ پر ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عبّاد بن عبد اللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے روایت کی اس نے کہا کہ صوفہ کی حالت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مقام عرفہ سے لے کر نکلتے تھے اور جب منیٰ سے مکہ کی طرف جانے کا لوگ قصد کرتے تو یہی لوگ دوسرے لوگوں کو اجازت دیتے حتیٰ کہ جب منیٰ سے مکہ کو جانے کا روز ہوتا اور لوگ جمروں کو پتھر مارنے کے لیئے آتے تو قبیلۂ صوفہ ہی میں سے کوئی ایک شخص (پہلے) پتھر مارتا اور دوسرے لوگ

[1] الف میں خط کشیدہ نام نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

پتھر نہ مارتے جبتک کہ وہ پہلے نہ مارتا۔ ضرورت مند لوگ جنھیں جلد جانا ہوتا اس کے پاس آتے اور اُس سے کہتے کہ چلئے اور آپ پہلے پتھر مارئے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ پتھر ماریں۔ وہ کہتا خدا کی قسم میں ابھی پتھر نہ ماروں گا حتیٰ کہ سورج نہ ڈھل جائے۔ اور ضرورت مند، عجلت کے خواہاں لوگوں کی یہ حالت ہوتی کہ خود اسی کو پتھر مارتے اور جلدی کرتے اور کہتے کہ کمبخت چل پتھر مار لیکن وہ انکار ہی کرتا رہتا۔ یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھلتا تو اٹھتا اور پتھر مارتا اس کے بعد دوسرے لوگ بھی پتھر مارتے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب لوگ جمروں کو پتھر مارنے سے فارغ ہوتے اور منیٰ سے نکل کر مکہ جانے کا ارادہ کرتے تو قبیلۂ صوفہ کے لوگ گھاٹی کی ۳۳
دونوں جانب کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو جانے سے روک دیتے۔ اور کہتے اے گروہ صوفہ گزر جاؤ پھر دوسرے لوگ نہ گزرتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتے اور جب قبیلۂ صوفہ کے لوگ منیٰ سے مکہ کی جانب جانے کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور چلے جاتے تو دوسرے لوگوں کے لیے راستہ صاف ہو جاتا۔ اور وہ ان کے بعد نکلتے۔ غرض یہی حال رہا یہاں تک کہ وہ لوگ چل بسے اور جدی رشتے کی قربت کے سبب سے ان کے بعد ان کے وارث بنو سعد بن زید مناۃ بن تمیم ہوئے اور پھر آل صفوان بن الحارث بن شجنہ ہوئے جو بنو سعد ہی کی ایک شاخ تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ صَفْوان حناب بن شجنہ بن عُطارِد بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صَفْوان ہی لوگوں کو حج کے وقت عرفہ سے نکلنے کی اجازت دیا کرتا تھا۔ اور اس کے بعد اس کی اولاد اجازت[1] دیا کرتی

---

[1] ۔(ب ج د) یجیز (الف) یخیزیہ دوسرا نسخہ بالکل بے معنی ہے یا تو یجیز اجازت دینے کے معنی میں ہوتا یا یخیر آخر میں رائے مہملہ سے ہوتا کہ اختیار دینے کے معنی میں ہوتا۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

یہاں تک کہ ان میں کا آخر شخص جس کے زمانے میں اسلام ظاہر ہوا وہ کَرِب بن صفوان تھا۔ اوس بن[1] تمیم بن مغراء السعدی کہتا ہے!

لَا یَبْرَحُ النَّاسُ مَا حَجُّوا مُعَرَّفَهُمْ حَتّٰی یُقَالَ اَجِیْزُوْا اٰلَ صَفْوَانَا

جب تک لوگ حج کرتے رہیں گے اپنے معلوم عرفہ سے
نہیں ہٹیں گے۔ یہاں تک کہ اے بنی صفوان ہمیں اجازت
دو نہ کہا جائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اوس بن مغراء کے قصیدے میں کا ہے۔

عدوان کی مقام مُزدلفہ سے روانگی کی حالت

اور ذوالاَصبع العدوانی نے جس کا نام حُرثان بن عمرو تھا اور ذوالاَصبع اس کا نام اس لیے مشہور ہو گیا کہ اس نے اپنی ایک انگلی کاٹ لی تھی یہ شعر کہے ہیں۔

عَذِیْرَ الْحَیِّ مِنْ عَدْوَا کَانُوْا حَیَّةَ الْاَرْضِ

بنی عَدْوَان کے اس قبیلے کی جانب سے کون عذر
کر سکتا ہے کہ وہ تو زمینی اژدہوں کے مانند ذی ہیبت و
شان ہیں۔

بَغٰی بَعْضُهُمْ ظُلْمًا فَلَمْ یُرْعَ بَعْضٌ بَعْضِ

وہ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی
کرتے ہیں تو کبھی ایک دوسرے کی رعایت نہیں
کرتا۔

[1] (الف) میں اوس بن تمیم نہیں ہے صرف ابن مغراء السعدی ہے۔ (محمودی)

Marfat.com

وَمِنْهُمْ كَانَتِ السَّادَا ثُ وَالْمُوفُونَ بِالْقَرْضِ

لیکن ان میں ایسے سردار صفت لوگ بھی ہیں جو کبھی قرض لیتے ہیں تو پورا پورا ادا کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يُجِيزُ النَّا سَ بِالسُّنَّةِ وَالْفَرْضِ

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو سنت اور فرض یعنی احکام حج کی اجازت دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ حَكَمٌ يَقْضِي فَلَا يُنْقَضُ مَا يَقْضِي

ان میں ایسے بھی ہیں (جو فیما بین کے اختلاف میں) حکم بنا کرتے ہیں اور جو فیصلہ وہ کر دیتے ہیں وہ ٹوٹتا نہیں۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

(ذوالاصبع کے ان اشعار اور اوس کے مذکورہ بالا شعر میں ظاہرا تخالف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی صفوان کو اجازت دینے والا بتاتا ہے۔ اور یہ بنی عدوان کو لیکن دراصل ان میں تخالف نہیں ہے بلکہ) ذوالاصبع نے جس اجازت کا ذکر اپنے شعر میں کیا ہے وہ مزدلفے سے نکلنے کے متعلق ہے جو بنی عدوان سے متعلق تھی جس طرح زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بنی عدوان کی وراثت میں یہ اجازت ان کے باپ دادا سے برابر چلی آئی ہے۔ ان میں کا آخری شخص جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا ابوسیارہ عُمَیْلَہ بن الاَعْزَل تھا۔ اور اسی کے متعلق عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

نَحْنُ دَفَعْنَا عَنْ أَبِي سَيَّارَةْ وَعَنْ مَوَالِيهِ بَنِي فَزَارَةْ

ہم نے ابوسیارہ اور اس کے عمزاد بھائیوں بنی فزارہ سے

Marfat.com

لوگوں کو ہٹایا ہے۔

حَتّٰی أَجَازَ سَالِمًا حِمَارَہٗ مُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةِ یَدْعُو جَارَہٗ

یہاں تک کہ ابو سیارہ نے گدھی کو شرارت کرنے سے روک کر رو بقبلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کے لیے دعا کرکے لوگوں کو اجازت دی۔

ابو سیارہ اپنی ایک گدھی پر بیٹھے لوگوں کو ہٹا رہا تھا۔ اسی لیے شاعر نے سالما حمارہ کہا ہے۔

عامر بن ظَرِب بن عمرو بن عیاذ بن لیشکر بن عدوان کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ تقضی حکما مذکورہ بالا شعر میں جو آیا اس سے مراد عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاذ بن لیشکر بن عدوان العدوانی ہے۔ عرب میں وئی فساد یا کسی فیصلے میں کوئی دشواری پیش آتی تو اسی کی طرف رجوع کرتے ورنہ وہ جو کچھ فیصلہ کر دیتا اس سے سب کے سب راضی ہوتے۔ ایک مقدمہ اس کے پاس پیش ہوا۔ جو ان میں مختلف فیہ تھا۔ ایک خنثیٰ تھا بس میں وہ علامت بھی تھی جو مردوں کی ہے اور وہ بھی جو عورتوں میں ہوتی ہے لوگوں نے اس سے اس کے متعلق سوال کیا کہ اس کو تم مرد شمار کرو کے یا عورت۔ اس مسئلے سے زیادہ دشوار اس کے پاس کوئی مسئلہ نہیں آیا تھا۔

لہ۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔

(احمد محمودی)

اس لیے اس نے کہا کہ میں تمہارے اس معاملے میں غور کرنے کے بعد جواب دوں گا۔ اے گروہ عرب خدا کی قسم تمہارے اس معاملے کے جیسا میرے پاس اور کوئی معاملہ نہیں آیا۔ اُن لوگوں نے اس کو مہلت دی اور اس نے اپنی رات بیداری میں اس طرح گزاری کہ اپنے اس معاملے میں الٹی سیدھی رائیں قائم کرتا اور اسی معاملے میں غور کرتا رہا لیکن اس کے متعلق کوئی بات اس کے سمجھ میں نہ آئی۔ سُخَیلَہ نامی اس کی ایک لونڈی تھی جو اس کی بکریاں چرایا کرتی تھی وہ اس لونڈی پر ہمیشہ عتاب کیا کرتا۔ جب صبح بکریاں چرنے کے لیے چھوڑتی تو کہتا اے سُخَیل خدا کی قسم تو نے بہت دن چڑھا دیا اور جب چراگاہ سے بکریاں واپس لاتی تو کہتا اے سُخَیل خدا کی قسم تو نے بہت رات کر دی اور اس کا یہ عتاب اس لیے تھا کہ وہ بکریوں کو چراگاہ کی جانب چھوڑنے میں ہمیشہ دیر کیا کرتی تھی یہاں تک کہ بعض لوگ اس سے پہلے ہی چراگاہ کو چلے جاتے اور واپس لانے میں بھی ہمیشہ تاخیر کیا کرتی حتیٰ کہ واپسی میں بھی بعض لوگ اس سے پہلے ہی واپس ہو جاتے تھے۔ جب اس لونڈی نے عامر کی اس کے بستر پر، بیداری، اور بے چینی، بیقراری، دیکھی کہا تیرا باپ مرجائے تجھے کیا ہوا ہے آج رات تجھے کون سی مشکل پیش آئی ہے۔ عامر نے کہا اری کمبخت جس معاملے سے تجھے کوئی سروکار نہ ہو اس میں مجھے اپنے حال پر چھوڑ۔ سخیلہ نے دوبارہ اس سے ویسا ہی سوال کیا تو عامر نے اپنے دل میں کہا ممکن ہے کہ جس معاملے میں میں حیران ہوں اس کا کوئی حل یہ پیش کر دے اور کہا اری کمبخت میرے پاس ضنّیٰ کی میراث کا معاملہ پیش ہوا ہے میں اسے مرد قرار دوں یا عورت خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں کیا کروں کوئی معقول وجہ اس میں مجھے نظر نہیں آتی ہے سخیلہ نے کہا سبحان اللہ یہ بھی کوئی دشوار بات ہے فیصلے کا مدار پیشاب کے مقام سے کیجئے ضنّیٰ کو پیشاب کروائیے اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا جس سے مرد پیشاب کرتے ہیں تو وہ مرد ہے اور اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا جس سے عورتیں پیشاب کرتی ہیں تو وہ عورت ہے عامر نے کہا اے سُخَیل اس فیصلے کے بعد اب تو بکریوں کو چاہے دیر سے لایا کر یا دیر سے

Marfat.com

لیجایا کر تجھے معاف ہے خدا کی قسم تو نے اس معاملے کو حل کر دیا پھر جب صبح ہوئی ان لوگوں کے پاس گیا اور وہی فیصلہ کیا جس کا نجیلہ نے اسے مشورہ دیا تھا۔

قصی بن کلاب کا حکومت مکّہ پر غلبہ پانا اور اس کا قریش کو متحد کرنا اور بنی قضاعہ کا اس کی امداد کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مذکورۂ بالا سال آیا اور بنی صُوفہ نے حسب عادت وہی کام کیے جو ہمیشہ وہ کیا کرتے تھے اس حال میں کہ تمام عرب ان کی تولیت اور ان کے حقوق سے واقف تھے اور ان کے دلوں میں وہ تمام کام بنی جرہم اور بنی خزاعہ کے وقت سے بطور مذہب جاگزیں تھے۔ تو قصی بن کلاب اپنی قوم قریش اور بنی کنانہ اور بنی قضاعہ کو ساتھ لیے عقبہ کے پاس آیا۔ اور کہا اس کام کی تولیت کا ہم تم[1] سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ تو بنی صُوفہ نے قصی سے جنگ شروع کی اور خوب جنگ ہوئی بنی صُوفہ نے شکست کھائی اور جو جو چیزیں رسوم حج سے متعلقہ ان کے ہاتھوں میں تھیں ان سب پر قصی نے غلبہ حاصل کر لیا۔ جب یہ دیکھا تو بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی قصی سے کترانے لگے۔ اور انھوں نے جان لیا کہ عنقریب کعبۃ اللہ اور امور مکّہ میں وہ انھیں بھی مانع ہوگا جس طرح بنی صوفہ کو اس نے منع کر دیا اور جب وہ قصی سے کترانے لگے تو

---

[1] (ب ج د) میں لنحن اولی بہذا منکم ہے جس کے معنی ہم نے ترجمہ میں لکھے ہیں (الف) میں لانحن اولی بہذا منکم ہے اس کے معنی یوں ہوں گے کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔

(احمد محمودی)

Marfat.com

قصی نے ان سے بھی جنگ کرنے کی تیاری کی اور ان سے لڑائی کی اپنی جانب سے ابتدا کر دی ۔ اور بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی اس سے مقابلے کے لیے نکلے۔ دونوں لشکر ملے ۔ اور خوب گھمسان کی جنگ ہوئی ۔ یہاں تک کہ فریقین میں سے بہت سے لوگ مارے گئے ۔ پھر انھوں نے ایک دوسرے کو صلح کی دعوت دی ۔ اور عرب ہی میں سے کسی ایک شخص کو حکم بنانے کی ٹھہری ۔ اور یعمر بن عَوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کِنانہ کو حکم بنایا ۔ یَعْمَر نے ان میں فیصلہ یہ کیا کہ کعبۃ اللہ اور امور مکّہ کے متعلق بنی خزاعہ کی بہ نسبت قصی زیادہ حقدار ہے اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ان کا خون ساقط اور پامال اور قریش اور بنی کنانہ اور بنی قضاعہ کے جن لوگوں کا خون بنی خزاعہ اور بنی بکر نے کیا اس کی دیت دینا ان پر لازم ہوگا ۔ اور کعبۃ اللہ اور مکہ کے معاملات میں قصی آزاد ہوگا ۔ اسی روز سے یَعْمَر بن عوف کا نام شُدَّاخ ہوگیا کیونکہ اس نے بہت سے خون اس روز ساقط اور پامال کر دیے ۔ (شُدَّخ کے معنی پیٹ میں بچہ مکمل ہونے سے پہلے گر گیا) ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگوں نے شُدَّاخ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد سے بیت اللہ اور امور مکّہ اور اپنی قوم کے گھروں سے مکہ تک تمام امور کے انتظام کا سرپرست قصی ہی بن گیا ۔ اور اپنی قوم اور مکہ والوں کا بادشاہ ہوگیا اور اس کی قوم نے اس کو بادشاہ تسلیم بھی کر لیا لیکن قصی نے عرب کو ان کی اسی حالت پر برقرار رکھا جس حالت میں وہ تھے اور ایسا اس نے اس لیے کیا کہ وہ خود بھی ان تمام باتوں کو اپنے دل میں ایسا ہی مذہبی سمجھتا تھا کہ ان میں کسی قسم کا رد و بدل نہ ہونا چاہیے چنانچہ اس نے آل صفوان اور آل عَدْوان اور نسأہ اور مُرّہ بن عوف کو ان ہی حالات پر قائم رکھا جن حالات پر وہ تھے ۔ یہاں تک کہ اسلام آیا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ان (کی حکومت کے) تمام عمارات کو ڈھا دیا ۔ بنی کعب بن لُوی میں، قصی پہلا شخص تھا، جس نے ایسی حکومت حاصل کی جس کے سبب سے اس کی قوم نے اس کی اطاعت کی ۔ اور عہد دہائے حِجابہ و سِقایہ و رِفادہ

Marfat.com

وَنَدْوَہ وَلِوَاء سب کے سب قصی ہی سے متعلق تھے۔ اور وہ مکہ میں ہر طرح کی رفعت و منزلت کا جامع تھا۔ (حجابہ۔ خدمت پردۂ کعبۃ اللہ۔ سقایہ۔ حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کی خدمت۔ رفادہ۔ حاجیوں کی ضیافت۔ نَدْوَہ۔ مجلس مشورہ۔ لِوَاء۔ پرچم باندھنے کی خدمت)۔ اس نے مکہ کے چار حصے کئے اور اپنی قوم میں بانٹ دئے۔ اور قریش میں کے ہر ایک قبیلہ کو اس نے وہ منزلت دی جس پر وہ پہلے سے تھے۔ لوگوں کا ادعا ہے کہ قریش نے حرم کے ان درختوں کے کاٹنے سے خوف کیا جو ان کے گھروں میں تھے تو قصی نے اور اس کے مددگاروں نے اپنے ہاتھ سے انھیں کاٹا۔

قریش نے اس کا نام مُجَمِّع رکھ دیا۔ اس لیے کہ وہ مکہ کی ہر طرح کی رفعت و منزلت کا جامع تھا۔ اور انھوں نے اس کی حکومت کو مبارک پایا۔ اس لیے قریش کی کسی عورت کا نکاح اور کسی مرد کی شادی نہ ہوتی اور نہ وہ کسی نازل شدہ کسی دشوار معاملے میں مشورہ کرتے اور نہ کسی قوم[1] سے جنگ کے لیے پرچم باندھتے مگر اسی کے گھر میں۔ ان کے پرچم، قصی کا کوئی لڑکا باندھ دیا کرتا۔ قریش کی کوئی لڑکی چولی پہننے کی عمر کو پہنچ کر چولی نہ پہنتی مگر اسی کے گھر میں۔ اسی کے گھر میں اس لڑکی کے جسم پر چولی بیونتی جاتی اور پہنائی جاتی اس کے بعد وہ اپنے لوگوں کے پاس جاتی۔ اس کی قوم قریش میں اس کے احکام کا یہ حال اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد بھی حکم مذہبی کی طرح ضروری الاتباع ہو گیا تھا کہ اس کے خلاف نہ کیا جاتا۔ اور اس نے اپنے لیے ایک مشورہ گھر بنوایا۔ اور اس کا دروازہ کعبۃ اللہ کی مسجد کی طرف رکھا اسی میں قریش اپنے معاملات کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ شاعر کہتا ہے۔

قُصَیٌّ لَعَمْرِی کَانَ یُدْعَی مُجَمِّعًا ۔ بِہٖ جَمَعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فِہْرِ

[1] (الف)۔ لحرب قوم فی غیرہم (ب ج د) لحرب قوم من غیرہم۔ پہلے نسخے میں فی کا جو استعمال کیا گیا ہے وہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمود ی)

Marfat.com

میری عمر کی قسم قصی جو مجمع کے نام سے مشہور تھا اسی کے
ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی فہر کے تمام قبیلوں کو متحد کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبد الملک بن راشد نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ نے سائب بن خبّاب حجر والے کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ) سے آپ کی خلافت کے زمانے میں ایک شخص قصی بن کلاب کے حالات بیان کر رہا تھا جس میں اس کے اپنی قوم کو متحد کرنے، اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے نکال دینے اور بیت اللہ کی تولیت، اور مکہ کی حکومت، حاصل کرنے، کا ذکر تھا تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کی تردید و انکار نہیں کیا۔

۳۸ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قُصَیّ اپنی جنگ سے فارغ ہوا تو اس کا بھائی رِزَاح بن ربیعہ اپنی قوم کے ان لوگوں کو لے کر جو اس کے ساتھ تھے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گیا اور رِزَاح نے قصی کی استدعا کو قبول کرنے کے متعلق کہا ہے۔

لَمَّا أَتَى مِنْ قُصَيٍّ رَسُولُ فَقَالَ الرَّسُولُ: أَجِيبُوا الْخَلِيلَا

جب قصی کے پاس سے قاصد آیا اور قاصد نے کہا کہ
ایک دوست کی استدعا کو قبول کرو۔

نَهَضْنَا إِلَيْهِ نَقُودُ الْجِيَادَ وَنَطْرَحُ عَنَّا الْمَلُولَ الثَّقِيلَا

تو ہم اس کی طرف جانے کے لیے گھوڑوں کو کھینچ لائے
اور اپنی انتہائی سستی کو پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

نَسِيرُ بِهَا اللَّيْلَ حَتَّى الصَّبَاحَ وَنَكْمِي النَّهَارَ لِئَلَّا نَزُولَا

ہم ان گھوڑوں پر رات تمام چلتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی
اور دن میں چھپ رہتے تاکہ ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔

فَهُنَّ سِرَاعٌ كَرَدِّ الْقَطَا يَحْثِثْنَ بِنَا مِنْ قُصَيٍّ رَسُولَا

Marfat.com

وہ گھوڑے جو قُصَیّ کے پاس سے ہمارے پاس قاصد کو
لائے ایسے تیز تھے جیسے پانی پینے جاتے وقت مرغ سنگ خوار۔ ۱۳۸

جَمَعْنَا مِنَ السَّرِ مِنْ أَشْمَذَيْنِ وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ جَمَعَنَا قَبِيلَا

ہم نے اَشْمَذَیْن (نامی پہاڑوں یا قبیلوں) سے اور ہر ایک
بڑے قبیلے میں سے بہترین افراد کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں جمع کرلیں۔

فَيَالَكِ حَلْبَةَ مَا لَيْلَةٍ تَزِيدُ عَلَى الْأَلْفِ سَيْبًا رَسِيلَا

اے گھڑدوڑ کے گھوڑو تمھیں کیا ہوگیا کہ دوسرے گھوڑوں
کے مقابلے میں تیز چھوڑنے کے باوجود تم نے ایک رات میں
ایک ہزار (میل یا فرسخ) سے زیادہ مسافت طے نہ کی۔

فَلَمَّا مَرَرْنَ عَلَى عَسْجَرٍ[1] وَأَسْهَلْنَ مِنْ مُسْتَنَاخٍ سَبِيلَا ۱۳۹

پھر جب وہ گھوڑے مقام عسجر پر گزرے اور منزل کے
راستے میں (کچھ حصہ طے کرکے) آسانی پیدا کرلی۔

وَجَاوَزْنَ بِالرَّكْنِ مِنْ وَرِقَانَ وَجَاوَزْنَ بِالْعَرْجِ حَيًّا حُلُولَا

اور مقام وَرِقَان کے ایک حصّے پر سے گزر کر وادی
عَرج پر گزرے جہاں ایک قبیلہ اترا ہوا تھا۔

مَرَرْنَ عَلَى الْحَلِّ مَا ذُقْنَهُ وَعَالَجْنَ مِنْ مَرَّ لَيْلًا طَوِيلَا

تو وہ گھوڑے حَلّی نامی نبات پر سے گذرے لیکن
اس کو چکھا تک نہیں (یا نشیب کے جمع شدہ پانی پر سے گزرے
اور اس کو پیا تک نہیں اور (مقام) مَرّ (الظہران کی مسافت)

[1] (ب ج۔) عسجر نام مقام (الف) عسجد سونے جواہرات کے معنی ہیں جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے (احمد محمودی)

Marfat.com

یہ کوشش رات کے ایک بڑے حصے میں طے کی۔

نُذَنِّی مِنَ الْعُوذِ أَفْلَاءَهَا إِرَادَةَ أَنْ یَسْتَرِنَّ الصَّهِیلَا

ہم جنی ہوئی اونٹنیوں کے قریب ان کے بچوں کو رکھنا
چاہتے تھے کہ وہ ان کی آواز سیکھ جائیں۔

فَلَمَّا انْتَهَیْنَا إِلَی مَکَّةٍ أَبَحْنَا الرِّجَالَ قَبِیلًا قَبِیلَا

پھر جب ہم مکہ پہنچے تو بہادروں کے بہت سے قبیلوں
کا خون ہم نے مباح کر دیا۔

نُعَاوِرُهُمْ ثُمَّ حَدَّ السُّیُوفِ وَفِی کُلِّ أَوْبٍ خَلَسْنَا الْعُقُولَا

وہاں ہم نے ان کے مقابلے میں تلواروں کی باڑہ سے
مدد لے کر ہر پلٹے اور وار میں ان کی عقلیں چھین لیں۔

نُخَبِّرُهُمْ بِصَلَابِ الْمَنُو بِخَبْزَ الْقَوِیِّ الْعَزِیزِ الذَّلِیلَا

ہم انھیں سخت گدھوں (کے جیسے گھوڑوں) کے
ذریعے اس طرح ہانک رہے تھے جس طرح ایک قوت و
عزت والا ذلیلوں کو ہانکتا ہے۔

قَتَلْنَا خُزَاعَةَ فِی دَارِهَا وَبَکْرًا قَتَلْنَا وَجِیلًا فَجِیلَا

ہم نے بنی خُزَاعَہ کو ان کے گھر میں قتل کیا اور بنی بکر
اور ایک قبیلے کے بعد دوسرے قبیلے کو قتل کیا۔

نَفَیْنَاهُمْ مِنْ بِلَادِ الْمَلِیكِ کَمَا لَا یَحِلُّونَ أَرْضًا سُهُولَا

شاہی شہروں سے ہم نے انھیں اس طرح جلاوطن کر دیا

Marfat.com

گویا وہ (یہاں کی) کسی نرم زمین میں (کبھی) اترے ہی نہ تھے۔

فَأَصبح سَبيُهُم فِي الْحَدِيدِ وَمِن كُلِّ حَيٍّ شَفَينَا الْغَلِيلَا

نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں کے قیدی صبح صبح لوہے میں جکڑے گئے اور ہر ایک قبیلے کے کینہ وروں کو کینہ و بغض کی بیماری سے ہم نے چنگا کر دیا۔

اور ثعلبہ بن عبد اللہ بن ذبیان بن الحرث بن سعد بن ہُذَیم القضاعی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ قصی نے جب انھیں بلایا تو انھوں نے اس کی استدعا قبول کی۔

جَلَبْنَا الْخَيْلَ مُضْمَرَةً تَعَالَى مِنَ الْأَعْرَافِ أَعْرَافِ الْجَنَابِ

ہم مقام جناب کی سطح مرتفع کے قیمتی دبلے پتلے گھوڑے لے کر۔

إِلَى غَوْرَيْ تِهَامَةَ فَالْتَقَيْنَا مِنَ الْفَيْفَاءِ فِي قَاعٍ يَبَابِ

تہامہ کے نشیبی سرزمین کی طرف چلے اور ایک بے آب و گیاہ بنجر میدان میں پہنچے۔

فَأَمَّا صُرْفَةُ الْحَنْثَى فَخَلَّوْا مَنَازِلَهُمْ مُحَاذَرَةَ الضِّرَابِ

اور نامرد بنی صوفہ نے تو جنگ کے خوف سے اپنے گھر خالی کر دیئے۔

وَقَامَ بَنُو عَلِيٍّ إِذْ رَأَوْنَا إِلَى الْأَشْيَافِ كَالْإِبِلِ الطِّرَابِ

اور بنی علی نے جب ہم کو دیکھا تو اپنی تلواروں کی طرف اس طرح لپکے جس طرح اپنے گھر کی طرف اونٹ تیزی سے

Marfat.com

جاتے ہیں۔
اور قصی بن کلاب نے کہا ہے۔

أَنَا ابْنُ الْعَاصِمَيْنِ بَنِي لُؤَيٍّ ۔۔۔ بِمَكَّةَ مَنْزِلِي وَبِهَا رَبِيتُ ۱۴۰

میں بنی لوئی کے معصوموں کا بیٹا ہوں مکہ میں میرا گھر ہے اور یہیں میری نشو و نما ہوئی۔

إِلَى الْبَطْحَاءِ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ ۔۔۔ وَمَرْوَتُهَا رَضِيتُ بِهَا رَضِيتُ

(یہاں سے) بطحاء تک بنی معدّ نے مجھے خوب جان لیا ہے اور مکہ کا کوہ مَرْوَہ ایسا پہاڑ ہے جس سے میں خوب راضی ہوگیا۔

فَلَسْتُ لِغَالِبٍ إِنْ لَمْ تَأَثَّلْ ۔۔۔ بِهَا أَوْلَادُ قَيْذَرَ وَالنَّبِيتُ

مجھے بنی غالب میں سے نہ سمجھنا اگر اس میں اولاد قیذر و نبیت کی جڑیں نہ جم گئیں۔

رِزَاحٌ نَاصِرِي وَبِهِ أُسَامِي ۔۔۔ فَلَسْتُ أُخَافُ ضَيْمًا مَا حَيِيتُ

میری امداد کرنے والا رزاح ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں جب تک میں زندہ رہوں کسی ظلم سے میں نہیں ڈرتا۔

پھر جب رزاح بن ربیعہ یہاں سے جاکر اپنی بستیوں میں رہنے لگا۔ اللہ نے اس کی اور جن کی اولاد کو خوب پھیلایا اور آج جو بنی عذرہ کے دو قبیلے ہیں انہی دونوں کی اولاد ہیں رزاح بن ربیعہ جب اپنے وطن کو آیا تو اس کے اور بنی نہد بن زید اور بنی حوتکہ بن اسلم کے درمیان کچھ اختلاف ہوگیا تو اس نے انھیں ڈرایا حتیٰ کہ وہ یمن چلے گئے اور بنی قضاعہ کی بستیوں سے جلاوطن ہوگئے اور وہ آج بھی یمن ہی میں ہیں۔ قصی بن کلاب نے جو بنی قضاعہ

Marfat.com

سے محبت رکھتا تھا۔ اور ان کی ترقی کو اور ان کی بستیوں میں ان سب کے ایک جگہ رہنے کو پسند کرتا تھا۔ اور جو برتاؤ رزاح نے ان کے ساتھ کیا اس کو ناپسند کرتا تھا اسی نے یہ اشعار کہے ہیں۔ کیونکہ قصی اور رزاح میں رشتہ داری تھی۔ اور قصی نے جب رزاح وغیرہ کو اپنی امداد کے لیے بلوایا تو انھوں نے اس کی استدعا قبول کی اور اس کے لیے انھوں نے اقتیں اٹھائی تھیں۔

۱۴۱ أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي رِزَاحًا ۔۔۔ فَإِنِّي قَدْ لَحَيْتُكَ فِي اثْنَتَيْنِ

کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو میری جانب سے رزاح کو یہ پیام پہنچا دے کہ میں تجھے دو باتوں پر ملامت کرتا ہوں۔

لَحَيْتُكَ فِي بَنِي نَهْدِ بْنِ زَيْدٍ ۔۔۔ كَمَا فَرَّقْتَ بَيْنَهُمُ وَبَيْنِي

ایک تو بنی نہد بن زید کے معاملے میں تجھے ملامت کرتا ہوں جس طرح تو نے ان میں اور مجھ میں جدائی ڈال دی۔

وَحَوْتَكَةَ بْنَ أَسْلَمَ إِنَّ قَوْمًا ۔۔۔ عَنَوْهُمْ بِالْمَسَاءَةِ قَدْ عَنَوْنِي

دوسرے حوتکہ بن اسلم کے بارے میں، جن لوگوں نے بنی حوتکہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا انھوں نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ ان اشعار کی نسبت زہیر بن جناب الکلبی کی جانب کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قصی زیادہ عمر والا ہو گیا اور اس کی ہڈیاں (گھل گھل کر) پتلی ہو گئیں۔ اور عبدالدار اس کا پہلوٹا لڑکا تھا۔ لیکن عبد مناف نے اپنے باپ ہی کے زمانے میں عزت و رفعت حاصل کر لی تھی۔ اور ہر طرح کے تجربات حاصل کر لیے تھے اور اس کے دو اور لڑکے بھی تھے جن کا نام عبدالعزیٰ

Marfat.com

اور عبد تھا۔ تو قصی نے عبد الدار سے کہا پیارے بچے سن لے۔ خدا کی قسم میں تجھے ان لوگوں سے پیچھے نہ رہنے دوں گا اگرچہ انھوں نے تجھ پر برتری حاصل کر لی ہے ان میں کا کوئی شخص کعبۃ اللہ میں داخل نہ ہو سکے گا جتنک کہ تو خود اس کے لیے دروازہ نہ کھولے قریش کی کسی جنگ کا پرچم نہ باندھا جائے گا جب تک کہ تو اپنے ہاتھ سے نہ باندھے مکہ میں تیرے کنوئے کے بغیر کوئی (زمزم کا پانی) نہ پیئے گا۔ اور نہ حاجیوں میں سے کوئی شخص تیرے کھانے کے سوا دوسروں کا کھانا کھائے گا۔ قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کریں گے مگر تیرے ہی گھر میں اور اس نے اپنا گھر جس کا نام دار الندوہ تھا اسے دیدیا جس کے سوا کسی دوسرے گھر میں قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے۔ اور حجابہ ولواء وسقایہ ورفادہ سب کچھ اسی کے حوالے کر دیا رِفادہ ایک طرح کا خراج تھا جو ہر موسم حج میں قریش اپنے مال میں سے قصی بن کلاب کے حوالے کیا کرتے تھے اور وہ اس رقم سے حاجیوں کے لیے کھانا تیار کرواتا اور اس کو وہ لوگ کھاتے جو تونگر نہ ہوتے اور جن کے پاس زادِ راہ نہ ہوتا۔ اس خراج کو قصی نے قریش پر لازمی گردانا تھا۔ جب اس نے انھیں اس کا حکم دیا تو کہا تھا اے گروہ قریش تم اللہ کے پڑوسی ہو اور اس کے گھر والے ہو اور حرم میں رہنے والے ہو اور حجاج اللہ کے مہمان ہیں اور اس کے گھر کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور تمام مہمانوں میں سب سے زیادہ وہ عزت واکرام کے حق دار ہیں۔ اس لیے حج کے زمانے میں ان کے لیے کھانا پانی تیار رکھو اس وقت تک کہ وہ تمھارے پاس سے واپس چلے جائیں انھوں نے اس کی بات مان لی اور ہر سال اپنے مال میں سے اس کے لیے مال نکالتے اور وہ قصی کے حوالے کرتے۔ وہ منیٰ میں حاجیوں کے رہنے کے زمانے میں اس سے کھانا تیار کرواتا۔ اور اس کا یہ حکم زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کی قوم پر برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسلام آیا۔ پھر اسلام میں بھی آج تک وہی طریقہ جاری ہے سلطان ہر سال منیٰ میں حج سے فارغ ہونے تک لوگوں کے لیے جو کھانا تیار کرواتا ہے یہ وہی کھانا ہے۔

۱۴۲

ابن اسحٰق نے کہا کہ قصی بن کلاب کے یہ حالات اور اس نے اپنے تمام اختیارات عبدالدار کو دیتے وقت جو کچھ کہا تھا اس کی روایت میرے والد اسحٰق بن یسار نے حسن بن محمد بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے سن کر مجھ سے بیان کی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے حسن سے یہ واقعات اس وقت سنے جب وہ بنی عبدالدار کے ایک شخص سے کہہ رہے تھے جس کا نام نُبَیْہ بن وہب بن عامر بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھا۔ حسن نے کہا کہ قصی نے ہر وہ چیز جو اس کی قوم کے متعلق اس کے ہاتھ میں تھی اس کے حوالے کر دی۔ اور قصی کا یہ حال تھا کہ وہ اس کے کیے ہوئے کسی کام کو نہ رد کرتا اور نہ اس کے خلاف کرتا۔

قصی کے بعد قریش کا اختلاف اور حلف المطیبین

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر قصی بن کلاب کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کی قوم کے اور اس کی قوم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے انتظامات پر اس کے لڑکے قائم ہوئے انھوں نے مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر لیا جس کو قصی نے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا تھا یہ لوگ اپنے اپنے حصوں میں سے اپنی قوم کو اور اپنی قوم کے علاوہ اپنے حلفاء میں سے دوسروں کو دیتے بھی تھے اور فروخت بھی کرتے تھے۔ قریش اسی حالت پر ان کے ساتھ چند روز رہے۔ اور ان میں کوئی جھگڑا یا اختلاف نہ ہوا۔ پھر چند روز کے بعد بنی عبد مناف بن قصی عبد شمس ہاشم مطلب اور نوفل نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بنی عبدالدار بن قصی کے

لہ۔ خط کشیدہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

ہاتھوں میں جو عہدے حجابہ و لواء و سقایہ و رفادہ میں ان کو قصی نے عبدالدار بن قصی کے حوالے کیا تھا وہ ان سے لے لیں۔ انھوں نے بہ نسبت ان کے خود کو ان کاموں کا زیادہ حقدار خیال کیا کیونکہ ان کو ان کی قوم پر برتری اور فضیلت حاصل تھی۔ اس وقت قریش متفرق ہو گئے ایک گروہ تو بنی ۴۳
عبدمناف کے ساتھ ان کی رائے کے موافق ہو گیا جن کی رائے یہ تھی کہ اس کام کے لیے بنی عبدالدار کی بہ نسبت یہ لوگ زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ان کی قوم میں ان لوگوں کو ایک خاص مرتبہ حاصل تھا۔ اور ایک گروہ بنی عبدالدار کے ساتھ ہو گیا۔ ان کا خیال تھا کہ قصی نے جو عہدے ان لوگوں کے سپرد کر دئے تھے وہ ان کے ہاتھوں سے نکال لیے جائیں۔

بنی عبدمناف کی حکومت عبدشمس بن عبدمناف کے ہاتھ میں تھی اس لیے کہ وہ بنی عبدمناف میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھا۔ اور بنی عبدالدار کی حکومت عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کے ہاتھ میں اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور بنی زہرہ بن کلاب اور بنی تیم بن مرہ بن کعب اور بنی الحارث بن فہر بن مالک بن نضر بنی عبدمناف کے ساتھ تھے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرۃ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی عدی بن کعب بنی عبدالدار کے ساتھ تھے۔

اور عامر بن لوئی اور محارب بن فہر ان دونوں سے خارج تھے یہ لوگ فریقین میں سے کسی کے طرفدار نہ تھے۔

فریقین میں سے ہر ایک فریق کے قبائل نے اس معاملے میں تاکیدی قسمیں کھائیں کہ جب تک سمندر کے پانی میں کسی صوف کے ٹکڑے کو تر کرنے کی خاصیت ہے ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑے گا ایک دوسرے کی معاونت سے کنارہ کش نہ ہوگا۔ اور بنی عبدمناف نے عطر سے بھرا ہوا ایک کٹورا نکالا۔ بعض کا دعویٰ ہے کہ بنی عبدمناف کی ایک عورت ان کے لیے وہ کٹورہ نکال لائی۔ اور انھوں نے اس کو مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس ان کو قسمیں دینے کے لیے رکھا۔ اور بنی عبدمناف اور ان کے

Marfat.com

طرفداروں نے اپنے ہاتھ اس میں ڈبوئے اور آپس میں معاہدہ کیا۔ اور اس کے بعد کعبۃ اللہ کو سبھوں نے چھوا کہ ان پر یہ قسمیں تاکیدی ہو جائیں۔ یہ معاہدین مطیبین کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۹۴ اور بنی عبدالدار اور ان کے طرف داروں نے بھی کعبۃ اللہ کے پاس تاکیدی قسمیں کھائیں اور معاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑیگا اور ایک دوسرے کی معاونت سے کنارہ کش نہو گا۔ اور ان معاہدین کا نام احلاف پڑ گیا۔ پھر ان قبائل میں طرفداریاں پیدا ہو گئیں اور ان میں کے بعض بعض کے سر ہو گئے بنی عبد مناف نے بنی سہم کے لیے اور بنی اسد نے بنی عبدالدار کے لیے اور بنی زہرہ نے بنی جمح کے لیے اور بنی تیم نے بنی مخزوم کے لیے اور بنی حارث بن فہر نے بنی عدی بن کعب کے لیے تیاریاں شروع کیں۔

پھر انھوں نے کہا کہ ہر قبیلے کو چاہئے کہ اپنے مقابل والے قبیلے کے خلاف دوسروں کو ابھارے[1] لوگ ان حالات میں جنگ کے لیے مستعد ہو گئے تھے کہ یکایک دونوں جانب سے صلح کی استدعا ان شرائط پر ہوی کہ بنی عبد مناف کے ذمہ سقایہ و رفادہ کر دیا جائے اور حجابہ و لواء و ندوہ بنی عبدالدار کے پاس ویسا ہی رہے جیسا ابتک تھا۔ اور صلح ہو گئی اور اس پر فریقین راضی ہو گئے اور لوگ جنگ سے رک گئے۔ اور جو جس کے حلیف تھے اسی حالت پر رہے۔ اور وہ اسی حالت پر برقرار رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً

---

[1] ۔ (ب ج د) لتغر (الف) لتغن جس کے معنی کافی ہو جائے (ب) کے حاشیہ پر ایک تیسرا نسخہ ہے لتغن جس کے معنی بالکل برعکس ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جاہلیت میں جو کچھ معاہدہ تھا اسلام نے اس کے
استحکام ہی کو بڑھا دیا ہے۔

حِلْف الفضول

(ابن ہشام نے کہا کہ) حلف فضول کے متعلق زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق سے روایت بیان کی کہا کہ قریش کے بعض قبائل نے ایک دوسرے کو ایک حلف کے لیے طلب کیا اور سب کے سب عبداللہ بن جُدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی کے گھر، اس کی عزت اور اس کی عمر کے سبب جمع ہوئے اور اس کے پاس بنی ہاشم بنی مطلب اور اسد بن عبدالعزیٰ اور زہرہ بن کلاب نے قسمیں کھائیں اور اس بات پر معاہدہ منعقد ہوا کہ مکہ میں وہ کسی مظلوم کو پائیں گے تو اس کی امداد کو کھڑے ہو جائیں گے خواہ وہ مظلوم مکہ کا رہنے والا ہو یا دوسرے لوگوں میں سے کوئی وہاں آیا ہو اور جس نے ظلم کیا ہے اس کا مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ وہ مظلوم کو اس کا حق لوٹا دے قریش نے اسی معاہدے کا نام حلف الفضول رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن زید بن المہاجر بن قُنفُذ تیمی نے بیان کیا اس نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف زہری سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي
بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ وَلَوْ أُدْعَى بِهِ فِي الإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ

Marfat.com

عبداللہ بن جُدعان کے گھر ایک حلف کے وقت میں
موجود تھا۔ اس کے معاوضہ میں بہت سے سرخ اونٹوں کے
ملنے کو بھی میں پسند نہ کروں گا۔ اگر اس معاہدے کے روسے
اسلام میں بھی کوئی دعوی ہو تو ضرور میں اس کو قبول کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الھاد اللیثی نے بیان کیا کہ محمد بن ابراہیم بن الحارث تیمی نے ان سے بیان کیا کہ حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما۔ اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان کچھ مالی جھگڑا تھا جو ذی المروۃ میں واقع تھا اور ولید ان دنوں مدینہ پر حاکم تھا اس کے چچا معاویہ بن ابی سفیان نے اس کو وہاں کا حاکم بنایا تھا۔ اور ولید نے اپنی حکومت کے سبب حسین (رضی اللہ عنہ) پر آپ کے حق میں ظلم و زیادتی کی تھی۔ تو حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے میرے حق میں انصاف کرنا ہوگا ورنہ میں اپنی تلوار لوں گا اور اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا ہو کر حلف الفضول کی روسے امداد طلب کروں گا۔ راوی کہتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو کے وقت عبداللہ بن زبیر ولید کے پاس ہی تھے انھوں نے کہا میں بھی خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انھوں نے حلف الفضول کی روسے امداد طلب کی تو میں بھی اپنی تلوار لے کر ان کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔ یہاں تک وہ ان کے حق میں انصاف کرے یا ہم سب کے سب مر جائیں راوی کہتا ہے کہ یہ خبر مسور بن مخرمہ[1] بن نوفل الزہری کو پہنچی تو اس نے بھی وہی کہا اور عبدالرحمٰن بن عثمان ابن عبید اللہ التیمی کو یہ معلوم ہوا تو اس نے بھی وہی کہا۔ اور یہ بات جب ولید ابن عتبہ تک پہنچی تو اس نے حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں انصاف کیا یہاں تک آپ اس معاملے پر راضی ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اُسامہ بن الہاد اللیثی نے محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی کی روایت سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ابن زبیر کے قتل کے وقت جب لوگ عبدالملک کے پاس جمع ہوئے تو محمد بن جُبیر

۱۴۰

[1] (الف ب) مخرمہ بار شے جملہ۔ (ج د) مخرمہ بازائے معجمہ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بن مُطعِم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بھی ہو قریش میں سب سے زیادہ عالم تھے آئے اور جب عبدالملک بن مروان بن الحکم کے پاس گئے تو اس نے کہا اے ابو سعید کیا ہم اور تم یعنی بنی عبد شمس بن عبد مناف اور بنی نوفل بن عبد مناف حلف الفضول میں نہ تھے تو انھوں نے کہا آپ کو خوب معلوم ہے عبدالملک نے کہا اے ابو سعید تمھیں چاہیئے کہ اس میں جو سچ ہو وہ مجھے بتا دو۔ انھوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم اور آپ دونوں کے دونوں اس عہد سے خارج ہیں۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا۔ (قصہ حلف الفضول ختم ہو گیا)

۱۴۷ ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رفادہ اور سقایہ کی دیکھ بھال ہاشم بن عبد مناف سے متعلق ہو گئی اس لیے کہ عبد شمس بڑا سیاح تھا مکہ میں کبھی نہیں ٹھیرتا تھا۔ کم مال تھا اور کثیر الاولاد بھی تھا۔ اور ہاشم مالدار تھا لوگوں کا بیان ہے کہ جب حج کا زمانہ آتا تو قریش کے مجمع میں کھڑا ہو جاتا اور کہتا اے گروہ قریش تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمسایہ اور اس کے گھر والے ہو۔ زمانہ حج میں تمھارے پاس اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والے اور اس کے گھر کا قصد کرنے والے آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تمام مہمانوں میں تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں لہٰذا ان کے لیے چندہ جمع کرو جس سے ان کے لیے تم اتنے دنوں کا کھانا تو تیار کر سکو جتنے دن ان کا یہاں رہنا ضروری ہے خدا کی قسم اگر میری آمدنی اس کے لیے کافی ہوتی تو تم پر میں اس کا بار نہ ڈالتا۔ پس قریش کا ہر شخص اپنی اپنی استطاعت کے مواقع اپنی آمدنی میں سے مد خرچ نکالتا اور اس سے حاجیوں کے لیے کھانا تیار کیا جاتا یہاں تک وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ ان لوگوں کے بھوکے کے لحاظ سے ہاشم ہی پہلا شخص تھا جس نے قریش کے لیے سرما و گرما کے دو سفروں کا طریقہ نکالا۔ اور وہی پہلا شخص ہے جس نے حجاج کو مکہ میں ثرید کھلائی۔ اس کا نام تو عمرو تھا لیکن اپنی قوم کو مکہ میں روٹیاں چور کر کھلانے کے سبب اس کا نام ہاشم مشہور ہو گیا۔ (ہشم کے معنی ہیں توڑا چورا چورا کیا)۔

قریش کے یا عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

۱؎ خط کشیدہ الفاظ صرف (الف) میں ہیں۔ (احمد محمودی) ۲؎ (ب ج د) الحج (الف) الحاج یعنی جب حجاج آتے (احمد محمودی)
۳؎ (ب ج د) الاقامہ (الف) التیامہ دوسرا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)
[illegible] معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

عَمْرُو الَّذِی هَشَمَ الثَّرِیدَ لِقَوْمِهِ قَوْمٍ بِمَکَّةَ مُسْنِتِینَ[1] عِجَافِ

عمرو ہی وہ شخص ہے جس نے روٹی چور کر ثرید اپنی اس قوم کو کھلائی جو مکہ میں قحط زدہ اور دبلی پتلی ہو گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ حجاز والوں میں سے بعض علماء شعر نے مجھے اس طرح شعر سنایا قوم بمکہ مسنتون[2] عجاف۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد تاجرانہ کاروبار کی حالت میں غزہ نامی بستی میں جو سرزمین شام میں واقع ہے ہاشم بن عبد مناف کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد سقایہ و رفادہ کی نگرانی مطلب بن عبد مناف سے متعلق ہو گئی جو عبد شمس کا چھوٹا بھائی تھا۔ اور اس کی قوم میں اس کو عزت و شرف بھی حاصل تھا۔ اور قریش نے اس کی سخاوت کے سبب سے اس کا نام فیض رکھ دیا تھا۔ اور ہاشم بن عبد مناف مدینہ بھی آیا تھا اور بنی عدی بن نجار کی ایک عورت سلمٰی بنت عمرو سے شادی کی تھی جو اس سے پہلے الحیحۃ بن الجلاح بن الحریش[3] کی زوجیت میں تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ الحریس بن جحجبی[4] بن کلفۃ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کہتے ہیں جس سے اس کے ایک لڑکا ہوا جس کا نام عمرو بن الحیحۃ تھا۔ اور یہ عورت اپنے رتبے کی برتری کے سبب سے کسی سے نکاح کے لیے اس وقت تک راضی نہ ہوتی تھی جب تک کہ وہ یہ شرط نہ کر لیتی کہ اس کی طلاق کا اختیار خود اسی کو ہوگا۔ جب وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو گئی تو اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اس کو ہاشم سے عبد المطلب پیدا ہوئے۔ سلمٰی نے عبد المطلب کا نام شیبہ رکھا۔ ہاشم نے اس لڑکے کو سلمٰی ہی کے پاس ہوش سنبھالنے بلکہ اس سے بھی زیادہ بالغ ہونے تک چھوڑ دیا۔ چند روز بعد انکا چچا المطلب انہیں لینے اور

---

[1] (الف ب ج د) میں یہی مصرع ہے (ب ہ) کے حاشیہ پر ورجال مکہ سنتون عجاف ہے (احمد محمودی)
[2] (الف) میں مسنتون ہے اور یہی تصحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اصل میں بھی مسنتین اور پھر دوسری روایت میں بھی مسنتین ہو تو دوسری روایت کے کیا معنے ہونگے۔ (ب ج ہ) میں مسنتین ہے (احمد محمودی)
[3] (ج د) الجریش۔ [4] (ج د) الحریش۔ [5] (ج د) ابجمی۔ (احمد محمودی)

اپنے شہر اور اپنی قوم میں لے آنے کے لئے نکلا سلمیٰ نے اس سے کہا میں اس کو تیرے ساتھ نہیں بھیجتی مطلب نے کہا میں جب تک اس کو اپنے ساتھ نہ لے لوں گا واپس ہی نہوں گا۔ وہ میرا بھتیجا ہے اور بالغ ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر دوسروں میں اجنبی بنا ہوا ہے۔ اور ہم اپنی قوم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں اپنی قوم کے بہت سے معاملات کی سرپرستی ہمیں حاصل ہے۔ اس لڑکے لیے اس کی قوم اور اس کا شہر اور اس کا خاندان غیروں میں رہنے کی بہ نسبت بہتر ہے۔ یہی الفاظ یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ شیبہ نے اپنے چچا المطلب سے کہا کہ میں اپنی ماں کو جب تک وہ مجھے اجازت نہ دے نہ چھوڑوں گا۔ تو سلمیٰ نے ان کو اجازت دیدی۔ اور شیبہ کو المطلب کے حوالے کر دیا۔ اور وہ انھیں اپنے ہمراہ لایا۔ اور شیبہ کو لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوا تو شیبہ اس کے اونٹ پر اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (یہ دیکھتے ہی) قریش نے کہا کہ یہ المطلب کا غلام ہے جس کو وہ خرید لایا ہے اسی واقعہ کے سبب سے شیبہ کا نام عبد المطلب مشہور ہو گیا۔ المطلب نے کہا بھی کہ کمبختو یہ تو میرے بھائی ہاشم کا بیٹا ہے جس کو میں مدینہ سے لایا ہوں۔ اس کے بعد المطلب کا انتقال رَدمان نامی بستی میں ہو گیا جو سرزمین یمن میں واقع ہے۔ کسی عرب نے ان کے مرثیے میں کہا ہے۔ ۱۴۹

قَدْ ظَمِئَ الْحَجِيجُ بَعْدَ الْمُطَّلِبْ بَعْدَ الْجِفَانِ وَالشَّرَابِ الْمُنْتَعِبْ

لَيْتَ قُرَيْشًا بَعْدَهُ عَلَى نَصَبْ

حجاج پھلکتے اور لبریز پیالوں کے پینے کے بعد المطلب کے مرجانے سے پیاسے ہو گئے کاش قریش اس کے بعد کسی ایک جھنڈے پر (متفق ہوتے)۔

مطرود بن کعب الخزاعی نے المطلب اور بنی عبد مناف دونوں کا مرثیہ

Marfat.com

کہا ہے، جب اسے نوفل بن عبد مناف کے موت کی خبر پہنچی جو موت کے لحاظ سے بنی عبد مناف میں سب سے آخری شخص تھا۔

يَا لَيْلَةً هَيَّجْتِ لَيْلَاتِ ۔۔۔ إِحْدَى لَيَالِيَّ الْقَسِيَّاتِ

اے سخت راتوں میں کی ایک رات تو نے بہت سی
راتوں کو ہیجان اور پریشانی میں گزارنے پر مجبور کیا۔

وَمَا أُقَاسِي مِنْ هُمُومٍ وَمَا ۔۔۔ عَالَجْتُ مِنْ رُزْءِ الْمَنِيَّاتِ

اور اے وہ غم واندوہ جن کو میں سہ رہا ہوں۔ اور
اے وہ موتوں کی تکلیف میں برداشت کر رہا ہوں۔

إِذَا تَذَكَّرْتُ أَخِي نَوْفَلًا ۔۔۔ ذَكَّرَنِي بِالْأُوَلِيَّاتِ

جب میں اپنے بھائی نوفل کو یاد کرتا ہوں تو اس کی
یاد مجھے بہت سے اولیات کی یاد دلاتی ہے۔

ذَكَّرَنِي بِالْأَزْرِ الْحُمْرِ وَالْـ ۔۔۔ أُرْدِيَةِ الصُّفْرِ الْقَشِيبَاتِ

اس کی یاد مجھے سرخ تہمدوں اور زرد پاک صاف
چادروں کی یاد دلاتی ہے۔

أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمُ سَيِّدٌ ۔۔۔ أَبْنَاءُ سَادَاتٍ لِسَادَاتِ

چار شخص ایسے تھے کہ وہ چاروں کے چاروں سردار تھے
سرداروں کی اولاد تھے اور سرداراتہ صفات کے لیے پیدا
کیے گئے تھے۔

مَيِّتٌ بِرَدْمَانَ وَمَيِّتٌ بِبَلْـ ۔۔۔ ـمَانَ وَمَيِّتٌ بَيْنَ غَزَّاتِ[2]

---

[1] (الف) عند۔ [2] ۔ اصل میں مقام کا نام غزہ ہے لیکن عرب کی عادت ہے کہ شہر کے ہر ایک حصے کو وہی نام دے کر اس کی جمع بھی استعمال کرتے ہیں۔ (احمد محمود ی)

Marfat.com

وہ نعش جو مقام رَدُمان میں گاڑی گئی اور وہ نعش
جو مقام سَلمان میں دفن کی گئی اور وہ نعش جو مقام غزّات کے درمیان سونپی گئی۔

وَمَيِّتٌ أُسْكِنَ لَحْدًا الَّذِي الْمَحْجُوبِ شَرْقِيَّ الْبَنِيَّاتِ

اور وہ نعش جو اس لحد میں ہے جو کعبۃ اللہ کے
مشرقی مقام میں چھپی ہوئی ہے

أَخْلَصُهُمْ عَبْدُ مَنَافٍ فَهُمُ مِنْ لَوْمِ مَنْ لَامَ بِمَنْجَاةِ

ان سب کا خلاصہ اور ان سب میں ممتاز ہستی تو
عبد مناف کی ہے لیکن وہ سب کے سب ملامت گروں کی
ملامتوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔

إِنَّ الْمُغِيرَاتِ وَأَبْنَاءَهَا مِنْ خَيْرِ أَحْيَاءٍ وَأَمْوَاتِ

بنی مغیرۃ اور اس قبیلے کے لڑکے زندوں اور مردوں
(دونوں) میں بہترین ہیں

عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ عبد مناف کے لڑکوں میں سب سے پہلے ہاشم کا انتقال سرزمین شام میں بمقام غزّہ ہوا۔ پھر سرزمین یمن کے ایک مقام رَدُمان میں المطلب کا۔ پھر نواحی عراق کے سلمان نامی مقام میں نوفل کا۔

لوگ کہتے ہیں کہ مُطَرِّد کے مذکورہ بالا اشعار کے متعلق کسی نے کہا کہ تم نے شعر تو اچھے کہے لیکن اگر اس سے بہتر شعر ہوتے تو اور بہتر ہوتا۔ اس نے کہا اچھا مجھے چند راتوں کی مہلت دو۔ پھر چند روز کے بعد یہ شعر کہے۔

Marfat.com

يَاعَيْنُ جُودِي وَأَذْرِي الدَّمْعَ وَانْهَمِرِي وَابْكِي عَلَى السِّرِّ مِنْ كَعْبِ الْمُغِيرَاتِ

اے آنکھ سخاوت کر آنسو بہا اور انڈیل اور بنی مغیرہ کے شرف و شان پر چھپ چھپ کر رو۔

يَاعَيْنُ وَاسْتَفْرِي بِالدَّمْعِ وَاحْتَفِلِي وَابْكِي خَبِيئَةَ[1] نَفْسِي فِي الْمُلِمَّاتِ

اے آنکھ خوب تیزی سے آنسوؤں کا تار باندھ دے اور آفات میں جو لوگ میرے دل میں رہتے ہیں ان پر رو۔

وَابْكِي عَلَى كُلِّ فَيَّاضٍ أَخِي ثِقَةٍ ضَخْمِ الدَّسِيعَةِ وَهَّابِ الْجَزِيلَاتِ

رو ہر ایسے شخص پر جو فیاض اور بھروسہ کے قابل بڑی بڑی عطاؤں اور بڑے بڑے انعامات دینے والا ہے۔

مَحْضِ الضَّرِيبَةِ عَالِي الْهَمِّ مُخْتَلَقٍ جَلْدِ النَّحِيزَةِ[2] نَابٍ بِالْعَظِيمَاتِ

خالص (فطری) طبیعت والا عالی ہمت مکمل انسان قوی مزاج بڑی بڑی آفتوں میں بار بار جانے والا یا بڑے بڑے کاموں کے لیے اٹھ کھڑا ہونے والا۔

صَعْبِ الْبَدِيهَةِ لَانِكْسٍ وَلَا وَكِلٍ مَاضِي الْعَزِيمَةِ مِتْلَافِ الْكَرِيمَاتِ

پہلی نظر میں نہایت سخت معلوم ہونے والا نہ کمزور نہ اپنے کام دوسروں کے حوالے کرنے والا مضبوط ارادے والا اچھی اچھی قیمتی چیزوں کو بے قدری کے ساتھ لٹانے والا۔

صَقْرٍ تَوَسَّطَ مِنْ كَعْبٍ إِذَا انْتُسِبُوا بُحْبُوحَةَ[3] الْمَجْدِ وَالشُّمَّ الرَّفِيعَاتِ

بنی کعب کے وسط فضا کا شہباز نسب پوچھا جائے تو خاندان شرافت اور بلند و اعلیٰ بستیوں میں کا منتخب۔

ثُمَّ انْدُبِي الْفَيْضَ وَالْفَيَّاضَ مُطَّلِبًا وَاسْتَخْرِطِي بَعْدَ فَيْضَاتٍ بِجَمَّاتِ

---

[1] ۔ (ب ج و) خبیئۃ ۔ یعنی جو شخص میرے دل میں رہتا ہے اس پر رو۔

پھر فیاض مطلب اور سرتاپا فیض پر ماتم کر اور فیوض
کثیرہ کے جاتے رہنے کے بعد خوب رو۔

أَمْسَى بِرَدْمَانَ عَنَّا الْيَوْمَ مُغْتَرِبًا يَا لَهْفَ نَفْسِي عَلَيْهِ بَيْنَ أَمْوَاتِ

آج وہ ہم سے دور غریب الدیار رَدْمَان میں پڑا ہے
مجھے دلی افسوس ہے کہ وہ مردوں کے درمیان پڑا ہے۔

وَأَبْكِي لَكِ الْوَيْلُ إِمَّا كُنْتِ بَاكِيَةً لِعَبْدِ شَمْسٍ بِشَرْقِيِّ الْعُبَيَّاتِ[1]

اے کمبخت (آنکھ) اگر تجھے رونا ہے تو عبد شمس
کے لیے رو جو کعبۃ اللہ کے مشرق میں (سو رہا) ہے

وَهَاشِمٍ فِي ضَرِيحٍ وَسْطَ بَلْقَمَةٍ تَسْفِي الرِّيَاحُ عَلَيْهِ بَيْنَ غَزَّاتِ

اور ہاشم کے لیے رو جو مقام بلقمہ کے وسط میں ایک
قبر میں (سو رہا) ہے غزات کے درمیان ہوائیں اس پر ریت
اڑاتی رہتی ہیں۔

وَنَوْفَلٍ كَانَ دُونَ الْقَوْمِ خَالِصَتِي أَمْسَى بِسَلْمَانَ فِي رَمْسٍ بِمَوْمَاةِ

اور نوفل کے لیے رو جو میرے خالص دوستوں میں
مذکور بالا لوگوں سے کچھ ہی کم تھا اور مقام سلمان کے چٹیل
میدان میں زمین دوز قبر میں چلا گیا۔

لَمْ أَلْقَ مِثْلَهُمُ عُجْمًا وَلَا عَرَبًا إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِمْ أُدْمُ الْمَطِيَّاتِ

جب گندمی رنگ کی اونٹنیوں نے انھیں اٹھایا
(یعنی جب وہ اونٹنیوں پر سوار تھے) تو ان لوگوں کا سا نہ
عجم میں مجھے کوئی ملا نہ عرب میں۔

[1] (الف ـ الثنات (ج د) الثنیات یعنی جو مشرقی گھاٹیوں میں سو رہا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

أَمَسَتْ دِيَارُهُمْ مِنْهُمْ مُعَطَّلَةً وَقَدْ يَكُونُ زَيْنًا فِي السَّرِيَّاتِ

اب تو ان کی بستیاں ان سے خالی ہو گئی ہیں ۔ لیکن
ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ وہ منتخب لشکر کی زینت ہوا کرتے تھے۔

أَفْنَاهُمُ الدَّهْرُ أَمْ كَلَّتْ سُيُوفُهُمُ أَمْ كُلُّ مَنْ عَاشَ أَزْوَادُ الْمَنِيَّاتِ

زمانے نے انھیں فنا کر دیا یا ان کی تلواریں کند ہو گئیں۔
یا ہر ایک زندگی والے کے لیے ایک روز موت کا زاد راہ
ہونا ہے۔

أَصْبَحْتُ أَرْضَى مِنَ الْأَقْوَامِ بَعْدَهُمُ بَسْطَ الْوُجُوهِ وَإِلْقَاءَ التَّحِيَّاتِ

ان لوگوں کے (مر جانے کے) بعد میں نے صرف
لوگوں سے خندہ پیشانی اور علیک سلیک پر اکتفا کر لی ہے

يَا عَيْنُ فَابْكِي أَبَا الشَّعْثَاءِ الشَّجِيَّاتِ بِمَكْفَهِرٍّ حُسَّرًا مِثْلَ الْبَلِيَّاتِ

اے آنکھ ابو الشعثاء الشجیات پر رو کہ عورتیں بچھاڑ
یا کھلے منہ قبر پر بندھی ہوئی اونٹنیوں[1] کی طرح اس پر رو رہی ہیں

١٥٢ يَبْكِينَ أَكْرَمَ مَنْ يَمْشِي عَلَى قَدَمٍ يُعَوِّلْنَهُ بِدُمُوعٍ بَعْدَ عَبَرَاتِ

عورتیں رو رہی ہیں اس شخص پر جو روئے زمین پر
چلنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والا تھا وہ اس کے
غم میں آنسو بہاتی اور چیخنے لگتی ہیں ۔

---

[1] ۔ عرب میں رواج تھا کہ جس اونٹنی کا مالک مر جاتا اس کی اونٹنی اس کی قبر پر باندھ دی جاتی کہ وہ بھی مر جائے ۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ حشر میں وہ اسی اونٹنی پر سوار ہوگا ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بَيْكِينَ شَخْصًا طَوِيلَ الْبَاعِ ذَا الْخَفَرِ أَبِي الْهَضِيمَةِ فَرَّاجَ الْجَلِيلَاتِ

وہ عورتیں ایسے شخص پر روتی ہیں جو کشادہ دست
اور صاحب جود وسخا تھا۔ ظلم کو برداشت نہ کرنے والا
بڑی بڑی مہموں کا سر کرنے والا تھا۔

بَيْكِينَ عَمْرًا وَالْعُلَا إِذْ حَانَ مَصْرَعُهُ سَمْحَ السَّجِيَّةِ بَسَّامَ الْعَشِيَّاتِ

بلند مرتبہ عمرو پر روتی ہیں جو نہایت وسیع اخلاق اور مہمان
نواز تھا جبکہ اس کی موت کا وقت آگیا۔

يَبْكِينَهُ مُسْتَكِينَاتٍ عَلَى حَزَنٍ يَا طُولَ ذَلِكَ مِنْ حُزْنٍ وَعَوْلَاتِ

اس کے غم میں وہ داڑھیں مار مار کر روتی ہیں ہائے
یہ چیخیں اور یہ غم کس قدر دراز ہے۔

يَبْكِينَ لَمَّا جَلَاهُنَّ الزَّمَانُ لَهُ خُضْرَ الْخُدُودِ كَأَمْثَالِ الْحُمَيَّاتِ

جب زمانے نے ان عورتوں کو اس (پر ماتم کرنے)
کے لیے گھر سے نکالا تو وہ اِس حالت میں روتی ہیں کہ ان کے
گال (منہ پیٹ لینے کے سبب سے) نیلے اور سیاہ مشکوں
کی طرح (پھول گئے) تھے۔

مُحْتَزِمَاتٍ عَلَى أَوْسَاطِهِنَّ لَمَا جَرَّ الزَّمَانُ مِنَ الْأَحْدَاثِ الْمُصِيبَاتِ

جب زمانے نے (ان پر) نئی نئی مصیبتیں ڈالیں تو وہ بھی
اپنی کمریں باندھ کر تیار ہو گئیں۔

أَبَيْتُ لَيْلِي أُرَاعِي النَّجْمَ مِنْ أَلَمٍ أَبْكِي وَتَبْكِي مَعِي شَجْوِي بُنَيَّاتِي[2]

---

[1] (ج د) مع۔ [2] (الف) بنیات۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

رنج والم میں تارے گن کر رات گزارتا ہوں خود بھی روتا ہوں
اور میرے غم میں شریک ہو کر میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی روتی ہیں

مَا فِي الْقُرُومِ لَهُمْ عِدْلٌ وَلَا خَطَرٌ ۱۵ وَلَا لِمَنْ تَرَكُوا شَرْوَى بَقِيَّاتِ

سرداران قوم میں نہ ان لوگوں کا برابر والا ان کی
شان و شوکت والا کوئی ہے نہ ان لوگوں کا جن کو انھوں نے
(اپنا جانشین) چھوڑا ہے کوئی ہم رتبہ باقی ہے۔

أَبْنَاؤُهُمْ خَيْرُ أَبْنَاءٍ وَأَنْفُسُهُمْ خَيْرُ النُّفُوسِ لَدَى جَهْدِ الْأَلِيَّاتِ

کوششوں کی کوتاہیوں کے وقت ان کے بچے تمام
بچوں میں بہتر ہیں اور وہ خود تمام اشخاص میں بہتر ہیں یعنی
کوشش کرنے سے جب دوسرے تھک جائیں تو یہ نہیں تھکتے۔

كَمْ وَهَبُوا مِنْ طِمِرٍّ سَابِحٍ أُرُنٍ وَمِنْ طِمِرَّةِ نَهْبٍ فِي طِمِرَّاتِ

انھوں نے کتنے بہترین چست و چالاک تیز دوڑنیوالے
گھوڑے اور لوٹ مار میں کام آنے والی تیز گھوڑیاں اور عالی شان
محل خیرات کر دئے۔

وَمِنْ سُيُوفٍ مِنَ الْهِنْدِيِّ مُخْلَصَةٍ وَمِنْ رِمَاحٍ كَأَشْطَانِ الرَّكِيَّاتِ

اور کتنی ٹھیٹ ہندی تلواریں اور باولیوں کی رسیوں
کے سے (لمبے لمبے سیدھے) نیزے۔

وَمِنْ تَوَابِعَ مِمَّا يُفْضِلُونَ بِهَا عِنْدَ الْمَسَائِلِ مِنْ بَذْلِ الْعَطِيَّاتِ

اور لونڈی غلام جن پر لوگ فخر کیا کرتے ہیں۔
مطالبوں کے وقت دے دیئے۔

Marfat.com

فَلَوْ حَسَبْتُ وَأَحْصَى الْحَاسِبُونَ مَعِي لَمْ أَقْضِ أَفْعَالَهُمْ تِلْكَ الْمُنِيَّاتِ

اگر میں اور میرے ساتھ دوسرے محاسب مل کر
ان کے پسندیدہ افعال کا شمار کرنا چاہیں تو پورا شمار
نہ کر سکیں گے۔

هُمُ الْمُدِلُّونَ إِمَّا مَعْشَرٌ فَخَرُوا عِنْدَ الْفَخَارِ بِأَنْسَابٍ نَقِيَّاتِ

اگر لوگ فخر کریں تو ایسے فخر کے وقت یہ لوگ ایسے
نسبوں پر ناز کریں گے جو بالکل پاک صاف ہیں۔

زَيْنُ الْبُيُوتِ الَّتِي حَلُّوا مَسَاكِنَهَا فَأَصْبَحَتْ مِنْهُمُ وَحْشًا خَلِيَّاتِ

جن جگہوں میں وہ بستے تھے ان گھروں کی وہ لوگ
زینت تھے اب وہ مقامات ان لوگوں سے خالی ہو کر ڈراونے
ہو گئے ہیں۔

أَقُولُ وَالْعَيْنُ لَا تَرْقَى مَدَامِعُهَا لَا يُبْعِدِ اللّٰهُ أَصْحَابَ الرَّزِيَّاتِ

یہ باتیں میں اس حالت میں کہہ رہا ہوں کہ آنکھوں کے
آنسو خشک نہیں ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان آفت رسیدہ
لوگوں کو (اپنی رحمت سے) دور نہ فرمائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فجر کے معنی عطاء کے ہیں۔ ابو خراش ہذلی نے کہا ہے۔

عَجَّفَ أَضْيَافِي جَمِيلُ بْنُ مَعْمَرٍ بِذِي فَجْرٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الْأَرَامِلُ

جمیل بن معمر نے جو صاحب جود و سخا ہے جس کے پاس
بیوائیں پناہ لیتی ہیں باوجود کھانے کی خواہش کے خود نہ کھا کر

Marfat.com

میرے مہمانوں کو ترجیح دی [1]
ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوالشَّعْث الشَّجَبَات ہاشم بن عبد مناف ہی کا نام ہے۔
پھر سقایہ اور رفادہ کی تولیت عبدالمطلب بن ہاشم کے سپرد ہوئی جو ان کے چچا مطلب سے متعلق تھی۔ عبدالمطلب لوگوں کے لیے سقایہ ورفادہ کا انتظام اور ان تمام معاملات قوم کا انتظام جو ان کے باپ دادا کیا کرتے تھے کرتے رہے۔ اور اپنی قوم میں اس قدر بلند رتبہ حاصل کر لیا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی اس رتبہ پر نہ پہنچا تھا۔ ان کی قوم ان سے بہت محبت کیا کرتی تھی۔ اور قوم میں ان کی عزت بہت بڑھ گئی تھی۔

زمزم کی کھدائی

151

عبدالمطلب ایک وقت مقام حجر میں سو رہے تھے کہ (خواب میں) کوئی آیا اور زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے کھودنے کی ابتدا عبدالمطلب نے کی اس کے متعلق یزید بن ابی حبیب مصری نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے اور انھوں نے عبداللہ بن زُرَیر غافقی سے روایت بیان کی کہ انھوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو حدیث زمزم بیان کرتے سنا جس میں عبدالمطلب کو اس کے کھودنے کا حکم دینے جانے کا ذکر ہے۔
(علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: عبدالمطلب نے کہا کہ میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا طیبہ کو کھود۔ انھوں نے کہا کہ میں نے پوچھا طیبہ کیا چیز ہے انھوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں پھر اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور وہاں سو گیا

Marfat.com

تو اس نے کہا برہ کو کھود۔ انھوں نے کہا کہ میں نے پوچھا برہ کیا چیز ہے انھوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں اپنی آرام گاہ میں آیا اور وہاں سو گیا تو پھر وہ میرے پاس آیا اور کہا مَضنُونَہ کو کھود۔ انھوں نے کہا کہ میں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے انھوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا تو پھر میرے پاس آیا اور کہا زمزم کھود۔ انھوں نے کہا کہ میں نے پوچھا زمزم کیا چیز ہے اس نے کہا جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا وہ بڑے بڑے جج کرنے والوں کو سیراب کرے گا۔ وہ اس وقت لید اور خون کے درمیان غراب اعصم کے گڑھے کے پاس چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے۔ ۵۵

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب انھیں اس کے حالات بتلا دیئے گئے اور اس کے مقام کی رہنمائی کر دی گئی اور انھوں نے جان لیا کہ وہ بالکل سچ ہے۔ تو صبح اپنی کدال لی۔ اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا حارث بن عبدالمطلب بھی تھا۔ جس کے سوا اس وقت تک ان کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ اور کھودنا شروع کیا۔ اور جب عبدالمطلب پر وہ چیزیں ظاہر ہوئیں جو اس میں تھیں تو انھوں نے تکبیر کہی اور قریش نے جان لیا کہ عبدالمطلب نے اپنا مقصد پا لیا اور وہ ان کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہا اے عبدالمطلب یہ باولی تو ہمارے باپ اسمٰعیل کی ہے اور ہمارا بھی اس میں ضرور کچھ نہ کچھ حق ہے۔ ہمیں بھی اس میں اپنے ساتھ شریک کر لو۔ انھوں نے کہا ایسا تو میں نہ کروں گا یہ چیز تو ایسی ہے کہ اس سے مجھے ممتاز کیا گیا ہے نہ کہ تم کو۔ تم سب میں سے مجھی کو یہ امتیاز عطا کیا گیا ہے۔

انھوں نے عبدالمطلب سے کہا ذرا ہمارے ساتھ انصاف سے کام لو ہم تو اس معاملے میں جھگڑا کئے بغیر تمھیں نہ چھوڑیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا اچھا تمھارے میرے درمیان کسی ایسے شخص کو جس کو تم چاہو (حکم) مقرر کر دو کہ اس کے سامنے میں تمھارا مقدمہ پیش کروں۔ انھوں نے کہا کہ بنی سعد بن ہذیل کی کاہنہ (کو ہم اس معاملے کے لیے منتخب کرتے ہیں)

انھوں نے کہا منظور۔

روای نے کہا کہ وہ کاہنہ شام کے بلند حصوں میں رہتی تھی۔ اس لیے عبدالمطلب اور بنی عبد مناف میں سے عبدالمطلب کے ہم جد اور قریش کے ہر ایک قبیلے میں سے ایک ایک شخص سب کے سب سوار ہو کر چلے راوی نے کہا کہ اس زمانے میں (راستے میں) بے آب وگیاہ میدان تھے غرض یہ لوگ نکلے اور جب یہ لوگ حجاز و شام کے درمیان ان میدانوں میں سے کسی میدان میں تھے عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس کا پانی ختم ہو گیا اور سب کے سب پیاسے ہو گئے یہاں تک کہ سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا قریش کے بعض قبیلوں میں سے کسی کے پاس پانی تھا بھی تو انھوں نے دوسروں کے مانگنے پر انھیں دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم خود بھی تو بے آب وگیاہ جنگل میں ہیں اور ہمیں بھی اسی آفت کا خوف لگا ہوا ہے جو تم پر اس وقت پڑی ہے۔ پھر جب عبدالمطلب نے قوم کا یہ برتاؤ اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کے لیے خوف و خطر دیکھا تو کہا: اب تم لوگوں کی کیا رائے ہے انھوں نے کہا کہ جو آپ مناسب خیال فرمائیں ہم اس رائے کی پیروی کریں گے آپ ہمیں جو مناسب خیال فرمائیں حکم دیں۔ انھوں نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے لیے اس قوت سے جو اس وقت اس میں موجود ہے ایک ایک گڑھا کھود لے۔ کہ جب کوئی شخص مرے تو اس کے ساتھی اس کو اس کے گڑھے میں ڈال کر اس کو چھپا سکیں۔ یہاں تک کہ آخر میں تم میں سے ایک شخص رہ جائے گا، بہ نسبت تمام قافلے کی بربادی کے ایک شخص کا (بے گور و کفن) برباد ہونا زیادہ آسان ہے، انھوں نے کہا اچھا آپ جو حکم دیں غرض ان میں سے ہر شخص اٹھا اور اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھود لیا اور پھر سب کے سب موت کا انتظار کرتے پیاسے بیٹھ گئے۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا خدا کی قسم ہمارا اس طرح اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا اور ادھر ادھر دوڑ دھوپ نہ کرنا اور اپنے لیے کچھ نہ تلاش کرنا بڑی کمزوری ہے ۱۵۶

Marfat.com

کوچ کر کے کسی اور طرف چلو کہ شاید اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی بستی میں پانی ولا دے۔
آخر وہ سب کے سب وہاں سے نکلے یہاں تک کہ جب وہ اور ان کے
ساتھ قبائل قریش کے جو لوگ تھے وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور
انتظار کرنے لگے کہ اب دیکھیں انھیں کیا کرنا ہوگا تو عبد المطلب
اپنی سواری کی طرف بڑھے اور جب سوار ہو چکے اور ان کی اونٹنی
انھیں لے کر اٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ
بہ نکلا تو عبد المطلب اور ان کے ساتھیوں نے تکبیر کہی اور پھر وہ اتر پڑے
اور انھوں نے خود بھی اور ان کے سارے ساتھیوں نے بھی پانی پیا۔
اور بھر بھی لیا یہاں تک کہ اپنے پانی کے تمام برتن بھر لیے۔ اور پھر
قریش کے تمام قبائل کو بلایا اور کہا کہ لو ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی عنایت
فرما دیا۔ پیو اور بھر لو۔ تب تو وہ بھی آئے اور پانی پیا اور بھر لیا پھر
انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلاف تمہارے موافق فیصلہ
کر دیا۔ اے عبد المطلب اللہ تعالیٰ کی قسم اب ہم آپ سے زمزم کے
بارے میں کبھی نہ جھگڑیں گے۔ جس ذات نے اس بے آب و گیاہ جنگل میں
اس پانی سے سیراب کیا بے شبہ اسی نے تمہیں زمزم عنایت فرمایا ہے
پس اپنے چشمے کی طرف سیدھے لوٹ چلو۔ پھر تو وہ بھی لوٹے اور ان
کے ساتھ سب کے سب لوٹ آئے۔ اور کاہنہ کے پاس کوئی نہ گیا اور
وہ عبد المطلب اور زمزم کے درمیان حائل ہونے سے باز آ گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ روایت تھی جو مجھے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ
کے ذریعے زمزم کے بارے میں پہنچی۔ بعض لوگوں کو عبد المطلب سے اس طرح
روایت کرتے بھی میں نے سنا ہے کہ عبد المطلب کو جب زمزم کے کھودنے
کا حکم دیا گیا تو ان سے یوں کہا گیا۔

ثُمَّ ادْعُ بِالْمَاءِ الرَّوِيِّ غَيْرِ الْكَدِرِ ۔۔۔ يَسْقِي حَجِيجَ اللّٰهِ فِي كُلِّ مَدَرِ

لَيْسَ يُخَافُ مِنْهُ شَيْءٌ مَا عَمَرْ

پھر پانی کے بہت ہونے اور گدلا نہ ہونے کی دعا کر کہ وہ
اللہ تعالیٰ کے حجاج کو مناسک حج میں سیراب کرتا رہے گا اور
اس کے سبب سے عمر بھر کسی چیز کا خوف نہ رہے گا۔
جب عبدالمطلب سے مذکورۂ بالا کلام کہا گیا تو وہ قریش کی طرف
چلے اور کہا تم لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جانا چاہیئے کہ مجھے تمہارے لیے
۱۵۷ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انھوں نے دریافت کیا کیا تمھیں بتلایا گیا
ہے کہ وہ کہاں ہے عبدالمطلب نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا تو آپ اپنی اس
آرام گاہ کی جانب پھر جائیے جہاں آپ کو اس کے متعلق بتایا گیا۔ اگر جو
کچھ بتایا گیا ہے وہ صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کی اور
بھی وضاحت کیجائے گی۔ اور اگر وہ شیطان کی جانب سے ہوگا تو وہ دوبارہ
نوٹ کر نہ آئے گا۔ تو عبدالمطلب اپنی آرام گاہ کی جانب گئے اور وہیں سو گئے
پھر وہ آیا اور ان سے کہا گیا زمزم کھود اگر تو نے اس کو کھود لیا تو تو نادم نہ ہوگا۔
اور یہ تیرے جد اعلیٰ کی میراث ہے۔ وہ نہ کبھی سوکھے گا اور نہ اس کا پانی کبھی
کم ہوگا۔ وہ بڑے بڑے ایسے حجاج کو سیراب کرے گا جو لوگوں سے الگ
رہنے والے شتر مرغ کے سے ہوں گے جو تقسیم نہیں کیا جاتا۔ اس کے پاس
نذر کرنے والے، فقراء کے لیے اپنی نذریں گزرانیں گے۔ وہ (تیری) اولاد
کے لیے) میراث ہوگی جس سے (تجھے) مضبوط تعلق ہوگا۔ یہ ان دوسری
چیزوں کا سا نہیں ہے جن کو تو جانتا ہے۔ اور وہ لید اور خون کے درمیان ہے۔
ابن ہشام نے کہا یہ کلام اور اس سے پہلے کا کلام جو زمزم کے کھودنے
کے متعلق علی رضوان اللہ علیہ سے منقول ہے جس کی ابتدا "جو کبھی نہ سوکھے گا
اور اس کا پانی کم نہ ہوگا" سے آپ کے قول "چیونٹیوں کی بستی کے قریب
ہے" تک ہے۔ یہ ہمارے پاس سجع کہلاتا ہے اس کو شعر نہیں کہا جاتا۔
ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب ان سے یہ کہا گیا تو انھوں نے
کہا وہ کہاں ہے تو ان سے کہا گیا چیونٹیوں کی بستی کے پاس ہے جہاں
کوّا کل چونچ مارے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی

Marfat.com

بات حقیقت میں ہوئی تھی ۔ پھر جب عبدالمطلب صبح میں اٹھے اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا حارث بھی تھا ۔ اور اس وقت اس لڑکے کے سوا اور کوئی لڑکا نہ تھا ۔ تو چیونٹیوں کی بستی انھوں نے پائی اور اس کے پاس ہی کوّے کو چونچ مارتے دیکھا اور یہ مقام اِساف و نائلہ دونوں بتوں کے درمیان تھا جہاں قریش اپنے جانور ذبح کیا کرتے تھے تو انھیں یقین آگیا ۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے کہ جہاں کھودنے کا انھیں حکم ملا ہے وہاں کھودیں اور جب ان کا یہ اہتمام دیکھا تو قریش بھی وہاں آکھڑے ہوئے اور کہا اللہ کی قسم ہمارے ان دونوں بتوں کے درمیان جہاں ہم قربانی کیا کرتے ہیں تمھیں کھودنے نہ دیں گے ۔ تو عبدالمطلب نے اپنے لڑکے حارث سے کہا انھیں میرے پاس سے دفع کرو کہ میں کھودوں ۔ اللہ کی قسم میں تو اس حکم کی تعمیل کروں گا جو مجھے دیا گیا ہے ۔ اور جب انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ ٹلنے والے نہیں تو انھوں نے انھیں کھودنے کے لیے چھوڑ دیا اور ان سے دست کش ہو گئے انھوں نے زیادہ نہ کھودا تھا کہ اس کے اندر کی ۱۵۸
چیزیں ان پر ظاہر ہو گئیں تو انھوں نے تکبیر کہی اور سب نے جان لیا کہ انھوں نے سچ کہا تھا اور جب وہاں زیادہ کھدائی ہوئی اور اس میں انھوں نے دو سونے کے ہرن پائے ۔ اور یہ دونوں ہرن وہ تھے جن کو جرہم نے مکہ سے نکلتے وقت دفن کر دیا تھا ۔ اور انھوں نے اس میں نہایت سفید تلواریں اور زرہیں بھی پائیں تو قریش نے کہا اے عبدالمطلب ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک اور حقدار ہیں ۔ انھوں نے کہا ایسا نہیں ۔ بلکہ تم میں مجھ میں کسی منصفانہ معاملے کے لیے تیار ہو جاؤ ۔ اس پر تیر[1] ڈالیں گے ۔

[1] ۔ کعبۃ اللہ کے پاس تیروں کے ذریعے قرعہ اندازی کرنا ان کا عام دستور تھا ۔ جس کے متعلق ارشاد باری جل اسمہ ہے ۔ حرمت علیکم ..... وان تستقسموا بالازلام ۔ ازلام کے ذریعہ تقسیم کر لینا تم پر حرام کر دیا گیا ہے ۔ اور ارشاد ہے انما الخمر والمیسر والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ ۔ شراب اور جوا اور ازلام ایک قسم کی گندگی ہے اس لیے اس سے

Marfat.com

انھوں نے کہا یہ تم کس طرح کرو گے انھوں نے کہا کعبۃ اللہ کے لیے دو تیر مقرر کر دیں گا اور اپنے لیے دو تیر اور تمھارے لیے دو تیر۔ پھر جس کے دو تیر جس کسی چیز پر نکلیں وہ چیز اس کی ہو گی اور جس کے لیے دو تیر نہ نکلیں اس کو کچھ نہ ملے گا۔ انھوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کہی پھر انھوں نے دو زرد تیر کعبۃ اللہ کے لیے اور دو کالے تیر عبد المطلب کے لیے اور دو سپید تیر قریش کے لیے مقرر کیے۔ پھر انھوں نے وہ تیر والے کو دیئے جو ہبل کے پاس تیر ڈالا کرتا تھا۔ اور ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک بت تھا جو ان کے بتوں میں سب سے بڑا تھا اور ابو سفیان بن حرب نے جنگ احد کے روز اسی بت کو پکارا تھا اور کہا تھا "اُعل ھبل" یعنی اے ہبل اپنے دین کو غالب کر۔ اور عبد المطلب اللہ عزوجل سے دعا کرتے کھڑے ہو گئے اور تیر والے نے تیر ڈالے تو دونوں زرد تیر تو دونوں ہرنوں پر کعبۃ اللہ کے لیے نکلے اور عبد المطلب کے دونوں سیاہ تیر تلواروں اور زرہوں پر نکلے اور قریش کے دونوں تیر کسی چیز پر نہ نکلے عبد المطلب نے تلواروں کو تو کعبۃ اللہ میں دروازے کے طور پر لگا دیا اور دروازے میں سونے کے دونوں ہرن نصب کر دیئے ان کے دعوے کے لحاظ سے یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا۔ پھر عبد المطلب نے حجاج کو زمزم کے پانی پلانے کا انتظام کیا۔

قبائل قریش کی مکہ کی باؤلیوں کا بیان

ابن ہشام نے کہا زمزم کے کھودے جانے کے پہلے قریش نے مکہ میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بچو اگرچہ اس مقام پر قداح کا لفظ ہے۔ اور کلام مجید میں ازلام کا لفظ ہے۔ لیکن طحطاوی نے لکھا ہے "القداح ہی الازلام۔ قداح اور ازلام ایک ہی چیز ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بہت سی باؤلیاں کھودی تھیں ۔ جیسا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی روایت ہم سے بیان کی ہے ۔ انھوں نے کہا عبد شمس بن عبد مناف نے الطَّوِیّ نامی باؤلی کھودی جو مکہ کے بلند حصے میں محمد بن یوسف الثقفی کے گھر البیضاء کے پاس ہے اور ہاشم بن عبد مناف نے بَذَّر نامی باؤلی مقام المُستَنذَر کے پاس کوہ خندمہ کے نکڑ اور شعب ابی طالب کے وہاں نے پر کھودی ۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب اس نے باؤلی کھودی تو کہا تھا کہ اس باؤلی کو میں ایسی بناؤں گا کہ اس کا پانی ہر شخص کو پہنچ[1] سکے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ۔

سَقَی اللّٰہُ أَمْوَاهًا عَرَفْتُ مَكَانَهَا جُرَابًا وَمَلْكُومًا وَبَذَّرَ وَالْغَمْرَا

اللہ تعالیٰ ان باولیوں سے (یا ان باولیوں کو) سیراب کرے جن کے مقامات تم جانتے ہو جن کے نام جُرَاب مَلکُوم بَذَّر اور غَمْر ہیں ۔

اور ایک باولی سَجلَہ نامی بھی کھودی گئی جو المطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کی ہے جس کا آج بھی لوگ پانی پیتے ہیں ۔ بنی نوفل خیال کرتے ہیں کہ مطعم نے اسے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا ۔ بنی ہاشم کا خیال ہے کہ جب زمزم نکل آیا تو یہ باؤلی اسے بطور تحفہ دے دی تھی ۔ اور بنی ہاشم اس کی وجہ سے ان تمام باؤلیوں سے بے نیاز ہو گئے ۔ اور امیہ بن عبد شمس نے اپنے لیے الحضر (نامی) ایک کنواں کھود لیا تھا ۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ نے شُفَیَّہ[2] نامی باؤلی کھدوائی جو بنی اسد کی باولی کہلاتی ہے ۔ بنی عبد الدار نے اُمّ اُجرا د نامی کنواں کھدوایا ۔ بنی جمح نے السُّنبُلَہ نامی باولی کھدوائی جو خلف[3] بن وہب کی باولی کہلاتی ہے ۔ بنی سہم نے الغَمر نامی کنواں کھودا جو سہم کا کنواں مشہور ہے ۔ اور چند ایسی باولیاں بھی تھی جو مکہ کے باہر کھدی ہوئی تھیں جو مرہ بن کعب اور کلاب بن مرہ نے قریش کے پرانے بڑے بوڑھوں کے زمانے سے بھی پہلے کی ہیں جن میں رُمّ نامی ایک باؤلی ہے جو مرۃ بن کعب بن لوئی کی باؤلی کہلاتی ہے ۔

[1] (ب ج د) میں بلا غالغاس ہے جسکے معنے ترجمہ میں اختیار کیے گئے ہیں (الف) میں بلا عاعین مہملہ سے ہے جس کے کوئی مناسب مقام معنے مجھے معلوم نہیں ۔ [2] (الف) میں شفیتہ (ب ج د) میں سقیتہ ہے [3] (ب ج د) میں خلف باخاء منقوطہ ہے ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور خِمّ نامی ایک باولی بنی کلاب بن امرۃ کی طرف منسوب ہے۔ اور الحفر نامی بھی ایک باولی ہے۔ حذیفۃ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لوی کے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام ابو اُبَی جہم بن حذیفہ تھا۔

وَقَدْ مَلَأْنَا قَبْلَ ذَلِكَ حِقْبَةً وَلَا نَسْتَقِي إِلَّا الْخِمَّ وَالْحُفَرِ

ہم یا تو خِمّ نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی
باولی سے اس سے سیکڑوں سال پہلے سے ہمیں دوسری باولیوں
کی احتیاج نہیں رہی ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ اس کے مقام پر ذکر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر زمزم اپنے پہلے کے تمام کنوؤں سے بڑھ گیا 161
حجاج اسی سے پانی پینے لگے لوگ اسی کی طرف رجوع ہو گئے کہ وہ مسجد حرام میں تھا۔ اور اپنے سوا تمام پانیوں میں برتری رکھتا تھا۔ اور اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام[2] کا کنواں تھا۔ بنی عبد مناف اسی کے سبب سے قریش اور سارے عرب پر فخر کرتے تھے۔
چونکہ بنی عبد مناف ایک ہی خاندان ایک ہی گھرانے کے لوگ تھے ان میں کی کسی شاخ کی برتری ان کی دوسری شاخوں کے لیے بھی برتری تھی اور ان کی کسی شاخ کی فضیلت دوسری شاخوں کے لیے بھی وجہ فضیلت تھی۔ اس لیے مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف نے قریش پر اور سقایہ اور رفادہ کی تولیت و انتظام اور ان کے ہاتھوں زمزم کے ظہور پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَرِثْنَا الْمَجْدَ مِنْ آبَا ءِ صِدْقٍ بِنَا فَنَمَى بِنَا صُعُدَا

ہم نے اپنے بزرگوں سے بزرگی ورثے میں پائی ہے
اور ہمارے پاس آکر اس بزرگی کی بلندی اور زیادہ ہو گئی ہے۔

أَلَمْ نَسْقِ الْحَجِيجَ وَنَحْرُ الدَّلَافَةِ الرُّفُدَا

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کیا ہم حجاج کو پانی پلاتے نہیں رہے ہیں کیا ہم
موٹی تازی بہت دودھ دینے والی اونٹنیاں ذبح کرتے نہیں رہے۔

وَنُلْفِي[1] عِنْدَ تَصْرِيفِ الْمَنَايَا شُدَّدًا رُفُدَا

موت کی حکومت کے مقام پر تو ہم سخت اور دوسروں کو سہارا دینے والے پائے جائیں گے۔

فَإِنْ نَهْلِكْ فَلَمْ نُمْلَكْ وَمَنْ ذَا خَالِدٌ أَبَدَا[2]

اگر ہم ہلاک بھی ہو جائیں (تو کوئی ہرج نہیں) کیونکہ ہم (اپنی جان کے) مالک تو ہیں نہیں اور کون ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

وَزَمْزَمُ فِي أُرُومَتِنَا وَنَفْقَأُ عَيْنَ مَنْ حَسَدَا

اور زمزم (کی تولیت) ہمارے ہی بزرگوں میں (رہی ہے)
جو شخص (ہم سے) حسد کرے ہم (اس کی) آنکھ پھوڑ ڈالیں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار اس کے ایک قصیدے میں کے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ حذیفہ بن غانم جو بنی عدی بن کعب بن لوئی میں کا ایک شخص ہے کہتا ہے۔

وَسَاقِي الْحَجِيجِ ثُمَّ لِلْخَيْرِ[3] هَاشِمٌ وَعَبْدُ مَنَافٍ ذَلِكَ السَّيِّدُ الْفَهْرِي

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو (زمزم) پلانے والا

---

[1] ۔ (ب ج د) میں تکفی یعنی تو ہمیں ایسا پائے گا۔ (احمد محمودی)
[2] ۔ (الف) میں خالد خلدا ہے خلدا مفعول مطلق ہوگا اور معنی وہی ہوں گے لیکن (ب ج د) کا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)
[3] ۔ (الف ب) میں للخیر ہے تو اس کے معنی نیکی کی عظمت کرنے والا ہوں گے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور روٹی کو چورہ (کر ثرید بنا کر کھلا) نے والا ہے۔

طَوَى زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَأَصْبَحَتْ سِقَايَتُهُ فَخْرًا عَلَى كُلِّ ذِي فَخْرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے
بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل
ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار میں حذیفہ بن غانم نے عبد المطلب ابن ہاشم کی مدح کی ہے اور یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں جس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے مناسب مقام پر ذکر کریں گے۔

عبد المطلب کا اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کی نذر ماننا

ابن اسحٰق نے کہا کہ خدا جانے یہ کہاں تک صحیح ہے لیکن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ عبد المطلب بن ہاشم نے زمزم کے کھودنے کے وقت جب قریش کی جانب سے رکاوٹیں دیکھیں تو نذر مانی کہ اگر انھیں دس لڑکے ہوں گے اور وہ سن بلوغ کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک لڑکے کو کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لیے ذبح کر دیں گے۔ جب انھیں پورے دس لڑکے ہوئے اور انھیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں گے تو ان سب کو جمع کیا۔ اور اپنی نذر کی انھیں خبر دی اور انھیں اللہ تعالیٰ کی نذر کے پورے کرنے کی دعوت دی۔ انھوں نے ان کی بات مانی اور دریافت کیا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے عبد المطلب نے کہا تم میں کا ہر شخص ایک ایک تیر لے اور اس پر اپنا نام لکھ کر میرے پاس لائے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور عبد المطلب کے پاس آئے عبد المطلب

Marfat.com

انھیں لے کر کعبۃ اللہ کے اندر ہبل کے پاس آئے اور ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک باؤلی پر تھا اور یہ باولی وہ تھی جس پر کعبۃ اللہ کی نذر و نیاز میں جو جو چیزیں آتیں وہاں جمع رہتی تھیں اور ہبل کے پاس سات تیر رکھے تھے اور ہر تیر پر کچھ لکھا ہوا تھا ایک تیر پر خون بہا لکھا تھا جب کسی خون بہا کی ادائی میں کوئی ایسا اختلاف ہوتا کہ اس کی ادائی ان میں سے کس پر ہوگی تو ان ساتوں تیروں کو حرکت دیجاتی اور خون بہا کی ادائی اس میں جس کے نام پر نکلتی اس پر خون بہا کا بار ڈالا جاتا ایک تیر پر "ہاں" کسی کام کے کرنے کے لیے لکھا ہوا تھا۔ جب کسی کام کرنے کا ارادہ ہوتا تو اس تیر کو دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر حرکت دیجاتی اگر "ہاں" لکھا ہوا تیر نکلتا تو اس کے موافق عمل کرتے۔ ایک تیر پر "نہیں" لکھا تھا جب کوئی کام کرنا ۱۲۵
چاہتے تو اس کو بھی دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر جنبش دیجاتی اگر یہی تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتے

ایک تیر پر "تمھیں میں سے" لکھا تھا۔ ایک تیر پر "تم میں ملا ہوا" لکھا تھا ایک تیر پر "تم میں سے نہیں" لکھا تھا۔ ایک تیر پر پانیوں کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ جب وہ پانی کے لیے کوئی کنواں کھودنا چاہتے ان تیروں کو اور ان میں اس پانی کے متعلقہ تیر کو بھی رکھ دیتے۔ پھر جس طرح نکلتا اس کے موافق عمل کرتے۔ اور جب وہ کسی لڑکے کا ختنہ کرنا یا کوئی نکاح کرنا یا کسی میت کو دفن کرنا چاہتے یا کسی شخص کے نسب میں انھیں کچھ شک ہوتا تو اس کو اور اس کے ساتھ سو درہم اور ذبح کرنے کے کچھ جانور بھی ہبل کے پاس لے جاتے۔ اور یہ سب کچھ تیروں والے کو دیتے جو تیروں کو ہلا کر نکالا کرتا تھا۔ اور اس شخص کو بھی اس کے پاس لے جاتے جس کے متعلق وہ کوئی کام کرنا چاہتے۔ پھر کہتے اے ہمارے معبود فلاں بن فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں جو بات حق ہو وہ ہمارے لیے ظاہر کر۔ پھر تیروں والے سے کہتے کہ تیروں کو حرکت دے۔ اگر اس شخص کے لیے ان تیروں میں سے وہ تیر نکلتا جس پر "تمھیں میں سے"

Marfat.com

لکھا ہے تو وہ ان میں نہایت شریف سمجھا جاتا۔ اور اگر اس کے لیے وہ تیر نکلتا جس پر تم میں ملا ہوا" لکھا ہوتا تو اس شخص کا جو درجہ ان میں پہلے سے تھا وہ اسی مرتبے پر رہتا لیکن وہ شخص نہ کسی کے نسب میں شامل ہو سکتا تھا نہ کسی کا حلیف شمار ہوتا۔ اور اگر اس قرعہ اندازی میں اس کے علاوہ اور کوئی معاملہ ہوتا جس کو وہ کرنا چاہتے اور اس میں "ہاں" نکلتا تو ویسا ہی عمل کرتے۔ اور اگر "نہیں" نکلتا تو اس معاملے کو اس سال ملتوی کر دیتے یہاں تک کہ اس کو پھر دوبارہ لاتے اور اس وقت تک اپنے معاملات روکے رکھتے جب تک اس پر تیر نکلے عبدالمطلب نے بھی تیروں والے کے پاس آکر کہا کہ میرے ان بچوں کے یہ تیر ہلا کر نکالو۔ اور جو نذر انھوں نے مانی تھی اس کی کیفیت بھی اسے سنا دی ان میں سے ہر ایک لڑکے نے اپنا تیر اس کو دیا جس پر اس کا نام لکھا تھا۔ اور عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے والد کے تمام لڑکوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ وہ اور زبیر اور ابوطالب فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کے بطن سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عائذ بن عمران بن مخزوم۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لوگوں کے خیال کے موافق عبداللہ عبدالمطلب کے بہت چہیتے فرزند تھے۔ اور عبدالمطلب یہی دیکھ رہے تھے کہ اگر تیر ان پر سے نکل گیا تو گویا وہ خود بچ گئے۔ اور یہ بات بھی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ہونے والے) والد بھی تھے۔ جب تیر والے نے تیر لیے تاکہ انھیں حرکت دے کر نکالے تو عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے ہوئے اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اور تیروں والے نے تیر ہلائے اور عبداللہ کے نام تیر نکلا۔ پھر تو عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چھری لی۔ اور انھیں لے کر اساف و نائلہ کے پاس آئے۔ تاکہ انھیں ذبح کریں تو قریش اپنی مجلسوں سے اٹھ کر ان کے پاس آئے۔ اور کہا عبدالمطلب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ انھوں نے کہا میں اسے ذبح کر دینا چاہتا ہوں تو قریش اور

Marfat.com

ان کے دوسرے لڑکوں نے کہا خدا کی قسم اس کو ہرگز ذبح نہ کیجئے جب تک آپ مجبور نہ ہوجائیں ۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہر ایک شخص ہمیشہ اپنے بچے کو لایا کرے گا کہ اس کو ذبح کرے اس طرح انسانی نسل باقی نہ رہے گی ۔ اور مغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ نے جو ان لوگوں کی بہن کے لڑکے کا لڑکا تھا کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ کیجئے جب تک کہ آپ مجبور نہ ہوجائیں ۔ اگر ان کا عوض ہمارے مال سے ہوسکے تو ہم ان کا فدیہ اپنے مال سے دیں گے ۔ اور قریش اور ان کے دوسرے بچوں نے کہا ان کو ذبح نہ کیجئے بلکہ انھیں حجاز لے چلئے وہاں ایک عرافہ (غیب کی باتیں بتانے والی) ہے جس کا کوئی (موکل یا شیطان یا کوئی روح) تابع ہے ۔ اس سے آپ دریافت کیجئے ۔ اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو ان کے ذبح کر ڈالنے کا پورا اختیار ہوگا ۔ اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور اس لڑکے کے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی شکل ہو تو آپ اس کو قبول کرلیں تو ہم وہ سب کے سب وہاں سے چلے اور مدینہ پہنچے ۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں انھیں معلوم ہوا کہ وہ خیبر میں ہے تو پھر وہاں سے سوار ہو کر خیبر میں آئے اور اس عورت سے دریافت کیا اور عبد المطلب نے اپنے اور اپنے لڑکے کے حالات اسے سنائے اور ان کے متعلق اپنی نذر اور اپنے ارادے کا اظہار کیا ۔ اس عورت نے کہا آج تو میرے پاس سے تم لوگ واپس جاؤ یہاں تک کہ میرا تابع میرے پاس آئے اور میں اس سے دریافت کرلوں ۔ پس سب کے سب اس کے پاس سے لوٹ آئے ۔ اور عبد المطلب اس کے پاس سے اکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کھڑے رہے ۔ اور دوسرے روز سویرے سب کے سب اس کے پاس گئے ۔ اس عورت نے کہا ہاں تمھارے متعلق مجھے کچھ معلومات ہوئے ہیں ۔ تم لوگوں میں دیت کی مقدار کیا ہے سب نے کہا دس اونٹ اور واقعی یہی مقدار تھی ۔ اس عورت نے کہا تم لوگ اپنی بستیوں کی جانب لوٹ جاؤ اور تم اپنے اس آدمی کو (یعنے اپنے لڑکے کو) اور دس اونٹوں کو پاس پاس رکھو اور ان دونوں پر تیروں کے ذریعے قرعہ ڈالو اگر ۱۶۷

Marfat.com

تیر تمہارے اس لڑکے پر نکلے تو اونٹوں کو اور بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا پروردگار راضی ہو جائے (اور) اونٹوں پر تیر نکل آئے تو اس کے بجائے اونٹ ذبح کر دو۔ کہ تمہارا رب بھی تم سے راضی ہو گیا اور تمہارا یہ لڑکا بھی بچ گیا۔ (یہ سُن کر) وہ وہاں سے نکل کر مکہ پہنچے۔ اور جب سب اس رائے پر متفق ہو گئے۔ تو عبدالمطلب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور عبداللہ کو اور دس اونٹوں کو وہاں لے آئے اس حالت میں کہ عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا گیا تو عبداللہ پر نکلا۔ تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ اور عبدالمطلب کھڑے اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا گیا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد تیس ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد چالیس ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد پچاس ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد ساٹھ ہو گئی۔ اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد ستر ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد اسّی ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد نوّے ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو اب کے تیر اونٹوں پر نکلا۔ تو قریش اور جو لوگ

Marfat.com

اس وقت وہاں موجود تھے سبھوں نے کہا اے عبد المطلب اب تم اپنے رب کی رضامندی کو پہنچ گئے ۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ عبد المطلب نے کہا اللہ کی قسم ایسا نہیں یہاں تک کہ تین وقت اونٹوں ہی پر تیر نکلے ۔ پھر عبداللہ اور اونٹوں کے لیے تیر نکالے اور عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے کہ تیرا اونٹوں ہی پر نکلا ۔ پھر مکرر یہ عمل کیا اور عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو تیرا اونٹوں ہی پر نکلا پھر تیسری بار اس عمل کی تکرار کی اور عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو تیرا اونٹوں ہی پر نکلا پھر تو اونٹ ذبح کیے گئے اور اس طرح رکھ چھوڑا کہ کسی شخص کو ان کے گوشت سے نہ محروم کیا جاتا تھا اور نہ کسی کو روکا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تو یہ کہا ہے کہ نہ کسی انسان کو روکا جاتا تھا اور نہ کسی درندے کو

ابن ہشام نے کہا اس واقعے کی بہت سی روایتوں میں سے بعض روایتوں میں رجزیہ اشعار بھی ہیں جن کی روایت علماء شعر میں سے کسی سے ہم تک صحت کے ساتھ نہیں پہنچی

اس عورت کا بیان جو عبداللہ بن عبد المطلب سے نکاح کرنے کے لیے آئی

ابن اسحٰق نے کہا پھر تو عبد المطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لوٹے اور لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انھیں ساتھ لیے بنی اسد بن عبد العزیٰ ابن قصی بن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کی بہن تھی اور کعبۃ اللہ کے قریب ہی تھی اس عورت نے جب عبداللہ کے چہرے کو دیکھا ۱۶۹

توان سے کہا اے عبد اللہ کہاں جاتے ہو انھوں نے کہا اپنے والد کے ساتھ جا رہا ہوں ۔اس نے کہا تمھیں اُتنے ہی اونٹ دوں گی جتنے تمھارے فدیے میں ذبح کیے گئے ہیں تم اس وقت میرے ساتھ ہمبستر ہو جاؤ ۔ انھوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ ہوں وہ جس راستے جا رہے ہیں میں نہ اس راستے کے خلاف دوسرے راستے جا سکتا ہوں اور نہ انھیں چھوڑ سکتا ہوں ۔ عبد المطلب انھیں (ساتھ) لے کر چلے (اور) وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کے پاس انھیں لائے ۔اور وہب ان دنوں بنی زہرۃ میں عزت و نسب[1] دونوں کے لحاظ سے سردار تھے انھوں نے اپنی بیٹی آمنہ بنت وہب کو ان کے نکاح میں دے دیا جوان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب اور رتبے کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھیں ۔اور برۃ بنت عبد العزیٰ بن عثمان ابن عبد الدار بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی لڑکی تھیں ۔اور برّہ ام حبیب بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کی لڑکی تھیں ۔اور ام حبیب برہ بنت عوف بن عبد عویج[2] بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کی بیٹی تھیں لوگوں کا بیان ہے کہ جب وہب نے عبد اللہ کی زوجیت میں آمنہ کو دیدیا تو انھوں نے وہیں ان سے ہمبستری کی اور آمنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حمل میں لے لیا ۔ پھر وہاں سے نکل کر عبد اللہ اس عورت کے پاس آئے جس نے آپ کے آگے اپنی ذات کو پیش کیا تھا ۔اور اس سے کہا وہ اونٹ جو تو نے کل پیش کیے تھے (کیا) آج بھی دے گی؟ اس نے کہا آج وہ نور تمھارے پاس نہیں رہا جو کل تھا اس لیے اب مجھے تمھاری کوئی ضرورت نہیں ۔وہ اپنے بھائی وَرَقَہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور اگلی کتابوں کے

---

[1] ۔(الف) میں بجائے نسبا کے سنا ہے یعنی عمر کے لحاظ سے ۔ (احمد محمودی)

[2] ۔(الف) میں ابن عویج نہیں ہے ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

مطالعے میں مصروف رہا کرتا تھا، سنا کرتی تھی، کہ اس قوم میں ایک نبی ہونے والا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے بیان کیا کہ عبداللہ اپنی ایک بی بی کے پاس جو آمنہ بنت وہب کے علاوہ تھیں کیچڑ کا کچھ کام کرنے گئے اور آپ کو کچھ کیچڑ بھی لگی ہوئی تھی۔ انھیں اپنے پاس بلایا تو کیچڑ کے آثار دیکھ کر انھوں نے آنے میں دیر کی تو آپ ان کے پاس سے چلے اور وضو کیا اور جو کیچڑ لگی تھی وہ دھو ڈالی۔ پھر آمنہ کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے اور اس بی بی کے پاس سے گذرے۔ انھوں نے آپ کو اپنی طرف بلایا تو آپ نے ان کے پاس جانے سے انکار فرما کے آمنہ کی جانب قصد فرمایا ان کے پاس آئے اور ہمبستری کی۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل ہو گیا۔ پھر عبداللہ اس بی بی کے پاس گئے اور ان سے کہا کیا تمھیں کچھ رغبت ہے۔ انھوں نے کہا نہیں آپ جب میرے پاس سے گزرے تو آپ کے آنکھوں کے درمیان ایک چمک تھی اس لیے میں نے آپ کو بلایا تھا لیکن آپ نے میرے پاس آنے سے انکار فرمایا اور آپ آمنہ کے پاس چلے گئے اس چمک کو انھوں نے لے لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ کی نسبت وہ بی بی بیان کیا کرتی تھیں کہ عبداللہ ان کے پاس سے گزرے تو ان کی آنکھوں کے درمیان اس طرح کی سفیدی تھی جس طرح گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا اس لیے میں نے ان کو بلایا کہ وہ مجھ میں آجائے لیکن انھوں نے میرے پاس آنے سے انکار کیا۔ اور آمنہ کے پاس چلے گئے اور ان سے ہم صحبت ہوئے تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل ہو گیا۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں نسب کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر اور عزت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر تھے اپنے والد کی جانب سے بھی اور والدہ کی جانب سے بھی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ آپ پر برکات و سلام نازل فرمائے[1]
اجزائے ابن ہشام میں سے دوسرا جز ختم ہوا۔

آمنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل میں آنے کے وقت جو باتیں کہی گئیں

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے لیکن لوگ تو اپنی گفتگو میں اس بات کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب بیان کیا کرتی تھیں کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاملہ ہوئیں تو آپ کے پاس کوئی آیا اور آپ سے کہا گیا کہ تو اس امت کے سردار کی حاملہ ہے۔ جب وہ زمین پر آئے تو اس طرح کہہ "ہر ایک حاسد کی برائی سے میں اسے ذات یکتا کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کا نام محمد رکھ"۔ اور جب آپ حاملہ ہوئیں تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے اندر سے ایک نور نکلا جس کی روشنی میں مقام بصریٰ کے محل جو سرزمین شام میں ہیں آپ نے دیکھے اس کے بعد عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد زیادہ مدت نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حاملہ ہی تھیں کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت (باسعادت[2]) اور رضاعت

کہا کہ[1] ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت دوشنبے کے روز ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سنہ فیل میں ہوئی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے المطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے اپنے والد اور اپنے دادا قیس بن مخرمہ سے روایت کی کہا کہ میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سنہ فیل میں ہوئی ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے یحییٰ ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد[2] بن زرارۃ الانصاری کی روایت سے حدیث بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ حسان بن ثابت کی روایت مجھ سے میری قوم کے ان لوگوں نے بیان کی جن کا بیان مجھے مطلوب تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا خدا کی قسم میں سات یا آٹھ سال کا قریب البلوغ لڑکا تھا جو بات سنتا تھا اسے سمجھتا تھا۔ کہ اچانک میں نے ایک یہودی کو یثرب کے ایک بلند مقام پر بلند آواز سے اے گروہ یہود چیختے سنا۔ یہاں تک کہ جب ۱۷۲

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں اسعد ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں بجائے یصرخ کے یعرج ہے جو اس مقام پر بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

وہ اس کے پاس جمع ہو گئے تو انھوں نے اس سے کہا کمبخت تجھے ہوا کیا ہے۔ اس نے کہا آج رات احمدؐ کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس میں وہ پیدا ہو گیا۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ میں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت سے دریافت کیا ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت حسان بن ثابتؓ کس عمر کے تھے۔ انھوں نے کہا ساٹھ سالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تشریف آوری کے وقت ترپن سال کی تھی اس لیے حسان نے جو کچھ سنا وہ سات سال کی عمر میں سنا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب آپ پیدا ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کے دادا عبدالمطلب کو اطلاع کی گئی کہ آپ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آئیے اور اس کو دیکھئے۔ وہ آئے اور آپ کو دیکھا اور آپ کی والدہ نے جو کچھ اپنے حمل کے زمانے میں دیکھا تھا اور جو کچھ کہا گیا تھا اور جو نام رکھنے کا حکم ملا تھا سب ان سے بیان کیا لوگوں کا خیال ہے کہ عبدالمطلب نے آپ کو اٹھا لیا۔ اور آپ کو لے کر کعبۃ اللہ میں گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اس کی عطا پر اس کا شکر ادا کرتے کھڑے رہے۔ پھر آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے گئے۔ اور آپ کو آپ کی والدہ کے حوالے کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رضعاء یعنے دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں لگ گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الرضعاء کے معنی المراضع ہیں۔ دودھ پلانے والی عورتیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں "وحرمنا علیہ المراضع" ہے یعنی ہم نے اس پر دودھ پلانے والیوں (کے دودھ)

۱۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)
۲۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کو حرام کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے دودھ پلانے کے لیے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت کو جس کا نام حلیمہ بنت ابی ذویب تھا مقرر کیا۔ اور ابوذویب کا نام عبداللہ بن الحارث بن شجنۃ بن جابر بن رزام بن ناصرۃ بن قصیۃ[1] بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان تھا اور آپ کے رضاعی والدین (کی بی بی) کا دودھ آپ نے پیا صلی اللہ علیہ وسلم الحارث بن عبد العزیٰ بن رفاعۃ بن ملّان بن ناصرۃ بن قصیۃ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ ہلال بن ناصرۃ کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے رضاعی بھائی بہنوں کا نام عبداللہ بن الحارث اور انیسہ بنت الحارث اور خذامۃ بنت الحارث تھا جس کا اصلی نام الشیماء تھا لیکن خذامۃ کے نام کا غلبہ ان کے اصلی نام پر ہو گیا اور وہ اپنے خاندان میں اسی نام سے مشہور ہو گئی تھیں۔ اور یہ سب حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ بن الحارث ہی کے بچے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ ان کے پاس رہتے تو الشیماء آپ کی والدہ کے ساتھ مل کر آپ کی پرورش اور دیکھ بھال کرتیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جہم بن ابی جہم مولی الحارث بن حاطب الجمحی نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی روایت سے یا کسی اور شخص کی روایت سے جس نے ان سے بیان کیا ہے حدیث سنائی کہا کہ حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ بیان کرتی تھیں کہ وہ اپنی بستی سے اپنے شوہر اور اپنے ایک شیر خوار بچے کو لیکر بنی سعد بن بکر کی چند عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں انھوں نے کہا کہ وہ زمانہ قحط کا تھا۔ اور ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔

---

[1] (ب ج) میں قُصَیَّۃ بالفاظہ ہے۔ (احمد محمود ی)

Marfat.com

کہا کہ میں ایک بھوری یا سبزی مائل گدھی پر نکلی اور ہمارے ساتھ ایک
۱۷۱ بوڑھی اونٹنی بھی تھی جس سے خدا کی قسم ایک قطرہ دودھ بھی نہ مل سکتا تھا۔
ہمارا حال یہ تھا کہ ہمارے اس بچے کے، بھوک سے رونے کے سبب،
جو ہمارے ساتھ تھا تمام رات نہ سو سکتے تھے۔ میری چھاتی میں اتنا دودھ
نہ تھا کہ اس کو کافی ہو۔ اور نہ ہماری بوڑھی اونٹنی کے پاس کچھ تھا جو اس کے
ناشتے کے کام آئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ناشتے کے کام آئے کے بعد بعضوں نے ان الفاظ
کی بھی روایت کی ہے لیکن ہم بارش اور خوش حالی کے امیدوار تھے۔

غرض میں اپنی اس گدھی پر نکلی تو وہ تھک گئی اور قافلے سے پیچھے رہ گئی
(اور) اس کی کمزوری اور دبلاپن ان لوگوں پر بار ہو گیا یہاں تک کہ ہم دودھ
پینے والے بچوں کی تلاش کرتے مکہ آئے۔ ہم میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جس
کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نہ کیا گیا ہو لیکن جب اس سے
کہا جاتا تھا کہ آپ یتیم ہیں تو وہ آپ کو لینے سے انکار کرتی۔ اس لیے کہ ہم
لوگ بچے کے باپ کی طرف سے نیک سلوک کی امید رکھتے تھے۔ اور کہتے
تھے کہ وہ یتیم ہے تو اس کی ماں اور دادا سے حسن سلوک کی کیا امید ہے۔
اس لیے ہم آپ کے لینے کو پسند نہ کرتے تھے۔ میرے ساتھ آئی ہوئی عورتوں
میں سے بجز میرے کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے کوئی شیر خوار[1] نہ لے لیا ہو۔
پھر جب ہم چلنے کے لیے تیار ہو گئے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا بخدا میں
اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ کسی شیر خوار کو لیے بغیر میں اپنی ساتھ والیوں میں لوٹوں۔
خدا کی قسم میں تو اس یتیم کے پاس جاؤنگی اور اسے ضرور لے لوں گی۔ انھوں کہا
ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اسی
میں برکت دے دے۔ انھوں نے کہا پس میں اس کے پاس گئی اور اسے

---

[1] (الف) میں بجائے رضیعا کے ضریا لکھا ہے جو اس مقام پر بالکل مہمل سا معلوم ہوتا ہے۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

لے لیا۔ اور میرے اس فعل کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مجھے آپ کے سوا کوئی اور نہیں ملا۔ انھوں نے کہا جب میں نے آپ کو لے لیا تو آپ کو لے کر اپنی سواری کی طرف لوٹی۔ اور جب میں نے آپ کو اپنی گود میں اٹھا لیا تو آپ کے لیے میری چھاتیوں میں حسب خواہش دودھ اتر آیا۔ آپ نے پیا اور سیر ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر دونوں سو گئے حالانکہ اس سے پہلے اس کے ساتھ ہم سوتے بھی نہ تھے۔ اور میرا شوہر اپنی اس بوڑھی اونٹنی کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ دودھ سے بھری ہوئی ہے۔ تو اس نے اس سے اتنا دودھ دوھا کہ اس نے خود بھی پیا اور اس کے ساتھ میں نے بھی پیا یہاں تک کہ ہماری سیری اور سیرابی انتہا کو پہنچ گئی۔ اور آرام سے وہ رات گزاری۔ انھوں نے کہا کہ جب صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا کہ اے حلیمہ خدا کی قسم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ تم نے ایک ذات مبارک کو پایا ہے۔ انھوں نے کہا میں نے جواب دیا خدا کی قسم مجھے یہی امید تھی۔ (حلیمہ نے) کہا پھر ہم نکلے۔ اور میں اپنی گدھی پر سوار ہو گئی۔ ۷۵
اور آپ کو بھی اپنے ساتھ اس پر سوار کر لیا۔ خدا کی قسم پھر تو وہ گدھی قافلے سے آگے ہو گئی۔ قافلے والوں کے گدھوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ میری ساتھ والیاں مجھ سے کہنے لگیں۔ اے ابوذویب کی لڑکی تجھ پر افسوس ہے ہماری خاطر سے ذرا درمیانی چال چل۔ کیا یہ تیری وہ گدھی نہیں ہے جس پر تو گھر سے نکلی تھی میں ان سے کہتی کیوں نہیں یہ وہی تو ہے۔ وہ کہتیں خدا کی قسم اس کی تو حالت ہی کچھ اور ہے۔ کہا پھر ہم بنی سعد کی بستیوں میں اپنے گھر آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں کسی ایسی سرزمین کو میں نہیں جانتی جو اس سے زیادہ قحط زدہ ہو (لیکن باوجود اس کے) جب ہم آپ کو اپنے ساتھ لائے تو میری بکریاں چراگاہ سے شام میں دودھ سے خوب بھری ہوئی اور سیر واپس آئیں اور ہم دودھ دوھتے اور پیتے اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص (اپنی بکریوں کے) دودھ کا ایک قطرہ تک نہ دوھتا۔ اور نہ تھنوں میں ایک قطرہ پاتا تھا۔ ہمارے

Marfat.com

قوم کے جو لوگ ہمارے قریب ہی رہا کرتے اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے کمبختو ابو ذویب کی لڑکی کا چرواہا جہاں بکریاں چرنے چھوڑتا ہے تم بھی وہیں چھوڑو۔ لیکن پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی ہی واپس آتیں۔ ایک قطرہ دودھ نہ دیتیں اور میری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی اور سیر پوٹتیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و برکت ہی دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے دو سال گزر گئے۔ اور دودھ بڑھائی ہو گئی آپ کا نشو و نما ایسا ہوا کہ اس کو دوسرے بچوں کے نشو و نما سے کوئی مشابہت نہ تھی۔ آپ کی عمر دو سال کی بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ بڑے لوگوں کی طرح موٹے تازے ہو گئے پھر ہم آپ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے اور چونکہ ہم آپ کے برکات کو دیکھتے رہے تھے۔ اس لیے ہم آپ کو اپنے پاس ہی رکھنے کے بہت آرزو مند تھے۔ ہم نے آپ کی والدہ سے بات چیت کی۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ میرے بچے کو میرے پاس کچھ دنوں اور چھوڑ دیں کہ خوب موٹا تازہ ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی وبا سے اس کے لیے ڈر لگتا ہے۔ کہا کہ ہم یہاں تک اس بات پر اصرار کرتے رہے کہ آپ کی والدہ نے آپ کو ہمارے ساتھ لوٹا دیا۔ پھر تو ہم آپ کو لے کر لوٹے۔ خدا کی قسم آپ کو اپنے ساتھ لے کر ہمارے آنے کے چند ماہ بعد آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہماری بکریوں کے بچوں میں ہمارے گھر کے پیچھے ہی تھے کہ آپ کا بھائی ہانپتا کانپتا ہمارے پاس آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا میرا جو قرشی بھائی ہے اس کو دو شخصوں نے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں پکڑ لیا۔ اور اس کو لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ اور اس کو مار رہے ہیں (انھوں نے) کہا (یہ سنتے ہی) میں اور آپ کے والد آپ کی طرف دوڑے تو ہم نے آپ کو اس حال میں کھڑا پایا کہ آپ کے چہرے کا رنگ سیاہ تھا۔ میں نے آپ کو گلے سے لگا لیا اور آپ کے والد نے بھی آپ کو گلے سے لگایا۔ اور ہم نے آپ سے کہا میرے پیارے بیٹے تجھے کیا ہوا فرمایا میرے پاس دو شخص جو سفید کپڑے پہنے تھے آئے اور مجھے لٹا کر میرا

۱۷۶

Marfat.com

پیٹ چاک کیا۔ اور انھوں نے اس میں کوئی چیز تلاش کی میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھی (انھوں نے)۔ کہا کہ پھر ہم آپ کو لے کر اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے کہا آپ کے والد نے مجھ سے کہا اے حلیمہ مجھے خوف ہے کہ اس لڑکے پر کہیں کوئی اثر نہ ہو گیا ہو۔ اس پر اس اثر کے ظاہر ہونے سے پہلے اس کو اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ کہا پھر تو ہم نے آپ کو اٹھا لیا اور آپ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا انا تم اس کو (ابھی) کیوں لائیں حالانکہ تم تو اس کو اپنے پاس رکھنے کی بہت آرزومند تھیں میں نے کہا جی ہاں اللہ تعالیٰ نے اب اسے سن تمیز کو پہنچا دیا ہے اور مجھ پر جو فرائض تھے وہ میں نے ادا کر دئیے۔ اور مجھے اس پر حوادث کا خوف ہوا۔ اس لیے میں نے آپ کی مرضی کے موافق اسے آپ تک پہنچا دیا۔ (حضرت آمنہ نے) کہا نہیں تمھاری حالت ایسی تو نہیں ہے۔ اپنا حال مجھ سے سچ سچ کہو (حلیمہ نے) کہا کہ جب تک میں نے نہ بتایا انھوں نے مجھے نہ چھوڑا۔ ۷۷
انھوں نے پوچھا کیا تمھیں اس پر شیطانی اثر کا خوف ہوا میں نے کہا جی ہاں انھوں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا خدا کی قسم شیطان کا اس پر کچھ بس نہ چلے گا۔ میرے بچے کی عجیب شان ہے۔ کیا میں اس کے کچھ حالات بیان کروں کہا ضرور بیان فرمائیے (حضرت آمنہ نے) کہا جب مجھے اس لڑکے کا حمل ہوا تو میں نے دیکھا کہ مجھ میں سے ایک نور نکلا جس کی روشنی سے سرزمین شام کی بُصریٰ نامی بستی کے محل مجھ پر روشن ہو گئے۔ اور جب مجھے اس کا حمل ہوا تو خدا کی قسم اس سے زیادہ سبک اور اس سے زیادہ آسان حمل میں نے کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ اور جب آپ کی پیدائش ہوئی تو یہ حالت دیکھی کہ آپ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ (پھر آپ کی والدہ نے حلیمہ سے کہا) تم اپنے یہ خیالات چھوڑ دو۔ اور سیدھی اپنی راہ لو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے بعض اہل علم سے روایت بیان کی۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی کی

Marfat.com

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے آپ سے کہا اے اللہ کے رسول اپنے کچھ حالات بیان فرمائیے۔ فرمایا:

(نعم، أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَهِيمَ[1]، وَبُشْرَى أَخِي عِيسَى، وَرَأَتْ أُمِّي حِينَ حَمَلَتْ بِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا قُصُورَ الشَّامِ وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ فَبَيْنَا أَنَا مَعَ أَخٍ لِي خَلْفَ بُيُوتِنَا نَرْعَى بَهْمًا لَنَا إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ بِطَسْتٍ[3] مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ ثَلْجًا فَأَخَذَانِي فَشَقَّا بَطْنِي، وَاسْتَخْرَجَا قَلْبِي فَشَقَّاهُ، فَاسْتَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَةً سَوْدَاءَ فَطَرَحَاهَا، ثُمَّ غَسَلَا قَلْبِي وَبَطْنِي بِذَلِكَ الثَّلْجِ حَتَّى أَنْقَيَاهُ) قال: «ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: زِنْهُ بِعَشَرَةٍ مِنْ أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ، فَوَزَنْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِمِائَةٍ مِنْ أُمَّتِهِ، فَوَزَنَنِي بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِأَلْفٍ مِنْ أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ، فَوَزَنْتُهُمْ،

---

[1] (الف) میں نہیں ہے (احمد محمودی)

[2] (الف) اتانا (ب ج د) اتانی۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) بطشت (ب ج) بطست (د) بسطت۔ آخری نسخہ بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

فَقَالَ: دَعْهُ عَنْكَ، فَوَاللّٰهِ لَوْ وَزَنَتْهُ بِأُمَّتِهِ لَوَزَنَهَا»

اچھا (سنو) میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔
اور عیسٰی کی بشارت ہوں۔ اور جب میں اپنی ماں کے بطن میں
آیا تو انھوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس
سے سرزمین شام کے محل ان پر روشن ہو گئے۔ اور بنی سعد
بن بکر کے قبیلے میں۔ دودھ پی کر میں نے پرورش پائی۔ میں
اپنے گھروں کے پیچھے اپنے ایک بھائی کے ساتھ تھا اور ہم
اپنی بکریوں کے بچوں کو چرا رہے تھے کہ دو شخص سفید کپڑے
پہنے ہوئے میرے پاس برف سے بھرا ہوا ایک سونے کا
طشت لے کر آئے۔ انھوں نے مجھے پکڑا اور میرا پیٹ چاک
کیا اور میرے دل کو نکالا اور اسے بھی چاک کیا اور اس میں
سے ایک کالا گوشت کا ٹکڑا نکالا اور پھینک دیا۔ پھر انھوں
نے میرا دل اور پیٹ اس برف سے یہاں تک دھویا کہ اس
کو پاک کر دیا فرمایا پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے
کہا انھیں ان کی امت کے دس شخصوں کے مقابل تولو۔ پس
اس نے مجھے ان کے ساتھ تولا تو میں ان سے وزن میں بڑھ
گیا۔ پھر اس نے کہا ان کی امت کے سو شخصوں کے ساتھ تولو جب
اس نے مجھے ان کے ساتھ تولا تو میں ان سے بھی وزن میں بڑھ
گیا پھر اس نے کہا ان کی امت کے ہزار افراد کے ساتھ تولو۔
اس نے مجھے ہزار کے ساتھ وزن کیا تو جب بھی میں وزن میں بڑھ گیا۔
(یہ دیکھکر) اس نے کہا ان کو چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم اگر تو انھیں
ان کی (پوری) امت کے مقابل بھی تولے گا تو یہ بڑھ جائیں گے۔
ابن اسحٰق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔
مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَى الْغَنَمَ قِيلَ، وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

Marfat.com

قَالَ: وَأَنَا

کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔
کہا گیا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے بھی فرمایا (ہاں)
میں نے بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔

أَنَا أَعْرَبُكُمْ أَنَا قُرَشِيٌّ وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ

میں تم میں سب سے زیادہ خالص عرب ہوں۔
میں قرشی ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر پرورش پائی ہے۔

ابن اسحٰق[1] نے کہا بعض حدیثوں میں لوگوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ کی والدہ سعدیہ جب آپ کو لے کر مکہ آئیں اور آپ کو لیے آپ کے خاندان میں آ رہی تھیں تو آپ ان ۱۷۹
سے چھوٹ کر لوگوں (کی بھیڑ) میں گم ہو گئے۔ انھوں نے آپ کو (بہت) ڈھونڈا لیکن (کہیں) نہ پایا۔ تو عبدالمطلب کے پاس آئیں اور ان سے کہا میں آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر آئی۔ اور جب میں مکہ کے بلند حصے میں تھی تو مجھ سے الگ ہو کر (وہیں) کھو گیا۔ خدا کی قسم مجھے خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ تو عبدالمطلب آپ کے لوٹ آنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں کا

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

خیال ہے کہ وَرَقَہ بن نوفل بن اسد اور ایک دوسرے شخص کو آپ مل گئے۔ اور (وہ دونوں) آپ کو لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور ان سے کہا یہ آپ کا بچہ مکہ کے بلند حصے میں ہمیں ملا۔ تو عبدالمطلب نے آپ کو لے کر اپنی گردن پر بٹھا لیا۔ آپ کو لے کعبۃ اللہ کے گرد گھومتے جاتے اور آپ کے لیے دعا کرتے اور پناہ مانگتے جاتے تھے۔ پھر آپ کو آپ کی والدہ آمنہ کے پاس بجھوا دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کی والدہ سعدیہ کو آپ کی والدہ (آمنہ) کے پاس آپ کو واپس پہنچا دینے کے محرکات میں سے علاوہ ان کے جو انھوں (سعدیہ) نے آپ کی کی والدہ (آمنہ) سے بیان کیا جس کا ذکر میں نے آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کر دیا ہے۔ یہ بھی ایک محرک تھا کہ حبشہ کے چند نصرانیوں نے آپ کو ان کے ساتھ اس وقت دیکھا جب آپ کی دودھ بڑھائی کے بعد آپ کو لے کر وہ لوٹیں، تو انھوں نے آپ کو غور سے دیکھا اور خوب جانچا اور آپ کے متعلق بی بی حلیمہ سے سوالات کئے پھر ان سے کہا کہ ہم اس لڑکے کو لے لیں گے اور اسے ہم اپنے ملک اور شہر کو لے جائیں گے۔ کیونکہ یہ ایسا لڑکا ہے جس کی بڑی شان ہوگی۔ ہم اس کے حالات خوب جانتے ہیں۔

جس نے یہ روایت مجھ سے بیان کی اس کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ حلیمہ کا آپ کو لے کر ان سے الگ ہونا مشکل ہو گیا تھا۔

حضرت آمنہ کی وفات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ رہنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ آمنہ

Marfat.com

بنت وہب اور اپنے دادا عبد المطلب بن ہاشم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں تھے ۔ اللہ تعالیٰ جس عظمت و بزرگی تک آپ کو پہنچانا چاہتا تھا اس کے لیے آپ کی بہترین پرورش فرما رہا تھا۔ جب آپ کی عمر (شریف) چھے سال کو پہنچی تو آپ کی والدہ آمنہ بنت وہب انتقال فرما گئیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھے سال کے تھے کہ آپ کی والدہ آمنہ جب آپ کو لے کر بنی عدی بن النجار کے قبیلے میں آئیں کہ آپ کی ملاقات آپ کے ماموں سے کرائیں تو وہاں سے مکہ کی جانب واپسی میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبد المطلب بن ہاشم کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو ۱۸۰
نجاریہ تھیں

ابن اسحٰق نے بنی نجار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہونے کا جو رشتہ[1] بتایا ہے وہ یہی ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبد المطلب بن ہاشم کے ساتھ رہا کرتے تھے ۔ عبد المطلب کے لیے کعبۃ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا تھا اور ان کے لڑکے ان کے اس فرش کے اطراف بیٹھے رہتے یہاں تک وہ خود اس کی طرف آتے ان کے لڑکوں میں سے کوئی بھی ان کی عظمت کے خیال سے اس پر نہ بیٹھتا تھا ۔ (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں کہ سن شعور کو پہنچ چکے تھے (آپ جب) تشریف لاتے اس فرش پر بیٹھ جاتے آپ کو وہاں سے ہٹا دینے کے لیے آپ کے چچا آپ

[1] ۔ یعنی بنی نجار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا ننہیال تھا۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

کو پکڑ لیتے تو عبدالمطلب کہتے میرے بچے کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم اس کی تو بہت بڑی شان ہے اور آپ کو اپنے ساتھ اس فرش پر بٹھا لیتے اور آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اور آپ کو جو کام بھی کرتے دیکھتے انھیں خوشی ہوتی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں سال میں قدم رکھا تو عبدالمطلب بن ہاشم رحلت کر گئے۔ اور یہ واقعہ واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد ہوا۔

عبدالمطلب کی وفات اور آپ کے مرثیے کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اپنے بعض گھر والوں سے روایت کی کہ جب عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ سال کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ جب عبدالمطلب کی رحلت کا وقت آیا اور انھیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انھوں نے اپنی لڑکیوں کو جو چھ تھیں جمع کیا جن کے نام صفیہ[1] برہ[2] عاتکہ[3] ام الحکیم البیضاء[4] امیمہ[5] اور اروی[6] تھے۔ اور ان سے کہا تم سب مجھ پر گریہ وزاری کرو تاکہ میں اپنے مرنے سے پہلے سن لوں کہ تم کیسے بین کرو گی (اور) کیا کہو گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا جو ان اشعار کو جانتا ہو لیکن ان کی روایت محمد بن سعید بن المسیب نے کی ہے جس طرح ہم نے لکھ دیا۔

صفیہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔ ۱۸۱

أَرِقْتُ لِصَوْتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ ۔۔۔ عَلَى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيدِ

رات میں ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند

Marfat.com

اچٹ گئی جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی۔

فَفَاضَتْ عِنْدَ ذٰلِكُمْ دُمُوعِي عَلَى خَدِّي لِمُنْجِدِ الْفَرِيدِ

اسی وقت میرے آنسو میرے رخسار پر ڈھلکنے والے
موتیوں کی طرح بہنے لگے

عَلَى رَجُلٍ كَرِيمٍ غَيْرِ وَغْلٍ لَهُ الْفَضْلُ الْمُبِينُ عَلَى الْعَبِيدِ

اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا
جھوٹا دعویدار نہ تھا جس کو بندگان خدا پر نمایاں فضیلت
حاصل تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِي الْمَعَالِي أَبِيكِ الْخَيْرِ وَارِثِ كُلِّ جُودِ

شیبہ پر جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا۔ اپنے
اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت والا تھا۔

صَدُوقٍ فِي الْمَوَاطِنِ غَيْرِ نِكْسٍ وَلَا شَخْتِ الْمَقَامِ وَلَا سَنِيدِ

اس پر جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا اپنے ہمسروں
سے کسی بات میں پیچھے نہ رہنے والا نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے
نسب میں مل جانے والا تھا۔

طَوِيلِ الْبَاعِ أَرْوَعَ شَيْظَمِيٍّ مُطَاعٍ فِي عَشِيرَتِهِ حَمِيدِ

اس پر جو بہت ہی کشادہ دست عجیب حسن و
شجاعت والا بھاری بھرکم گھرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔

رَفِيعِ الْبَيْتِ أَبْلَجَ ذِي فُضُولٍ وَغَيْثِ النَّاسِ فِي الزَّمَنِ الْحَرُودِ[1]

[1] (الف) الحرود بالجیم معنی اسی کے قریب ہیں (احمد محمودی)

Marfat.com

اس پر، جو عالی خاندان، روشن چہرہ اقسام کے فضائل والا
اور قحط سالی میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔

كَرِيمِ الْجَدِّ لَيْسَ بِذِي وُصُرْمٍ يَرُوقُ عَلَى الْمُسَوَّدِ وَالْمُسَوَّدِ

اس پر، جو اعلیٰ شان والا۔ ننگ و عار سے بری۔ سرداروں
اور خادموں پر فضل و انعام کرنے والا تھا۔

عَظِيمِ الْحِلْمِ مِنْ نَفَرٍ كِرَامٍ حَضَارِمَةٍ[1] مَلَاوِثَةِ الْأُسُودِ

اس پر، جو بڑے حلم والا اعلیٰ شان والوں میں کا ایک
فرد دوسروں کے بار اٹھانے والا سردار شیروں کے لیے
پشت پناہ تھا۔

فَلَوْ خَلَدَ امْرُؤٌ لِقَدِيمِ مَجْدٍ وَلَكِنْ لَا سَبِيلَ إِلَى الْخُلُودِ ۸۲

اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت و شان کے سبب
ہمیشہ رہ سکتا۔

لَكَانَ مُخَلَّدًا أُخْرَى اللَّيَالِي لِفَضْلِ الْمَجْدِ وَالْحَسَبِ التَّلِيدِ

تو ضرور وہ اپنی فضیلت و شان اور دیرینہ
خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا۔ لیکن
بقا کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔ اور برہ بنت عبدالمطلب
نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

أَعَيْنَيَّ جُودَا بِدَمْعٍ دِرَرٍ عَلَى طَيِّبِ الْخِيمِ وَالْمُعْتَصَرِ

---

[1] (الف) حضارمۃ بحاء حطی دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اے میری آنکھو نیک سیرت اور سخی پر موتیوں کے سے
آنسوؤں سے سخاوت کرو۔

عَلَیٰ مَاجِدِ الْجَدِّ وَارِی الزِّنَادِ جَمِیلِ الْمُحَیَّا عَظِیمِ الْخَطَرْ

اعلیٰ شان والے پر لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے
پر حسین چہرے اور بڑے رتبے والے پر۔

عَلَیٰ شَیْبَةِ الْحَمْدِ ذِی الْمَکْرُمَاتِ وَذِی الْمَجْدِ وَالْعِزِّ وَالْمُفْتَخَرْ

بزرگیوں والے شیبۃ الحمد پر عزت وشان والے
اور افتخار والے پر۔

وَذِی الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ فِی النَّائِبَاتِ کَثِیرِ الْمَکَارِمِ جَمِّ الْفُجَرْ

آفات میں فضل وعطا وحلم کرنے والے پر بہت
خوبیوں والے بڑے سخی مالدار پر۔

لَهُ فَضْلُ مَجْدٍ عَلَیٰ قَوْمِهِ مُنِیرٌ یَلُوحُ کَضَوْءِ الْقَمَرْ

اپنی قوم پر اسے بڑی فضیلت حاصل تھی وہ ایسا
نور والا تھا کہ چاند کی روشنی کی طرح چمکتا رہتا تھا۔

أَتَتْهُ الْمَنَایَا فَلَمْ تُشْوِهِ بِصَرْفِ اللَّیَالِی وَرَیْبِ الْقَدَرْ

زمانہ کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو لیے ہوئے
موتیں اس کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں (بلکہ) کاری وار کیا۔

اور عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

أَعَیْنَیَّ جُودَا وَلَا تَبْخَلَا بِدَمْعِکُمَا بَعْدَ نَوْمِ النِّیَامْ

Marfat.com

اے میری آنکھو سونے والوں کے سو جانے کے بعد
اپنے آنسو کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔

أَعَيْنَيَّ وَاسْتَحْفِرَا وَاسْكُبَا وَشُوبَا بُكَاءً كَالْبِدَامِ[1]

اے میری آنکھو خوب تیز جھڑی لگا دو اور یہ پڑ کر اور
اپنے رونے کے ساتھ رخساروں پر طمانچے بھی مارو

أَعَيْنَيَّ وَاسْتَخْرِطَا وَاسْبِحَا عَلَى رَجُلٍ غَيْرِ نَكْسٍ كَهَامْ ۱۲

اے میری آنکھو خوب جم کر رو لو اور ایسے شخص پر
آنسو بہاؤ جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

عَلَى الْحَفَلِ الْغَمْرِ فِي النَّائِبَاتِ كَرِيمِ الْمَسَاعِي وَفِيِّ الذِّمَامْ

بزرگ سردار پر آفات میں اپنے احسانات میں
ڈبو لینے والے پر بزرگانہ کوششوں والے پر ذمہ داری
کو پورا کرنے والے پر۔

عَلَى شَيْبَةِ الْحَمْدِ وَارِي الزِّنَادِ وَذِي مَصْدَقٍ بَعْدَ ثَبْتِ الْمَقَامْ[2]

مہمان نواز شیبۃ الحمد پر اور (اپنے) مقام پر جمے رہ کر
سخت حملہ کرنے والے پر۔

وَسَيْفٍ لَدَى الْحَرْبِ صَمْصَامَةٍ وَمُرْدِي الْمُخَاصِمِ عِنْدَ الْخِصَامْ

---

[1] (الف) الثدام ثاء مثلثہ سے یعنی ایک نقطہ زیادہ ہو گیا ہے جو غالباً کاتب کی غلطی ہے جس کے کوئی مناسب معنی اس مقام پر نہیں سمجھ میں آتے۔

[2] یہ شعر (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اس پر جو جنگ کے وقت خم نہ ہونے والی تلوار اور
جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔

وَسَهْلِ الْخَلِيقَةِ طَلْقِ الْيَدَيْنِ وَفِي عُدَّ مُلِيٍّ صَمِيمٍ لُهَامُ

نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار
سخت پختہ ارادے والے کثیر الخیر شخص پر۔

تَبَنَّكَ فِي بَاذِخٍ بَيْتُهُ رَفِيعِ الذُّؤَابَةِ صَعْبِ الْمَرَامْ[1]

اس پر جس کے گھر کی اساس علو شان پر مستحکم تھی
بلند طرے والے اعلیٰ مقاصد والے پر۔
اور ام حکیم البیضا نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

أَلَا يَا عَيْنِ جُودِي وَاسْتَهِلِّي وَبَكِّي ذَا النَّدَى وَالْمَكْرُمَاتِ

ہاں اے آنکھ سخاوت اور آہ و فغاں کر۔ اور
بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو۔

أَلَا يَا عَيْنُ وَيْحَكِ، أَسْعِفِينِي[2] بِدَمْعٍ مِنْ دُمُوعٍ هَاطِلَاتِ

ہاں اے کمبخت آنکھ لگاتار برسنے والے آنسوؤں
سے میری امداد کر۔

وَبَكِّي خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا أَبَاكِ الْخَيْرَ تَيَّارَ الْفُرَاتِ

سواریوں پر سوار ہونے والوں میں جو سب سے

---

[1] (الف) میں "الذؤابة" ذال معجمہ سے لکھا ہے، جس کے کوئی مناسب معنی نہیں۔ (احمد محمودی)
[2] (الف) میں اسعدینی ہے معنی دونوں کے ایک ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اچھا تھا اس پر آہ و فغاں کر۔ اپنے اچھے باپ پر جو مٹھے
پانی کا موج زن دریا تھا۔

طَوِيلَ الْبَاعِ شَيْبَةَ ذَا الْمَعَالِي كَرِيمَ الْخِيمِ مَحْمُودَ الْهِبَاتِ ۱۸۴

شیبہ پر جو بڑا سخی اور بلند رتبوں والا نیک سیرت
سخاوت میں قابل مدح و ستائش تھا۔

وَصُولاً لِلْقَرَابَةِ هِبْرِزِيًّا وَغَيْثًا فِي السِّنِينَ الْمُمْحِلَاتِ

صلہ رحمی کرنے والے پر اس پر جس کے چہرے سے
شرافت و جمال ظاہر ہوتا تھا۔ جو قحط سالیوں میں برستا ہوا
بادل تھا۔

وَلَيْثًا حِينَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِي تَرُوقُ لَهُ عُيُونُ النَّاظِرَاتِ

جو نیزوں کے ایک دوسرے سے ملکر جھاڑی کی طرح
بن جانے کے وقت کا شیر تھا۔ جس کے لیے دیکھنے والوں کی
آنکھیں بہ پڑتی ہیں۔

عَقِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَالْمُرَجَّى إِذَا مَا الدَّهْرُ أَقْبَلَ بِالْهَنَاتِ

جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں
سر پر پڑنے کے وقت امیدوں کا آسرا تھا۔

وَمَفْزَعُهَا إِذَا مَا هَاجَ هَيْجٌ بَدَاهِيَةٍ وَخَصْمُ الْمُعْضِلَاتِ

جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کے خوف کو
دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ
کرنے والا تھا۔

Marfat.com

فَبَكَيْهِ وَلَا تَسْمَى بِحُزْنٍ وَبَكِّ مَا بَقِيَتِ الْبَاكِيَاتُ

پس ایسے شخص پر آہ وفغاں کر اور غم کرنے میں سستی
نہ کر اور دوسری رونے والیوں کو اس وقت تک رلاتی رہ
جب تک تو باقی رہے۔

اور رایمہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا

أَلَا هَلَكَ الرَّاعِي الْعَشِيرَةَ ذُو الْفَقْدِ وَسَاقِ الْحَجِيجِ وَالْمُحَامِي عَنِ الْمَجْدِ[2]

سُن لو کہ خاندان کا محافظ خاندان والوں کو
ڈھونڈ نکالنے والا حاجیوں کا ساقی عزت وشان کی حمایت
کرنے والا چل بسا

وَمَنْ يُؤْلِفُ الضَّيْفَ الْغَرِيبَ بِيُوتُنَا وَإِذَا سَمَاءُ النَّاسِ تَبْخَلُ بِالرَّعْدِ

جس کا گھر مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا
جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔

۱۸ كَسَبْتَ وَلِيدًا خَيْرَ مَا يَكْسِبُ الْفَتَى وَلَمْ تَتَفَكَّكْ تَزْدَادُ يَا شَيْبَةَ الْحَمْدِ

جو خوبیاں ایک جوانمرد حاصل کیا کرتا ہے اے
شیبۃ الحمد تو نے ان خوبیوں میں کی بہترین صفتیں اپنی کم سنی ہی

---

[1] (الف) ابکی معنی دونوں کے ایک ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں عن کے بجائے من ہے، حامانکہ حمی کا صلہ عن سے آتا ہے تو اس کے معنی مدافعت کرنے اور حفاظت کرنے کے ہوتے ہیں اور من سے آتا ہے تو اس کے معنی نفرت کرنے کے ہوتے ہیں اس لیے محامی من المجد کے معنی عزت سے نفرت کرنے کے ہو [redacted] (الف) کا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

میں حاصل کر لیں اور پھر ان میں تو ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

أَبُو الْحَارِثِ الْفَيَّاضُ خَلَّى مَكَانَهُ، فَلَا تُبْعَدَنْ[1] وَكُلُّ حَيٍّ إِلَى بُعْدِ

ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی پس تو (اسے اپنے دل سے) دور نہ کر کہ ہر زندہ (کسی نہ کسی روز) دور ہونے والا ہے۔

فَإِنِّي لِبَاكٍ[2] مَا بَقِيتُ، وَمُوجَعٌ، وَكَانَ لَهُ أَهْلًا لِمَا كَانَ مِنْ وَجْدِي

میں تو جب تک رہوں گا آبدیدہ اور غمگین ہی رہوں گا۔ اور میری محبت کے لحاظ سے وہ اسی کا سزاوار تھا۔

سَقَاكَ وَلِيُّ النَّاسِ فِي الْقَبْرِ مُطْرِفًا، فَسَوْفَ أُبَكِّيهِ وَإِنْ كَانَ فِي اللَّحْدِ

قبر میں بھی تمام لوگوں کی سرپرستی کرنے والا (خدا) تجھ کو (اپنی رحمت کی) بارش سے سیراب رکھے۔ میں تو اس پر روتا ہی رہوں گا۔ اگرچہ وہ قبر ہی میں رہے۔

فَقَدْ كَانَ زَيْنًا لِلْعَشِيرَةِ كُلِّهَا، وَكَانَ حَمِيدًا حَيْثُمَا كَانَ مِنْ حَمْدِ

وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا۔ اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو وہ اس تعریف کا سزاوار تھا۔

---

[1] (الف) میں یبعدن یائے تحتانیہ سے ہے معنی "وہ دور نہ ہو جائے" ہوں گے (احمد محمودی)

[2] اگرچہ کہ بیان تو یہ کیا گیا ہے کہ یہ اشعار عبد المطلب کی بیٹی کے ہیں لیکن باک اور موجع مذکر کے صیغے ہیں اس لیے ہم نے بھی مذکر ہی کے صیغوں سے ترجمہ کیا ہے فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور اروی بنت عبد المطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

بَكَتْ عَيْنِي وَحُقَّ لَهَا الْبُكَاءُ عَلَى سَمْحٍ سَجِيَّتُهُ الْحَيَاءُ

میری آنکھ ایک سرتا پا سخاوت اور حیا شعار پر
روتی ہے اور اس آنکھ کے لیے رونا ہی سزاوار ہے۔

عَلَى سَهْلِ الْخَلِيقَةِ أَبْطَحِيٍّ كَرِيمِ الْخِيمِ نِيَّتُهُ الْعَلَاءُ

نرم خو بطاح کے رہنے والے بزرگانہ سیرت والے
پر جس کی نیت عروج حاصل کرنے کی تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِي الْمَعَالِي أَبِيكَ الْخَيْرِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

بلند رتبوں والے فیاض شیبہ پر جو تیرا بہترین باپ
تھا جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

طَوِيلِ الْبَاعِ أَمْلَسَ شَيْظَمِيٍّ أَغَرَّ كَأَنَّ غُرَّتَهُ ضِيَاءُ

کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھرکم سفید
پیشانی والے پر جس کی سفیدی ایسی تھی گویا ایک روشنی ہے۔

أَقَبَّ الْكَشْحِ أَرْوَعَ ذِي فُضُولٍ لَهُ الْمَجْدُ الْمُقَدَّمُ وَالثَّنَاءُ

پتلی کمر والے عجیب حسن و شجاعت والے بہت سی
فضیلتوں والے پر جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح و
ثنا کا مالک ہے۔

أَبِيِّ الضَّيْمِ أَبْلَجَ هِبْرِزِيٍّ قَدِيمِ الْمَجْدِ لَيْسَ بِهِ خِفَاءُ

ظلم کی برداشت نہ کرنے والے روشن چہرے والے پر

جس کے چہرے سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا۔
جس کی بزرگی اور شرف قدیم ہے۔ جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔

وَمَعْقِلِ مَالِكٍ وَرَبِيْعِ فِهْرٍ وَفَاصِلُهَا إِذَا الْتَمَسَ الْقَضَاءَ

جو بنی مالک کے لیے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لیے
بہار کی بارش اور جب جھگڑوں کے فیصلے کے لیے تلاش ہوتی
تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

وَكَانَ هُوَ الْفَتَى كَرَمًا وَجُوْدًا وَبَأْسًا حِيْنَ تَشْتَكِبُ الدِّمَاءُ

جود وسخا میں وہ ایک جوانمرد تھا اور دبدبے میں
بھی وہی یکتا تھا جبکہ خون بہتے تھے۔

إِذَا هَابَ الْكُمَاةُ الْمَوْتَ حَتَّى كَأَنَّ قُلُوْبَ أَكْثَرِهِمْ هَوَاءُ

اور جب کہ زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک
ڈرتے کہ ان میں کے اکثروں کے دلوں کا یہ حال ہوتا کہ
گویا وہ ہوا ہیں۔

مَضَى قُدُمًا بِذِيْ رُبَدٍ خَشِيْبٍ عَلَيْهِ حِيْنَ تُبْصِرُهُ الْبَهَاءُ

قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے
جوہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار) کے ساتھ دیکھتا تو اس
پر رونق نظر آتی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ محمد بن سعید بن مسیب نے دعوے سے بیان کیا ہے کہ جب زبان بند ہوگئی تو عبد المطلب نے اپنے سر سے

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اشارہ کر کے کہا کہ ہاں مجھ پر ایسے ہی بین کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مسیب، حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن
۱۸۷ عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حذیفہ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لوئی والا عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف پر رقا اور اس کی فضیلت اور قریش پر قصی کی۔ اور پھر اس کے لڑکوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اور یہ مدح و ستایش اس نے اِس لیے کی کہ وہ چار ہزار درم کے بدلے پکڑ لیا گیا اور مکہ میں روک لیا گیا تھا تو اس کے پاس سے ابولہب عبد العزیٰ بن عبد المطلب گزرا اور اس نے اس کی ادائی کی

وہ شعر یہ ہیں۔

أَعَيْنَيَّ جُودَا بِالدُّمُوعِ عَلَى الصَّدْرِ وَلَا تَسْأَمَا مَا أَسْقَيْتُمَا سَبَلَ الْقَطْرِ

اے میری آنکھو آنسوؤں سے میرے سینے پر سخاوت کرو اور سستی نہ کرو خدا تمھیں بارش کے ان قطروں سے سیراب کرے جو زمین پر نہ گرے ہوں۔

وَجُودَا بِدَمْعٍ وَاسْفَحَا كُلَّ شَارِقٍ بُكَاءَ امْرِئٍ لَمْ يَثْنِهِ نَائِبُ الدَّهْرِ

آنسوؤں سے سخاوت کرو اور ہر صبح ایسے شخص کی سی فریاد کرو جس کو زمانے نے کاری ضرب لگا کر ختم نہ کیا ہو۔

وَسُحَّا وَجُمَّا وَاسْجُمَا مَا بَقِيتُمَا عَلَى ذِي حَيَاءٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَذِي سِتْرِ

اے آنکھو قریش میں کے شرم و حجاب والے پر آنسو بہاؤ اور جب تک تم رہو اپنے پیمانے بھر بھر کر اوندیلتے رہو۔

عَلَى رَجُلٍ جَلْدِ الْقُوَى ذِي حَفِيظَةٍ جَمِيلِ الْمُحَيَّا غَيْرِ نَكْسٍ وَلَا هُذُرِ

ایسے شخص پر جو مضبوط قوی والا اور لوگوں کا ہر قسم کا حساب رکھنے والا خوبصورت ہے۔ ناقص و ناکارہ نہیں ہے۔

عَلَى الْمَاجِدِ الْبَهْلُولِ ذِي الْبَاعِ وَالنَّدَى رَبِيعِ لُؤَيٍّ فِي الْمَحُولِ وَفِي الْعُسْرِ

لہ۔ یہ شعر (الف) میں ہے اور (ب) کے حاشیہ پر بھی ہے (ج د) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

لہ۔ (الف) میں الندی ہے یعنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ایسے شخص پر جو عظمت اور شان والا ہے ہر قسم کی بھلائیوں
کا جامع ہے۔ کشادہ دست اور انعام و اکرام والا ہے۔
تنگدستی اور قحط کے زمانوں میں بنی لؤی کے لیے ابر بہار ہے۔

عَلَى خَيْرِ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَنَاعِلٍ كَرِيمِ الْمَسَاعِي طَيِّبِ الْخِيمِ وَالنَّجْرِ

ایسے شخص پر جو بنی معد کے ننگے پاؤں چلنے والے
اور جوتا پہن کر چلنے والے دونوں میں کا بہترین ہے شریفانہ
کوششوں والا نیک سیرت نیک فطرت ہے۔

وَخَيْرِهِمِ أَصْلًا وَفَرْعًا وَمَعْدِنًا وَأَحْظَاهُمُ بِالْمَكْرُمَاتِ وَبِالذِّكْرِ

اصل و فرع اور معدن کے لحاظ سے ان میں سب
سے بہتر ہے بزرگیوں اور شہرت کے لحاظ سے بھی ان سب
میں اسی کا بڑا حصہ ہے۔

وَأَوْلَاهُمُ بِالْمَجْدِ وَالْحِلْمِ وَالنُّهَى وَبِالْفَضْلِ عِنْدَ الْمُحْفِظَاتِ مِنَ الْغِيَرِ ۱۸۸!

عظمت و شان اور حلم و عقل کے لحاظ سے بھی ان سب
سے بڑھ کر ہے۔ اور کینہ جو مصیبتوں میں فضل و کرم کے
لحاظ سے بھی وہی سب میں بلند ہے۔

عَلَى شَيْبَةِ الْحَمْدِ الَّذِي كَانَ وَجْهُهُ يُضِيءُ سَوَادَ اللَّيْلِ كَالْقَمَرِ الْبَدْرِ

شیبۃ الحمد پر جس کا چہرہ رات کی تاریکی کو چودھویں رات
کے چاند کی طرح جگمگا دیتا ہے۔

وَسَاقِي الْحَجِيجِ ثُمَّ لِلْخَيْرِ هَاشِمٌ[1] وَعَبْدِ مَنَافٍ ذَاكَ السَّيِّدُ الْفَهْرِي

[1] ۔(الف ب) للخیر یعنی نیکی کی عظمت کرنے والا۔ (احمد محمود)

Marfat.com

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو زمزم پلانے والا
اور روٹی کو چورکر (ثرید بنا کر کھلا) نے والا ہے

طَوَى زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَأَضْبَحَتْ سِقَايَتُهُ فَخْرًا عَلَى كُلِّ ذِي فَخْرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے
بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے
قابل ہو گیا۔

لِيَبْكِ عَلَيْهِ كُلُّ عَانٍ بِكُرْبَةٍ وَآلُ قُصَيٍّ مِنْ مُقِلٍّ وَذِي وَفْرِ

ہر ایک آفت میں پھنسے ہوئے کو چاہئے کہ اس پر
روئے اور بنی قصی کے تو محتاجوں اور مالداروں سب کو اس پر
رونا چاہئے۔

بَنُوهُ سَرَاةٌ كَهْلُهُمْ وَشَبَابُهُمْ تَفَلَّقَ عَنْهُمْ بَيْضَةُ الطَّائِرِ الصَّقْرِ

اس کے لڑکے خواہ وہ نوعمر ہوں یا عمر رسیدہ سب کے
سب جوانمرد ہیں گویا شہباز کا انڈا پھٹ کر وہ سب کے سب
نکل آئے ہیں۔

قُصَيٌّ الَّذِي عَادَى كِنَانَةَ كُلَّهَا وَرَابَطَ بَيْتَ اللّٰهِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ

قصی وہ شخص ہے جس نے تمام بنی کنانہ سے
دشمنی کرلی اور تنگدستی اور خوشحالی میں بیت اللہ سے دائمی
تعلق رکھا۔

فَإِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنَايَا وَصَرْفُهَا فَقَدْ عَاشَ مَيْمُونَ النَّقِيبَةِ وَالْأَمْرِ

اگر موتوں کی گردش نے اس کو مار ڈالا (تو کوئی حرج نہیں)

Marfat.com

کیونکہ اس نے اطمینان نفس کے ساتھ کامیاب زندگی گزاری ہے۔

وَأَبْقَى رِجَالاً سَادَةً غَيْرَ عُزَّلٍ[1] مَصَالِيتَ أَمْثَالَ الرُّدَيْنِيَّةِ[2] السُّمُرِ

اور ایسے جوانمردوں سرداروں کو باقی چھوڑ گیا ہے
جو کمزور یا نہتے نہیں (بلکہ ہر معاملے میں) گندمی رنگ کے ردینی
نیزوں کی طرح گھس پڑنے والے ہیں۔

أَبُو عُتْبَةَ الْمُلْقِي إِلَيَّ حِبَاءَهُ أَغَرُّ هِجَانُ اللَّوْنِ مِنْ نَفَرٍ غُرِّ ۸۹

ابوعتبہ جس سے مجھے فیض پہنچا ہے نورانی پیشانی والا
سرخ وسفید رنگ والا نیک لوگوں میں سے ہے۔

وَحَمْزَةُ مِثْلُ الْبَدْرِ يَهْتَزُّ لِلنَّدَى نَقِيُّ الثِّيَابِ وَالذِّمَامِ مِنَ الْغَدْرِ

اور حمزہ بدر کی طرح روشن جبیں ہے، اور سخاوت
کرکے سرور میں جھومنے لگتا ہے اور اس کا لباس اور اس کی
ذمہ داریاں بے وفائی کے دھبوں سے پاک صاف ہیں۔

وَعَبْدُ مَنَافٍ سَامِجٌ ذُو حَفِيظَةٍ وَصُولٌ لِذِي الْقُرْبَى رَحِيمٌ بِذِي الصِّهْرِ

اور عبد مناف بزرگیوں والا اور لوگوں کے اعمال
کا نگران ہے۔ نسبی رشتہ کو مضبوط کرنے والا اور سسرالی
کے تعلقات میں مہربانی سے پیش آنے والا ہے۔

---

[1] ۔ (الف) غزل با غین معجمہ ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ ردینیہ ایک عورت کا نام تھا، جو خطۂ ہجر (واقع البحرین) میں رہتی تھی اور وہ خود اور اس کا شوہر نیزوں کی اصلاح کیا کرتے تھے۔ اس لیے نیزے اس کی جانب منسوب ہوا کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

كُهُولُهُم خَيْرُ الْكُهُولِ وَنَسْلُهُم كَنَسْلِ الْمُلُوكِ لَا تَبُورُ وَلَا تَعْرِي

ان کے بڑے بوڑھے تمام بڑے بوڑھوں میں بہترین
اور ان کی اولاد بادشاہوں کی اولاد کی طرح نہ ہلاک ہوتی ہے
نہ گھٹتی ہے۔

مَتَى مَا تُلَاقِي مِنْهُمُ الدَّهْرَ نَاشِئًا تَجِدْهُ بِأَجْرَى أَوَّلَيْهِ يَجْرِي

زمانہ بھر میں جب کبھی ان میں کے کسی نوعمر جوان سے تو ملے گا
تو اس کو اس کے اسلاف ہی کی عادتوں پر پائے گا۔

هُمُ مَلَأُوا الْبَطْحَا مَجْدًا وَعِزَّةً إِذَا اسْتَبَقَ الْخَيْرَاتُ فِي سَالِفِ الْعَصْرِ

اگلے زمانے میں جب لوگوں نے نیکیوں میں ایک
دوسرے سے سبقت کی تو یہی نکلے جنھوں نے بطحا کو عزت و
شان سے بھر دیا۔

وَفِيهِمْ بُنَاةُ[1] لِلْعُلَا وَعِمَارَةٌ وَعَبْدُ مَنَافٍ جَدُّهُمْ جَابِرُ الْكَسْرِ

اور ان ہی میں غرو شرف کے بانی بھی ہیں اور بستیوں
کے بانی بھی اور عبد مناف جوان کا دادا تھا،

بِإِنْكَاحِ عَوْفٍ بِنْتَهُ لِيُجِيرَنَا مِنَ آلِ عَدَاءٍ إِذْ أَسَلَمَتْنَا بَنُو فِهْرِ

اپنی بیٹی کو عوف کے نکاح میں دے کر ٹوٹے ہوؤں
کو جوڑ دینے والا تھا تاکہ وہ ہمارے دشمنوں کے مقابل میں
ہمیں پناہ دے جب بنو فہر نے ہماری امداد چھوڑ دی۔

---

[1] (الف) میں نباہ ہے جس کے معنی۔ اور ان ہی میں ایسے بھی ہیں جو عالی مرتبہ کے لیے شرف و تاج ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

فَسِرْنَا بِهَا مِنَ الْبِلَادِ وَنَجْدِهَا بِأَمْنِهِ حَتَّى خَاضَتِ الْعِيرُ فِي الْبَحْرِ

تو ہم تہامہ اور نجد کے شہروں میں اس کے امن وامان
میں سفر کرنے لگے یہاں تک کہ قافلے سمندر میں رواں ہو گئے۔

وَهُمْ حَضَرُوا وَالنَّاسُ بَادٍ فَرِيقُهُمْ وَلَيْسَ بِهَا إِلَّا شُيُوخُ بَنِي عَمْرِو ۱۹۰

ان ہی لوگوں نے تمدن اختیار کیا جب لوگوں کا ایک
گروہ دیہاتی زندگی ہی میں تھا۔ اور وہاں بنی عمرو کے چند
شیوخ کے سوا کوئی نہ تھا۔

بَنَوْهَا دِيَارًا رَاجِمَةً وَطَوَوْا بِهَا بِئَارًا تَسِحُّ الْمَاءَ مِنْ ثَبَجِ الْبَحْرِ[1]

اور ان شہروں کو بڑی آبادی والے شہر بنا دیئے اُن
میں ایسی پختہ باولیاں بنائیں کہ ان میں سمندر کے بیچ سے پانی
رس رس کر آتا تھا۔

لِكَيْ يَشْرَبَ الْحُجَّاجُ مِنْهَا وَغَيْرُهُمْ إِذَا ابْتَدَرُوهَا صُبْحَ تَابِعَةِ النَّحْرِ

تاکہ حجاج اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ سیراب ہوں
جب وہ قربانی کے دوسرے روز صبح سویرے وہاں آئیں۔

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تَظَلُّ رِكَابُهُمْ مُخَيَّسَةً بَيْنَ الْأَخَاشِبِ وَالْحِجْرِ

تاکہ ان کے سدھے ہوئے اونٹ تین روز تک
پہاڑوں اور باولیوں کے درمیان گزاریں۔

---

[1] ۔ (الف) بحر پر بالف لام تعریف نہیں ہے۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

وَقَدْ مَاْ غَنِيْنَا قَبْلَ ذٰلِكَ حِقْبَةً وَلَا نَسْتَقِي اِلَّا بِنُجْمٍ اَوِ الْحَفْرِ

ہم یا تو خم نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی
باولی سے آج سے سیکڑوں برس پہلے سے ہمیں دوسری باولیوں کی
کچھ پروا نہیں رہی ہے۔

وَهُمْ يَغْفِرُوْنَ الذَّنْبَ يُنْقَمُ دُوْنَهٗ وَيَعْفُوْنَ عَنْ قَوْلِ السَّفَاهَةِ وَالْهُجْرِ

اور یہ لوگ ایسے ایسے گناہ معاف کر دیتے ہیں جن سے
کمتر گناہوں کا دوسرے لوگ انتقام لیا کرتے ہیں اور بیہودگی
اور بے وقوفی کی باتوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

وَهُمْ جَمَعُوْا حِلْفَ الْاَحَابِيْشِ كُلَّهَا وَهُمْ نَكَّلُوْا عَنَّا غُوَاةَ بَنِيْ بَكْرٍ

ان ہی لوگوں نے تمام حبش والوں کو معاہدہ کے لیے
جمع کیا اور ان ہی لوگوں نے بنی بکر کے گمراہوں کو ہم سے دفع کیا۔ 19

فَخَارِجَ، اِمَّا اُهْلِكَنَّ فَلَا تَزَلْ لَهُمْ شَاكِرًا حَتّٰى تُغَيَّبَ فِي الْقَبْرِ

پس اے خارجہ اگر میں مر بھی جاؤں تو تو ان لوگوں کا
ہمیشہ شکر گزار رہ یہاں تک کہ تو قبر میں غائب ہو جائے۔

وَلَا تَنْسَ مَا اَسْدَى ابْنُ لُبْنٰى فَاِنَّهٗ قَدْ اَسْدٰى يَدًا مَحْقُوْقَةً مِنْكَ بِالشُّكْرِ

ابن لُبنٰی نے جو احسان کیا ہے اس کو بھول نہ جا کیونکہ
اس نے ایسا احسان کیا ہے جو تیری شکر گزاری کا طالب ہے
یعنی تجھ پر اس کی شکر گزاری لازم ہے۔

وَاَنْتَ ابْنُ لُبْنٰى مِنْ قُصَيٍّ اِذَا انْتَمَوْا بِحَيْثُ انْتَهَى تَصْدُ الْقُوَادِ مِنَ الصَّدْرِ

Marfat.com

اے ابن لُبنیٰ جب لوگ اپنے بزرگوں کی جانب منسوب
ہوں تو تو بنی قصی میں شمار ہوگا ۔ جہاں سینوں میں رہنے والے
دلوں کے مقاصد منتہی ہوتے ہیں ۔

وَأَنْتَ تَنَاوَلْتَ الْعُلَا فَجَمَعْتَهَا ۔ إِلَى مَجْتَدٍ لِلْمَجْدِ ذِي تَبَجَّرِ

تو نے برتری حاصل کرلی اور اس برتری کو ایک ایسی
اصل خالص تک ملا دیا ہے جو بزرگی کے لیے عظمت و
وجرأت والی ہے ۔

سَبَقْتَ وَفُتَّ الْقَوْمَ بَذْلًا وَنَائِلًا ۔ وَسُدْتَ وَلِيدًا كُلَّ ذِي سُؤْدَدٍ عُمُرِ

تو جود و سخا میں تمام لوگوں سے اتنا آگے بڑھ گیا کہ
سب کی نظروں سے غائب ہوگیا ۔ اور تو کم سنی ہی میں سیادت
میں ڈوبے ہوئے بڑے بڑے سرداروں کا سردار بن گیا ۔

وَأُمُّكَ سِرٌّ مِنْ خُزَاعَةَ جَوْهَرٌ ۔ إِذَا حَصَّلَ الْأَنْسَابَ يَوْمًا ذَوُو النُّهَرِ

علم انساب کے ماہروں نے جب نسب دیکھے تو معلوم
ہوا کہ تیری ماں خزاعہ میں کا ایک بہترین جوہر ہے ۔

إِلَى سَبَإِ الْأَبْطَالِ تُنْمَى وَتَنْتَمِي ۔ فَأَكْرِمْ بِهَا مَنْسُوبَةً فِي ذُرَا الزَّهْرِ

اس کو سبا کے مشاہیر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے
اور وہ حقیقۃً یہ نسبت رکھتی بھی ہے ۔ تو وہ کیسی کچھ عظمت والی
ہوئی جو رونق (یا پھول) کی انتہائی چوٹی سے نسبت رکھنے والی ہے ۔

أَبُو شَمِرٍ مِنْهُمْ وَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ ۔ وَذُو حَبَنٍ مِنْ قَوْمِهَا وَأَبُو الْجَبْرِ

ابو شمر اور عمرو بن مالک بھی انہیں میں کے ہیں اور

Marfat.com

ذوجدن اور ابوالجبر بھی اسی کی قوم کے افراد ہیں۔

وَاَسْعَدُ قَادَ النَّاسَ عِشْرِیْنَ حِجَّۃً یُؤَیَّدُ فِیْ تِلْکَ الْمَوَاطِنِ بِالنَّصْرِ

اور اسعد جس نے بیس حجوں میں تمام لوگوں کی قیادت
کی ان مقامات میں اس کی امداد اور حمایت کیجاتی رہی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ "اُمُّکَ سَعْدِیٌّ مِنْ خُزَاعَۃَ" سے شاعر کی مراد ابولہب ہے اس کی ماں لبنیٰ ہاجر خزاعی کی بیٹی تھی۔ اور بَاجِرِیًا اَوَائِلَہٗ کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مطرود بن کعب الخزاعی نے عبدالمطلب اور بنی عبد مناف کا مرثیہ لکھا ہے۔

یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ الْمُحَوِّلُ رَحْلَہٗ ھَلَّا سَأَلْتَ عَنِ آلِ عَبْدِ مَنَافِ

اے سفر کرنے والے شخص تو نے عبد مناف کے
خاندان والوں کا پتا کیوں نہ پوچھ لیا۔

ھَبَلَتْکَ اُمُّکَ لَوْ عَلَلْتَ بِدَارِھِمْ ضَمِنُوْکَ مِنْ جُرْمٍ وَمِنْ إِقْرَافِ

تیری ماں تجھ پر آہ وزاری کرے۔ اگر تو ان کے محلہ میں
اترتا تو تیرے جرموں کی وہ ضمانت کرتے اور دوغلے پن سے
وہ تجھ کو بچاتے۔ (یعنی تیری بیٹوں کو ذلیل خاندانوں میں
بیاہے جانے سے جس کی وجہ سے تیری نسل دوغلی ہوجائے
وہ بچا لیتے)۔

لہ یعنی جیسوال شعر جس کے دوسرے مصرع میں "تَجِدْہُ یَا جِرْیَا اَوَائِلَہٗ تَجْرِیْ" ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے کی ہے۔ ابن اسحٰق نے نہیں کی۔
(احمد محمود)

Marfat.com

الْمُنْعِمِينَ إِذَا النَّجُومُ تَغَيَّرَتْ وَالظَّاعِنِينَ لِرِحْلَةِ الْإِيلَافِ

وہ ناز و نعم میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر
ہونے تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے
جو (صرف) شوقیہ سفر کیا کرتے ہیں۔

وَالْمُطْعِمِينَ إِذَا الرِّيَاحُ تَنَاوَحَتْ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ فِي الرَّجَّافِ

جب مختلف ہوائیں چل رہی ہوں یہاں تک کہ
آفتاب بھی بحر طوفان خیز میں غائب ہو جائے وہ کھانا کھلانے والے
ہیں۔ یعنی یہ لوگ سخت قحط کے اندھیری راتوں میں بھی مسافروں
کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔

الْخَالِطِينَ غَنِيَّهُمْ بِفَقِيرِهِمْ[1] حَتَّى يَعُودَ فَقِيرُهُمْ كَالْكَافِي

اور ان میں کے مالداروں کو ان میں کے تنگدستوں
کے ساتھ میل جول کرانے والے ہیں تاکہ ان میں کا تنگدست
بھی دولتمندوں کی طرح ہو جائے۔

إِمَّا هَلَكْتَ أَبَا الْفِعَالِ فَمَا جَرَى مِنْ فَوْقِ مِثْلِكَ عَقْدُ ذَاتِ نِطَافِ ۱۹۳

اے نیک کردار شخص خدا کرے تجھ کو موت نہ آئے
کیونکہ کسی نطفے والی کے عقد نے تیرے جیسے افراد سے برتر افراد
کو پیدا نہیں کیا۔

إِلَّا أَبِيكَ أَخِي الْمَكَارِمِ وَحْدَهُ وَالْفَيْضِ مُطَّلِبِ أَبِي الْأَضْيَافِ

[1] یہ شعر (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ (احمد محمود ن)

بجز تیرے باپ مطلب کے جو کریمانہ صفات میں
یکتا اور سر تا پا سخاوت اور ایسا مہمان نواز (تھا) کہ گویا
مہمانوں کا باپ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب عبدالمطلب بن ہاشم کا انتقال ہوگیا تو ہ مزم اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت پر ان کے بعد العباس بن عبدالمطلب متولی ہوئے۔ حالانکہ وہ اس وقت اپنے تمام بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ اور یہ تولیت اسلام کے ظہور اور قوت حاصل کرنے تک بھی انھیں سے وابستہ اور انھیں کے ہاتھ میں رہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی دیرینہ تولیت کو برقرار رکھا۔ اور آج تک بھی عباس کے سبب سے وہ تولیت آل عباس ہی میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب کی سرپرستی میں رہنا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کے بعد اپنے چچا ابوطالب ہی کے ساتھ رہتے تھے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کے چچا ابوطالب کو عبدالمطلب اس بات کی وصیت بھی کرتے رہے ہیں۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب دونوں ماں اور باپ کی طرف سے ایک تھے یعنی حقیقی بھائی بھائی تھے۔ ان کی نانی فاطمہ عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم کی بیٹی تھیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عائذ عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے بعد آپ کی

سرپرستی ابو طالب ہی کیا کرتے تھے۔ آپ انھیں کے پاس اور انھیں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بنی لہب میں کا ایک شخص۔
ابن ہشام نے کہا کہ لہب از دشنواہ کی اولاد میں سے تھا جو پیش گوئی ۱۹۴
کرنے والا تھا۔ جب وہ مکہ آتا تو لوگ اس کے پاس اپنے لڑکوں کو لاتے۔ وہ انھیں دیکھتا اور لوگوں سے ان کے متعلق پیش گوئیاں کرتا۔ راوی نے کہا کہ آپ جب کم عمر تھے تو ابو طالب ان لڑکوں کے ساتھ جن کو اس کے پاس لا رہے تھے آپ کو بھی لائے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پھر بعض مصروفیتوں نے اس کو آپ کی جانب سے دوسری طرف مصروف کر دیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو کہا کہ اس لڑکے کو تو میرے پاس لاؤ۔ ابو طالب نے جب آپ کی جانب اسے متوجہ دیکھا تو آپ کو اس کے پاس سے الگ کر دیا۔ وہ کہنے لگا ارے تم لوگوں پر افسوس ہے اس لڑکے کو جس کو میں نے ابھی دیکھا تھا میرے پاس لوٹا لاؤ۔ خدا کی قسم اس کی تو بڑی شان ہوگی۔ راوی نے کہا کہ پھر تو ابو طالب آپ کو لے گئے۔

قصۂ بحیرا[1]

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابو طالب تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ جب سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ اور ساماں سفر باندھا گیا۔ تو لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا ابو طالب کا دل بھر آیا اور کہا خدا کی قسم

[1] یہ سرخی (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ضرور انھیں اپنے ساتھ لے چلوں گا ۔ وہ ہرگز مجھ سے جدا نہوں گے اور نہ میں ان سے کبھی جدا ہوں گا۔ یہی یا اسی کے مثل الفاظ انھوں نے کہے۔ غرض انھوں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اور جب قافلہ سرزمین شام کے مقام بُصریٰ میں اترا جہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنے کلیسا میں رہتا تھا۔ اور وہ نصرانیوں کے علم کا مرجع تھا۔ اور جب سے اس نے رہبانیت اختیار کی اسی کلیسا میں اس کی سکونت رہی اس کلیسا میں ایک کتاب تھی جس کا علم اسی راہب کو تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کتاب اس کے اسلاف سے ورثے میں چلی آرہی تھی۔ جب اس سال یہ لوگ بحیرا کے پاس اترے۔ حالانکہ بارہا اس سے پہلے بھی اس کے پاس ان لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ ان سے نہ کسی قسم کا تعارض کرتا تھا نہ ان سے کوئی بات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ سال آیا۔ اور یہی لوگ اس کے کلیسا کے قریب اترے تو ان کے لیے اس نے بہت سا کھانا تیار کیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس دعوت کی یہ وجہ تھی کہ جب وہ اپنے کلیسا میں بیٹھا ہوا تھا تو اس نے ایک چیز دیکھی ان کا خیال ہے کہ جب وہ اپنے کلیسا میں تھا اور یہ لوگ آرہے تھے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے میں اس حال میں دیکھا کہ آپ لوگوں کے درمیان ہیں اور آپ پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ فگن ہے۔ راوی[1] نے کہا کہ یہ لوگ آکر اس کے قریب ہی ایک درخت کے سایہ میں اترے تو اس نے ابر کے ٹکڑے کو اس وقت دیکھا جبکہ وہ درخت پر سایہ فگن تھا۔ اور درخت کی ڈالیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئی تھیں۔ کہ آپ اس کے نیچے سایہ میں تشریف فرما ہوں۔ جب بحیرا نے یہ دیکھا تو اپنے کلیسا سے اترا۔ اور کھانے کی تیاری کا حکم دے کر آیا۔ کھانا تیار ہوا۔ اور اس نے ان لوگوں کے پاس آدمی کے ذریعے کہلا بھیجا کہ اے گروہ قریش میں نے تمھارے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ اور میری خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ۔ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا غلام ہو یا آزاد۔ ان میں کے ایک شخص نے

۱۹۵

[1] الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اس سے کہا کہ آج تو تمھاری حالت ہی کچھ اور ہے۔ ہم تو تمھارے پاس سے بارہا گزرے ہیں۔ تم ایسا برتاؤ تو ہمارے ساتھ کرتے نہ تھے۔ آج کونسی غیر معمولی بات ہے۔ بحیرا نے کہا تو نے سچ کہا۔ جو کچھ تو کہہ رہا ہے حالت تو ویسی ہی تھی۔ لیکن تم لوگ مہمان ہو۔ میری خواہش ہے کہ تمھاری عزت کروں اور تمھارے لیے کھانا تیار کروں کہ تم سب کھاؤ۔ پھر سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کم عمری کے سبب ان لوگوں کے کجاووں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ جب بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا اور وہ صفت، جو اس کے خیال میں تھی، اور جس کو وہ جانتا تھا، نہ دیکھی تو کہا اے گروہ قریش تم میں کا کوئی شخص میرے پاس کے کھانے سے رہ نہ جائے۔ انھوں نے کہا اے بزرگ تیرے پاس آنے سے بجز ایک لڑکے کے کوئی ایسا شخص نہیں چھوٹا جس کو تیرے پاس آنا چاہیئے تھا۔ وہ لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا ہے۔ اس لیے وہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے۔ اس نے کہا ایسا نہ کرو۔ اس کو بھی بلواؤ کہ وہ بھی اس کھانے میں تم سب کے ساتھ رہے۔ قریش کے ایک شخص نے جو انھیں کے ساتھ تھا کہا لات وعزی کی قسم ہمارے لیے باعث ذلت ہے کہ ہم میں کا عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا کھانے سے چھوٹ رہے۔ پھر وہ آپ کے پاس گیا۔ اور آپ کو گود میں اٹھا لایا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ آپ کو بٹھا دیا۔ اور جب آپ کو بحیرا نے دیکھا تو نہایت ہی غور سے آپ کو دیکھنے لگا۔ اور آپ کے جسد مبارک کے ان خاص خاص حصوں کا معاینہ کرنے لگا جن کے صفات آپ کی شناخت میں اپنے پاس پاتا تھا یہاں تک کہ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور ادھر ادھر چلے گئے تو وہ اٹھ کر آپ کے پاس آیا۔ اور کہا اے لڑکے لات وعزی کی قسم دے کر میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ جو جو بات میں تجھ سے پوچھوں مجھے بتاتا جا۔ اور بحیرا نے ایسا آپ سے اس لیے کہا کہ اس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَسْأَلْنِي بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى شَيْئًا فَوَاللَّهِ مَا أَبْغَضْتُ شَيْئًا قَطُّ بُغْضَهُمَا۔

Marfat.com

لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ خدا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی بھی نہیں رہا۔ تو بحیرا نے آپ سے کہا اللہ کی قسم کہ آپ مجھے وہ بتلائیے جو آپ سے میں پوچھتا جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔

سَلْنِیْ عَمَّا بَدَا لَكَ جو تمھیں مناسب معلوم ہو وہ مجھ سے دریافت کرو۔ پھر وہ آپ سے آپ کے حالات آپ کی نیند[1] آپ کی ہیئت اور آپ کے معاملات کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو اپنے حالات کی نسبت خبر دینے لگے۔ اور وہ تمام باتیں آپ کے ان صفات کے موافق ہوتی گئیں۔ جو اس کے پاس تھیں پھر اس نے آپ کی پشت مبارک کو دیکھا اس نے دیکھا کہ آپ کے دو نو شانوں کے درمیان مہر نبوت (کا نشان) اسی مقام پر موجود ہے جہاں آپ کی صفت میں اس کے پاس (مرقوم) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سینگیوں کے نشان کا سا تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ کے چچا ابو طالب کی جانب متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا اس لڑکے کا تم سے کیا رشتہ ہے۔ انھوں نے اس سے کہا میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے ان سے کہا یہ تمھارا بیٹا نہیں۔ اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہونا چاہیئے۔ انھوں نے کہا میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ اس نے کہا پھر اس کے باپ نے کیا کیا۔ یعنی وہ کہاں ہے۔ انھوں نے کہا کہ ان کا اس وقت انتقال ہوا جب اس لڑکے کی ماں حاملہ تھیں۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا تم اپنے بھتیجے کو لیکر اس کے شہر کو واپس جاؤ۔ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو خدا کی قسم اگر انھوں نے اس کو دیکھ لیا۔ اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا انھوں نے بھی جان لیا تو ضرور اسے ضرر پہنچانا چاہیں گے۔ کیونکہ تمھارے اس بھتیجے کی ایک بڑی شان

---

[1] (ب ج د) میں عن اشیاء من حالہ من نومہ ہے (الف) میں فی نومہ ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ نیند میں کیا حالت رہتی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہونے والی ہے۔ پس اسے لیے ہوئے اس کے شہر جلد چلے جاؤ آپ کے چچا
ابوطالب جب اپنی شام کی تجارت سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے جلد نکلے
اور آپ کو لے کر مکہ چلے آئے۔ لوگوں نے اپنی روایتوں میں یہ خیال بھی ظاہر
کیا ہے کہ زبیر اور تمام اور رئیس نے بھی جو اہل کتاب ہی میں سے تھے اسی
سفر میں جس میں آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تھے انھیں نظروں سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا جس[1] نظر سے بحیرا نے دیکھا تھا اور
انھوں نے آپ کو ضرر پہنچانا بھی چاہا لیکن بحیرا نے ان کو آپ سے باز رکھا
اور انھیں اللہ کی یاد دلائی[2] اور انھیں وہ سب باتیں یاد دلائیں جن کو وہ اپنی
کتاب میں آپ کے اوصاف اور تذکرہ میں پاتے ہیں۔ اور یہ بات بھی جتائی
کہ اگر وہ سب کے سب اس ارادے پر جو وہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں
متفق بھی ہو گئے تو وہ آپ تک بے روک نہ پہنچ سکیں گے۔ اور اس نے
انھیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ اس بات کو سمجھ گئے جو وہ ان سے کہہ رہا تھا۔ آخر اس نے
جو کچھ کہا اس کی انھوں نے بھی تصدیق کی۔ اور انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا[3]۔ اور
آپ کے پاس سے لوٹ گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانی کے
میدان میں اس طرح قدم رکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نگرانی اور حفاظت فرما رہا ہے
اور آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے کہ کہیں جاہلیت کی گندگی آپ کو نہ چھو جائے
اس لیے کہ وہ آپ کا اعزاز اور آپ کی رسالت چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ
سن بلوغ کو پہنچے تو اپنی قوم میں مروت کے لحاظ سے بہترین، اخلاق میں ان
سب سے اچھے، حسب نسب میں ان سب سے زیادہ شریف، پڑوس کے
اعتبار سے ان سب میں بہترین، حلم میں ان سب سے بڑھ کر، بات چیت میں
ان سب سے زیادہ سچے، امانت داری میں ان سب سے بڑھے ہوئے،

---

[1] یعنی انھوں نے جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علامات سے پہچان لیا تھا۔
[2] یعنی خوف خدا سے ڈرایا۔
[3] یعنی آپ کو ضرر پہنچانے کے خیال کو۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

پاک دامنی اور عزت نفس کے لحاظ سے فحش اور ان اخلاق سے جو مشہور لوگوں کے دامن کو ناپاک کر دیتے ہیں، ان سب سے کوسوں دور تھے۔ یہاں تک کہ آپ میں تمام بھلائیوں کو اکٹھا کر کے آپ کی قوم میں آپ کا نام ہی امین مشہور کر دیا۔ مجھ تک جو روایتیں پہنچی ہیں ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم سنی اور ناواقفیت کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ جن چیزوں سے آپ کو بچاتا رہا ان کے متعلق آپ ذکر فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ۔

لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي غِلْمَانِ قُرَيْشٍ نَنْقُلُ حِجَارَةً لِبَعْضِ مَا يَلْعَبُ بِهِ الْغِلْمَانُ، كُلُّنَا قَدْ تَعَرَّى وَأَخَذَ إِزَارَهُ فَجَعَلَهُ عَلَى رَقَبَتِهِ يَحْمِلُ عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ؛ فَإِنِّي لَأُقْبِلُ مَعَهُمْ كَذَلِكَ وَأُدْبِرُ إِذْ لَكَمَنِي لَاكِمٌ مَا أَرَاهُ لَكَمَةً وَجِيعَةً؛ ثُمَّ قَالَ: شُدَّ عَلَيْكَ إِزَارَكَ،

میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کے لیے پتھر اٹھاتے تھے۔ ہم میں کا ہر ایک برہنہ ہو گیا اور اپنا تہمد لنگوٹ کی طرح گردن پر رکھ لیا ہے تاکہ اس پر پتھر اٹھائے۔ میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ یکایک کسی نے مجھے ایک مکا مارا جو میرے خیال میں تکلیف دہ نہ تھا اور کہا کہ اپنا تہمد باندھ لے۔ فرمایا

فَأَخَذْتُهُ وَشَدَدْتُهُ عَلَيَّ، ثُمَّ جَعَلْتُ أَحْمِلُ الْحِجَارَةَ عَلَى رَقَبَتِي، وَإِزَارِي عَلَيَّ مِنْ بَيْنِ أَصْحَابِي

تو میں نے اسے لے کر باندھ لیا۔ پھر پتھر اپنی گردن پر اٹھانے لگا اور

Marfat.com

میرے تمام ساتھیوں میں میرا تہمد ہی بندھا ہوا تھا۔

جنگ فجار

ابن ہشام نے کہا کہ ان روایتوں میں سے جن کو مجھ سے ابو عبیدہ نحوی نے ابو عمرو بن العلا کی روایت سے بیان کیا یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ یا پندرہ سال کی عمر ہوی قریش اور بنی کنانہ میں سے جو لوگ ان کے ساتھ تھے اور بنی قیس عیلان میں لڑائی چھڑ گئی۔ اور اس کے چھڑنے کا سبب یہ تھا کہ عُرْوَۃ الرَّحَّال بن عُتْبَۃ بن جعفر بن کلاب بن ربیعۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نے نعمان بن المنذر کے سامان کے اونٹوں کو پناہ دی تھی تو البَرَّاض بن قیس نے جو بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھا کہنے لگا کیا تو بنی کنانہ کے مقابلے میں ان اونٹوں کو پناہ دیتا ہے تو اس نے کہا ہاں بلکہ تمام لوگوں کے مقابلے میں تو عروۃ الرَّحَّال اس معاملے میں دلچسپی لیکر نکلا۔ اور البَرَّاض بھی اس کی غفلت کا موقع تلاش کرتا نکلا۔ یہاں تک کہ جب وہ ذی طِلَال میں مقام یمن کے بلند مقام پر تھا تو عروہ غافل ہو گیا اور البَرَّاض نے اس پر حملہ کر کے اس کو حرمت والے مہینوں میں قتل کر ڈالا اسی لیے اس جنگ کا نام جنگ فجار رکھا گیا۔ البَرَّاض نے اسی کے متعلق یہ شعر کہے ہیں۔

وَدَاهِيَةٍ تَهِمُّ النَّاسَ قَبْلِي ۔۔۔ شَدَدْتُ لَهَا بَنِي بَكْرٍ ضُلُوعِي

اے بنی بکر میں نے ایسی آفت کے لیے، جس کو مجھ سے پہلے والے نہایت اہم سمجھتے تھے، کمر ہمت باندھ لی۔

هَدَمْتُ بِهَا بُيُوتَ بَنِي كِلَابٍ ۔۔۔ وَأَرْضَعْتُ الْمَوَالِيَ بِالضُّرُوعِ

Marfat.com

میں نے اس ہمت کے ذریعے بنی کلاب کے گھر ڈھا دئے
اور غلاموں کو ان کی ماں کی چھاتیوں کا دودھ پلا دیا (یعنی انھیں
ان کی چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔ ان پر سخت آفت ڈھائی۔
انھیں خوب ذلیل کیا)۔

رَفَعْتُ[1] لَهُ يَدَيَّ بِذِي طِلَالٍ ... فَخَرَّ يَمِيدُ كَالْجِذْعِ الصَّرِيعِ

مقام ذی طِلال میں میں نے اپنے ہاتھ اس پر اٹھائے
تو وہ گھوم کر شہتیر کی طرح زمین پر اوندھا گرا

اور لبید بن ربیعۃ بن مالک بن جعفر بن کلاب نے کہا ہے۔

أَبْلِغْ إِنْ عَرَضْتَ بَنِي كِلَابٍ ... وَعَامِرَ وَالْخُطُوبُ لَهَا مَوَالِي

اے شخص اگر تو بنی کلاب سے ملے تو یہ پیام پہنچا دے
اور بنی عامر اور بنی الخطوب تو ان کے غلام ہی ہیں۔ یا ان کے
چچازاد بھائی اور رشتہ دار ہی ہیں۔

وَبَلِّغْ إِنْ عَرَضْتَ بَنِي نُمَيْرٍ ... وَأَخْوَالَ الْقَتِيلِ بَنِي هِلَالِ

اور بنی نمیر سے تو ملے تو انھیں بھی یہی پیام پہنچا دینا۔
اور مقتول کے ماموں یعنی بنی ہلال سے ملاقات ہو تو ان سے
بھی یہی کہہ دینا۔

بِأَنَّ الْوَافِدَ الرَّحَّالَ أَمْسَى ... مُقِيمًا عِنْدَ تَيْمَنَ ذِي طِلَالِ

کہ وافد الرحال ذی طلال کے مقام تیمن میں ہمرِ شام

---

[1] (ب ج د) میں "رفعت لہ بذی طلال کفی" ہے جس میں ضرورت شعری کے سبب سے طلال کی لام مشدد کی گئی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اگر ٹھیر گیا ہے (یعنی تمہارے مقابلہ کے لیے تیار ہے)۔
ابن ہشام نے اس کی جن ابیات کا ذکر کیا ہے ان میں یہ ابیات موجود ہیں۔
پھر ایک شخص نے قریش کے پاس آکر کہا کہ البرّاض نے عروہ کو قتل کر دیا ہے اور حرمت والے مہینوں میں مقام عکاظ (میں آنے) کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو انھوں نے ایسی حالت میں کوچ کیا کہ ہوازن کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی پھر انھیں خبر پہنچی تو انھوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے حرم میں داخل ہونے سے پہلے انھیں ملا لیا ان میں جنگ ہوئی یہاں تک کہ رات ہو گئی اور وہ حرم میں داخل ہو گئے تو ہوازن نے ان سے ہاتھ روک لیا اس آج کی جنگ کے بعد کئی بار آپس میں جھڑپیں ہوئیں اور لوگوں کے مختلف جتھے ہو گئے قریش اور کنانہ کے ہر قبیلے کا سردار انھیں میں کا ایک ایک اور قیس کے ہر قبیلے کا سردار انھیں میں کا ایک شخص ہو گیا۔ ان کے بعض جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی ہے آپ کے چچاؤں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كنت أنبل على أعمامي

میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر دیتا جاتا تھا جو ان کے دشمنوں کی جانب سے آتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ فجار چھڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیس سال کے تھے۔ اس جنگ کا نام فجار اس وجہ سے پڑا کہ اس جنگ میں ان دونوں قبیلوں کنانہ اور قیس عیلان نے اپنے درمیانی تعلقات میں بعض حرام کاموں کو بھی حلال قرار دے لیا تھا قریش و کنانہ کا قائد حرب بن امیہ ابن عبد الشمس تھا۔ اس روز دن کے پہلے حصے میں تو بنی قیس بنی کنانہ پر فتحیاب رہے۔ اور جب دن کا درمیانی حصہ شروع ہوا تو بنی کنانہ کو بنی قیس پر فتح حاصل ہو گئی۔
ابن ہشام نے کہا کہ جتنا میں نے جنگ فجار کا بیان کیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ طویل ہے۔ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا انقطاع مجھے اس کے مکمل بیان کرنے سے مانع ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہ رضی اللہ عنہا[1] سے عقد

ابن ہشام نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو آپ نے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب سے عقد فرمایا اور یہ ان واقعات میں سے ہے جس کی روایت ابو عمر والمدنی سے متعدد اہل علم نے مجھ سے کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ خدیجہ بنت خویلد ایک شریف مالدار اور تاجر عورت تھیں۔ اپنا مال دے کر لوگوں کو تجارت میں لگا دیتیں اور ان کے ساتھ شریک تجارت ہوتیں اور ان کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ مقرر کر دیتیں۔ اور خود قریش کے لوگ بھی تاجر ہی تھے۔ جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اعلیٰ امانتداری، شرافت اخلاق کے (حیرت انگیز) واقعات کی خبر پہنچی تو آپ کو بلوا بھیجا۔ اور آپ سے درخواست کی کہ ان کا مال لے کر ان کے ایک غلام کے ساتھ جس کا نام میسرہ تھا تجارت کے لیے آپ شام تشریف لے جائیں۔ اور وہ آپ کو معاوضہ اس معاوضے سے زیادہ دیں گی جو دوسرے تاجروں کو دیتی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کا وہ مال لے کر نکلے۔ اور آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ بھی نکلا۔ اور شام پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہبوں میں سے ایک راہب کے کلیسا کے قریب ایک درخت کے سائے میں نزول فرمایا۔ اس راہب نے اوپر سے میسرہ کو دیکھ کر اس سے کہا کہ یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے میسرہ نے اس سے کہا کہ یہ شخص حرم والے قریشیوں میں سے

[1] (الف) میں رحمہا اللہ ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہے راہب نے اس سے کہا اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کبھی کوئی شخص نہیں اترا ہے
غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سامان کو فروخت فرمایا جس کو لے کر
آپ نکلے تھے۔ اور جو سامان خریدنا چاہا خرید فرما لیا۔ پھر واپس مکہ تشریف لائے
اور میسرہ آپ کے ساتھ ہی رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی
سخت ہوتی تو میسرہ دیکھا کرتا کہ دھوپ سے بچاؤ کے لیے دو فرشتے آپ پر
سایہ افگن رہتے اور آپ اونٹ پر بیٹھے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ پھر جب آپ
خدیجہ کے پاس ان کا مال لے کر تشریف لائے تو جو مال آپ لائے تھے اس کو
انھوں نے بیچا تو مال دگنا یا اس کے قریب قریب ہو گیا۔ اور میسرہ نے راہب کی
باتیں اور آپ پر فرشتوں کا سایہ افگن ہونا جو دیکھا کرتا تھا ان سے بیان کیا
اور جناب خدیجہ عقل مند شریف اور ہوشیار عورت تھیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ
آپ کی عظمت کے طفیل ان کے لیے بھی سرفرازیاں چاہتا تھا۔ تو جب میسرہ نے
انھیں وہ عظیم الشان خبریں سنائیں تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آدمی بھیجا اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ کہلا بھیجا کہ اے میرے چچا کے بیٹے آپ ۲۰۴
کے ساتھ رشتہ داری اپنی قوم میں آپ کی بے مثلی آپ کی امانت داری آپ کے ۲۰۵
حسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی جانب میرا میلان خاطر ہے پھر آپ سے
اپنے نکاح کی استدعا کی اور جناب خدیجہ ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب
و شرف کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ اور مال کے اعتبار سے تمام عورتوں میں بڑی
مالدار تھیں۔ ان کی قوم میں سے ہر ایک آرزومند تھا کہ کاش اس کو اس امر پر
قدرت ہوتی۔ آپ کا نسب خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی
ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن غالب بن فہر ہے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت
زائدۃ بن الاصم بن رواحۃ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوئی بن غالب بن
فہر۔ فاطمہ کی ماں کا نام ہالۃ بنت عبد مناف بن الحارث بن عمرو[1] بن منقذ بن
عمرو بن معیص بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر۔ ہالۃ کی ماں کا نام قلابۃ بنت سعید

[1] (الف) میں پہلا بن عمرو نہیں ہے۔ (ب ج د) میں ہے۔ (احمد محمود)

Marfat.com

بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر تھا۔
مذکورہ بالا پیام جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو آپ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا حمزۃ بن عبدالمطلب رحمہ اللہ نکلے۔ اور خویلد بن اسد کے پاس جا کر خدیجہ سے آپ کی نسبت قرار دی۔ اور ان سے آپ کا عقد ہو گیا۔
۲۰۶ ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مہر میں بیس جوان اونٹنیاں دیں۔ اور یہ پہلی بی بی تھیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا۔ ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہیں فرمایا یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان[1] سے راضی رہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے فرزند ابراہیم کے سوا آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ ہی سے ہوئی القاسم جس کے نام سے آپ کنیت فرمایا کرتے تھے۔ اور طاہر طیب۔ زینب رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ علیہم السلام (حضرت خدیجہ ہی سے) تھے۔
ابن ہشام نے کہا کہ آپ کے فرزندوں میں سب سے بڑے قاسم تھے ان کے بعد طیب ان کے بعد طاہر اور صاحب زادیوں میں سب سے بڑی رقیہ ان کے بعد زینب ان کے بعد ام کلثوم ان کے بعد فاطمہ تھیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ قاسم، طیب اور طاہر کی تو اسلام سے پہلے ہی وفات ہوئی صاحب زادیاں سب کی سب زمانہ اسلام تک رہیں اور اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابراہیم کی والدہ ماریہ تھیں۔
ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے ابن لہیعہ کی حدیث بیان کی کہا کہ ابراہیم کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواص ماریہ تھیں جن کو مُقَوقس نے آپ کے پاس بطور ہدیہ روانہ کیا تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ جناب خدیجہ نے ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ سے اس کا ذکر کیا تھا۔ اور یہ ان کے چچازاد بھائی نصرانی تھے۔ اور کتب بنی میں

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

انھوں نے زمانہ گزارا تھا۔ اور لوگوں کے معلومات میں سے ان واقعات کو بھی جانتے تھے۔ جو جناب خدیجہ کے غلام میسرہ نے راہب کی باتیں اور اپنے چشم دید حالات کا ان سے ذکر کیا تھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ افگن رہا کرتے تھے۔ تو ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے نبی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے اس امت کے لیے ایک نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے اور یہی اس کا زمانہ ہے۔ یا جیسا کچھ انھوں نے کہا۔ راوی نے کہا کہ ورقہ اس معاملے کی نسبت خیال کرتے تھے کہ اس کے وقوع میں تاخیر ہو گئی ہے۔ اور کہتے تھے کہ آخر کب تک انتظار کیا جائے۔ اس کے متعلق ورقہ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

لَجَجْتَ وَكُنْتَ فِي الذِّكْرَى لَجُوجًا لَهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيجَا

میں نے ایک ایسے اہم معاملے کا بہت کچھ انتظار کیا ہے جس نے بے فکری سے گانے والے اور تانیں لگانے والے زیادہ رو کر گلوگرفتہ ہو کر بیٹھ جانے والے کو بھی اکثر مستعد بنا دیا ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ میں پند و نصیحت کا ہمیشہ سے منتظر ہی رہا ہوں۔

وَوَصْفٍ مِنْ خَدِيجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِي يَا خَدِيجَا

خدیجہ سے میں نے ایک کے بعد ایک وصف سنا اے خدیجہ میرا انتظار بہت دراز ہو گیا ہے۔

بِبَطْنِ الْمَكْتَيْنِ عَلَى رَجَائِي حَدِيثَكِ أَنْ أَرَى مِنْهُ خُرُوجًا

اے خدیجہ میں سمجھتا اور امید رکھتا ہوں کہ تمھاری بات کا ظہور مکہ کے دونوں بطنوں کے درمیاں ہو گا۔

بِمَا حَبَّرْتِنَا مِنْ قَوْلِ قَسٍّ مِنَ الرُّهْبَانِ أَكْرَهُ أَنْ يَعُوجَا

Marfat.com

میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ راہبوں میں سے قسّ
نامی راہب کی جس بات کی تم نے ہمیں خبر دی وہ ٹیڑھی یا غلط
ہو جائے۔

بِأَنَّ مُحَمَّداً سَيَسُودُ فِينَا[1] وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ لَهُ خَجِيجَا

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں عنقریب سردار
ہو جائیں گے اور ان کی جانب سے جو شخص کسی سے بحث کرے گا
وہی غالب رہے گا۔

وَيَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُورٍ يُقِيمُ بِهِ الْبَرِيَّةَ أَنْ تَمُوجَا

اور تمام شہروں میں اس نور کی روشنی پھیل جائے گی۔
جو خلق خدا کو سیدھا چلائے گی۔ اور منتشر ہونے سے بچائیگی۔

فَيَلْقَى مَنْ يُحَارِبُهُ خَسَاراً وَيَلْقَى مَنْ يُسَالِمُهُ فُلُوجَا

اس کے بعد جو آپ سے جنگ کرے گا نقصان اٹھائیگا۔
اور جو آپ سے مصالحت کرلے گا فتحمند رہے گا۔

فَيَا لَيْتِي إِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ[2] شَهِدْتُ وَكُنْتُ أَكْثَرَهُمْ وُلُوجَا

کاش میں بھی اس وقت رہوں جب تمہارے آگے
ان واقعات کا ظہور ہو۔ اور کاش اس میں داخل ہونے والوں
میں سب سے زیادہ حصے دار رہوں۔

---

[1] (الف) میں فینا کے بجائے قوما ہے۔
(احمد محمودی)

[2] (الف) اولہم ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

وَلَوْجَا فِی الَّذِی کَرِهَتْ قُرَیْشٌ ۔ وَلَوْ عَجَّتْ بِمَکَّتِهَا عَجِیجَا

اس دین میں داخل ہو جاؤں جس سے قریش کو کراہت
رہے گی۔ اگرچہ وہ اپنے مکہ میں بہت کچھ چیخ پکار کریں (اور
لبیک لبیک پکاریں)

أُرَجِّی بِالَّذِی کَرِهُوا جَمِیعاً ۔ إِلَی ذِی الْعَرْشِ إِنْ سَفَلُوا عُرُوجَا

جس چیز سے قریش کو یقیناً کراہت ہو گی میں اسی چیز
سے مالک عرش کے پاس سے سرفرازی کا امیدوار ہوں
جبکہ ان کو ذلت ہو گی۔

وَهَلْ أَمْرُ السَّفَالَةِ غَیْرُ کُفْرٍ ۔ بِمَنْ یَخْتَارُ[1] مِنْ سَمَکِ الْبُرُوجَا

جس نے بلندی کو برجوں کے لیے منتخب فرمایا ہے
اس سے انکار و کفر کے سوا کیا کوئی اور ذلت بھی ہے۔

فَإِنْ یَبْقَوْا وَأَبْقَ تَکُنْ أُمُورٌ ۔ یَضِجُّ الْکَافِرُونَ لَهَا ضَجِیجَا

اگر وہ بھی رہیں اور میں بھی رہوں تو وہ دیکھ لیں گے۔
کہ ایسے ایسے واقعات رونما ہوں گے کہ کافر ان سے سخت
آہ وزاری کریں گے۔

وَإِنْ أَهْلِكْ فَکُلُّ فَتًی سَیَلْقَی ۔ مِنَ الْأَقْدَارِ مُتْلَفَةً خُرُوجَا

اور اگر میں مر جاؤں تو (تعجب کا مقام نہیں کہ) ہر جوان مرد
قضا و قدر کے حکم کے بموجب ہلاکت (اور اس دنیا سے)

---

[1] ۔ (الف) میں نختار جمع متکلم کا صیغہ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

نکل جانے کے وقت سے قریب میں ملاقات کرنے والا ہے۔

کعبۃ اللہ کی تعمیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجر اسود کے معاملے میں حکم بننا

۳۰۹

ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پینتیس سال کے ہوئے تو قریش نے تعمیر کعبہ پر اتفاق کیا۔ وہ اس بات کی فکر میں تھے کہ اس پر چھت ڈالیں اور کعبہ کو ڈھانے سے ڈرتے بھی تھے۔ اور وہ آدمی کے قد سے کچھ اونچا سنگ بستہ تھا۔ انھوں نے چاہا کہ اس کو بلند کریں اور اس پر چھت ڈالیں۔ یہ خیال انھیں اس وجہ سے پیدا ہوا کہ بعض لوگوں نے کعبہ میں سے خزانہ چرا لیا تھا۔ جو کعبہ کے اندر ایک چھ بچہ میں رہا کرتا تھا۔ اور یہ خزانہ جس شخص کے پاس پایا گیا اس کا نام دُوَیک تھا جو بنی مُلَیح بن عمرو خزاعی کا غلام تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ قریش نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا حالانکہ قریش کا یہ بھی خیال تھا کہ اس کو جن لوگوں نے چرایا تھا انھوں نے اس کو دُوَیک کے پاس رکھا تھا۔

روم کے ایک تاجر کی ایک کشتی سمندر نے ساحل جدہ پر لا ڈالی تھی اور وہ ٹوٹ پھوٹ گئی تھی تو ان لوگوں نے اس کی لکڑی لے لی اور کعبہ کی چھت بنانے کے لیے اس کو تیار کیا۔ اور مکہ میں ایک قبطی بڑھئی رہتا تھا۔ اس نے انھیں میں رہ کر بعض ایسی چیزیں تیار کر دیں جو اس کے قابل تھیں اور ایک سانپ تھا جو کعبہ کے چھ بچہ سے نکلا کرتا تھا۔ جہاں وہ تمام چیزیں رکھی جاتی

---

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)
[2] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)
[3] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تھیں جو کعبہ کے لیے روزانہ بطور نذرانہ آتی تھیں یہ سانپ دھوپ کھانے کے لیے
کعبہ کی دیواروں پر آ بیٹھتا اور لوگ اس سے ڈرتے اس لیے کہ جب کوئی اس کے
نزدیک جاتا تو وہ اپنا سر اٹھاتا اور منہ کھولتا اور پھنکاریں مارتا۔ تو لوگ اس سے ۲۱۰
ڈر جاتے۔ ایک روز جب وہ اپنی عادت کے موافق کعبہ کی دیواروں پر دھوپ
کھانے کے لیے بیٹھا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک پرند کو اس کی طرف بھیجا اور وہ
اس کو اڑا لے گیا تو قریش نے کہا کہ اب ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس
بات سے راضی ہو گیا ہے جس کا ہم ارادہ رکھتے ہیں ہمارے پاس کام کرنے والا
ساتھی ہے اور ہمارے پاس چوبینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں سانپ کے
شر سے بھی بچا دیا۔ پھر تو اس کو ڈھا کر نئی تعمیر کرنے کے لیے سب کے سب
متفق ہو گئے۔ اور ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا اور کعب میں کا
ایک پتھر نکالا تو پتھر اس کے ہاتھ میں سے اچھل کر پھر اپنی جگہ جا بیٹھا تو اس نے
کہا اے گروہ قریش اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل
ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگے۔ سود کی کمائی نہ شریک ہو لوگوں
میں کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی شئے نہ داخل ہو۔ لوگ اس بات کی نسبت
ولید بن مغیرۃ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی جانب کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح مکی نے بیان کیا انھوں نے
عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن
ہصیص بن کعب بن لوی سے روایت کی کہ انھوں نے جعدۃ بن ہبیرۃ بن
ابی وہب بن عمرو کے ایک لڑکے کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو اس
کے متعلق دریافت کیا کہا گیا کہ وہ جعدۃ بن ہبیرہ کا بیٹا ہے اس وقت عبداللہ بن
صفوان نے کہا کہ اس شخص کا دادا یعنی ابو وہب ہی وہ شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ
کا ایک پتھر اس وقت نکالا تھا جب قریش اس کے ڈھانے پر متفق ہو گئے تھے
تو پتھر اس کے ہاتھ سے اچھل کر اپنی جگہ جا بیٹھا تھا تو اس نے اس وقت کہا
تھا کہ اے گروہ قریش اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز

Marfat.com

نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگاؤ۔ سود کی کمائی نہ شریک کرو کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی چیز نہ داخل کرو۔

۲۱۱ ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ماموں اور شریف آدمی تھے۔ انھیں کی مدح میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

وَلَوْ بِأَبِي وَهْبٍ أَنَخْتُ مَطِيَّتِي ۔۔۔ غَدَتْ مِنْ نَدَاهُ رَحْلُهَا غَيْرُ حَائِبِ

اگر ابو وہب کے پاس میں اپنی اونٹنی کو بٹھاؤں تو ان کی سخاوت سے اس کی سواری محروم نہ رہے گی (یعنی اس کا سوار محروم نہ رہے گا)

بِأَبْيَضَ[1] مِنْ فَرْعَيْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ۔۔۔ إِذَا حُصِّلَتْ أَنْسَابُهَا فِي الذَّوَائِبِ

اگر میں اپنی اونٹنی اس گورے شخص کے پاس بٹھاؤں جس کے طرّہائے امتیاز کو دیکھا جائے تو وہ لوئی بن غالب کی دونوں شاخوں میں شمار ہوگا۔

أَبِيٌّ لِأَخْذِ الضَّيْمِ يُتَاحُ لِلنَّدَى ۔۔۔ تَوَسَّطَ جَدَّاهُ فُرُوعَ الْأَطَايِبِ

وہ بدلہ لینے سے نفرت کرنے والا اور سخاوت سے راحت حاصل کرنے والا ہے اس کے دونوں دادا محاسن کی تمام شاخوں میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

عَظِيمُ رَمَادِ الْقِدْرِ يَمْلَأُ جِفَانَهُ ۔۔۔ مِنَ الْخُبْزِ يَعْلُوهُنَّ مِثْلُ السَّبَائِبِ

(وہ ایسا سخی تھا کہ) اس کی دیگوں کے نیچے کی راکھ ڈھیروں ہوتی۔ وہ اپنے بڑے کاسے روٹی سے اتنے بھرتا کہ ان پر (روٹی اس طرح بلند ہوتی تھی کہ) گویا وہ عید کا روز ہے۔

[1] (الف) میں بابیض کے بجائے صرف ابیض ہے جس سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

پھر قریش نے کعبے کے ٹکڑے ٹکڑے بٹھیرا لیے۔ دروازے کا حصہ بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کا۔ رکن اسود و رکن یمانی کے درمیان کا حصہ بنی مخزوم اور قریش کے ان قبیلوں کا جو ان سے مل گئے تھے۔ کعبے کا پچھلا حصہ بنی جمح اور بنی سہم کا جو عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی کے دو بیٹے تھے۔ حجر کا حصہ بنی عبدالدار بن قصی اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ[1] بن قصی اور بنی عدی ابن کعب بن لوی کا جس کو حطیم بھی کہتے ہیں۔

پھر لوگوں کو کعبہ ڈھانے میں ڈر لگا اور اس سے گھبرانے لگے۔ تو ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اس کے ڈھانے میں میں تم سے پہل کرتا ہوں۔ پھر اس نے کدال لی اور اس پر جا کھڑا ہوا۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔ اللھم لم تُرَع۔ ۲۱۲
یا اللہ تو ڈرایا نہ جائے۔ یا تجھے کوئی خوف نہیں بعض کہتے ہیں کہ اس نے لَمْ نُرَعْ ہم نے ٹیڑھی راہ اختیار نہیں کی ہے۔ یا اللہ ہم تو بھلائی ہی کے طالب ہیں کہا پھر اس نے رکن کی جانب سے کچھ حصہ ڈھایا۔ لوگ رات بھر منتظر رہے۔ اور کہا کہ ہم انتظار کریں گے۔ اگر اس پر کوئی آفت آئی تو اس کا کوئی حصہ ہم نہ ڈھائیں گے اور جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیں گے۔ اور اگر کوئی آفت نہ آئی تو ہم سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام سے راضی ہو گیا ہے۔ ہم اسے ڈھائیں گے دوسرے روز رات کا کچھ حصہ باقی رہنے ہی کے وقت سے وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور اس نے بھی ڈھایا اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی ڈھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب وہ اساس ابراہیم علیہ السلام تک ڈھا چکے تو ایسے پتھروں تک پہنچے جو سبز رنگ اور اونٹ کے کوہان کے سے اور ایک دوسرے کو گرفت کیے ہوئے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض حدیث کی روایت کرنے والوں نے

---

[1] (ب ج د) میں عبد کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمود ی)

[2] (الف) میں لم تُرَعِ ہے اس صورت میں فعل باب افعال سے ہوگا لیکن اس کے کوئی مناسب مقام معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ (احمد محمود ی)

Marfat.com

کہا کہ قریش کے ایک شخص نے جو اس کو ڈھا رہا تھا اس کے دو پتھروں کے درمیان سل داخل کیا تاکہ ان دونوں پتھروں میں سے ایک کو اکھیڑے تو جیسے ہی اس پتھر نے حرکت کی تمام مکہ میں ایک کڑاکا سنائی دیا اور لوگ ابراہیمی اساس کے ڈھانے کے لیے رک گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو اس کونے میں ایک تحریر ملی (یا کتبہ) جو سریانی میں لکھی ہوئی تھی لوگوں نے اس کو دیکھا تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ یہاں تک کہ ایک یہودی نے اسے انھیں پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا "میں مکہ[1] کا مالک اللہ ہوں میں نے اس کو اس وقت پیدا کیا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور چاند سورج کو صورت بخشی میں نے اس کے اطراف سات موحد فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے وہ اس کی اس وقت تک حفاظت کرتے رہیں گے جبتک کہ اس کے دونوں پہاڑ باقی رہیں وہ اس کے رہنے والوں کے پانی اور دودھ کے لیے مبارک ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اخشبا کے معنی اس کے دونوں پہاڑ کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے المقام (یعنی مقام ابراہیم) میں ایک تحریر پائی (یا کتبہ) جس میں لکھا تھا یہ اللہ کی حرمت والا گھر ہے اس کا رزق اس کے پاس تین راستوں سے آئے گا جس نے اس کو پہلے پہل (اس حرمت کا) سزاوار بنایا وہ اس کو حلال نہیں کرے گا (بے حرمت نہیں کرے گا)۔[2]

ابن اسحٰق نے کہا کہ لیث بن ابی سلیم نے اس بات کا دعوی کیا ہے کہ لوگوں نے کعبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چالیس سال پہلے ایک پتھر پایا جس میں۔ اگر ان کا دعوی صحیح ہے۔ لکھا تھا جو شخص کسی نیکی کی کھیتی بوئے گا تو اس کا پھل رشک حاصل کرے گا۔ (یعنی قابل رشک بن جائے گا)

---

[1] ۔ (ب ج د) میں بکۃ ہے۔ [2] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ [3] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور جو بدی کی کاشت کرے گا۔ اس کا پھل ندامت حاصل کرے گا۔
(کیا) تم لوگ برائیاں کرو گے اور اس کی جزا اچھی پاؤ گے ہاں ہاں
(ایسا نہیں ہو سکتا) ببول کے پیڑ سے انگور نہیں توڑے جا سکتے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر اس کی تعمیر کے لیے قریش کے قبیلوں نے پتھر جمع کیے۔ ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا پھر انھوں نے اس کی تعمیر شروع کی یہاں تک کہ جب تعمیر رکن (یعنی حجر اسود) کے مقام تک پہنچی تو قبائل میں جھگڑا ہوا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ اس کے مقام پر اس کو خود رکھے نہ کہ دوسرا یہاں تک کہ آپس میں اختلاف ہو گیا اور جتھے جتھے بن گئے اور معاہدے ہو گئے۔ اور سب کے سب جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ اور بنی عبدالدار نے خون سے بھرا ہوا ایک پیالہ لا رکھا اور وہ اور بنی عدی بن کعب بن لوئی نے مرنے تک لڑنے کا عہد کیا اور اپنے ہاتھ اس کٹورے میں ڈالے۔ ان لوگوں کا نام لعقۃ الدم "یعنی خون چاٹنے والے" رکھا گیا۔ غرض قریش چار پانچ روز تک اسی حالت میں رہے۔ پھر وہ سب مسجد میں جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ اور انصاف پر اتر آئے۔ بعض راویوں کا دعوی ہے کہ ابو امیہ ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم نے جو اس سال (یعنی اس وقت) قریش میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھا کہا کہ اے گروہ قریش اس مسجد کے دروازے سے جو پہلا شخص داخل ہو اس کو اپنے آپس کے اختلافی مسئلہ میں فیصلہ کرنیوالا بناؤ۔ انھوں نے رائے مان لی پھر ان کے پاس پہلا آنے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہا یہ تو وہ امین ہے جس کو سب جانتے ہیں۔ یہ محمد ہے ہم راضی ہیں۔ اور جب آپ ان کے پاس پہنچے اور انھوں نے آپ کو اس فیصلہ کے قابل جھگڑے کی خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک کپڑا لاؤ۔ تو آپ کے پاس کپڑا لایا گیا۔ آپ نے اس رکن (حجر اسود) کو لیا۔ اور اپنے ہاتھ سے اس کپڑے میں رکھا۔ اور فرمایا کہ ہر ایک قبیلہ اس کپڑے کا ایک ایک کونا پکڑے اور سب کے سب مل کر اس کو اٹھاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کو لے کر اسکے

Marfat.com

مقام تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کو رکھ دیا اور اس پر تعمیر ہونے لگی۔ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے آپ کو امین (کہکے) پکارا کرتے تھے۔ پھر جب وہ تعمیر سے فارغ ہوئے اور جیسا چاہا اسے تعمیر کیا تو زبیر بن عبدالمطلب نے سانپ کے واقعہ کے متعلق جس کے سبب سے قریش تعمیر کعبہ سے ڈرتے تھے یہ اشعار کہے۔

۲۶ عَجِبْتُ لِمَا تَصَوَّبَتِ الْعُقَابُ إِلَى الثُّعْبَانِ وَهِيَ لَهَا اضْطِرَابُ

مجھے تعجب ہوا کہ عقاب سانپ کی جانب کیوں اتر آیا
حالانکہ سانپ تو عقاب کو گھبرا دینے والی چیز ہے۔

وَقَدْ كَانَتْ يَكُونُ لَهَا كَشِيشٌ وَأَحْيَانًا يَكُونُ لَهَا وِثَابُ

اور اس کی جلد سے کبھی تو ایک خاص قسم کی آواز
ہوا کرتی تھی اور کبھی وہ حملہ بھی کیا کرتا تھا۔

إِذَا قُمْنَا إِلَى التَّأْسِيسِ شَدَّتْ تُهَيِّبُنَا الْبِنَاءَ وَقَدْ تُهَابُ

جب کعبہ کی از سر نو تعمیر کے لیے ہم اٹھے تو وہ ہمیں
ڈرانے کے لیے اس عمارت پر سے حملہ کرتا اور وہ خود بھی ڈرتا تھا۔

فَلَمَّا أَنْ خَشِينَا الرَّجْزَ جَاءَتْ عُقَابٌ تَتْلَئِبُ لَهَا انْصِبَابُ

پھر جب ہم اس تکلیف دہی یا نقصان رسانی سے
ڈر گئے تو ایک عقاب آیا جس کا نزول راست اسی کے لیے
ہوا تھا۔

فَضَمَّتْهَا إِلَيْهَا ثُمَّ حَلَّتْ[1] لَنَا الْبُنْيَانَ لَيْسَ لَهُ حِجَابُ

[1] ۔ (الف) میں خلت جائے حلی ہے جس کو بتکلف صحیح کہا جا سکتا ہے یعنی بیت اللہ کے ڈھانے کو ہمارے لیے حلال کر دیا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اس نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور ہمارے لیے
کعبۃ اللہ کو خالی کر دیا کہ اس (کے پاس جانے) کے لیے کوئی
روک نہ رہے۔

فَقُمْنَا حَاشِدِينَ إِلَى بِنَاءٍ لَنَا مِنْهُ الْقَوَاعِدُ وَالتُّرَابُ

پس ہم سب کے سب متفق ہو کر جلد تعمیر کے لیے
اٹھ کھڑے ہوئے اس کی بناء اور مٹی کا کام ہمارے ذمہ تھا۔

غَدَاةَ نَرْفَعُ النَّاسِيسَ مِنْهُ وَلَيْسَ عَلَى مُسَوِّيَنَا ثِيَابُ

جس روز ہم اس کی بنیاد کی تعمیر کر رہے تھے ہم میں کے
درست کرنے والے پر کپڑے نہ تھے (یا ہماری شرمگاہوں[1]
پر کپڑے نہ تھے یعنی ہم ننگے ہو کر اس کی تعمیر کر رہے تھے زمانہ جاہلیت
میں ننگے ہو کر کام کرنے کا بڑا ثواب اور مستعدی اور چستی کا
کام سمجھا جاتا تھا۔)

أَعَزَّ بِهِ الْمَلِيكُ بَنِي لُؤَيٍّ فَلَيْسَ لِأَصْلِهِ مِنْهُمْ ذَهَابُ

مالک نے اس کام کے ذریعہ بنی لوی کو اعزاز
سرفراز فرمایا پس اس عزت کی جڑ ان کے پاس سے جا نہیں سکتی

وَقَدْ حَشَدَتْ هُنَاكَ بَنُو عَدِيٍّ وَمُرَّةُ قَدْ تَقَدَّمَهَا كِلَابُ

اس مقام پر بنی عدی بھی جمع تھے اور تیزی سے کام
کر رہے تھے اور بنی مرۃ بھی۔ لیکن بنی کلاب تو ان سب سے آگے تھے۔

---

[1] دوسری روایت مساویناکے لحاظ سے قوسین کے درمیان کا ترجمہ ہے جس کا ذکر ابن ہشام نے آگے کیا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

فَبَوَّانَا الْمَلِيكُ بِذَاكَ عِزًّا ۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ يُلْتَمَسُ الثَّوَابُ

اس کام کے سبب سے مالک نے ہمیں عزت کا
سزاوار بنا دیا۔ اور جزا اور ثواب کی طلب تو اللہ تعالیٰ ہی
سے ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مساویناشیاب کی روایت بھی آئی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کعبۃ اللہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ اور اس پر سفید سوتی کپڑا ڈالا جاتا تھا۔ پھر دھاری دار لمبی چادریں ڈالی گئیں اور پہلا شخص جس نے اس کو دیبا (ریشمی کپڑا جس کا تانا بانا ریشمی ہو) ڈالا وہ حجاج بن یوسف تھا۔

بیان حُمُس[1]

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش نے حُمُس (کا لقب اختیار کرنے) کی ایک رسم ایجاد کی جس کو انھوں نے غور و خوض کے بعد مناسب سمجھا تھا۔ مجھے خبر نہیں کہ یہ ایجاد واقعہ فیل سے پہلے کا تھا یا اس کے بعد کا۔ انھوں نے کہا کہ ہم ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد اور حرم میں رہنے والے اور بیت اللہ کے متولی مکہ کے ساکنین اور متوطنین ہیں سارے عرب میں سے کسی کو نہ ہمارا سا حق ہے نہ ہمارا سا مرتبہ و منزلت۔ اور خود عرب بھی

[1] حُمُس کے معنی بہادر خاندانی دلیر۔ اور دینی امور کی سخت پابندی کرنے والے کے ہیں۔ قریش اکنانہ اور بنی جدیلہ اور ان کے تابعین نے اپنے لیے یہ لقب اختیار کیا تھا۔ ان کا یہ لقب اختیار کرنا یا تو امور دینداری کی سخت پابندی کی وجہ سے تھا یا اس وجہ سے تھا کہ وہ حمس یعنی کعبۃ اللہ شریف کی پناہ میں رہنے والے تھے کذا فی منتہی الادب۔ (احمد محمودی)

اپنی ایسی قدر و منزلت نہیں سمجھتے جیسی قدر و منزلت وہ ہماری جانتے ہیں۔ پس اے حرم کے رہنے والو تم حرم کے باہر کی کسی چیز کی ایسی عزت نہ کرو جیسی تم حرم کی عزت کرتے ہو۔ اگر تم نے (خارج حرم کی چیزوں کا بھی) ایسا ہی احترام کیا تو دوسرے عرب تمہارے پاس کی حرمت والی چیزوں کو سبک سمجھنے لگیں گے۔

انھوں نے کہا کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی لوگوں نے ایسی عزت کرنی شروع کی ہے جیسے حرم کی چیزوں کی۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوا) کہ انھوں نے عرفات کے میدان میں ٹھیرنا اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنا ترک کر دیا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے اور اس امر کا انھیں اقرار بھی تھا کہ وہ مشاعر حج اور دین ابراہیمی میں سے ہے اور اپنے سوا دوسرے عربوں کے وہاں ٹھیرنے اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنے کو لازمی بھی سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے وہ کہتے تھے کہ ہم حرم والے ہیں ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ہم حرم سے نکلیں اور نہ ہمیں یہ مناسب ہے کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی ایسی تعظیم کریں جیسی تعظیم حرم کی ہم کرتے ہیں۔ ہم حُمس یعنی حرم والے ہیں اس کے بعد انھوں نے عرب کے ان تمام قبیلوں کے لیے بھی جو ان کی اولاد میں سے تھے۔ خواہ وہ حرم کے رہنے والے ہوں یا غیر حرم کے ان کی اولاد میں ہونے کے سبب سے وہی حقوق قرار دیے جو ان کے تھے۔ اُن کے لیے بھی وہی بات حلال ہوتی جو ان کے لیے حلال ہوتی اور اُن کے لیے بھی وہی چیز حرام ہوتی جو ان کے لیے حرام ہوتی۔ اور بنی کنانہ اور بنی خزاعہ بھی مذکورہ امور کے لحاظ سے انھیں میں داخل ہو گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نحوی نے بیان کیا کہ بنی عامر ابن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن بھی مذکورہ امور میں انھیں کے ساتھ ہو گئے تھے۔ عمرو بن معدی کرب کا یہ شعر بھی مجھے اسی نے سنایا۔ ۱۷

أَعَبَّاسُ لَوْ كَانَتْ شِيَارًا جِيَادُنَا بِتَثْلِيثَ مَا نَا صَيْتَ بَعْدِيَ الْأَحَامِسَا

Marfat.com

اے عباس جنگ تثلیث کے روز اگر ہمارے گھوڑے
موٹے تازے اچھے ہوتے تو تو میرے بعد پھر خُمس کا لقب رکھنے والوں
(یعنی بنی عامر) سے جھگڑا نہ کرتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تثلیث ان کے شہروں میں ایک مقام کا نام ہے۔ اور شیار کے معنی السمان الحسان ہیں۔ اور لفظ احامس سے شاعر کی مراد بنی عامر ابن صعصعۃ اور عباس سے مراد عباس بن مرداس السلمی ہے جس نے بنی زید پر مقام تثلیث میں لوٹ مار کی تھی۔ اور یہ بیت عمرو کے قصیدے کی ہے۔ اور اسی نے لقیط بن زرارۃ الدارمی کا یہ شعر جنگ جبلہ کے متعلق سنایا۔

أَجْذِمْ إِلَيْكَ إِنَّهَا بَنُو عَبْسٍ الْمُعْشَرُ الْجِلَّةُ[1] فِي الْقَوْمِ الْخُمُسْ

تو یہ بات اچھی طرح جان لے کہ وہ بنی عبس ہیں خُمس کا
لقب اختیار کرنے والے لوگوں میں بڑے گھرانے والے ہیں۔

شاعر نے یہ شعر اس لیے کہا کہ جنگ جبلہ کے روز بنی عبس بنی عامر بن صعصعۃ میں خلفاء تھے۔ اور جنگ جبلہ وہ جنگ تھی جو بنی حنظلہ بن مالک ابن زید مناۃ بن تمیم اور بنی عامر بن صعصعۃ کے درمیان ہوئی تھی۔ اور اس جنگ میں بنی عامر بن صعصعۃ کو بنی حنظلہ پر فتح ہوئی تھی اس جنگ میں لقیط ابن زرارہ بن عدس قتل ہوا۔ اور حاجب بن زرارہ بن عدس قید ہوا اور عمرو بن عمرو بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ شکست کھا کر بھاگا اسی جنگ کے متعلق جریر فرزدق سے کہتا ہے۔

كَأَنَّكَ لَمْ تَشْهَدْ لَقِيطًا وَحَاجِبًا وَعَمْرَو بْنَ عَمْرٍو إِذْ دَعَوْا يَا لَدَارِمِ[2]

گویا تو نے لقیط و حاجب و عمرو بن عمرو کو اس حالت میں

[1] (الف) میں الجلۃ ہے یا حالہ جلی ہے جس کے معنی یہ ہوں گے "باوجود ساکن حل یعنی خارج حرم ہونے کے خمس میں داخل ہیں"۔ (احمد محمودی) [2] (الف) میں دعا بصیغہ واحد اس صورت میں ضمیر صرف عمرو کی جانب پھرے گی یعنی جبکہ وہ پکار رہا تھا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

دیکھا ہی نہیں جبکہ وہ پکار رہے تھے کہ اے بنی دارم ہماری امداد کو آؤ۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ پھر ان کا مقابلہ ذی نجب میں ہوا تو بنی حنظلہ کو بنی عامر پر فتح ہوئی۔ اور اس روز حسان بن معاویہ الکندی جس کی کنیت ابو کبشہ تھی قتل کیا گیا۔ اور یزید بن الصعق الکلابی قید ہوا۔ اور طفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب ابو عامر بن الطفیل شکست کھا کر بھاگا۔ اسی کے متعلق فرزدق کہتا ہے۔

وَمِنْهُنَّ إِذْ نَجَّى طُفَيْلُ بْنُ مَالِكٍ عَلَى قَرْزَلٍ رَجْلَاءَ كَوْضَ الْهَزَائِمِ

جنگوں میں سے وہ بھی ایک جنگ تھی جبکہ طفیل بن مالک اپنے قرزل نامی گھوڑے پر سوار شکست کی ایڑ لگاتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔

وَنَحْنُ ضَرَبْنَا هَامَةَ ابْنِ خُوَيْلِدٍ يَزِيدَ عَلَى أُمِّ الْفَرَاخِ الْجَوَائِمِ

اور ہم نے یزید بن خویلد کی اس کھوپری پر ضرب لگائی جس سے کوئی پرند نہیں اڑا (یعنی اس کا انتقام نہیں لیا گیا)[1]

یہ دونوں بیتیں اسی کے قصیدے کی ہیں۔ تو (اس کے جواب 219
میں) جریر نے کہا۔

وَنَحْنُ خَضَبْنَا لِابْنِ كَبْشَةَ تَاجَهُ وَلَاقَى امْرَأً فِي ضَجَّةِ الْخَيْلِ مِصْقَعَا

ہم نے ابن کبشہ کے تاج کو رنگ دیا اس نے گھوڑوں کے غول میں ایک بلند آواز فصیح و بلیغ شخص سے ملاقات کی تھی۔ (یعنی میرے مقابلے میں آیا تھا)۔

[1] عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کی کھوپری سے ایک پرند نکلکر چلاتا رہتا ہے حتی کہ اس کے قتل کا انتقام لیا جائے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

جنگ جبلہ اور جنگ ذی نخب کے واقعات میں نے جو کچھ بیان کیے وہ اس سے بہت زیادہ طولانی ہیں ان کے مکمل بیان سے مجھے اسی بات نے روکدیا جس کا ذکر میں نے جنگ فجار کے بیان میں کردیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انھوں نے اس رسم میں ایسی ایسی بہت سی باتیں ایجاد کیں جو ان کے پاس نہ تھیں انھوں نے کہا کہ حمس کو اپنی غذا میں پنیر کا استعمال کرنا اور مکے کو گرم کر کے گھی بنا کر استعمال کرنا ایسی حالت میں نہ چاہیئے جبکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہوں۔ اور نہ انھیں کمبل کے خیموں میں داخل ہونا چاہیے۔ اور جب تک وہ احرام میں ہوں چمڑے کے خیموں کے سوا کسی اور کے سایہ میں نہ داخل ہوں۔ پھر انھوں نے اس معاملے میں اور ترقی کی اور کہا کہ حرم کے باہر والوں کو چاہیے کہ جب وہ حج وعمرہ کے لیے حرم میں آئیں تو اپنے ساتھ لایا ہوا باہر کا کھانا حرم میں کھائیں۔ اور جب وہ آئیں اور بیت اللہ کا پہلا طواف کریں تو حمس کے کپڑوں کے سوا دوسرے کپڑوں میں طواف نہ کریں۔ اگر حمس کے کپڑوں میں انھیں کوئی کپڑا نہ ملے تو ننگے بیت اللہ کا طواف کریں۔ اگر ان میں کے کسی ذی عزت مرد یا عورت کو حمس کا کوئی کپڑا نہ ملے اور وہ اپنی عزت کا خیال کر کے اپنے انھیں کپڑوں میں طواف کرلے جس کو وہ حرم کے باہر سے لایا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنے طواف کے بعد اسے اتار پھینکے اور پھر ان کپڑوں سے کوئی شخص بھی استفادہ نہ کرے اور نہ اسے کبھی کوئی شخص چھوئے نہ خود وہ اور نہ اسکے علاوہ اور کوئی شخص۔ عرب ان کپڑوں کو لقی کہتے تھے۔ انھیں احکام پر انھوں نے عربوں کو ابھارا اور انھوں نے ان کی اطاعت کی دوسرے لوگ عرفات پر ٹھہرتے اور وہیں سے طواف کے لیے مکہ آتے ۲۲۰
اور بیت اللہ کا طواف ننگے کرتے تھے۔ مرد ننگے طواف کرتے۔ لیکن عورتیں چاک والے کرتوں کے سوا سب کپڑے اتار دیتیں اور اسی ایک کرتے میں طواف کرتیں۔ ایک عورت نے اسی حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یہ شعر کہا ہے

اَلْیَوْمَ یَبْدُوْ بَعْضُہٗ اَوْ کُلُّہٗ وَمَا بَدَا مِنْہُ فَلَا اُحِلُّہٗ

Marfat.com

آج اس چیز کا کچھ حصہ یا احصہ بے پردہ ہو جائے گا۔
لیکن اس کا جو حصہ بھی بے پردہ ہو میں اس کو حلال (یا وقف برائے عام) نہیں کروں گی۔
اور اگر حرم کے باہر کا کوئی شخص اپنے انھیں کپڑوں میں طواف کر لیتا جس کو پہنے ہوئے وہ بیرون حرم سے آیا تھا۔ تو وہ ان کو اتار پھینکتا اور ان سے کوئی شخص استفادہ نہ کرتا۔ نہ وہ اور نہ اس کے سوا کوئی اور۔ عرب کا ایک شخص اپنے ان کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا ذکر کرتا ہے جس کو اس نے اتار پھینکا تھا۔ اور وہ اس کے پاس نہ جاتا تھا۔ حالانکہ اسے وہ کپڑا بے انتہا پسند تھا وہ کہتا ہے۔

كَفَى حَزَنًا كَرِّي عَلَيْهَا كَأَنَّهَا[1] لُقِّيَ بَيْنَ أَيْدِي الطَّائِفِينَ حَرِيمُ

میرا اس کے پاس سے بار بار گزرنا غم کھانے کے لیے کافی ہے گویا وہ طواف کے بعد کا پھینکا ہوا کپڑا ہے جو طواف کرنے والوں کے سامنے پڑا ہے لیکن لوگوں کا ہاتھ لگنے سے محروم ہے۔

شاعر نے (حریم کا جو لفظ استعمال کیا ہے اس سے اس) کی مراد یہ ہے کہ وہ چھوا نہیں جاتا۔ عرب کا یہی حال رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور جب اس نے آپ کا دین مستحکم فرما دیا اور آپ کے لیے سنن حج مشروع فرمائے تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

(ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ)

پھر وہیں سے تم بھی چلو جہاں سے (تمام) لوگ چلتے ہیں

[1] الف) میں کالہا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شبہ اللہ بڑا مغفرت کرنیوالا
اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

یہاں تم سے مراد قریش ہیں۔ اور الناس سے مراد تمام عرب کے لوگ ہیں۔
پس آپ حج کے سال سب کو عرفات لے گئے اور وہیں ٹھہرے رہے اور وہیں سے (طواف کے لیے مکہ) تشریف لائے اور اہل حرم نے لوگوں پر جو ان کی غذاؤں اور ان کے لباس کو بیت اللہ کے پاس استعمال کرنا حرام قرار دیا تھا کہ وہ ننگے طواف کرتے تھے اور ان کے حرم کے باہر سے لائے ہوئے کھانے کو حرام کر دیا تھا ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احکام نازل فرمائے۔

(يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ، وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ؟ قُلْ: هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ)

اے آدم کے بچو ہر مسجد (میں آنے) کے وقت اپنی زینت (کی چیز لباس پہن) لو اور (حرم کے باہر سے لائی ہوئی کھانے پینے کی چیزیں) کھاؤ پیو اور (ان چیزوں کو بے کار پھینک کر) اسراف نہ کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (اے نبی) ان سے کہو کہ اللہ کی زینت جس کو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا فرمایا ہے اور رزق میں کی پاک صاف چیزوں کو حرام کس نے کیا۔ (ان سے) کہو یہ چیزیں اس دنیوی زندگی میں ان لوگوں کے لیے (بھی) ۲۲

Marfat.com

ہیں جو ایمان لائے ہیں اور قیامت کے روز (تو) خالص (انھیں کے لیے) ہیں۔ جو لوگ علم رکھتے ہیں ہم ان کو ایسی ہی تفصیل سے احکام بتاتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مبعوث فرمایا تو اسلام کے ذریعے خمس کی رسم کو اور لوگوں کے ساتھ قریش کے اس برتاؤ کو جس کا انھوں نے ایجاد کیا تھا پست اور ذلیل کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اور انھوں نے عثمان بن ابی سلیمان[1] بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے چچا نافع بن جبیر سے انھوں نے اپنے والد جبیر بن مطعم سے روایت کی انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ایک اونٹ پر عرفات میں تمام لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے درمیان ٹھہرے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کو جو توفیق عطاء فرمائی تھی اس کے سبب آپ وہاں سے انھیں سب کے ساتھ نکل رہے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تسلیما کثیرا۔

رجم شیاطین کا حادثہ اور کاہنوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے خوف دلانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی جب آپ کا زمانہ بعثت قریب ہو گیا تو یہود میں کے احبار (علما) اور نصاریٰ میں کے راہب (پرہیزگار) اور عربوں میں کے کاہن آپ کے متعلقہ حالات کی

---

[1] ۔ (الف) میں سلمان ہے اور (ب ج د) میں سلیمان ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

خبریں دیا کرتے تھے۔ یہود کے احبار اور نصاریٰ میں کے راہبوں کے علم کا ذریعہ تو وہ تھا جو انھوں نے اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور آپ کے زمانے کی صفت کے متعلق پایا تھا اور ان کے انبیا نے آپ کے متعلق ان سے جو عہد لیا تھا۔ اور عرب کے کاہنوں کے علم کا ذریعہ جنوں میں کے شیطان تھے جو ان کے پاس خبریں چرا کر لاتے تھے جب کہ ان کی حالت یہ تھی کہ انھیں نجوم سے مار کر ان خبروں سے روکا نہ جاتا تھا۔ کاہن مرد اور کاہنہ عورتوں کی جانب سے ہمیشہ آپ کے متعلق بعض امور کا ذکر ہوتا رہا ہے جس کی عرب کچھ پروانہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور وہ تمام باتیں جن کا وہ ذکر کیا کرتے تھے واقعہ بن گئیں۔ تب انھوں نے اس کو جانا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قریب ہو گیا اور آپ مبعوث ہو گئے تو شیاطین (اخبار کے) سننے سے روک دئے گیے۔ اور ان کے ان مقامات کے درمیان جہاں وہ بیٹھ کر خبریں سنا کرتے تھے روک پیدا کر دی گئی اور ان پر تارے برسائے گئے۔ تو جنوں نے بھی جان لیا کہ خدائے تعالیٰ کے احکام میں سے کسی خاص حکم کے سبب سے یہ واقعات ہو رہے ہیں جو اس کے بندوں میں جاری ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی محمد[1] صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مبعوث فرمایا اور جب جنوں کو خبروں کے سننے سے روک دیا گیا۔ اور انھوں نے اس عظیم الشان خبر کو جان لیا اور بڑی بڑی علامتیں دیکھ لیں پھر بھی انھوں نے اس میں سے بعض چیزوں کا انکار کر دیا تو ان واقعات کی خبر اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں دیتا ہے۔

۲۲

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَأَنَّهُ

---

[1] (الف) میں اسم مبارک نہیں ہے۔ (احمد محمود ی)

Marfat.com

تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ

سَفِيهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔

(اے نبی) کہدو میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں میں کے ایک گروہ نے (قرآن) کو سنا تو کہا کہ ہم نے ایک عجیب طرح کا قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور (اب) ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کریں گے اصل یہ ہے کہ ہمارے پروردگار کی شان بہت برتر ہے اس نے نہ کسی کو شریک زندگی بنالیا ہے نہ کسی کو بیٹا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم میں کا بے وقوف شخص اللہ پر دور از کار باتیں بنایا کرتا تھا۔ ہمیں تو یہی خیال رہا کہ انس و جن (میں سے کوئی بھی) اللہ پر جھوٹے الزامات ہرگز نہ لگائے گا۔

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا الى قوله وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا۔[1]

[1] ۔ خط کشیدہ آیات قرآنیہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بات یہ ہے کہ انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے تو انھوں نے ان کو جہالت، سرکشی اور افترا پردازی میں بڑھا دیا ہے۔
(اللہ تعالیٰ کے اس قول تک)
اور ہم (خبریں) سننے کے لیے اس (آسمان) کے چند مقاموں پر بیٹھا کرتے تھے اور اب جو سننا چاہتا ہے وہ اپنی گھات میں شہاب کو پاتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ (اس تغیر سے) زمین والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کی رہنمائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ ۲۲۴
پھر جب جنوں نے قرآن سنا تو جان لیا کہ قرآن کے نزول سے پہلے اسی وجہ سے ان کو (اخبار سماوی کے) سننے سے روکا گیا ہے کہ کہیں وحی دوسری سماوی خبروں سے مشتبہ نہ ہو جائے اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی میں آئی ہیں وہ زمین والوں کے پاس مشکوک نہ ہو جائیں۔ تاکہ حجت قائم رہے اور شبہوں کا ایسا خاتمہ ہو۔ کہ لوگ ایمان لائیں اور تصدیق کریں۔ اس وحی الٰہی کو سننے کے بعد جن اپنی قوم کو ڈرانے کے لیے لوٹ گئے۔

قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ الآية

انھوں نے کہا اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتری ہے۔ اور اس سے پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے حق اور سیدھے راستے کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ آخر آیت تک۔

Marfat.com

جن جو یہ کہا کرتے تھے کہ "انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے تو انھوں نے ان کو جہالت، سرکشی اور افترا پردازی میں بڑھا دیا" اس کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے لوگ قریش اور ان کے علاوہ دوسرے بھی جب سفر کرتے اور رات گزارنے کے لیے کسی وادی میں اترتے تو یہ کہا کرتے تھے کہ میں آج رات اس وادی میں غلبہ رکھنے والے جن کی پناہ لیتا ہوں اس برائی سے جو اس وادی میں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رہق کے معنی طغیان وسفہ کے ہیں۔

رؤبۃ بن العجاج نے کہا۔

إِذْ تَبْتَغِي الْهَيَامَةَ الْمُرَهَّقَا

اس وقت کا خیال کر وجبکہ وہ عورت سرگشتہ اور نادان نوجوانوں کو پھانس لیتی تھی۔

یہ بیت اس کے رجزیہ اشعار میں کی ہے۔ رہق کے معنی کسی چیز کی ایسی تلاش کرنے کے بھی ہیں کہ تم اس سے قریب ہو جاؤ خواہ اسے حاصل کر لو یا نہ حاصل کرو۔ رؤبۃ بن العجاج[1] گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

بِضَبْصَنٍ وَاقْشَعَرَّ مِنْ خَوْفِ الرَّهَقْ

شکار کی تلاش کرنے والے کے قریب ہونے کے ڈر سے وہ دم ہلاتے اور کانپنے لگتے ہیں۔

یہ بیت اس کے رجزیہ اشعار میں کی ہے۔

اور رہق مصدر بھی ہے (جس کے معنی تکلیف جھیلنا اور بار اٹھانا ہے) ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے رَهِقْتُ الْإِثْمَ أَوِ الْعُسْرَ الَّذِي

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

أَرْهَقْتَنِي رَهَقًا شَدِيدًا[1] ۔ میں نے اس گناہ یا اس سختی کو برداشت کرلیا۔ جس کا سخت بار تو نے مجھ پر ڈالا ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا[2] ۔ ہم نے خوف کیا کہ کہیں وہ ان دونوں (ماں باپ) پر سرکشی اور کفر کا بار نہ ڈالے ۔ اور فرمایا۔ ۲۲۰

وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا[1] ۔ میرے معاملے میں مجھ پر سخت بار نہ ڈالنا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے کہا کہ ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جب تاروں سے (جنوں کو) مارا گیا تو تو عرب کا پہلا شخص جو تاروں کو ٹوٹتا دیکھکر گھبرایا وہ بنی ثقیف میں کا تھا۔ اور وہ لوگ انھیں میں کے ایک شخص عمرو بن امیہ نامی کے پاس گئے جو بنی علاج[2] میں سے تھا ۔ راوی نے کہا کہ رائے کے لحاظ سے وہ تمام عرب میں سب سے زیادہ ہوشیار اور چالاک تھا ۔ انھوں نے اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے یہ تارے پھینکے جانے کا آسمان کا نیا واقعہ نہیں دیکھا اس نے کہا کیوں نہیں (دیکھا تو ہے)

لیکن انتظار کرو اور دیکھو کہ اگر یہ تارے وہی ہیں جن سے بر و بحر میں رہنمائی حاصل ہوتی اور جن سے موسم گرما و سرما کی شناخت ہوتی ہے جس سے لوگ اپنی زندگی کے وسیلوں کی درستی کر لیتے ہیں اور یہ وہی تارے ہیں جو پھینکے جا رہے ہیں تو خدا کی قسم بساط دنیا اب لپیٹی جا رہی ہے اور یہ اس مخلوق کی بربادی کا سامان ہے جو اس دنیا میں رہتی ہے ۔ اور اگر یہ تارے ان تاروں کے سوا اور ہیں ۔ اور وہ اپنی جگہ پر قائم اور بحال خود ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص ارادہ ہے جو اس

---

[1] ۔ وقولہ کے بجائے (الف) میں الی قولہ لکھا ہے جو غلط ہے ۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ (ب ج د) میں احد بنی العلاج ہے اور (الف) میں امیۃ بن العلاج ہے ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

مخلوق سے ہے۔ لیکن وہ کیا ہے (خدا ہی جانے)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے علی بن حسین ابن علی بن ابی طالب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) سے اور انھوں نے عبداللہ ابن عباس سے اور انھوں نے چند انصار کے لوگوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

مَاذَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي هٰذَا النَّجْمِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ

تم ان تاروں کے متعلق جن کو پھینکا جاتا ہے کیا کہا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے نبی جب ہم انھیں پھینکے جاتے ہوئے دیکھتے تھے تو کہتے تھے کوئی بادشاہ مرگیا۔ کوئی بادشاہ برسر حکومت ہوگا۔ کوئی لڑکا پیدا ہوا۔ کوئی لڑکا مرگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْسَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَانَ إِذَا قَضَى فِي خَلْقِهِ أَمْرًا سَمِعَهُ حَمَلَةُ الْعَرْشِ فَسَبَّحُوا فَسَبَّحَ مَنْ تَحْتَهُمْ فَسَبَّحَ لِتَسْبِيحِهِمْ مَنْ تَحْتَ ذٰلِكَ، فَلَا يَزَالُ التَّسْبِيحُ يَهْبِطُ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُسَبِّحُوا، ثُمَّ يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مِمَّ سَبَّحْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: سَبَّحَ مَنْ فَوْقَنَا فَسَبَّحْنَا لِتَسْبِيحِهِمْ فَيَقُولُونَ: أَلَا تَسْأَلُونَ مَنْ فَوْقَكُمْ مِمَّ سَبَّحُوا، فَيَقُولُونَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى حَمَلَةِ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ: لَهُمْ: مِمَّ

Marfat.com

سَبَّحْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: قَضَى اللّٰهُ فِي خَلْقِهِ كَذَا وَكَذَا، لِلْأَمْرِ الَّذِي كَانَ فَيَهْبِطُ بِهِ الْخَبَرُ مِنْ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَتَحَدَّثُوا بِهِ فَتَسْتَرِقُهُ الشَّيَاطِينُ بِالسَّمْعِ عَلَى تَوَهُّمٍ وَاخْتِلَافٍ ثُمَّ يَأْتُوا بِهِ الْكُهَّانَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَيُحَدِّثُونَهُمْ بِهِ، فَيُخْطِئُونَ وَيُصِيبُونَ، فَيَتَحَدَّثُ بِهِ الْكُهَّانُ فَيُصِيبُونَ بَعْضًا وَيُخْطِئُوا بَعْضًا، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَجَبَ الشَّيَاطِينَ بِهٰذِهِ النُّجُومِ الَّتِي يُقْذَفُونَ بِهَا، فَانْقَطَعَتْ الْكِهَانَةُ الْيَوْمَ، فَلَا كِهَانَةَ۔

وہ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کے متعلق جب کوئی فیصلہ فرماتا تو حاملان عرش اس کو سن کر تسبیح کرتے تو ان کے نیچے والے بھی تسبیح کرتے۔ اور ان کی تسبیح کی وجہ سے ان کے تحت والے بھی تسبیح کرتے۔ اسی طرح تسبیح اترتی چلی آتی یہاں تک کہ دنیوی آسمان تک پہنچ جاتی۔ پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے تم نے کیوں تسبیح کی وہ کہتے ہمارے اوپر والوں نے تسبیح کی تو ہم نے بھی تسبیح کی۔ وہ کہتے کہ تم اپنے اوپر والوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ انھوں نے کیوں تسبیح کی۔ پھر وہ بھی اسی طرح کہتے

Marfat.com

یہاں تک کہ حاملان عرش تک پہنچ جاتے اور ان سے پوچھا جاتا کہ انھوں نے کیوں تسبیح کی تو وہ کہتے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کے فلاں معاملے میں ایسا ایسا فیصلہ فرمایا ہے۔ تو وہ خبر ایک ایک آسمان سے ہوتی ہوئی اترتی یہاں تک کہ دنیوی آسمان تک پہنچتی اور وہ اس کو بیان کرتے۔ تو شیاطین اسے چوری سے تو ہم و اختلاف کے ساتھ سنتے۔ پھر وہ زمین پر رہنے والے کاہنوں کے پاس لاتے اور ان سے بیان کرتے تو کبھی غلطی کر جاتے اور کبھی صحیح بتا دیتے پھر کاہن دوسروں سے بیان کرتے تو بعض (خبریں) صحیح بتاتے اور بعض میں غلطی کر جاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان تاروں کے ذریعے جو ان پر پھینکے جاتے تھے شیاطین کو روک دیا۔ اور کہانت ختم ہو گئی اور اب کہانت باقی نہ رہی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن ابو جعفر نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے اور انھوں نے علی بن حسین بن علی رضوان اللہ علیہ سے ابن شہاب کی حدیث ہی کی طرح انھیں (علی بن حسین) سے روایت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی سہم میں کی ایک عورت جس کو الغیطلہ کہا جاتا تھا جاہلیت میں کاہنہ تھی۔ ایک رات اس کے پاس اس کا ساتھی (جن) آیا اور دھڑام سے اس کے نیچے کی جانب گر پڑا۔ پھر کہا۔

أُدُلٌ[1] مَا أُدْرِي يَوْمَ عَقْرٍ وَنَحْرٍ

میں ایک عظیم الشان واقعہ کو جانتا ہوں کہ وہ زخمی

۲۹

[1] غالباً اس کے آخر سے یا تخفیف یا قافیہ کے لیے حذف کر دی گئی ہے۔ یعنی اصل میں ادوی ما ادری تھا۔ ورنہ کوئی اور معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کرنے اور گلے کاٹنے کا روز ہے۔
قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے پھر وہ دوسری رات آیا اور دھڑام سے اس کے پیچھے کی جانب گر گیا۔ اور کہا۔

شُعُوبُ مَا شُعُوبُ تُصَرَّحُ فِيهِ كَعْبٌ لِجَنُوبِ

وہ ڈرے کیا چیز ہیں وہ جن میں کعب اپنے پہلوؤں کے بل پچھڑ جائیں گے۔
اور جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو انھوں نے کہا ان سے اس کا کیا مقصد ہے یہ واقعہ تو ضرور ہونے والا ہے۔ پس ندر کر دکہ آخر وہ ہے کیا لیکن انھوں نے اس کو نہ پہچانا۔ یہاں تک کہ جب واقعہ بدر واحد دروں میں واقع ہوئے تو انھوں نے جانا کہ یہی وہ بات تھی جس کی خبر اس (جن) نے اپنی ساتھ والی عورت کو دی تھی۔
ابن ہشام نے کہا کہ الغیطلۃ مدلج بن مرۃ کی برادری میں سے بنی مرۃ ابن عبد مناہ بن کنانہ میں کی تھی۔ اور یہی ام الغیاطل ہے جن کے متعلق ابو طالب نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے۔

لَقَدْ سَفِهَتْ أَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوا بَنِي خَلَفٍ قَيْظًا بِنَا وَالْغَيَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئی ہیں جنھوں نے ہمارے اور بنی غیطلہ کے بجائے بنی خلف کو اختیار کر لیا ہے۔
اس عورت کی اولاد کو غیاطل کہا جاتا تھا جن سے لوگ بنی سہم بن عمرو بن ہصیص میں سے ہیں۔ اور یہ بیت ابو طالب کے ایک قصیدے میں کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں عنقریب ان کے مقام پر ذکر کروں گا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے علی بن ناقع الجرشی نے بیان کیا کہ

Marfat.com

زمانہ جاہلیت میں جنب نامی یمن کے ایک قبیلہ کا ایک کاہن تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کا شہرہ ہوا اور تمام عرب میں پھیل گیا تو راوی نے کہا کہ قبیلہ جنب کے اس کاہن سے کہا کہ ہم پر مہربانی کر کے اس شخص کے متعلق دیکھو اور اس شخص کے پاس اس کے پہاڑ کے نیچے سب کے سب جمع ہوئے۔ جب سورج نکلا تو وہ ان کے پاس اترآیا۔ ۲۲۷
اور اپنی ایک کمان پر سہارا دے کر ان کے لیے سوچتا ہوا کھڑا ہو گیا پھر وہ بہت دیر تک اپنا سر آسمان کی جانب اٹھائے رہا۔ پھر وہ کودنے لگا پھر کہا۔ لوگو اللہ نے محمد کو بزرگی عنایت فرمائی اور آپ کو انتخاب فرمالیا ہے آپ کے دل کو پاک صاف کر کے اسے (نور سے) بھر دیا ہے لوگو ان کا قیام تم میں چند روز کے لیے ہے پھر وہ اپنے پہاڑ میں جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا عثمان بن عفان کے غلام عبداللہ بن کعب سے روایت کی انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں عمر ابن الخطاب بیٹھے ہوئے تھے کہ عرب کا ایک شخص مسجد میں عمر بن الخطاب کی تلاش میں آیا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص اپنے ۳۸
شرک ہی پر قائم ہے اس نے شرک کو ابھی تک نہیں چھوڑا۔ یا یہ فرمایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ کیا تو نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ ۳۹
اس نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین فرمایا کیا تو زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین آپ نے میری نسبت ایسا خیال فرمایا۔ اور آپ نے مجھ سے ایسے معاملے کی نسبت گفتگو کا آغاز فرمایا ہے کہ جب سے آپ اس عظیم الشان خدمت پر فائز ہوئے ہیں

۱؎ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنی رعایا میں سے کسی سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرمائی آپ نے فرمایا اللہ مغفرت فرمائے ہم زمانۂ جاہلیت میں اس سے بدتر حالت پر تھے بتوں کی پوجا کرتے اور مورتوں سے چمٹے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول اور اسلام کے ذریعے عزت بخشی۔ اس نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت میں بے شک کاہن تھا۔ فرمایا اچھا تو مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھی (جن) نے تمہیں کیا خبر دی تھی۔ انھوں نے کہا اسلام سے ایک ماہ یا کچھ دنوں پہلے وہ میرے پاس آیا اور کہا

۴۳۰

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْجِنِّ وَإِبْلَاسِهَا، وَإِيَاسِهَا مِنْ دِينِهَا، وُلُحُوقِهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا۔

کیا تو نے جنوں اور ان کے حزن و ملال اور ان کی اپنے دین سے ناامیدی اور ان کے اونٹوں اور ان کے پالانوں کو لازم کر لینے (یعنی تیاری سفر) پر غور نہیں کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام سجع ہے شعر نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبید اللہ بن کعب نے کہا کہ اس کے بعد عمر ابن الخطاب نے لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت کے پاس قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ تھا کہ عرب کے ایک شخص نے اس کے لیے ایک بچھڑا ذبح کیا اور ہم اس کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ اس میں سے ہم پر تقسیم کرے گا۔ یکایک میں نے اس بچھڑے کے اندر سے ایک ایسی آواز سنی کہ اس سے زیادہ بلند آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی اور یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے کچھ ہی دنوں پہلے کا ہے ایک مہینہ یا کچھ دنوں کا ہے۔ وہ آواز کہہ رہی تھی۔

Marfat.com

يَا ذَرِيحُ، أَمْرٌ نَجِيحٌ، رَجُلٌ يَصِيحُ، يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

اے (خون میں نہائے ہوئے۔) لال (بچھڑے)۔
ایک کامیابی کا معاملہ ہے ایک شخص بلند آواز سے پکار رہا ہے لا الہ الا اللہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں۔

رَجُلٌ يَصِيحُ، بِلِسَانٍ فَصِيحٍ، يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

ایک شخص بزبان فصیح بآواز بلند لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے۔
بعض اہل علم نے مجھ سے ان شعروں کی بھی روایت کی ہے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَإِبْلَاسِهَا وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِأَحْلَاسِهَا

میں نے جنوں۔ رل وملال اوران کے اونٹوں پر زینیں کسنے پر تعجب کیا۔

تَهْوِي إِلَى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدَى مَا مُؤْمِنُو الْجِنِّ كَأَنْجَاسِهَا

جو مکہ کی جانب ہدایت کی تلاش میں چلے جارہے تھے (کیوں نہ جاتے کہ) ایمانداران نجس جنوں کے سے تو ہو نہیں سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ خبریں تھیں جو عرب کے کاہنوں کے متعلق ہمیں پہنچی ہیں ۲۳۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہودیوں کا ڈرانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن قتادہ نے اپنی قوم کے چند

Marfat.com

لوگوں سے روایت کی انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی ہدایت کے ساتھ ساتھ جس چیز نے ہمیں اسلام کی جانب متوجہ کیا وہ باتیں تھیں جو ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے ہم تو مشرک اور بت پرست تھے۔ اور وہ اہل کتاب تھے۔ ان کے پاس ایک قسم کا علم تھا جو ہمارے پاس نہ تھا۔ ان میں ہم میں ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ جب ہم ان سے کوئی چیز لے لیتے جس کو وہ ناپسند کرتے تو وہ ہم سے کہتے۔ کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ اور اب وہ مبعوث ہوں گے اور ہم ان کے ساتھ ہو کر تم کو اس طرح قتل کریں گے جیسے عاد و ارم کو قتل کیا گیا۔ اور یہ بات ہم ان سے اکثر سنا کرتے تھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی تو ہم نے اس کو قبول کیا۔ اور ہم نے اس چیز کو جان لیا جس سے وہ ہمیں ڈرایا کرتے تھے اور اس کی جانب ہم نے ان سے سبقت کی ہم اس پر ایمان لائے اور انھوں نے اس کا انکار کیا تو ہمارے اور ان کے بارے میں (سورۂ) بقر کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا ۲۳۱
مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ

اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسی کتاب آئی جو اس چیز کی تصدیق کرنے والی تھی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے امداد طلب کرتے تھے ان لوگوں پر جنھوں نے کفر کیا پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انھوں نے پہچان بھی لیا تو انھوں نے اس کا انکار کیا اور حق پوشی کی۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

Marfat.com

پس انکار وحق پوشی کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

ابن ہشام نے کہا یستفتحون کے معنی یستنصرون کے ہیں یعنی امداد طلب کرتے۔ اور یستفتحون کے معنی یتحاکمون کے بھی ہیں۔ یعنی حکم بناتے۔ یا دعویٰ دائر کرتے یا فیصلہ طلب کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان تو حق کے موافق فیصلہ فرما۔ اور تو تو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف[1] نے بنی عبدالاشہل والے محمود بن لبید سے اور انھوں نے سلمہ ابن سلامتہ بن وقش سے روایت کی اور سلمہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ انھوں نے کہا کہ بنی عبدالاشہل میں کے یہودیوں میں سے ایک شخص ہمارا پڑوسی تھا انھوں نے کہا کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر ایک روز ہمارے پاس آیا۔ یہاں تک کہ وہ بنی اشہل کے (محلہ کے) پاس آکر کھڑا ہوگیا سلمہ نے کہا میں ان دنوں ان سب میں جو وہاں تھے کم عمر تھا۔ اپنے لوگوں کے صحن میں اپنی ایک چادر پر لیٹا ہوا تھا۔ قیامت بعث، حساب، ۳۴۲، میزان، جنت، اور دوزخ کا ذکر ہوا۔ راوی نے کہا کہ اس نے یہ باتیں ان لوگوں سے کہیں جو مشرک بت پرست تھے۔ مرنے کے بعد زندہ کیے جانیکے وہ قائل نہ تھے تو انھوں نے اس سے کہا اے فلاں تجھ پر افسوس کیا تو سمجھتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔ لوگ مرجانے کے بعد ایسے گھر جانے کیلیے

[1] (الف) میں عوف بن محمود بن لبید ہے اور (ب ج د) میں عوف عن محمود بن لبید ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

زندہ کیے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور انھیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے ایسا ہی ہوگا۔ اور وہ شخص (اس وقت) تمنا کرے گا کہ اس کے لیے اس آگ کے حصے کے بجائے گھر کا کوئی بڑے سے بڑا تنور ہوتا اور اس کو گرم کر دیا جاتا اور اس شخص کو اس میں ڈال کر اس کے اوپر سے گلا بہ کر دیا جاتا۔ اور وہ اس آگ سے بچ جاتا جو کل (اس کو نصیب ہونے والی) ہے انھوں نے اس سے کہا اے فلاں شخص تجھ پر افسوس ہے اچھا یہ تو بتا کہ اس کی نشانی کیا ہے۔ اس نے کہا انھیں شہروں کی جانب سے ایک نبی اٹھایا جائیگا۔ اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی جانب اشارہ کیا۔ تو انھوں نے کہا وہ کب، اور اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے راوی نے کہا کہ اس نے میری جانب دیکھا اور میں ان سب میں کمسن تھا تو اس نے کہا اگر اس لڑکے کی عمر نے اس کو باقی رکھ چھوڑا تو یہ اس نبی کو پا لیگا۔ سلمہ نے کہا کہ زمانہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس حال میں وہ (لڑکا یعنی خود) زندہ اور ہمارے درمیان ہے۔ پس ہم تو آپ پر ایمان لائے اور وہ حسد کے سبب سے آپ کا منکر ہی رہا۔ راوی نے کہا کہ ہم نے اس سے کہا اے فلاں تجھ پر افسوس ہے کیا تو وہی نہیں جس نے آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہی تھیں اس نے کہا کیوں نہیں (میں تو وہی ہوں) لیکن وہ شخص وہ نہیں (جس کے متعلق میں نے کہا تھا)۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنی قریظہ میں کے ایک بوڑھے شخص سے روایت کی اور کہا کہ اس نے مجھ سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید اور اسد بن عبید اور بنی قریظہ والے بنی ہدل میں کی ایک جماعت کے اسلام کا سبب کیا تھا جو

لہ۔ (الف) میں نام مبارک نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جاہلیت میں ان کے ساتھی تھے اور اسلام میں وہ ان کے سردار ہو گئے
راوی نے کہا کہ میں نے کہا واللہ نہیں انھوں نے کہا شام کے یہودیوں
میں کا ایک شخص جو ابن الہیبان کے نام سے پکارا جاتا تھا اسلام سے ۴۳
کچھ سال پہلے ہمارے پاس آیا اور ہمیں میں اترا۔ تمھیں اللہ کی قسم ہم نے
پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والوں (یعنی غیر مسلموں) میں اس سے بہتر کسی
کو کبھی نہیں دیکھا وہ ہمارے ہی پاس ٹھیرا تھا۔ جب مینھ نہ برستا تو ہم اس
سے کہتے اے ابن الہیبان باہر چلو اور ہمارے لیے بارش کی دعا کرو۔ وہ
کہتا اللہ کی قسم (اس وقت تک) ایسا نہ کروں گا جب تک کہ تم اپنے باہر
نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو ہم کہتے کتنا وہ کہتا ایک صاع کھجور یا دو مد جو۔
راوی نے کہا تو ہم صدقہ دیدیتے اس کے بعد وہ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے
کھیتوں سے باہر نکلتا اور ہمارے لیے بارش کی دعا کرتا۔ تو اللہ کی قسم وہ
اپنی جگہ سے نہ ہٹتا یہاں تک کہ ابر آتا اور ہمیں بارش نصیب ہوتی۔ اس
نے ایسا ایک دو تین بار نہیں بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ کیا۔ روای نے کہا
پھر ہمارے ہی پاس اس کی موت ہوئی۔ جب اسے اپنے مرنے کا علم ہوا
تو کہا اے گروہ یہود تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے شراب و خمیر والی سرزمین
سے تکلیف اور بھوک کی سرزمین کی طرف کونسی چیز نکال لائی ہے۔ راوی
نے کہا ہم نے کہا تم ہی خوب جانتے ہو اس نے کہا کہ میں اس شہر میں صرف
اس لیے آیا ہوں کہ ایک نبی کے ظہور کا انتظار کروں جس کا زمانہ قریب
آچکا ہے۔ اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے۔ اسی لیے مجھے امید تھی کہ وہ
مبعوث ہو اور اس کی پیروی کروں۔ اب تمھارے لیے اس کا زمانہ قریب
ہے۔ پس اے گروہ یہود ایسا نہو کہ اس کی طرف کوئی اور تم سے سبقت
کر جائے۔ وہ ذات مبارک خونریزی اور اپنے مخالفوں کی عورتوں اور
بچوں کو قید کرنے کے لیے بھیجی جائے گی تو اس کا یہ برتاو تم کو اس پر ایمان
لانے سے کہیں نہ روکدے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث
ہوئے اور بنی قریظہ کا محاصرہ فرمالیا تو ان نوجوانوں نے (جن کو ابن الہیبان نے

Marfat.com

(نبی منتظر کی خبر دی تھی) جو شباب اور کم عمری کی حالت میں تھے کہا اے بنی قریظہ اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہے جس کے متعلق ابن الہیبان نے تم سے عہد لیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا یہ وہ نہیں ان نوجوانوں نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم اس کے صفات کے لحاظ سے تو وہی ہے پھر وہ اتر آئے اور اسلام اختیار کیا اور اپنے مال اور اہل و عیال اور اپنے خونوں کی انھوں نے حفاظت کرلی۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ وہ باتیں تھیں جو یہود سے ہم تک پہنچیں۔

سلمان رضی اللہ عنہ کا اسلام

۲۳۱ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے محمود بن لبید سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے سلمان الفارسی نے بیان کیا اور میں نے خود ان کے منہ سے سنا انھوں نے کہا کہ میں فارسی اصبہان والا وہاں کے جَیّ[1] نامی قریہ کا رہنے والا تھا۔ اور میرے والد اپنے قریہ کے ایک کسان تھے اور میں انھیں تمام مخلوق خدا سے زیادہ پیارا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کی محبت مجھ سے ہمیشہ رہی۔ یہاں تک کہ وہ مجھے اپنے گھر میں اس طرح مقید رکھتے جس طرح ایک لڑکی کو بند رکھا جاتا ہے۔ اور میں نے مجوسیت میں کوشش کی یہاں تک آگ کے ان خادموں میں سے ہو گیا جو اس کو ہمیشہ روشن رکھتے اور گھڑی بھر کے لیے بھی بجھنے نہیں دیتے تھے۔ اور میرے والد کے پاس بڑی زمین تھی اور وہ ایک روز اپنے ایک مکان بنانے میں لگ گئے تو مجھ سے کہا اے میرے پیارے بیٹے آج میں اپنے اس مکان کے بنانے کے سبب سے اپنی زمین کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا تم وہاں جاؤ اور اسے

---

[1] (ج د) میں حی با حاے حطی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

دیکھ آؤ اور انھوں نے کچھ ایسی باتوں کا بھی مجھے حکم دیا جو وہ وہاں چاہتے تھے۔ پھر انھوں نے مجھ سے کہا مجھے چھوڑ کر کہیں تم وہاں رہ نہ جانا کیوں کہ اگر مجھے چھوڑ کر تم وہاں رک گئے تو مجھے اپنی زمین سے بھی زیادہ تمھاری فکر ہو جائے گی اور مجھ سے میرے تمام کام چھڑا دیگی انھوں نے کہا کہ جب میں ان کی زمین کو جانے کے لیے نکلا جس کی جانب انھوں نے مجھے روانہ کیا تھا۔ تو میرا گزر نصاریٰ کے کلیساؤں میں سے ایک کلیسا پر سے ہوا۔ میں نے اس میں ان کی نماز پڑھنے کی آوازیں سنیں اور میں ان لوگوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھا کیونکہ میرے والد مجھے اپنے گھر ہی میں بند رکھتے تھے جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے بہت پسند آئی اور ان کے کاموں کی جانب مجھ میں رغبت پیدا ہو گئی میں نے کہا اللہ کی قسم اس دین[1] سے جس میں ہم ہیں یہ بہتر ہے۔ پھر تو خدا کی قسم میں ان کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور اپنے والد کی زمین کو نہ جا سکا پھر میں نے ان سے ۳۵ کہا اس دین میں ملنے کے لیے مجھے کہاں جانا ہوگا انھوں نے کہا شام کو۔ پھر میں اپنے والد کے پاس لوٹ آیا جبکہ وہ میری تلاش میں لوگوں کو ادھر ادھر بھیج چکے تھے۔ اور میں نے ان سے ان کے تمام کام چھڑا دئے پھر جب میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا بیٹا کہاں تھے کیا میں نے تم سے پہلے ہی سب کچھ نہیں کہہ دیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے کلیسا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے ان کی دین کی وہ باتیں جو میں نے دیکھیں بہت پسند آئیں۔ اللہ کی قسم سورج ڈوبنے تک انھیں کے پاس رہا ان کے والد نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے تمھارا اور تمھارے بزرگوں کا دین اس سے بہتر ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے والد سے کہا ایسا نہیں ہے اللہ کی قسم بے شبہہ وہ ہمارے دین سے بہتر ہے کہا کہ پھر تو وہ مجھے دھکانے لگے اور میرے پاؤں

---

[1] (الف) میں دین کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

میں بیڑی ڈالدی اور گھر میں مجھے قید کر دیا اور میں نے نصاریٰ کی طرف کہلا بھیجا کہ جب تمھارے پاس شام سے کوئی قافلہ آئے تو اس کی مجھے اطلاع دینا کہا کہ اس کے بعد ان کے پاس شام سے نصرانی تاجروں کا ایک قافلہ آیا انھوں نے اس کی مجھے اطلاع دی میں نے ان سے کہا کہ جب وہ اپنی ضرورتیں پوری کر لیں اور اپنے شہروں کو لوٹنا چاہیں تو مجھے مطلع کرنا کہا پھر جب ان لوگوں نے اپنے شہروں کی جانب لوٹنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں کے جانے کی مجھے اطلاع دی تو میں نے اپنے پاؤں کی بیڑیاں نکال پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل بھاگا یہاں تک کہ شام پہنچا اور جب میں وہاں گیا تو پوچھا کہ اس دین والوں میں علم کے لحاظ سے کون بہترین ہے انھوں نے کہا کہ کلیسا کا اسقف کہا کہ پھر تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا مجھے اس دین کی جانب رغبت ہے میں چاہتا ہوں کہ تمھارے ساتھ رہوں اور تمھارے کلیسا میں تمھاری خدمت کروں۔ اور تم سے کچھ سیکھ لوں۔ اور تمھارے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا اندر آ جاؤ۔ میں اس کے ساتھ اندر گیا کہا کہ وہ شخص برا آدمی تھا لوگوں کو صدقوں کا حکم دیتا اور انھیں اس کی رغبت دلاتا اور جب وہ لوگ اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ جمع کر کے لاتے تو وہ اس کو اپنی ذات کے لیے جمع کر رکھتا اور مسکینوں کو نہ دیتا یہاں تک کہ اس نے سات گھڑے سونا چاندی جمع کر رکھا تھا کہ جب میں نے اس کو ایسا کرتے دیکھا تو اس سے سخت نفرت کرنے لگا۔ پھر وہ مر گیا۔ اور نصاریٰ اس کے دفن کرنے کے لیے اس کے پاس جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو بُرا آدمی تھا۔ تمھیں صدقے کا حکم دیتا اور اس کی رغبت دلاتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقہ لاتے تو اس کو اپنے لیے خزانے میں رکھ لیتا۔ اور مسکینوں کو اس میں سے کچھ نہ دیتا تھا۔ کہا تب تو وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے تجھ کو اس کی کیا خبر کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ میں تمھیں اس کا خزانہ بتاتا ہوں انھوں نے کہا اچھا تو وہ خزانہ ہمیں بتاؤ۔ کہا کہ میں نے ان کو اس خزانے کی جگہ بتلا دی انھوں نے اس میں سے سات گھڑے سونے چاندی سے بھرے ہوئے

Marfat.com

نکالے۔ کہا کہ جب ان لوگوں نے ان گھڑوں کو دیکھ لیا تو کہا کہ اللہ کی قسم
ہم اس کو ہرگز دفن نہ کریں گے۔ کہا کہ پھر تو انھوں نے اس کو سولی چڑھا دیا
۲۳۶ اور اس پر پتھروں کی بارش کی۔ اور ایک دوسرے شخص کو لائے۔ اور اس
کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ راوی نے کہا کہ مسلمان کہا کرتے تھے کہ میں نے
کسی ایسے شخص کو جو پانچوں وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو (یعنی کسی غیر مسلم کو)
نہیں دیکھا جس کو میں نے اس سے بہتر اور اس سے زیادہ دنیا سے روگش اور اس سے
زیادہ آخرت کی طرف راغب اور اس سے زیادہ رات دن کے اوقات کا پابند سمجھا ہو
کہا کہ میں اس سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ اس سے پہلے اس کی سی محبت میں نے کسی
سے نہیں کی۔ کہا کہ میں اس کے پاس ایک زمانے تک رہا جب اس کی موت کا وقت آیا
تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں تیرے ساتھ رہا اور تجھ سے ایسی محبت کی کہ تجھ سے پہلے
اور کسی سے نہیں کی۔ اور اب تیرے لیے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آپہنچا جس کو تو دیکھ رہا
ہے۔ اب تو مجھے کس کے پاس رہنے کی وصیت کرتا ہے اور کونسی بات کا
مجھے حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں آج
کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو۔ جس پر میں تھا۔ لوگ
تو چل بسے اور (اب جو رہ گئے ہیں) انھوں نے اس کو بدل دیا اور جن
حالات پر وہ تھے ان میں سے اکثر کو چھوڑ دیا۔ بجز ایک شخص کے جو موصل
میں رہتا ہے اور وہ فلاں ہے۔ اور وہ (دین کی) اسی حالت پر ہے
جس پر میں تھا۔ پس تم اسی کے پاس جاؤ۔

پھر جب وہ مر گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو میں موصل والے
کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کہا اے فلاں فلاں شخص نے مرتے وقت
مجھے وصیت کی ہے کہ میں تیرے پاس جاؤں اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ
تو بھی اسی کا ہم خیال ہے۔ کہا کہ اس نے کہا کہ میرے پاس رہو۔ میں اس کے
پاس رہ گیا تو میں نے اس کو اس کے ساتھی کا بہترین ہم خیال پایا وہ بھی
کچھ زیادہ نہ رہا کہ مر گیا۔ جب اس کی موت قریب پہنچی تو میں نے اس سے
کہا اے فلاں فلاں نے مجھے تیری طرف جانے اور تیرے پاس رہنے کی

Marfat.com

وصیت کی تھی ۔ اور اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آپہنچا ہے۔ جس کو تو دیکھ رہا ہے تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو جس پر ہم تھے بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے۔ اور وہ فلاں ہے اسی سے جاکر ملو۔ پھر جب وہ مرگیا اور نظروں سے غائب ہوگیا تو میں نصیبین والے کے پاس پہنچا اور اپنے حالات اس سے بیان کیے اور اس کے دوست نے جو حکم مجھے دیا تھا اس کی بھی اطلاع دی ۔ تو اس نے کہا میرے پاس رہو۔ میں اسی کے پاس رہ گیا۔ میں نے اسے بھی اس کے دونوں ساتھیوں کا ہم خیال پایا پس بہترین شخص کے ساتھ رہنے لگا۔ اللہ کی قسم کچھ دن نہ رہا تھا کہ کہ اسے بھی موت آگئی ۔ جب اس کی موت قریب ہوئی تو میں نے کہا اے فلاں فلاں شخص نے فلاں کے پاس جانے کی مجھے وصیت کی تھی اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی وصیت کی ۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا شخص باقی رہا ہو جو ہمارا ہم خیال ہو کہ میں تجھے وہاں جانے کا حکم دوں بجز ایک شخص کے جو روم کی سرزمین عموریہ میں رہتا ہے کہ وہی اس (دین) پر ہے جس پر ہم تھے ۔ پس اگر تم چاہو تو اس کے پاس جاؤ بے شک وہ ہمارا ہم خیال ہے۔ پھر جب وہ مرگیا اور نظروں سے چھپا دیا گیا تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچا اور اپنے واقعات کی اطلاع دی تو اس نے کہا میرے پاس رہ جا۔ میں اس کے پاس رہ گیا جو اپنے ساتھیوں کی ہدایت پر بہترین شخص اور ان کا ہم خیال تھا۔ کہا کہ پھر میں کمانے دھمانے لگا یہاں تک کہ میرے پاس بہت سی گائیں اور بکریاں ہوگئیں پھر اس پر بھی حکم خداوندی آیا۔ اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں فلاں کے ساتھ تھا۔ اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی ۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی

۲۳۷

وصیت کی پھر فلاں نے فلاں کے پاس اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں سے آج کسی نے اس (دین) پر صبح کی ہو جو اس کا سا ہو جس پر ہم تھے کہ میں تجھ کو اس کے پاس جانے کا حکم دوں لیکن حالت یہ ہے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آپہنچا ہے اور وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر مبعوث ہونے کو ہے وہ سرزمین عرب سے ظاہر ہوگا۔ اس کی ہجرت گاہ دو کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان ہوگی ان دونوں زمینوں کے درمیان کھجور کے پیڑ ہوں گے۔ اس (نبی) میں ایسی علامتیں ہوں گی جو چھپ نہ سکیں گی وہ ہدیہ کھائے گا۔ اور صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر ان شہروں میں پہنچنے کی تجھ میں طاقت ہو تو وہاں جا۔ کہا کہ پھر وہ شخص بھی مرگیا اور دفن کر دیا گیا اور میں عموریہ میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا رہا۔ پھر میرے پاس سے بنی کلب کے چند تاجر گزرے تو میں نے ان سے کہا مجھے سرزمین عرب کی طرف سوار کرا کے لے چلو اور میں تم کو یہ اپنی گائیں اور اپنی بکریاں دیدیتا ہوں انھوں نے کہا اچھا تو میں نے انھیں وہ سب چیزیں دے دیں اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا یہاں تک کہ جب وہ وادی القریٰ کو پہنچے تو انھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ مجھے بیچ ڈالا۔ پس میں اسی کے پاس رہتا تھا اور میں نے نخلستان بھی دیکھا تو مجھے امید ہوگئی کہ یہ وہی شہر ہوگا جس کا بیان میرے دوست نے مجھ سے کیا تھا لیکن اس بستی نے میرے دل میں اثر نہیں کیا۔ اور اسی حالت میں کہ میں اس کے پاس[1] تھا اس کا ایک چچا زاد بھائی جو بنی قریظہ میں کا تھا مدینہ سے اس کے پاس آیا اس نے مجھے اس سے خرید لیا۔ اور مجھے مدینہ لایا پس اللہ کی قسم جیسے ہی میں نے اس کو دیکھا اپنے دوست کے بیان کیے ہوئے صفات سے فوراً پہنچان لیا۔ اور وہیں رہنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ مدت تک مکہ میں رہے اور میں نے اپنی غلامی کے دھندوں ۳۸

[1] (الف) میں انا عندہ ہے اور (ب ج د) انا عبدہ ہے یعنی اس حال میں کہ میں اس کا غلام تھا۔ (احمد محمودی)

کے سبب سے آپ کا کوئی ذکر نہیں سنا باوجود اس کے کہ میں وہیں (یعنی مدینہ میں) تھا۔ پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اللہ کی قسم میں اپنے مالک کے خرما کے درخت پر اس کا کچھ کام کر رہا تھا۔ اور میرا مالک میرے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ یکایک اس کا ایک بھتیجا دوڑتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا اے فلاں بنی قیلہ کو اللہ برباد کرے اللہ کی قسم وہ اس وقت قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے ان لوگوں کا دعوی ہے کہ وہ نبی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قیلہ کاہل بن عذرۃ بن سعد بن زید بن لیث ابن اسود بن اسلم بن الحاف بن قضاعۃ کی بیٹی اور اوس و خزرج کی ماں تھی۔ النعمان بن بشیر الانصاری نے اوس و خزرج کی مدح میں کہا ہے۔

بَهَالِيلُ مِنْ أَوْلَادِ قَيْلَةَ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمْ خَلِيطٌ فِي مُخَالَطَةٍ عَتْبَا

وہ لوگ صفات حسنہ کے جامع سردار ہیں قیلہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا شریک کار ان کے ساتھ شرکت میں کوئی ناراضی نہیں پاتا۔

مَسَامِيحُ أَبْطَالٌ يُرَاحُونَ لِلنَّدَى يَرَوْنَ عَلَيْهِمْ فِعْلَ آبَائِهِمْ نَجْبَا

کشادہ دل مشاہیر ہیں سخاوت سے انہیں راحت ہوتی ہے۔ اپنے بزرگوں کی خوبیوں کو اپنے لیے بھی لازمی سمجھتے ہیں۔

یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ [1]

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے محمود بن لبید سے انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ سلمان نے کہا پھر جب میں نے یہ سنا تو مجھ پر کپکپی طاری

[1] (الف) میں الانصاری نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ہونے لگی۔

(ابن ہشام نے کہا کہ العرواء کے معنی الرعدہ من البرد والا نتفاض ہیں۔ سردی کی کپکپی یا تھرتھری۔

فان کان مع ذلک عرق فھی الرحضاء وکلاھما ممدود

اگر اس کے ساتھ پسینہ بھی ہو تو وہ رحضاء یعنی جاڑہ ہے۔ اور یہ دونوں لفظ بھی الف ممدودہ سے ہیں)

یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ میں اب اپنے مالک پر گر پڑوں گا۔ پھر میں کھجور کے درخت سے نیچے اترا اور میں اس کے چچازاد بھائی سے کہنے لگا تم کیا کہتے ہو تو میرا مالک غصے ہوا اور مجھے زور سے ایک مکا مارا اور کہا تجھے کیا کام اسی لیے تو میں تیرے کام کی نگرانی کرتا رہتا ہوں! انھوں نے کہا میں نے کہا کچھ بھی نہیں میں نے صرف اس بات کی تصدیق کرنی چاہی کہ وہ کیا کہتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ (سرمایہ) تھا جس ۲۳۹
کو میں نے اکھٹا کر رکھا تھا جب شام ہوئی تو وہ لے لیا اور اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور آپ قبا میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پاس اندر گیا اور آپ سے عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک شخص ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے غریب ساتھی بھی ہیں جو حاجتمند ہیں میرے پاس صدقے کی یہ ذرا سی چیز موجود تھی میں نے آپ لوگوں کو بہ نسبت دوسروں کے اس کا زیادہ مستحق سمجھا۔ کہا کہ میں نے وہ چیز آپ کے نزدیک کر دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا "کلوا" کھاؤ اور آپ نے اپنا ہاتھ روک رکھا۔ اور اسے نہ کھایا۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک (علامت) ہے

۱؎۔ (الف) میں الانتقاض قاف سے ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)
۲؎۔ (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ (احمد محمودی)
۳؎۔ (الف) میں ماذا تقول ماذا تقول مکرر ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

پھر میں آپ کے پاس سے چلا گیا۔ اور پھر کچھ جمع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبدیل مکان فرما کر بدیہ تشریف لا چکے تھے۔ پھر میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے ہیں اس لیے یہ ہدیہ آپ کے شایان شان حاضر ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور اپنے صحابہ کو حکم دیا تو آپ کے ساتھ انھوں نے بھی کھایا تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ دو (علامتیں) ہوئیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ بقیع الغرقد میں تھے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ مجھ پر میری دو چادریں تھیں۔ اور آپ اپنے صحابیوں کے درمیان تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت مبارک کو دیکھنے گیا کہ کیا میں اس خاتم کو جس کا وصف میرے دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا دیکھ سکتا ہوں (یا نہیں) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں تو آپ سمجھ گئے کہ میں کسی ایسی شئے کی تحقیق کر رہا ہوں جس کا وصف مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ تو آپ نے اپنی پشت مبارک سے چادر نیچے گرا دی میں نے مُہر نبوت دیکھی اور اس کو پہچان بھی لیا اور روتے ہوئے اس کو بوسہ دینے کے لیے اس پر گرا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تحول" ہٹو تو میں ہٹ گیا۔ پھر آپ کے سامنے بیٹھا اور اے ابن عباس میں نے آپ سے اپنے واقعات اسی طرح بیان کیے جس طرح (ابھی ابھی) تم سے بیان کیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا کہ یہ واقعات آپ کے اصحاب بھی سنیں۔ پھر سلمان کو ان کی غلامی نے مصروف رکھا یہاں تک کہ بدر و احد (کی جنگیں) بھی ان سے چھوٹ گئیں۔ سلمان نے کہا کہ پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کاتب یا سلمان" اے سلمان مکاتبت کرو (یعنی اپنے مالک کو کچھ دے کر آزادی حاصل کر لو) تو میں نے اپنے مالک سے ۲۴

Marfat.com

چالیس اوقیے[1] (سونا) اور تین سو کھجور کے درخت اس کے لیے گڑھوں میں نصب کر کے سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی لکھوالی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی امداد کرو۔ تو انھوں نے کھجور کے درختوں سے امداد کی۔ کسی شخص نے تیس کھجور کے پودوں سے کسی نے بیس سے کسی نے پندرہ سے کسی نے دس سے۔ ہر شخص جتنے اس کے پاس تھے اس سے امداد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے لیے تین سو کھجور کے پودے اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذْهَبْ يَا سَلْمَانُ فَفَقِّرْ لَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي أَكُنْ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدِي۔

سلمان جاؤ اور ان کے لیے گڑھے کھود دو اور جب (گڑھے کھودنے سے) فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آؤ کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے انھیں نصب کروں۔

کہا کہ پھر تو میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے بھی میری امداد کی یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ اس مقام کی طرف تشریف لے چلے ہم کھجور کے پودے آپ کے پاس لاتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اسے نصب فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم فارغ ہو گئے۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی نہیں سوکھا۔ پس میں نے کھجور کے درخت تو اس کے حوالے کر دیئے۔ اب صرف مجھ پر مال باقی رہ گیا۔

[1] ۔ اوقیہ رطل کا بارھواں حصہ ہوتا ہے اور رطل تقریباً پونڈ کے مساوی۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتِبُ۔

فارسی مکاتب نے کیا کیا (یعنی اس نے اپنی مکاتبت کا معاوضہ ادا کر دیا یا نہیں)

کہا کہ۔ پھر مجھے آپ کے پاس بلایا گیا آپ نے فرمایا۔

خُذْ هٰذِهِ فَأَدِّهَا مِمَّا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ

اے سلمان یہ لو اور جو قرض تم پر ہے اس کے عوض میں یہ دیدو

کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ جو قرض مجھ پر ہے اس کے (لحاظ سے) یہ کس شمار میں ہوگا (یعنی میرا قرض تو بہت زیادہ ہے اور اسے تو اس سے کچھ نسبت (ہی) نہیں فرمایا۔

خُذْهَا فَإِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ

یہ لے تو لو۔ اللہ اسی کے ذریعے تمہاری طرف سے ادا کر دیگا۔

تو میں نے اس کو لے لیا۔ اور اس کو انھیں تول دیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے (وہ پورا) چالیس اوقیے (تھا) پس میں نے ان کا حق پورا پورا ادا کر دیا۔ اور سلمان آزاد ہو گیا۔ پھر میں
۲۴۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ خندق میں آزاد ہو کر حاضر ہوا اس کے بعد آپ کی ہمرکابی میں کوئی جنگ مجھ سے نہ چھوٹی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے عبدالقیس میں کے ایک شخص سے اور اس نے سلمان سے روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا جب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ جو قرض مجھ پر ہے اس کے (لحاظ سے) یہ

Marfat.com

کس شمار میں ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نے لیا اور اپنی زبان پر اس کو الٹا پلٹا پھر فرمایا۔

خُذْهَا فَأَوْفِهِم مِنْهَا

یہ لو اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دو۔

تو میں نے اس کو لے لیا اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دیا جو چالیس اوقیے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا۔ اس نے عمر بن عبدالعزیز بن مروان سے روایت کی انھوں نے کہا کہ مجھ کو سلمان فارسی سے روایت پہنچی کہ انھوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حالات کی خبر سنائی تو یہ کہا کہ عموریہ والے شخص نے ان سے کہا کہ تم سرزمین شام کے فلاں مقام پر جاؤ وہاں دو جھاڑیوں کے درمیان ایک شخص ہے ہر سال اس جھاڑی سے نکلتا ہے اور گزرتا ہوا اس جھاڑی کی طرف چلا جاتا ہے۔ بیماریوں والے اس کے راستے میں آجاتے ہیں اور وہ جس کے لیے دعا کرتا ہے وہ شفا پاتا ہے۔ جس دین کی تم کو تلاش ہے اس سے پوچھو وہ تمھیں اس کے متعلق اطلاع دیگا۔ سلمان نے کہا پس میں نکلا یہاں تک میں اس جگہ آیا جس جگہ کا مجھ پتا دیا گیا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر وہاں جمع ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس رات ایک جھاڑی سے نکل کر گزرتے ہوئے دوسری جھاڑی کی طرف چلا۔ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس پر چھا گئے۔ وہ جس کے لیے دعا کرتا وہ شفا پاتا۔ لوگوں نے اس کے پاس پہنچنے میں مجھ سے سبقت کی۔ اس لیے میں اس تک نہ پہنچ سکا۔ حتیٰ کہ وہ اس جھاڑی میں چلا گیا۔ جس میں وہ جانا چاہتا تھا۔ صرف اس کا مونڈھا باہر تھا۔ کہا کہ میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے کہا یہ کون ہے اور میری جانب متوجہ

Marfat.com

ہوا تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحمت کرے مجھے طریقۂ حنیفیہ دین ابراہیمی سے آگاہ کیجئے۔ اس نے کہا کہ تم ایسی بات پوچھتے ہو جس کو آج کوئی نہیں پوچھتا۔ حرم والوں میں سے ایک نبی اس دین پر مبعوث ہوگا جس کا زمانہ تم سے قریب ہوگیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ وہ تمھیں اس پر چلائے گا۔
۲۴۲ کہا کہ پھر وہ شخص اندر چلا گیا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر سلمان سے فرمایا

لَئِنْ كُنْتَ صَدَقْتَنِي يَا سَلْمَانُ لَقَدْ لَقِيتَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔

اے سلمان! اگر تم نے مجھ
نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کی

ان چار شخصوں کا بیان جو بتوں کی پوجا چھوڑ کر تلاش ادیان میں اِدھر اُدھر چلے گئے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش ایک روز اپنی ایک عید میں اپنے بتوں میں سے ایک بت کے پاس جمع ہوئے جس کی وہ تعظیم کرتے، اس کے لیے قربانیاں کرتے، اس کے پاس معتکف رہتے اور اس کے گرد گھومتے تھے۔ ان کی یہ عید ہر سال ایک روز ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں میں سے چار شخصوں نے تنہائی میں گفتگو کی۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ سچائی (کا عہد) کرو اور اپنے آپس کے معاملوں کو دوسروں سے چھپاؤ۔ سبھوں نے کہا اچھا۔ یہ لوگ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی اور عبید اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دُودان بن اسد بن خزیمہ جس کی

Marfat.com

ماں امیہ بنت عبدالمطلب تھی اور عثمان بن الحویرث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح[1] بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی تھے۔ انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ علم حاصل کرو۔ اللہ کی قسم تمھاری قوم کسی ٹھیک راستے پر نہیں ہے۔ وہ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو بھول چکے ہیں۔ پتھر کیا چیز ہے جس پر نجاست ڈالی جاتی ہے۔ نہ وہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ نقصان دیتا نہ نفع پہنچاتا ہے۔ لوگو اپنے اپنے لیے کوئی دین ڈھونڈو۔ کیونکہ اللہ کی قسم تم کسی صحیح طریقے پر نہیں ہو۔ ملکوں میں طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم کی تلاش میں پھیل جاؤ۔ پس ورقہ بن نوفل ۳
نے تو نصرانیت میں استحکام اختیار کیا۔ اور علماء سے علوم کتبیہ حاصل کرنے میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اہل کتاب کے علوم کا بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ اور عبیداللہ بن جحش شک کی اسی حالت پر جس پر وہ تھا قایم رہا یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا اور مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ایسی حالت میں ہجرت کی کہ اس کے ساتھ اس کی مسلمہ بیوی ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ بھی تھیں۔ پھر جب وہ وہاں پہنچا تو نصرانیت اختیار کر کے اسلام سے الگ ہو گیا۔ اور وہیں نصرانیت ہی کی حالت میں مر گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ عبیداللہ بن جحش جب نصرانی ہو گیا تو اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس سے گزرتا جو وہیں سرزمین حبشہ میں تھے۔ تو وہ اس سے کہتے۔

فَقَّحْنَا وَصَأْصَأْتُمْ

ہم نے تو آنکھیں کھول دیں اور تم ابھی چوندھیائے ہوئے ہو۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (ب ج) میں ریاح یائے تحتانیہ سے ہے اور (د) میں ریاح بائے موحدہ سے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

یعنی ہم نے تو بینائی حاصل کر لی اور تم بینائی کو ٹٹول رہے ہو۔ اور اب تک تم نے اس کو نہیں دیکھا۔ اور یہ الفاظ اس لیے کہے گئے کہ کتے کا بچہ جب آنکھیں کھولنا چاہتا ہے تو وہ دیکھنے کے لیے آنکھیں نیم باز کرتا ہے۔ (اور اسی حرکت کو صاد صاد کہتے ہیں) اور فقح کے معنی فتح کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان ابن حرب کو اس کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقد میں لے لیا۔ ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ ضمیری کو روانہ فرمایا تو نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام انھیں دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا عقد کرا دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس نے انھیں چار سو دینار مہر کے دئیے۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبدالملک بن مروان کا عورتوں کے مہر کی حد بندی کے لیے چار سو دینار مقرر کرنا اسی سبب سے تھا۔ اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان (ام حبیبہ) کا مالک بنایا وہ خالد بن سعید بن العاص تھے۔ (یعنی خالد کی ولایت یا وکالت سے ان کا عقد سرانجام پایا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن الحویرث شاہ روم کے پاس چلا گیا اور نصرانیت اختیار کر لی اور اس کے پاس اس کی بڑی قدر منزلت ہوئی۔

ابن ہشام نے کہا عثمان بن الحویرث کی قیصر کے پاس (رہنے یا قدر منزلت حاصل کرنے کے متعلق) ایک قصہ ہے جس کے بیان کرنے سے مجھے اسی بات نے روک دیا جس کا ذکر میں نے جنگ فجار کے بیان میں کر دیا ہے۔

۴۴۴ ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن عمرو بن نفیل نے توقف کیا تھا۔ نہ یہودیت اختیار کی (اور) نہ نصرانیت۔ انھوں نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا۔ بتوں، مردار خون اور ان ذبیحہ جانوروں سے علیحدگی اختیار

Marfat.com

کر رکھی تھی جو بتوں کے پاس ذبح کیے جاتے تھے۔ اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے روکتے تھے وہ کہتے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ ان کی قوم نے ان سے کھلم کھلا مخالفت اس وجہ سے کی کہ وہ ان حالات کی عیب جوئی کرتے تھے جس حالت پر ان کی قوم تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے ہشام بن عمرو نے انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بہت بڑھاپے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اپنی پیٹھ کو کعبہ کا سہارا دئے ہوئے کہتے تھے۔ اے گروہِ قریش اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں زید بن عمرو کی جان ہے۔ آج میرے سوا تم میں کا کوئی شخص دین ابراہیم پر نہیں رہا ہے۔ پھر وہ کہتے یا اللہ اگر میں جانتا کہ کونسا طریقہ تجھے زیادہ پسندیدہ ہے تو اسی طریقے کے موافق میں تیری پرستش کرتا۔ لیکن مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر اپنی ہتھیلیوں پر سجدہ کرتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کا بیٹا سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل اور عمر بن الخطاب جو ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ زید ابن عمر کے لئے آپ دعائے مغفرت فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا نَعَمْ فَاِنَّهٗ یُبْعَثُ اُمَّةً وَاحِدَةً ہاں (اس کے لئے دعا کیجائے گی) کیونکہ وہی ایک تو اچھی حالت پر (یا ایسی حالت میں جو اکیلا ایک امت کے برابر ہو) زندہ کیا جائیگا۔ زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے اور اس دین کے ترک کرنے سے جو تکلیفیں ان کے ہاتھوں اٹھائیں اس کے متعلق کہتا ہے۔

أَرَبًّا وَاحِدًا أَمْ أَلْفَ رَبٍّ ۔۔۔ أَدِينُ إِذَا تَقَسَّمَتِ الْأُمُورُ

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جب حکومتیں تقسیم ہوگئیں تو میں ایک ہزار ارباب
کی پرستش کروں یا ایک پروردگار کی۔

عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیعاً كَذَٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُورُ

میں نے لات اور عزیٰ سب کو چھوڑ دیا۔ قوت والا
اور مستقل مزاج شخص ایسا ہی کرتا ہے۔

فَلَا عُزَّیٰ أَدِینُ وَلَا ابْنَتَیْهَا وَلَا صَنَمَیْ بَنِی عَمْرٍو أَزُورُ

پس میں نہ عزیٰ کی پوجا کرتا ہوں نہ اس کے دونوں
بیٹیوں کی اور نہ میں بنی عمرو کے دونوں بتوں کی زیارت
کرتا ہوں۔

وَلَا غَنْمًا أَدِینُ وَكَانَ رَبًّا لَنَا فِی الدَّهْرِ إِذْ حِلْمِی یَسِیرُ

اور نہ غَنْم (نامی بت) کی پوجا کرتا ہوں جو اس
زمانے میں ہمارا پروردگار (سمجھا جاتا) تھا جبکہ میری عقل
کم تھی۔

عَجِبْتُ وَفِی اللَّیَالِی مُعْجَبَاتٌ وَفِی الْأَیَّامِ یَعْرِفُهَا الْبَصِیرُ

مجھے تعجب ہوا۔ اور دیکھو تو دن رات میں بہت سی
حیرت انگیز چیزیں ہیں جن کو آنکھ والا ہی پہچانتا ہے۔

بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْنَیٰ رِجَالًا كَثِیرًا كَانَ شَأْنُهُمُ الْفُجُورُ

کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے لوگوں کو فنا کر ڈالا
جن کی حالت سرتاپا نافرمانی تھی۔

وَأَبْقَیٰ آخَرِینَ بِبَرِّ قَوْمٍ فَیَرْبِلُ مِنْهُمُ الطِّفْلُ الصَّغِیرِ

Marfat.com

۲۲۵ اور دوسرے بہتوں کو بعضوں کی نیکی کے سبب سے
باقی رکھا کہ ان میں کے چھوٹے چھوٹے بچے نشو ونما پاتے
اور تعداد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وَبَيْنَا الْمَرْءُ يَعْثُرُ[1] ثَابَ يَوْمًا كَمَا يَتَرَوَّحُ الْغُصْنُ الْمُطِيرُ

اور ایسے حال میں کہ آدمی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے
کسی دن اس کی حالت ایسی درست ہو جاتی ہے۔ جیسے
بارش سے سرسبز و شاداب ٹہنی۔

وَلٰكِنْ أَعْبُدُ الرَّحْمٰنَ رَبِّي لِيَغْفِرَ ذَنْبِيَ الرَّبُّ الْغَفُورُ

لیکن میں تو اپنے پروردگار رحمن کی عبادت کرتا ہوں
تاکہ میرا ڈھانک لینے والا پروردگار میرے گناہ کو ڈھانک لے۔

فَتَقْوَى اللّٰهِ رَبِّكُمْ أَحْفَظُوهَا مَتَى مَا تَحْفَظُوهَا لَا تَبُورُ

پس اے لوگو تم اپنے پروردگار کے تقوے کی
حفاظت کرو جب تم اس کی حفاظت کرو گے تو وہ رائے گاں
نہ جائے گا۔

تَرَى الْأَبْرَارَ دَارُهُمْ جِنَانٌ وَلِلْكُفَّارِ حَامِيَةٌ سَعِيرُ

تو دیکھ لیگا کہ نیکوں کا گھر جنت ہے۔ اور کافروں
کے لیے گرم بھڑکتی ہوئی آگ۔

---

[1] ۔ (الف) میں یفتر یعنی اس حال میں کہ آدمی سست و کاہل ہوتا ہے
پھر درست ہو جاتا ہے۔ اگر اس مصرع میں ثاب کے بجائے تاب تائے مثناۃ فوقانیہ سے
ہوتا تو معنی زیادہ بہتر ہو جاتے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

وَخِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ وَإِنْ يَمُوتُوا يُلَاقُوا مَا تَضِيقُ بِهِ الصُّدُورُ

اور زندگی میں رسوائی۔ اور اگر وہ مر گئے تو
ایسی حالت سے دوچار ہوں گے جس سے دل تنگ ہو جائیں گے۔

اور زید بن عمرو بن نفیل نے یہ بھی ابیات کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت کی یہ بیتیں اسی کے قصیدے کی ہیں۔ بجز پہلی دو بیتوں اور پانچویں بیت اور آخری بیت کے دوسرے مصرع کے۔ کیونکہ اس کی روایت ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں سے (کی گئی) ہے۔

إِلَى اللهِ أُهْدِي مِدْحَتِي وَثَنَائِيَا وَقَوْلًا رَصِينًا لَا يَنِي الدَّهْرَ بَاقِيَا

اللہ تعالیٰ کی جناب میں میں اپنی مدح وثنا اور ایک
ایسی محکم بات کا ہدیہ پیش کرتا ہوں جو باقی زمانہ یعنی ابد تک
کمزور نہ ہو۔

إِلَى الْمَلِكِ الْأَعْلَى الَّذِي لَيْسَ فَوْقَهُ إِلٰهٌ وَلَا رَبٌّ يَكُونُ مُدَانِيَا

اس شہنشاہ اعظم کی جناب میں جس کے اوپر کوئی
معبود نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ایسا رب ہے جو اس کے قریب
قریب یعنی اس کی سی صفتیں رکھنے والا ہو۔

أَلَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِيَّاكَ وَالرَّدَى فَإِنَّكَ لَا تُخْفِي مِنَ اللهِ خَافِيَا

خبردار اے انسان اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا۔
کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی بھید بھی چھپا نہیں سکتا۔

وَإِيَّاكَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللهِ غَيْرَهُ فَإِنَّ سَبِيلَ الرُّشْدِ أَصْبَحَ بَادِيَا

Marfat.com

(اے انسان) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک
کرنے سے اپنے کو بچا کہ سیدھی راہ تو نمایاں ہو چکی ہے

حَنَانَيْكَ إِنَّ الْجِنَّ كَانَتْ رَجَاءَهُمْ وَأَنْتَ إِلٰهِي رَبُّنَا وَرَجَائِيَا

اے میرے معبود میں تیرے الطاف وکرم کا طالب
ہوں دوسرے لوگوں کے لیے تو جن امید ورجا کے مرجع بنے
ہوئے ہیں اور ہم سب کا پالنے والا اور میری امید ورجا کا
مرجع تو تو ہی ہے۔

رَضِيتُ بِكَ اللّٰهُمَّ رَبًّا فَلَنْ أَرَى أَدِينُ إِلٰهًا غَيْرَكَ اللّٰهُ ثَانِيَا

یا اللہ میں تیری ربوبیت سے راضی ہوں۔ تیرے
سوا کسی دوسرے معبود کو پرستش کے لائق کبھی نہ سمجھوں گا۔

وَأَنْتَ الَّذِي مِنْ فَضْلِ مَنٍّ وَرَحْمَةٍ بَعَثْتَ إِلَى مُوسَى رَسُولًا مُنَادِيَا

تو ہی وہ ذات ہے جس نے (اپنے) بے انتہا احسان
ومہربانی سے موسیٰ (علیہ السلام) کی جانب (رشد وہدایت
کی) منادی کرنے والے پیامبر (حامل وحی فرشتہ) کو بھیجا۔

فَقُلْتَ لَهُ يَا اذْهَبْ وَهٰرُونَ فَادْعُوَا إِلَى اللّٰهِ فِرْعَوْنَ الَّذِي كَانَ طَاغِيَا

اور تو نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ تم ہارون کو ساتھ
لے کر جاؤ اور اُس فرعون کو جو سرکش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ

وَقُولَا لَهُ أَأَنْتَ سَوَّيْتَ هٰذِهِ بِلَا وَتِدٍ حَتَّى اطْمَأَنَّتْ كَمَا هِيَا

اور تم دونوں اس سے دریافت کرو کہ کیا تو نے
اس (زمین) کو بغیر کسی میخ کے قائم رکھا کہ وہ اس حالت پر برقرار

Marfat.com

ہو گئی جیسی کہ وہ (اب تمھیں نظر آ رہی) ہے۔

وَقُولَا لَهُ أَأَنْتَ رَفَّعْتَ هٰذِهِ بِلَا عَمَدٍ أَرْفِقْ إِذًا بِكَ بَانِيَا

اور تم دونوں اس سے پوچھو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کو بے کھمبوں کے اونچا کر دیا ہے۔ (اگر ایسا ہی ہے) تو تو بڑا نازک کاریگر ہے۔

وَقُولَا لَهُ أَأَنْتَ سَوَّيْتَ وَسْطَهَا مُنِيرًا إِذَا مَا جَنَّهُ اللَّيْلُ هَادِيَا

اور اس سے سوال کرو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کے بیچ میں روشن (چاند) بنایا ہے کہ جب اس پر رات چھا جاتی ہے تو وہ رہنمائی کرتا ہے۔

وَقُولَا لَهُ مَنْ يُرْسِلُ الشَّمْسَ غُدْوَةً فَيُصْبِحَ مَا مَسَّتْ مِنَ الْأَرْضِ صَالِيَا

اور اس سے کہو کہ صبح سویرے اس آفتاب کو کون بھیجتا ہے جس سے زمین کے جس حصے تک روشنی پہنچتی ہے وہ روشن ہو جاتا ہے۔

وَقُولَا لَهُ مَنْ يُنْبِتُ الْحَبَّ فِي الثَّرَى فَيُصْبِحَ مِنْهُ الْبَقْلُ يَهْتَزُّ رَابِيَا

اور اس سے کہو دانے کو گیلی مٹی میں کون اُگاتا ہے کہ اس سے ساگ پات لہلہاتی ہوئی اُبھر آتی ہے۔

وَيُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهُ فِي رُؤُوسِهِ وَفِي ذَاكَ آيَاتٌ لِمَنْ كَانَ وَاعِيَا

اور ان ترکاریوں میں سے ان کے سروں پر اس کے بیج نکل آتے ہیں۔ غور کرنے والے کے لیے ان چیزوں میں (ہزاروں) نشانیاں ہیں۔

Marfat.com

وَأَنْتَ بِفَضْلٍ مِنْكَ نَجَّيْتَ يُونُسًا وَقَدْ بَاتَ فِي أَضْعَافِ حُوتٍ لَيَالِيَا

اور تو نے ہی اپنی مہربانی سے یونسؑ کو بچا لیا۔
حالانکہ انھوں نے مچھلی کے (پیٹ میں) بہت سے پردوں کے
اندر کئی راتیں بسر کیں۔

وَإِنِّي لَوَ سَبَّحْتُ بِاسْمِكَ رَبَّنَا لَأَكْثَرَ إِلَّا مَا غَفَرْتَ خَطَائِيَا

اے ہمارے پروردگار اگرچہ میں نے تیرے نام کی
تسبیح کی (تیری عبادت کرتا رہا)۔ مگر بہت ہی خطا کار ہوں۔
(مجھے اپنے اعمال کے لحاظ سے بخشش کی امید نہیں) مگر یہ کہ
تو (اپنے فضل و کرم سے) بخش دے۔

فَرَبَّ الْعِبَادِ أَلْقِ سَيْبًا وَرَحْمَةً عَلَيَّ وَبَارِكْ فِي بَنِيَّ وَمَالِيَا ۴۷

اے بندوں کے پالنے والے مجھ پر رحمت کا مینھ
برسا اور میری اولاد اور میرے مال میں برکت دے۔

اور زید بن عمرو نے اپنی عورت صَفِیّہ بنت الحَضْرَمی پر غصہ ہوتے ہوئے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الحَضْرَمی کا نام عبداللہ بن عَبّاد بن اکبر[1] تھا جو بنی صدف میں کا ایک شخص تھا اور الصَّدَف کا نام عمرو بن مالک تھا جو بنی السَّکُون بن اَشْرَس بن کِنْدِی میں کا ایک شخص تھا کہا جاتا ہے کہ کِنْدَة بن ثور بن مُرتِع بن عُفَیر بن عدی بن الحارث بن المرة بن اد د بن زید بن مہیع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مرتع بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا۔

[1] (ب خ و) میں بن اکبر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن عمرؓ نے مکہ سے نکل جانے کا (اس لیے) ارادہ کر لیا تھا۔ کہ طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں مسافروں کی طرح گھومتا رہے۔ اور صفیہ بنت الحضرمیہ کی یہ حالت تھی کہ جب اس کو دیکھتی کہ سفر کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور نکلنے کے لیے تیار ہو گیا ہے تو الخطاب بن نفیل کو اس کی اطلاع کر دیتی۔ اور الخطاب بن نفیل اس کا چچا بھی تھا اور مادری بھائی بھی۔ اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے پر وہ اسے ہمیشہ لتاڑا کرتا اور الخطاب نے صفیہ کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا اور کہدیا تھا کہ جب تو اسے اس کام کا ارادہ کرتے دیکھے تو مجھے اس کی اطلاع کر دیا کر۔ تو اس وقت زید بن عمرو نے یہ بیتیں کہیں۔

لَا تَحْبِسِينِي فِي الْهُوَا نِ صَفِيَّ مَا دَأْبِي وَدَأْبُهْ

اے صفیہ مجھے ذلت میں نہ روک رکھ میری حالت
کو اس کی حالت سے کیا نسبت ہے۔

إِنِّيَ إِذَا خِفْتُ الْهُوَا نَ مُشَيَّعٌ ذُلُلٌ رِكَابُهْ

مجھے کسی ذلت کا خوف ہو تو میں (اس کا) پیچھا کرنیوالا
ہوں اور اس کے لیے سواریاں (مجھے) آسانی سے ملجانے والی
موجود ہیں۔

دُعْمُوصُ أَبْوَابِ الْمُلُو كِ وَجَابُ لِلْخَرْقِ نَابُهْ

میں بادشاہوں کے دروازوں کا کیڑا ہوں اور
وسیع میدانوں کی مسافت طے کرنے والی اونٹنیاں موجود ہیں۔

قَطَّاعُ أَسْبَابٍ تَنَا لُ بِغَيْرِ أَقْرَانٍ صِعَابُهْ

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

میں راستوں کا ایسا قلع کرنے والا ہوں کہ دشوار گزار
راہیں بھی بغیر کسی ساتھی کے (میرے لیے) آسان ہو جاتی ہیں

وَإِنَّمَا أَخَذَ ٱلْهَوَا نُ ٱلْعَيْرِ إِذْ يُوهَى إِهَابُهْ

ذلت تو صرف گدھے کو اپنی گرفت میں رکھ سکتی
ہے جبکہ اس کی جلد بدن (اس کو) کمزور کر دیتی ہے۔

وَيَقُولُ إِنِّي لَا أَذِ لُّ بِصَكِّ جَنْبَيْهِ صِلَابُهْ

اور وہ کہتا ہے کہ میں سخت افراد کے خم
ٹھونکنے (اور مقابلہ پر آنے) پر بھی اطاعت قبول نہیں کرتا۔

وَأَخِي ٱبْنُ أُمِّي ثُمَّ عَمِّ ي لَا يُوَا تِينِي خِطَابُهْ

اس کی بات مجھ سے موافقت نہیں کرتی حالانکہ
وہ میری ماں کا بیٹا (مادری بھائی) بھی ہے اور میرا
چچا بھی۔

وَإِذَا يُعَا تِبُنِي بِسُو ءٍ قُلْتُ أَعْيَانِي جَوَابُهْ

اور جب وہ بری طرح مجھ پر غصہ ہوتا ہے تو
میں کہتا ہوں کہ اس کے جواب نے مجھے عاجز کر دیا ہے
یعنی میں اس کا جواب نہیں دیتا۔

ولو اشاءُ لقلت ما عندی مفاتحه وبابه

اور اگر میں چاہوں تو (اس کے جواب میں)
ایسی ایسی باتیں کہوں کہ جس کی کنجیاں اور دروازے
میرے (ہی) پاس ہیں یعنی ان باتوں تک کسی کی بھی رسائی نہیں

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا۔ زید بن عمرو بن نفیل کے بعض گھر والوں سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ زید جب مسجد کے اندر کعبہ کے سامنے جاتا تو کہتا۔

لَبَّیْکَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا عُذْتُ بِمَا عَاذَ بِهٖ اِبْرَاهِیْمُ مستقبل الکعبة

عجز وانکسار کے ساتھ حاضری غلامانہ ذلت کے ساتھ
حاضری واقعی تیرے ہی دربار کی حاضری ہے میں اس ذات کی پناہ کا طالب ہوں جس کی پناہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ابراہیم نے طلب کی تھی۔
اور وہ کھڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

أَنْفِی لَکَ اللّٰهُمَّ عَانٍ رَاغِمُ مَهْمَا تُجَشِّمْنِی فَإِنِّیْ جَاشِمُ

یا اللہ میری ناک تیرے لیے ذلت کے ساتھ مٹی کو رگڑ رہی ہے۔ (میں تیرے سامنے سربسجدہ ہوں) جو جو تکلیفیں تو مجھ پر ڈالے میں ان کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

اَلْبِرَّ أَبْغِیْ لَا الْخَالَ لَیْسَ مُهَجَّرٌ کَمَنْ قَالَ

میں نیکی کا طلبگار رہوں تکبر کا نہیں۔ وطن کا چھوڑنے والا دوپہر میں آرام سے سونے والے کا سا نہیں۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔

اَلْبِرَّ أَبْقَی لَا الْخَالَ لَیْسَ مُهَجَّرٌ کَمَنْ قَالَ

میں نیکی کو باقی رکھنے والا ہوں تکبر کو نہیں الخ

کہا (ابن ہشام نے) کہ الفاظ "مستقبل الکعبۃ" کعبہ کی جانب منہ کیا ہوا" کی روایت بعض اہل علم نے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا ۔ زید بن عمرو بن نفیل نے (یہ بھی) کہا ہے۔

وَأَسْلَمْتُ وَجْهِي لِمَنْ أَسْلَمَتْ ۔۔۔ لَهُ الْأَرْضُ تَحْمِلُ صَخْرًا ثِقَالَا

میں نے اپنی گردن اس ذات کے آگے جھکا دی
جس کے آگے بھاری چٹانوں کو اٹھانے والی زمین نے
سر خم کیا۔

دَحَاهَا فَلَمَّا رَآهَا اسْتَوَتْ ۔۔۔ عَلَى الْمَاءِ أَرْسَى عَلَيْهَا الْجِبَالَا

اس نے اس زمین کو بچھا دیا اور جب دیکھا کہ
وہ پانی پر ٹھیک طور پر استوار ہو گئی تو اس نے اس پر
پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے۔

وَأَسْلَمْتُ وَجْهِي لِمَنْ أَسْلَمَتْ ۔۔۔ لَهُ الْمُزْنُ تَحْمِلُ عَذْبًا زُلَالَا

میں نے اس ذات کے آگے اپنا سر جھکا دیا جس کے
آگے صاف میٹھا پانی اٹھانے والے بادلوں نے اپنی
گردنیں جھکا دیں۔

إِذَا هِيَ سِيقَتْ إِلَى بَلْدَةٍ ۔۔۔ أَطَاعَتْ فَصَبَّتْ عَلَيْهَا سِجَالَا

جب وہ (بادل) کسی سرزمین کی طرف ہانکے گئے تو انھوں
نے اطاعت کی اور اس پر (ان گنت) ڈول انڈیل دیئے۔

الخطاب نے زید کو بہت تکلیف دی یہاں تک کہ ان کو مکہ کی سطح مرتفع کی جانب شہر بدر کر دیا وہ مکہ کے مقابل حِرَاء میں اتر پڑے اور خطاب نے ان کے پیچھے قریش کے نوجوانوں اور جاہلوں کو لگا دیا

Marfat.com

اور ان سے کہدیا کہ اس کو مکہ میں داخل ہونے نہ دو۔ پس وہ مکہ میں چوری چھپے کے سوا داخل نہ ہوتے اور جب ان میں سے کسی کو اس کی خبر ہوتی تو وہ الخطاب کو خبر کر دیتے اور وہ سب مل کر انھیں وہاں سے نکال دیتے اور انھیں تکلیفیں پہنچاتے کہ کہیں وہ ان کا دین نہ بگاڑ دیں اور کہیں ان میں سے کوئی الگ ہو کر ان کا پیرو نہ ہو جائے۔ کعبۃ اللہ کی عظمت و حرمت بیان کرتے ہوئے اپنی قوم کے ان لوگوں کے خلاف جنھوں نے اس کی حرمت کا پاس نہیں کیا تھا انھوں نے کہا۔

لَاهُمَّ إِنِّي مُحْرِمٌ لَا حِلَّهْ وَإِنَّ بَيْتِي أَوْسَطَ الْمَحِلَّهْ

عِنْدَ الصَّفَا لَيْسَ بِذِي مَضَلَّهْ

یا اللہ میں حرم کو حرم سمجھنے والا ہوں، اس کی حرمت توڑنے والا نہیں ہوں میرا گھر محلہ کے بیچ میں صفا کے پاس ہے۔ گمراہ کن مقام نہیں ہے۔

پھر وہ دین ابراہیم علیہ السلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ رہبان، احبار، علما اور نصاریٰ کے مشائخوں سے پوچھتے ہوئے موصل اور الجزیرہ تک پہنچ گئے۔ پھر آکر شام کے تمام مقاموں میں دوڑ دھوپ کی یہاں تک کہ سرزمین بلقاء کے مقام میفعہ میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ جس کے پاس ان کے دعوے کے لحاظ سے نصرانیوں کا انتہائی علم تھا۔ اس سے انھوں نے ابراہیمی دین کے طریقۂ حنفیہ کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے کہا تم ایسے دین کی تلاش میں ہو جس پر چلانے والا تم کو آج کل کوئی نہیں ملے گا لیکن ایک نبی کا زمانہ قریب آچکا ہے جس کا ظہور تمھارے انھیں شہروں میں ہوگا جن سے تم نکل آئے ہو۔ وہ دین ابراہیم حنیفیہ پر مبعوث ہوگا۔ پس تم انھیں شہروں میں جا بسو۔ کیونکہ وہ اب مبعوث ہونے کو ہے۔ یہی اس کا زمانہ ہے۔

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور وہ یہودیت اور نصرانیت کا اندازہ تو کر ہی چکے تھے۔ اور ان میں سے کوئی بھی انھیں پسند نہ آیا تھا۔ اس لیے وہ وہاں سے فوراً مکہ کے ارادے سے نکلے۔ جب اس راہب نے ان سے مذکورہ باتیں کیں۔ اور جب وہ بنی نجم کی بستیوں میں پہنچے تو ان لوگوں نے حملہ کر کے انھیں قتل کر ڈالا ورقہ بن نوفل بن اسعد فان کا مرثیہ کہا۔

رَشِدْتَ وَاَنْعَمْتَ اَبْنَ عَمْرٍو وَاِنَّمَا تَجَنَّبْتَ تَنُّوْرًا مِنَ النَّارِ حَامِيَا

اے ابن عمرو تو نے سیدھی راہ اختیار کی اور بے راہ
تو نے بڑے سوچ بچار کے بعد اختیار کی اور تو بھڑکتی ہوئی
آگ کے تنور سے بچ گیا۔

بِدِيْنِكَ رَبًّا لَيْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهٖ وَتَرْكِكَ اَوْثَانَ الطَّوَاغِيْ كَمَا هِيَا

تیرے اس پروردگار کا دین اختیار کرنے کے سبب
سے جس کا کوئی مثل نہیں، اور سرکشوں کی مورتوں کو ان کی
اسی (ذلیل) حالت پر چھوڑ دینے کے سبب سے جس حالت
میں کہ وہ تھیں، تو نے نجات پائی۔

وَاِدْرَاكِكَ الدِّيْنَ الَّذِيْ قَدْ طَلَبْتَهٗ وَلَمْ تَكُ عَنْ تَوْحِيْدِ رَبِّكَ سَاهِيَا

جس کی تو تلاش میں تھا اوس دین کو پا لینے کے
سبب سے اور اس سبب سے کہ تو اپنے رب کی توحید
کو بھولنے والا نہ تھا۔

فَاَصْبَحْتَ فِيْ دَارٍ كَرِيْمٍ مُقَامُهَا تُعَلِّلُ فِيْهَا بِالْكَرَامَةِ لَاهِيَا

پس تو ایسے گھر میں جا پہنچا جہاں کا رہنا عزت
ہے۔ جہاں اعزاز کے ساتھ تمام چیزوں سے بے فکر ہو کر

Marfat.com

(اپنی کوششوں کا) پھل پاتا رہے گا۔

تُلَاقِي خَلِيلَ اللّٰهِ فِيهَا وَلَمْ تَكُنْ مِنَ النَّاسِ جَبَّارًا إِلَى النَّارِ هَادِيَا

تو وہاں خلیل اللہ سے ملاقات کرے گا تو سرکش
لوگوں اور آگ میں گرنے والوں میں سے نہ تھا۔

وَقَدْ تُدْرِكُ الْإِنْسَانَ رَحْمَةُ رَبِّهِ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ الْأَرْضِ سَبْعِينَ وَادِيَا

اگرچہ انسان ستر وادیوں کی گہرائی میں زمین کے نیچے ہو
پھر بھی پروردگار کی رحمت اس تک پہنچ جاتی ہے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) پہلی دو بیتیں امیہ بن ابی الصلت کے قصیدے میں بھی روایت کی گئی ہیں۔ آخر کی بیت بھی اسی کے قصیدے کی ہے اور اوثان الطواغی جس بیت میں ہے اس کی روایت ابن اسحٰق سے نہیں بلکہ دوسروں سے ہے۔

انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبریں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے یہ خبر بھی ہے کہ عیسٰی بن مریم علیہ السلام نے انجیل[1] میں اہل انجیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ یہ صفت بیان فرمائی ہے، جس کو یحنس عاری نے ان کے لیے انجیل لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عیسٰی بن مریم علیہ السلام کا اہل انجیل سے یہ عہد لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے پروردگار سے دشمنی کی۔ اور اگر میں ان کے سامنے ایسے کام نہ کرتا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کئے۔ تو ان کی کچھ خطا نہ ہوتی لیکن وہ آج سے اترانے لگے ہیں۔ اور انھوں نے

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

سمجھ لیا ہے کہ وہ مجھ پر اور پروردگار پر بھی غلبہ حاصل کر لیں گے لیکن وہ بات جو ناموس (الٰہی) میں ہے اس کا پورا ہونا ضروری ہے کہ انھوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا۔ پس کاش منحمنا آ گئے ہوتے جن کو اللہ تمھاری طرف (اپنی) پاک[1] روح (مرتبہ) ربوبیت سے بھیجیگا۔ یہ وہ ہوگا جو رب کے پاس سے نکلا اور میرا گواہ ہے۔ اور تم بھی (میرے گواہ ہو) کیونکہ تم قدیم سے میرے ساتھ رہے ہو۔ میں نے تم سے یہ بات کہدی ہے کہ تم شک نہ کرو یا (عدم تبلیغ کی) تمھیں شکایت نہ رہے۔

اور منحمنا سریانی زبان میں محمد (کا ہم معنی) ہے اور رومی زبان میں برقلیطس کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(اس عہد کا ذکر جو اللہ عزوجل نے اپنے رسول کے متعلق تمام انبیا صلی اللہ علیہم اجمعین سے لیا)۔

(زہری نے) کہا کہ ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق مطلبی سے روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپکو عالم کیلئے رحمت اور تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی سے جس کو آپ سے پہلے مبعوث فرمایا۔ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے اور آپ کے مخالفوں کے مقابل آپ کی امداد کرنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ اور ان سے یہ بھی وعدہ لیا تھا کہ ان پر جو لوگ ایمان لائیں اور ان کی ۲۵۲

---

[1] (ب ج د) میں روح القدس ہے اور الف میں روح القسط ہے یعنی انصاف کی روح۔ (احمد محمودی)

[2] خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تصدیق کریں ان تک بھی یہ بات پہنچا دیں ۔ چنانچہ آپ کے متعلق اس بارے میں ان پر جو حق تھا انھوں نے پہنچا دیا ۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي (أَيْ ثِقْلِي) قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۔

(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے انبیا سے پکا وعدہ لیا (اور ان الفاظ میں حکم دیا کہ اب جو میں نے تم کو جو کتاب و حکمت دی ہے (تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ) پھر تمھارے پاس کوئی رسول اس چیز کی تصدیق کرنے والا جو تمھارے ساتھ ہے آئے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے ۔ اور ضرور اس کی مدد کرو گے ۔ پھر فرمایا کیا تم نے اس کو تسلیم کیا اور میرا عہد (یا میرے عہد کا بار اٹھایا) قبول کر لیا ۔ انھوں نے کہا ہم نے تسلیم کیا ۔ فرمایا تو گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ۔

غرض اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ کی تصدیق اور آپ کے مخالفوں کے مقابلے میں آپ کی امداد کا عہد لیا اور انھوں نے

Marfat.com

اس عہد کو ان لوگوں تک پہنچا دیا جو ان دونوں کتاب والوں (یعنی اہل انجیل اور اہل توریت) میں سے ان انبیا پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی تھی

ان سچے خوابوں کا بیان جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتدا ہوئی

ابن اسحٰق نے کہا کہ زہری نے عروۃ بن زبیر کی روایت کا ذکر کیا ہے جس کو انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ام المومنین نے ان سے بیان کیا کہ پہلی چیز جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی (رسالت کی) ابتدا کی گئی وہ سچے خواب تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزرگی (کا اظہار) اور آپ کے ذریعے بندوں پر رحمت نازل کرنی چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں جو خواب دیکھتے وہ صبح صادق کی طرح ظاہر ہوتے۔ ام المومنین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تنہائی آپ کے لیے محبوب بنا دی تھی اور کوئی چیز آپ کو تنہائی میں رہنے سے زیادہ پسندیدہ نہ رہی تھی۔

پتھروں اور درختوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان

ف۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

ابن العلاء بن جاریۃ الثقفی نے جو خوب یاد رکھنے والے تھے، بعض اہل علم سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لیے نکلتے تو دور چلے جاتے۔ یہاں تک کہ بستی سے آپ دور ہو جاتے اور مکہ کی گھاٹیوں اور وادیوں کے اندر پہنچ جاتے اور جس پتھر اور درخت کے پاس سے آپ گذرتے وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دہنے بائیں اور پیچھے توجہ فرماتے۔ درختوں اور پتھروں کے سوا کسی کو نہ دیکھتے (غرض اس حالت پر آپ) اتنی مدت تک رہے جس مدت تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر رمضان کے مہینے میں بمقام حراء جبریل آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آپ کے اعزاز واکرام کی وہ عظمت وہ شان والی چیز لائے جس کو سب جانتے ہیں۔ ۲۵۱

جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے آل زبیر کے غلام وہب بن کیسان نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن الزبیر کو کہتے سنا وہ عبید بن عمیر بن قتادہ اللیثی سے کہتے تھے کہ اے عبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبرئیل علیہ السلام آئے تو نبوت کی ابتدا کا ظہور کس طرح ہوا۔ راوی نے کہا کہ میں موجود تھا۔ تو عبید نے عبد اللہ بن زبیر اور ان لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک مہینہ حراء

لہ ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

میں اعتکاف[1] کیا کرتے تھے ۔ اور یہ (بات) ان (عادتوں) میں سے تھی جس کو جاہلیت میں بھی قریش عبادت کے طور پر (تحنث) کیا کرتے تھے ۔ اور تحنث کے معنی تبرّرٌ (نیکی) کے ہیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو طالب کہتے ہیں ۔

وَثَوْرٍ وَمَنْ أَرْسَى ثَبِيرًا مَكَانَهُ ۔۔۔ وَرَاقٍ لِيَرْقَى فِي حِرَاءٍ وَنَازِلِ ۲۵۴

اور جبلِ ثور کی (پناہ لیتا ہوں) اور اس ذات کی (پناہ لیتا ہوں) جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ لنگر انداز کر دیا اور چڑھنے والے اور اترنے والے کی (پناہ لیتا ہوں) جو کوہ ثبیر سے اس لیے (اترتا ہے) تاکہ کوہ حرا پر چڑھ جائے[2] ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرب تحنث و تحنف دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں اور ان دونوں لفظوں سے ان کی مراد حنیفیہ اختیار کرنا (ہی) ہوتی ہے ۔ وہ فے کو ہے سے بدل دیتے ہیں ۔ جس طرح جدف اور جدث دونوں لفظوں

---

[1] ۔ اصل میں اعتکاف کا لفظ نہیں ہے بلکہ "یجاور" ہے جس کے معنی تقریباً اعتکاف ہی کے ہیں ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی دنیا کے مشغلے چھوڑ کر مسجد میں بیٹھے تو اس کو اعتکاف کہا جاتا ہے ۔ اور مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ بیٹھے تو اسے مجاورۃ کہتے ہیں یعنی اعتکاف کے لیے مسجد کی شرط ہے اور مجاورۃ کے لیے مسجد کی شرط نہیں ۔ چونکہ اردو میں مجاورہ کا لفظ مستعمل نہیں ہے اس لیے میں نے اعتکاف کا لفظ استعمال کیا ہے تاکہ عام فہم ہو ۔ (مترجم از سہیلی)

[2] ۔ مذکورہ بالا شعر کے سمجھانے کے لیے سہیلی نے ابن عبد البر کا یہ بیان لکھا ہے کہ کوہ حرا حرم کے ان پہاڑوں میں ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا تھا کہ یا رسول اللہ آپ میری جانب تشریف لائیے جبکہ آپ کوہ ثبیر پر تھے ۔ اور کوہ ثبیر نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھ پر سے اتر جائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ مجھ پر قتل نہ کر دیے جائیں کہ مجھ پر بھی عذاب ہوگا ۔ (مترجم از سہیلی)

Marfat.com

سے مراد قبر ہوتی ہے۔ رؤبۃ العجاج نے کہا ہے۔

لوکان احجاری مع الاجداف[1]

اگر میرے پتھر قبروں کے ساتھ ہوتے

اجداف سے مراد اجداث ہے جس کے معنی قبریں ہیں۔ یہ بیت اس کے بحر رجز کے قصیدے میں کی ہے اور ابوطالب کی بیت بھی ان کے ایک قصیدے میں کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ اس کے موقع پر کروں گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے کہا کہ عرب ثم کے بجائے قم کہتے ہیں اور ثے کو فے سے بدل دیتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ عبیدہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مہینے ہر سال اعتکاف فرماتے اور جو مسکین آتا اسے کھانا کھلاتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مہینے کا اعتکاف پورا فرلیتے اور لوٹتے تو اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کعبۃ اللہ کا سات بار یا اللہ جس قدر چاہتا طواف فرماتے اس کے بعد اپنے گھر لوٹتے۔ یہاں تک کہ اس سال جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ جب وہ مہینہ آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمانے کا ارادہ فرمایا اور وہ مہینہ رمضان کا تھا تو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعتکاف کے لیے نکلا کرتے تھے حرا کی جانب نکلے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ بھی تھیں۔ یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے سرفراز فرمایا اور اس کے ذریعے بندوں پر رحم فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم

---

[1] ۔ اس مصرع کا قبل اور مابعد کہیں ملا۔ اس لیے اس کا مطلب بھی سمجھ میں نہ آیا۔ [2] ۔ الف میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

لیے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ وَأَنَا نَائِمٌ بِنَمَطٍ مِنْ دِيبَاجٍ فِيهِ كِتَابٌ
میرے پاس جبرئیل اس وقت جب میں سو رہا تھا۔ اور
ایک ریشمی کپڑا لائے جس پر کچھ لکھا تھا۔

فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَقْرَأُ، قَالَ: فَغَتَّنِي بِهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ
ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَقْرَأُ، قَالَ: فَغَتَّنِي بِهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ
ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: قُلْتُ مَاذَا[1] أَقْرَأُ؟ قَالَ: فَغَتَّنِي بِهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ
ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ فَقُلْتُ: مَاذَا أَقْرَأُ، مَا أَقُولُ ذَلِكَ إِلَّا افْتِدَاءً مِنْهُ
أَنْ يَعُودَ لِي بِمِثْلِ مَا صَنَعَ بِي فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ۔

پھر کہا پڑھئے۔ فرمایا میں نے کہا میں پڑھا نہیں کرتا
(یعنی مجھے پڑھنا نہیں آتا) تو انھوں نے مجھے اس (کے
پڑھنے) پر مجبور کیا یا تنگ کیا (یا مجھے اس کے لیے
پکڑ کر بھینچا) یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے۔
پھر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے پھر میں نے کہا میں پڑھا
نہیں کرتا۔ فرمایا پھر انھوں نے مجھے اس (کے پڑھنے) پر تنگ کیا (یا مجھے

[1] ۔ لفظ ذا (الف) میں اس جگہ نہیں ہے۔

Marfat.com

بھینچا) یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے۔ پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھئے۔ فرمایا۔ میں نے کہا۔ کیا پڑھوں فرمایا۔ پھر انھوں نے مجھے تنگ کیا (یا بھینچا) حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے پھر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے فرمایا میں نے کہا کیا پڑھوں میں یہ بات صرف اس لیے کہہ رہا تھا کہ ان سے چھوٹ جاؤں کہ کہیں پھر ویسا ہی نہ کریں جیسا انھوں نے (پہلے) میرے ساتھ کیا تھا۔ پھر انھوں نے کہا۔ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے جس نے تخلیق کی یا اندازہ کیا (اور) انسان کو ذرا سی چیز سے یا ایک تعلق کی وجہ سے یا بستہ خون سے یا جونک کی سی شکل سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا پروردگار تو بڑی شان والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔ انسان کو وہ باتیں سکھلائیں جن سے وہ ناواقف تھا۔

فَقَرَأْتُهَا ثُمَّ انْتَهَى فَانْصَرَفَ عَنِّي وَهَبَبْتُ مِنْ نَوْمِي فَكَأَنَّمَا كُتِبَتْ فِي قَلْبِي كِتَابًا قَالَ فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي وَسَطٍ مِنَ الْجَبَلِ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَا جِبْرِيلُ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ أَنْظُرُ فَإِذَا جِبْرِيلُ فِي صُورَةِ رَجُلٍ صَافٍّ قَدَمَيْهِ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَا جِبْرِيلُ

قَالَ فَوَقَفْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَمَا أَتَقَدَّمُ وَمَا أَتَأَخَّرُ وَجَعَلْتُ
أُصَرِّفُ وَجْهِي عَنْهُ فِي آفَاقِ السَّمَاءِ قَالَ فَلَا أَنْظُرُ فِي
نَاحِيَةٍ مِنْهَا إِلَّا رَأَيْتُهُ كَذٰلِكَ فَمَا زِلْتُ وَاقِفًا مَا
أَتَقَدَّمُ أَمَامِي وَمَا أَرْجِعُ وَرَائِي حَتّٰى بَعَثَتْ خَدِيجَةُ
رُسُلَهَا فِي طَلَبِي فَبَلَغُوا أَعْلَى مَكَّةَ وَرَجَعُوا إِلَيْهَا وَ
أَنَا وَاقِفٌ فِي مَكَانِي ذٰلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنِّي وَانْصَرَفْتُ
رَاجِعًا إِلٰى أَهْلِي حَتّٰى أَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَجَلَسْتُ إِلٰى فَخِذِهَا
مُضِيفًا إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَيْنَ كُنْتَ فَوَاللّٰهِ
لَقَدْ بَعَثْتُ رُسُلِي فِي طَلَبِكَ حَتّٰى بَلَغُوا أَعْلَى مَكَّةَ وَرَجَعُوا إِلَيَّ
ثُمَّ حَدَّثْتُهَا بِالَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ أَبْشِرْ يَا ابْنَ عَمِّ وَاثْبُتْ
فَوَالَّذِي نَفْسُ خَدِيجَةَ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ
نَبِيَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔

پھر میں نے انھیں پڑھا اور پھر یہ بات ختم ہو گئی

Marfat.com

تو وہ میرے پاس سے چلے گئے ۔ اور میں اپنی نیند سے
بیدار ہو گیا اور گویا وہ میرے دل میں اچھی طرح لکھا تھا
فرمایا ۔ پھر میں نکلا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے وسط
میں تھا تو ایک آواز سنی وہ آواز کہہ رہی تھی اے محمد آپ
اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں ۔ فرمایا ۔ تو
میں نے دیکھنے کے لیے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا
تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے کنارے پر ایک آدمی کی شکل
میں جبرئیل ہیں جن کے پاؤں صاف ہیں وہ کہہ رہے
ہیں اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل
ہوں فرمایا میں ان کی طرف دیکھتا کھڑا رہ گیا نہ آگے
بڑھتا ہوں نہ پیچھے ہٹتا ہوں اور میں اپنی توجہ ان کی
جانب سے پھیر کر آسمان کے کنارے ڈال رہا ہوں۔
فرمایا تو آسمان کے جس کونے میں نظر ڈالتا ہوں تو انھیں کو
اسی حالت میں دیکھتا ہوں پس میں اسی حالت میں کھڑا
ہو گیا نہ اپنے سامنے کی جانب بڑھتا ہوں اور نہ اپنے
پیچھے کی طرف لوٹتا ہوں یہاں تک کہ میری تلاش میں خدیجہ
نے اپنے آدمی بھیجے تو وہ مکہ کے بلند مقام تک پہنچے اور پھر وہ واپس
ہو گئے اور میں اپنی اسی جگہ تھا پھر وہ (جبرئیل) میرے پاس سے چلے گئے اور
میں بھی اپنے گھر والوں کی طرف چلا آیا ۔ یہاں تک کہ
خدیجہ کے پاس پہنچا ۔ تو ان کے زانو کے پاس بیٹھ گیا اور ان کی
طرف جھک پڑا تو انھوں نے کہا اے ابو القاسم آپ کہاں
تھے ۔ اللہ کی قسم میں نے آپ کی تلاش میں اپنے آدمی
بھیجے یہاں تک کہ وہ مکہ کے بلند حصہ تک پہنچ کر میری طرف
واپس بھی آ گئے ۔ پھر میں نے ان سے اس چیز کا
بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا تو انھوں نے کہا اے

Marfat.com

میرے چچا کے فرزند خوش ہو جائیے اور ثابت قدمی اختیار فرمائیے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے۔ بے شک میں اس بات کی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔

پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنے کپڑے پہن لیے اور ورقہ ابن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی جانب چلی گئیں جو ان کے چچازاد بھائی تھے۔ اور ورقہ نے دین نصرانی اختیار کر رکھا تھا اور کتابیں پڑھی تھیں اور توریت و انجیل والوں کی باتیں سنتے رہے تھے پھر جناب خدیجہ نے ان سے وہ سب باتیں بیان کیں جن کے دیکھنے اور سننے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ تو ورقہ بن نوفل نے کہا۔ قدوس قدوس پاک ہے پاک ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے۔ اے خدیجہ اگر تو نے مجھ سے سچ کہا ہے تو ناموس اکبر جو موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا وہ ان کے پاس آپہنچا۔ اور بے شک وہ اس امت کے نبی ہیں تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں۔ تو خدیجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹ آئیں۔ اور آپ سے ورقہ بن نوفل کے باتیں بیان کیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اعتکاف پورا فرما لیا تو لوٹے اور ویسا ہی کیا جیسا آپ کیا کرتے تھے کہ کعبۃ اللہ سے ابتدا کی۔ اس کا طواف فرمایا۔ تو ورقہ بن نوفل آپ سے اسی حالت میں ملے کہ آپ کعبۃ اللہ کا طواف فرما رہے تھے تو کہا اے میرے بھائی کے بیٹے جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا وہ مجھ سے تو بیان کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیان فرمایا تو ورقہ نے کہا اس ذات کی قسم

لہ۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا جو موسیٰ کے پاس آتا تھا۔ اور اب آپ کو جھٹلایا جائے گا۔ اور آپ کو تکلیف پہنچائی جائے گی۔ اور آپ کو خارج البلد کیا جائے گا۔ اور آپ سے جنگ کی جائے گی۔ اور اگر مجھے وہ دن نصیب ہو تو میں ضرور اللہ کی مدد کروں گا۔ پھر انھوں نے اپنا سر جھکایا اور آپ کے تالو کو بوسہ دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے۔ (یہاں سے روایت کا تھوڑا حصہ بمصالح خاص حذف کیا گیا ہے)۔

قرآن کے اترنے کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نازل ہونے کی ابتداء ماہ رمضان میں ہوئی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن لوگوں کے لیے (سرتاسر) ہدایت بنا کر اور (حق کو باطل سے) ممتاز کرنے والی اور راستہ بتانے والی روشن دلیلوں کے ساتھ اتارا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ

Marfat.com

مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ

ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے ہر (ایسے) حکم کے ساتھ اترتے ہیں کہ وہ سلامتی ہے طلوع فجر تک۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ

حٰمٓ روشن کتاب کی قسم ہم نے اسے مبارک رات میں اتارا ہے۔ بے شبہ ہم (بُرے انجام سے) ڈرانے والے رہے ہیں۔ اس (رات) میں حکمت والی ہر ایک ایسی بات جو ہمارے پاس کی ہوتی ہے واضح اور ممتاز کر دیجاتی ہے۔ ہم ہمیشہ اپنے پیام بھیجنے والے ہی رہے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ

اگر تم اللہ اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جس کو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے روز۔ جس روز دو جماعتیں مقابل ہو گئی تھیں۔ نازل فرمایا (تو جان لو کہ غنیمت کے احکام مذکورۂ بالا ہیں اور اس کی تعمیل کرو)

Marfat.com

اوران (دونوں جماعتوں) سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا بدر کے روز کا مقابلہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا مقابلہ مقام بدر میں جمعہ کے روز سترہ رمضان کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی آتی رہی، اور آپ اللہ پر ایمان رکھنے والے اور جو کچھ اس کی جانب سے آپ پر آیا۔ اس کو سچا جاننے والے تھے۔ آپ نے اس کو اپنی پوری توجہ سے قبول فرمایا۔ اور جو بار اس کی جانب سے آپ پر ڈالا گیا اس کو باوجود بعض لوگوں کی رضامندی اور بعض لوگوں کی ناراضی کے برداشت فرمایا۔ قوم کے اس مخالفانہ سلوک، اور اس طرز عمل کے سبب سے، جو انبیاء کے پیام کے ردعمل کے طور پر اس سے ظاہر ہوتا ہے، نبوت کے بوجھ اور ذمہ داری کے اٹھانے کی استطاعت اور برداشت کی قوت بجز اولوالعزم اور صاحب قوت رسولوں کے دوسروں میں نہیں ہوا کرتی۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی امداد اور توفیق سے۔ راوی نے کہا کہ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدائی احکام پر باوجود اپنی قوم کی مخالفت اور ایذا رسانی کے چل پڑے۔

خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ کا اسلام اختیار کرنا

خدیجہ بنت خویلد آپ پر ایمان لائیں اور ان چیزوں کی تصدیق کی جو آپ کے پاس اللہ عزوجل کے پاس سے آئی تھیں اور آپ کے معاملے میں انھوں نے آپ کی امداد کی۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہوئی چیزوں پر تصدیق کرنے والوں میں سب سے پہلی وہی تھیں۔ انھیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے کام میں آسانی پیدا کر دی مخالفوں کی تکذیب

Marfat.com

اور ناپسندیدہ باتوں کے سننے سے آپ کو صدمہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس حزن و ملال کو انھیں کے ذریعے دور فرماتا۔ جب آپ جناب خدیجہ کی طرف تشریف لاتے تو وہ آپ کو ثابت قدمی کی جانب متوجہ کرتیں۔ اور آپ کے بار کو ہلکا کرتیں۔ وہ آپ کی تصدیق کرتیں تو لوگوں کا مذکورہ برتاؤ آپ پر آسان ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اور انھوں نے اپنے والد عروہ سے انھوں نے عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ کو ایک قصب (کھوکھلے موتی کے گھر) کی خوش خبری دوں جس میں نہ شور ہے نہ تکلیف۔ (ابن ہشام نے کہا کہ) مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ خدیجہ کو ان کے رب کی طرف کا سلام پہنچا دے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۲۶۰ وسلم نے فرمایا اے خدیجہ یہ جبرئیل ہیں۔ تمھارے پروردگار کا سلام تمھیں پہنچا رہے ہیں تو جناب خدیجہ نے کہا کہ اللہ تو خود سلام ہی ہے اور (سب کو) سلامتی اسی کی جانب سے ملتی ہے۔ جبرئیل پر بھی سلام ہو۔

وحی کا چند دن کے لیے رک جانا اور سورۃ ضحیٰ کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مدت کے لیے وحی رک گئی یہاں تک کہ آپ کو یہ بات بہت شاق گزری اور آپ کو اس سے صدمہ ہوا۔ پھر آپ کے پاس جبرئیل سورہ ضحیٰ لے کر آئے جس میں آپ کا پروردگار آپ سے قسم کھا کر خطاب فرماتا ہے۔ حالانکہ اس نے اس شاندار چیز کے ذریعے آپ کو اعزاز و اکرام کے مراتب عنایت فرمائے۔

Marfat.com

کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا نہ آپ سے ناراض ہوا۔
پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

آفتاب کی بلندی کے وقت کی قسم اور رات کی قسم
جب کہ وہ سنسان ہو گئی۔ تجھ سے پروردگار نے علیحدگی
اختیار کی نہ ناراض ہوا فرماتا ہے کہ نہ اس نے تجھ سے تعلق
ترک کیا کہ تجھ کو چھوڑ دے نہ وہ تجھ سے ناراض ہوا جب
سے کہ تجھ سے محبت کی۔

—

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى

اور بے شک تیرے لیے بعد کی حالت بہتر ہے
پہلی حالت سے یعنی تیری جو حالت میرے پاس لوٹ کر آنے کے
بعد کی ہو گی وہ تیرے لیے بہتر ہو گی بہ نسبت اس اعزاز
واکرام کے جو میں نے دنیا میں تجھے عنایت فرمایا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

اور بے شک عنقریب تیرا پروردگار تجھ کو (اتنا یا
ایسا) دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ یعنی دنیا کی وسعت،
فتحمندی اور آخرت کا ثواب

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوٰى وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى

کیا اس نے تجھ کو یتیم پایا تو پناہ نہیں دی اور

Marfat.com

تجھ کو سرگرداں پایا تو رہنمائی نہیں کی اور تجھ کو نادار پایا تو
بے نیاز نہیں بنا دیا۔
اللہ تعالیٰ آپ کی ابتدائی حالت کا اظہار فرماتا ہے کہ سرِ دست بھی
اس نے آپ کو کیسا اعزاز عنایت فرمایا ہے آپ کی یتیمی ناداری اور سرگردانی
میں اس کا کیا احسان رہا اور مذکورہ تمام حالات سے اس نے اپنی رحمت کے
ذریعے کیسے نجات دلائی۔
(ابن ہشام نے کہا کہ) سجی کے معنی سکن کے ہیں (خاموش بے حرکت
سنسان ہوا)۔
امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

إِذْ أَتَى مَوْهِناً وَقَدْ نَامَ صَحْبِي ۔۔۔ وَسَجَى اللَّيْلُ بِالظَّلَامِ الْبَهِيمِ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ وہ آدھی رات کے
بعد آیا اور میرے ساتھی سو گئے تھے۔ اور رات اندھیرا گپ
ہو جانے سے سنسان ہو گئی تھی۔
یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور آنکھ کی جب ٹکٹکی
بندھ جاتی ہے اس کو ساجیہ اور سجی طرفہا کہتے ہیں۔ جریر نے کہا ہے۔

وَلَقَدْ رَمَيْنَكَ حِينَ رُحْنَ بِأَعْيُنٍ ۔۔۔ يَقْتُلْنَ مِنْ خَلَلِ السُّتُورِ سَوَاجِي

۳۶۱ جب وہ عورتیں جانے لگیں تو (انھوں نے) پردے
کی درزوں میں سے ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھوں سے ایسے
تیر مارے جو مار ہی ڈالتے ہیں۔
اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور عائل کے معنی فقیر
کے ہیں۔ ابو خراش ہذلی نے کہا ہے۔

إِلَى بَيْتِهِ يَأْوِي الضَّرِيكُ إِذَا شَتَا ۔۔۔ وَمُسْتَنْبِحٌ بِالدَّرْيَسِينِ عَائِلُ[1]

[1] عائل کی جمع عالۃ اور عیل ہے۔

Marfat.com

جب قحط ہوتا ہے تو بدحال فقیر مسافر میلے کچیلے
پھٹے پرانے کپڑوں والے نادار اسی کے گھر میں پناہ لیتے
ہیں

اور یہ بیت اس کے قصیدے میں کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر کروں گا۔ اور عائل اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کنبے کی دیکھ بھال اور پرورش کرتا ہے۔ اور ڈرنے والے کو بھی عائل کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔

ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا

ان احکام کی فرماں برداری زیادہ نزدیک کرنیوالی ہے اس حالت سے کہ تم عیال دار اور گرانبار نہ ہو جاؤ۔
اور ابوطالب نے کہا ہے۔

بِمِيزَانِ قِسْطٍ لَا يَجُسُّ شَعِيرَةً لَهُ شَاهِدٌ مِنْ نَفْسِهِ غَيْرُ عَائِلِ

انصاف کی ایسی ترازو میں تول کر جو جو بھر کی کمی بھی نہیں کرتی جس کے متعلق خود اس کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا ظالمانہ نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر اس کے موقع پر کروں گا[1] اور عائل کے معنی بار ڈالنے والے اور عاجز کر دینے والے کے بھی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں قد عالنی ھذا الامر۔ یعنی یہ کام مجھ پر بار ہو گیا۔ اس نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ فرزدق کہتا ہے۔

تَرَىٰ الْغُرَّ الْجَحَاجِحَ مِنْ قُرَيْشٍ إِذَا مَا الْأَمْرُ فِي الْحِدْثَانِ عَالَا

---

[1] ملاحظہ ہو صفحہ (۲۸۶) نسخہ (ب)

Marfat.com

جب کوئی معاملہ کم عمروں، جوانوں پر بار ہو جائے
تو تُو قریش کے چمکتے چہرے والوں کو اس کی جانب جھپٹتے ہوئے
دیکھیگا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

لیکن یتیم (وہ تو ایسی قابل رحم ہستی ہے کہ) تم اس
کو مجبور نہ کرو اور لیکن مانگنے والا، اس کو کبھی نہ جھڑکو۔

یعنی اپنی قوت اور بڑائی جتانے والے (اول جلول) بکنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کمزوروں پر سخت دلی کرنے والے نہ ہو جاؤ۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور لیکن اپنے پروردگار کی نعمت (یعنی قرآن و
نبوت) وہ تو ایسی چیز ہے کہ تم (انھیں لوگوں سے خوب)
بیان کرو۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے نبوت کی جو نعمت اور عزت آپ کو ملی ہے اس کو بیان کیجئے اور اس کی جانب لوگوں کو بلائیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن باتوں کو جنھیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی نبوت کے ذریعے تمام بندوں پر انعامات فرمائے تھے۔ تنہائی میں ان لوگوں سے بیان فرمانے لگے۔ جو آپ کے پہچاننے والوں میں سے آپ پر بھروسہ کرنے والے تھے۔

فرض نماز کی ابتدا

اور جب آپ پر نماز فرض ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

نماز پڑھی (اور ختم کر کے) سلام پھیرا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت، برکت اور سلام آپ پر بھی ہو اور ان سب پر بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے عروہ بن الزبیر سے انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلے پہل نماز فرض ہوئی تو ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ ۲۶۳
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو پورا کر کے حضر میں چار مقرر فرمایا۔ اور سفر میں ان کی ابتدائی فرضیت دو رکعت برقرار رکھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ نماز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوئی تو جبرئیل آئے۔ ایسے وقت میں کہ آپ مکہ کے بلند حصے پر ٹھکے پھر وادی کے ایک کنارے۔ اپنی ایڑی سے ٹھکرایا۔ تو وہاں ایک چشمہ بہ نکلا۔ جبرئیل علیہ السلام نے وضو فرمایا۔ اس حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے تاکہ آپ کو بتلائیں کہ نماز کے لیے طہارت کس طرح کیجائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وضو فرمایا۔ جس طرح جبرئیل کو وضو کرتے ملاحظہ فرمایا تھا۔ پھر آپ کو لیکر جبرئیل کھڑے ہو گئے۔ اور آپ کو ساتھ لیکر نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام[1] لوٹ گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے (سامنے) اسی طرح وضو فرمایا جیسا کہ آپ کو جبرئیل نے بتایا تھا تاکہ خدیجہ کو بتائیں کہ نماز کے لیے طہارت کیسے کی جاتی ہے۔ خدیجہ نے بھی اسی طرح وضو کیا جیسا آپ نے وضو فرمایا تھا۔ پھر خدیجہ کو لے کر آپ نے نماز پڑھی جس طرح آپ کو لیکر جبرئیل نے نماز پڑھی تھی۔ پس خدیجہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

[2] (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عتبہ بن مسلم بنی تمیم کے غلام نے نافع بن جبیر بن مطعم سے بیان کیا اور نافع ابن عباس سے بہت روایتیں کیا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض کی گئی تو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو ساتھ لیکر نماز ظہر پڑھی جب کہ آفتاب (سمت الراس سے) مائل ہو چکا تھا پھر آپ کو ساتھ لیکر نماز عصر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (طول میں) آپ کے مثل تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لیکر مغرب کی نماز پڑھی جب کہ سورج ڈوب گیا پھر آپ کو ساتھ لیکر نماز عشا پڑھی جب کہ شفق نہ رہی۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر صبح کی نماز پڑھی جب کہ فجر طلوع ہوئی۔ پھر وہ آپ پاس آئے[1] اور آپ کو لے کر دوسرے روز نماز ظہر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (طول میں) آپ کے مثل تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لیکر نماز عصر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (آپ کے طول کا) دونا تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لیکر نماز مغرب پڑھی جب سورج ڈوب چکا تھا' اور گزشتہ کل ہی کا وقت تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لیکر اس کے بعد والی عشا کی نماز (اس وقت) پڑھی جب رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر چکا تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لیکر (اس وقت) صبح کی نماز پڑھی جب صبح خوب روشن ہو چکی تھی اور سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔ پھر کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم وقت نماز) آپ کی آج کی نماز اور آپ کی کل کی نماز کے درمیان ہے۔

۲۶۴

مردوں میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا مرد جو رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر ایمان لایا

---

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور اس چیز کی تصدیق کی جو آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی تھی۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام ابن عبدالمطلب بن ہاشم تھے آپ پر اللہ کی رضامندی اور سلام ہو اور آپ کی عمر اُس وقت دس سال کی تھی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے ان میں سے یہ بھی ایک تھا کہ آپ اسلام کے پہلے ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر ابن ابی الحجاج سے یہ روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر احسان فرمایا اور ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا ایک نعمت یہ تھی کہ جب قریش پر خدا کی آفت آئی اور ابو طالب بہت بال بچوں والے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوش حال تھے فرمایا۔

يَا عَبَّاسُ إِنَّ أَخَاكَ أَبَا طَالِبٍ كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَ النَّاسَ مَا تَرَى مِنْ هٰذِهِ الْأَزْمَةِ، فَانْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ فَلْنُخَفِّفْ عَنْهُ مِنْ عِيَالِهِ نَأْخُذْ مِنْ بَنِيهِ رَجُلًا وَتَأْخُذْ أَنْتَ رَجُلًا فَنَكْفُلُهُمَا عَنْهُ

اے عباس تمہارا بھائی ابو طالب بہت بال بچوں والا ہے اور اس قحط کی وجہ سے لوگوں پر جو مصیبت آئی ہے وہ تو تم دیکھ رہے ہو پس ہمارے ساتھ چلو کہ ان کے بوجھ کو کچھ ہلکا کریں۔ ان کے بچوں میں سے ایک کو میں لیے لیتا ہوں اور ایک کو تم لے لو کہ ہم اُن کی جانب سے اُن کی دیکھ بھال کریں تو عباس نے کہا۔

Marfat.com

اچھا اور دونوں ابو طالب کے پاس آئے۔ دونوں نے ان سے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے بچوں کے بارے میں سے آپ پر سے کچھ ہلکا کر دیں۔ اس وقت تک کہ اس آفت سے لوگ نجات پائیں جس میں وہ مبتلا ہیں۔ انھوں نے ان سے کہا تم عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو (اور) جو چاہو کرو۔ (ابن ہشام نے کہا کہ) عقیل ہی کو طالب بھی کہا جاتا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ اور انھیں اپنے ساتھ رکھا۔ اور عباس نے جعفر کو لیا اور اپنے ساتھ رکھا۔ پس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک[1] وتعالیٰ نے آپ کے پاس نبوت کا پیام بھیجا تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی پیروی کی اور آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ کی تصدیق کی اور جعفر عباس ہی کے پاس رہے یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا اور ان سے بے نیاز ہو گئے۔ ۲۶۵

ابن اسحٰق نے کہا۔ کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی گھاٹیوں کی جانب نکل جاتے اور اپنے والد ابو طالب اور اپنے تمام چچاؤں اور اپنی قوم سے چھپکر علی ابن ابی طالب بھی آپ کے ساتھ ہو جاتے اور وہیں آپ دونوں نمازیں پڑھا کرتے پھر جب شام ہوتی تو دونوں لوٹ آتے اور اللہ تعالیٰ نے جتنے دنوں تک چاہا یہ دونوں اسی حالت میں رہے۔ ایک روز جب یہ دونوں نماز پڑھ رہے تھے ابو طالب نے دیکھ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے یہ کونسا دین ہے۔ جس کو تم نے اختیار کیا ہے فرمایا۔

أَيْ عَمِّ هٰذَا دِيْنُ اللّٰهِ وَدِيْنُ مَلَائِكَتِهِ وَدِيْنُ رُسُلِهِ وَدِيْنُ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ أَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلًا

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

إِلَى الْعِبَادِ وَأَنْتَ أَيْ عَمِّ أَحَقُّ مَنْ بَذَلْتُ لَهُ النَّصِيحَةَ وَدَعَوْتُهُ إِلَى الْهُدٰى وَأَحَقُّ مَنْ أَجَابَنِي إِلَيْهِ وَأَعَانَنِي عَلَيْهِ۔

چچا جان یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ یا جن[عہ] الفاظ میں آپ نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے مجھے اس دین کا رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا ہے۔ چچا جان جن جن لوگوں کی میں نے خیر خواہی کی ہے اور جن کو سیدھی راہ کی جانب دعوت دی ہے ان سب میں آپ زیادہ حقدار ہیں اور اس دعوت پر مجھے قبول کرنے اور اس پر میری امداد کرنے کے آپ زیادہ سزاوار ہیں۔

یا آپ نے جن الفاظ میں فرمایا راوی کہتا ہے کہ ابو طالب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے آباؤ اجداد کے دین اور اس طریقے کو جس پر وہ تھے چھوڑ نہیں سکتا لیکن اللہ کی قسم جب تک میں رہوں تم پر کوئی بات نہ آئے گی۔ جس کو تم ناپسند کرو۔ اور لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ انھوں نے علی سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے یہ کونسا دین ہے جس پر تم ہو۔ تو انھوں نے کہا بابا جان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو چیزیں آپ نے پیش کی ہیں میں نے ان میں آپ کو سچا جانا ہے اور میں نے اللہ کے لیے آپ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ اور آپ کی پیروی کی ہے لوگوں کا دعوی ہے کہ انھوں نے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ انھوں نے تمھیں بھلائی ہی کی جانب دعوت دی ہے تم اس پر جمے رہو۔

عہ۔ راوی کو ٹھیک ٹھیک الفاظ یاد نہ ہونے کے سبب سے شک کا اظہار کیا گیا ہے (مترجم)

Marfat.com

دوسرا زید بن حارثہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب ابن عبد العزی بن امرئ القیس الکلبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے اسلام اختیار کیا اور یہ پہلے مرد تھے جنھوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے بعد اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی

(ابن ہشام نے کہا کہ) زید بن حارثہ بن شرجیل بن عبد العزی بن امرئ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرۃ بن زید الاتشنہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرۃ کے بیٹے تھے۔ حکیم بن حزام بن خویلد شام سے چند غلام لائے تھے جن میں کم عمر زید بن حارثہ بھی تھے۔ ان کے پاس ان کی پھپھی خدیجہ بن خویلد گئیں ان دنوں میں جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی تھیں۔ تو حکیم نے ان سے کہا پھپھی جان آپ ان چھوکروں میں سے جسے چاہیں انتخاب فرما لیں وہ آپ کا ہوگا۔ تو جناب خدیجہ نے زید کو منتخب کیا اور لے لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خدیجہ کے پاس دیکھا تو زید کو ان سے مانگ لیا خدیجہ نے انھیں آپ کے حوالے کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا اور متبنی بنا لیا۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی (نازل) ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان کے والد حارثہ نے جب انھیں کھو دیا تو بہت بے چین ہوئے اور بہت آہ وزاری کی اور کہا۔

بَكَيْتُ عَلَى زَيْدٍ وَلَمْ أَدْرِ مَا فَعَلْ أَحَيٌّ فَيُرْجَى أَمْ أَتَى دُونَهُ الْأَجَلْ

میں نے زید پر آہ وزاری کی خبر نہیں وہ کیا ہو گیا
آیا وہ زندہ ہے کہ امید کی جائے یا موت اس کے راستے میں
حائل ہو گئی۔

فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي وَإِنِّي لَسَائِلٌ أَغَالَكَ بَعْدِي السَّهْلُ أَمْ غَالَكَ الْجَبَلُ

Marfat.com

اللہ کی قسم میں واقف نہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ
میرے بعد (میری نظروں سے غائب ہونے کے بعد) تجھے
میدان نے چرا لیا یا پہاڑ نے۔

وَيَالَيْتَ شِعْرِي هَلْ لَكَ الدَّهْرَ أَوْبَةٌ ۔۔۔ فَحَسْبِي مِنَ الدُّنْيَا رُجُوعُكَ لِي بَجَلْ

کاش مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ کبھی تو لوٹ کر بھی
آئے گا تو تیرا لوٹنا دنیا میں میری خوشی کے لیے کافی ہوتا۔

تُذَكِّرُنِيهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوعِهَا ۔۔۔ وَتَعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرَبُهَا أَفَلَ

سورج اپنے نکلنے کے وقت مجھے اس کی یاد دلاتا ہے
اور جب ڈوبنے کے وقت چھپنے کو ہوتا ہے تو اسی کی یاد
دلاتا ہے۔

۲۰ وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْوَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ ۔۔۔ فَيَا طُولَ مَا حُزْنِي عَلَيْهِ وَمَا وَجَلْ

اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو اسی کی یاد کو ابھارتی ہیں
اور اس پر خوف کھانے اور اس کے لیے غم کرنے کا زمانہ کسقدر
دراز ہو گیا ہے۔

سَأَعْمِلُ نَصَّ الْعِيسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِداً ، وَلَا أُسْأَمُ التَّطْوَافَ أَوْ تَسْأَمَ الْإِبِلْ

(اس کی تلاش میں) اونٹوں کو روئے زمین پر کوشش
کے ساتھ دوڑاتا رہوں گا اور گردش سے اکتاؤں گا نہیں۔
حتیٰ کہ اونٹ بے زار ہو جائیں۔

حَيَاتِي أَوْ تَأْتِي عَلَيَّ مَنِيَّتِي ۔۔۔ فَكُلُّ امْرِئٍ فَانٍ وَإِنْ غَرَّهُ الْأَمَلْ

زندگی بھر دوڑاتا رہوں گا یہاں تک کہ میری موت

Marfat.com

آجائے ہر شخص فنا ہونے والا تو ہے ہی اگرچہ آرزوئیں اس کو دھوکے میں رکھیں۔

پھر حارثہ زید کے پاس آیا جبکہ زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے فرمایا تم چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ تو زید نے کہا میں تو آپ کے پاس ہی رہوں گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام اختیار کیا۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے "ادعوھم لآبائھم" انھیں ان کے باپ کے نام سے پکارو" فرمایا تو انھوں نے کہا کہ میں زید بن حارثہ ہوں (نہ کہ زید بن محمد)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اسلام اور آپ کی شان

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابوبکر بن ابی قحافہ نے اسلام اختیار کیا آپ کا نام عتیق تھا اور ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب ابن فہر تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق لقب تھا۔ اور یہ لقب ان کی خوبصورتی اور شرافت کے سبب سے مشہور ہو گیا (عتیق کے معنی خوبصورت اور شریف کے ہیں۔)

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام اختیار کیا تو آپ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب لوگوں کو دعوت دینا بھی شروع فرما دیا اور ابوبکر اپنی قوم میں بہت تعلقات رکھنے والے، اور ان میں محبوب، اور نرم اخلاق، قریش میں سب سے بہترین نسب والے، اور قریش کے انساب کا تمام قریش سے زیادہ علم رکھنے والے،

Marfat.com

اور ان کی بھلائی برائی کو ان سب سے زیادہ جاننے والے تھے، تاجر تھے۔ خوش مزاج تھے۔ ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔ آپ کے علم، تجارت اور حسن معاملات کے سبب سے آپ کی قوم کے تمام افراد آپ کے پاس آتے۔ اور آپ سے تعلقات رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی قوم کے ایسے افراد کو جن پر آپ بھروسہ کرتے تھے۔ اور جو آپ کے پاس آتے جاتے اور آپ کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ[1] اور اسلام کی جانب بلانا شروع کر دیا مجھے جو خبریں پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔

صحابہ میں سے ان لوگوں کا بیان جنھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام اختیار کیا

کہ جن لوگوں نے آپ کی تبلیغ کی وجہ سے اسلام اختیار کیا ان میں عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب اور زبیر بن العوام بن خویلد ابن اسد بن عبد العزیٰ قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی اور عبد الرحمٰن ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی تھا انھیں میں سے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بھی تھے۔ جب ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو

---

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

قبول کیا تو آپ انھیں ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی مجھے جو چیزیں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ

مَادَعَوْتُ أَحَدًا إِلَى الْإِسْلَامِ إِلَّا كَانَتْ فِيهِ عِنْدَهُ كَبْوَةٌ وَنَظَرٌ وَتَرَدُّدٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ مَا عَكَمَ عَنْهُ حِينَ ذَكَرْتُهُ لَهُ وَمَا تَرَدَّدَ فِيهِ

میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی اس کے پاس اسلام کے قبول کرنے میں ایک طرح کی تاخیر اور سوچ بچار اور پس و پیش تھا۔ بجز ابو بکر بن ابی قحافہ کی حالت کے کہ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو نہ انھوں نے اس میں تاخیر کی اور نہ پس و پیش کیا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عکم کے معنی تلبّث یعنی توقف کیا کے ہیں۔ رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

فَانْصَاعَ وَثَّابٌ بِهَا وَمَا عَكَمْ

وہاں کو دپھاند کرنے والا تیزی سے لوٹ آیا اور ٹھیرا نہیں۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) روایت میں "بدعایۃ" کا لفظ جو مذکور ہے وہ ابن اسحٰق کی روایت میں نہیں ہے بلکہ ان کے سوائے دوسروں کی روایت میں کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ آٹھ آدمی تھے جنھوں نے اسلام لانے

میں سب لوگوں سے سبقت کی اور نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اس کی تصدیق کی۔

ان کے بعد سابقین الاوّلین رضی اللہ عنہم کا اسلام

اس کے بعد ابو عبیدہ نے اسلام قبول کیا جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اُہَیب بن ضَبَّۃ بن الحارث بن فہر تھا۔ اور ابو سلمہ نے جن کا نام عبداللہ بن الاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ بن کعب بن لوئی تھا اور ارقم بن ابی الارقم نے ابو الارقم کا نام عبد مناف ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابو جندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ ابن مرۃ بن کعب بن لوئی تھی اور عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حُذافۃ ابن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی نے۔ اور ان کے دونوں بھائیوں قدامۃ اور عبداللہ نے جو مظعون بن حبیب کے بیٹے تھے اور عبیدہ بن الحارث ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی نے اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیلی بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی نے۔ اور ان کی بیوی فاطمۃ بن الخطاب بن نفیلی بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب ابن لوئی، عمر بن الخطاب کی بہن نے۔ اور اسماء بنت ابی بکر نے۔ اور عائشہ بنت ابی بکر نے جو اس وقت کمسن تھیں۔ اور خبّاب بن الارت بنی زہرہ کے حلیف نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ خباب بن الارت بنی تمیم میں کے تھے اور بعض کہتے ہیں وہ بنی خزاعہ میں کے تھے۔

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمیر بن ابی وقاص ۔سعد بن ابی وقاص کے بھائی نے (بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا) اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث ابن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل ۔بنی زہرہ کے حلیف نے ۔اور مسعود بن القاری نے جو مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد ابن عبدالعزی بن حمالۃ بن غالب بن محلم بن عائذۃ بن سبیع بن الہون بن خزیمۃ جو القارۃ میں سے تھے اسلام قبول کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ) القارۃ ان لوگوں کا لقب تھا انھیں لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔

قَدْ أَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا

جس نے گروہ قارہ سے تیر اندازی میں مقابلہ کیا
اس نے انصاف کیا (اس لیے کہ یہ لوگ تیر انداز تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدِ وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر اور ان کے بھائی حاطب بن عمرو نے (بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا) ۔اور عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ بن مرہ بن کعب بن لوی اور ان کی عورت اسماء بنت سلامۃ بن مُخَرِّبَۃَ التمیمیۃ نے اور خنیس بن حذافۃ بن قیس ابن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی نے۔ اور عامر بن ربیعۃ نے جو بنی عنز بن وائل میں سے تھے اور آل خطاب بن نفیل ابن عبدالعزی کے حلیف تھے۔ ۱۷

ابن ہشام نے کہا کہ) عنز بن وائل بکر بن وائل کا بھائی تھا جو بنی ربیعہ ابن نزار میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرّ

لہ۔(الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

ابن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمۃ اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش۔ یہ دونوں (بھائی) بنی امیۃ بن عبد شمس کے حلیف تھے۔ اور جعفر بن ابی طالب نے۔ اور ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب ابن مالک بن قحافۃ بنی خثعم میں کی۔ اور حاطب بن الحارث بن المعمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی نے۔ اور ان کی بیوی فاطمۃ بنت المجلل بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر نے۔ اور ان کے بھائی خطاب بن الحارث نے۔ اور ان کی زوجہ فکیہہ بنت یسار نے۔ اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو ابن ہصیص بن کعب بن لوئی نے اور السائب بن عثمان بن مظعون بن حبیب ابن وہب نے۔ اور المطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی نے۔ اور ان کی بیوی رملۃ بنت ابی عوف بن ضبیرۃ بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی نے ۲۷۱
اور النحام نے۔ جس کا نام نعیم بن عبد اللہ بن اسید تھا، یہ بنی عدی والوں میں کا وہ عدی ہے جو کعب بن لوئی کا بیٹا تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) وہ نعیم بن عبد اللہ بن اسید بن عبد اللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی کعب بن لوئی[1] ہے۔ ان کا نام نحام اس لیے مشہور ہو گیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَقَدْ سَمِعْتُ نَحْمَهُ فِي الْجَنَّةِ۔

میں نے جنت میں ان کے کھنکارنے کی آواز سنی

(ابن ہشام نے کہا کہ) نحمۃ کے معنی "صوتہ حمہ" کے ہیں یعنی ان کی آواز اور ان کی آہٹ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن فہیرۃ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

(ابن ہشام نے کہا کہ) عامر بن فہیرہ (بنی) اسد کے مولدین[ع] میں سے ایک مولد تھے یہ غلام تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ان لوگوں (بنی اسد) سے خرید لیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا، اور خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی نے۔ اور ان کی بیوی اُمَینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سُبَیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو نے جو بنی خزاعۃ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ہُمَینہ بنت خلف بتایا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر نے۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ نے ان کا نام ابن ہشام نے مُہشَم بتلایا ہے۔ ابن عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن حلیف بن عدی بن کعب نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ان کو باہلہ نے لاکر الخطاب بن نفیل کے لوگوں کے ہاتھوں بیچا تھا۔ تو انھوں نے ان کو متبنی بنا لیا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے۔ اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ نازل فرمایا۔ یعنی ان (متبناؤں) کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو تو ابو عمرو المدنی کے قول کے لحاظ سے انھوں نے کہا کہ میں واقد بن عبد اللہ ہوں۔

۴۷۴ ابن اسحٰق نے کہا اور خالد و عامر و عاقل و ایاس بنو البکیر بن عبد یالیل ابن ناشب بن غیرۃ کے بچوں نے۔ جو بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ اور عمار بن یاسر۔ بنی مخزوم بن

[ع] ۔ ہر نئی شئی کو مولد کہا جاتا ہے جیسے شاعر مولد کلام مولد لفظ مولد

[ا] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

یقظہ کے حلیف نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عمار بن یاسر عنسی (بنی) مذحج میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور صہیب بن سنان نے۔ جو (بنی) النمر بن قاسط میں کے تھے اور بنی تمیم بن مرۃ کے حلیف تھے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) النمر قاسط بن ہنب بن اُفصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار کا بیٹا تھا۔ بعضوں نے افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بتلایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب۔ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے غلام تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے اور بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی النمر بن قاسط میں سے تھے۔ سرزمین روم میں قیدی بن گئے۔ تو ان لوگوں سے خرید لیا گیا تھا۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت آئی ہے "صُہَیْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ" صہیب رومیوں میں سے سب سے سابق ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تبلیغ اسلام کی ابتدا۔ اور مشرکوں کی جانب سے اس کا جواب

ابن اسحٰق نے کہا۔ اس کے بعد مرد اور عورتیں تمام لوگ بے روک ٹوک اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا۔ اور ہر طرف اسی کا چرچا ہونے لگا۔ اور اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ اسلام کی جو تعلیمات آپ کے پاس پہنچی ہیں ان کو کھلم کھلا بیان کیا جائے۔ اور کسی کی مخالفت کی پروا کیے بغیر اس کے حکم کا اظہار کیا جائے۔ اور اس کی طرف دعوت دی جائے۔ مجھے جو چیزیں پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور خفیہ تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

آپ کو اعلانِ دین کا حکم دینے کے درمیان کی مدت تین سال کی تھی (یعنی آپ نے بعثت سے تین سال تک خفیہ تبلیغ فرمائی اور اس کے بعد علانیہ) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ

(اے نبی) جو حکم تمھیں دیا جاتا ہے اسے علانیہ اور تفصیل کے ساتھ بیان کرو اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ پھیر لو۔

اور فرمایا۔

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ

اور اپنے خاندان کے قریب کے لوگوں کو (مالِ بد سے) ڈراؤ اور ایمانداروں میں سے جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے ان کے لیے اپنا بازو نرم کر دو۔ (ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ) اور کہو کہ میں (تو برے نتیجوں سے) صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) فاصدع کے معنی "أفرق بين الحق والباطل" حق و باطل کو ممتاز کر دو کے ہیں۔ ابو ذؤیب الہذلی نے ۲۷۵ جس کا نام خویلد بن خالد تھا جنگلی گدھیوں اور ان کے نر کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وَكَأَنَّهُنَّ رِبَابَةٌ وَكَأَنَّهُ ... يَسَرٌ يَفِيضُ عَلَى الْقِدَاحِ وَيَصْدَعُ

گویا وہ جنگلی گدھیاں جوے کے تیروں کی تھیلی ہیں

Marfat.com

اور گویا وہ نرجواری ہے جو تیروں پر چھا جاتا۔ اور انھیں الگ الگ کرتا ہے۔ یعنی وہ تیروں کو الگ الگ کرتا ہے اور ان کے حصوں کی تفصیل کر دیتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

أَنْتَ الْحَلِيمُ وَالْأَمِيرُ الْمُنْتَقِمْ تَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَتَنْفِي مَنْ ظَلَمْ

تو ایسا امیر ہے کہ جلد غصہ ہونے والا نہیں (لیکن جب غضبناک ہوتا ہے تو) انتقام لینے والا ہے حق کو ممتاز کر کے بیان کرتا ہے اور ظالم کے ظلم کو دور کر دیتا ہے۔

— یہ دونوں بیتیں اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی حالت یہ تھی کہ جب نماز پڑھنا ہوتا تو گھاٹیوں میں چلے جاتے اور اپنی قوم سے چھپکر نماز پڑھتے ایک وقت سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مشرکوں کی ایک جماعت ان کے پاس آپہنچی۔ اور انھوں نے ان سے نفرت ظاہر کی اور ان کے اس کام پر عیب لگایا یہاں تک کہ آخر وہ ان سے لڑنے لگے۔ تو سعد بن ابی وقاص نے اس روز ان کے ایک شخص کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مارا اور سر کو زخمی کر دیا اور یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے بارے میں بہایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر اسلام کا اظہار کیا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اس کا اظہار مفصل اور علانیہ فرمایا تو مجھے جہاں تک معلوم ہے آپ کی قوم نے آپ سے نہ دوری اختیار کی نہ آپ کا رد کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے ان کے بتوں کی حالت بیان فرمائی اور ان کی برائیاں بتائیں۔ جب آپ نے ایسا کیا تو انھوں نے اس معاملے کو اہمیت دی اور آپ سے اجنبیت برتنے لگے اور آپ کی مخالفت اور دشمنی میں ایک دل ہو گئے۔ بجز ان لوگوں کے ۲۷

جن کو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اسلام کے لیے محفوظ کر لیا تھا۔ اور ایسے لوگ تھوڑے اور چھپے ہوئے تھے اور آپ کے چچا ابو طالب نے آپ پر مہربانی کا اظہار کیا اور آپ کی حفاظت کی (آپ کی امداد کے لیے) سینہ سپر ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس کے احکام کا اعلان کرتے۔ اس طرح نکلے کہ آپ کو اس کام سے کوئی چیز لوٹا نہ سکتی تھی۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے اور آپ کی جو بات انھیں ناپسند تھی اس سے معذرت خواہ نہیں ہوتے اور انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے چچا ابو طالب آپ پر مہربان اور آپ کے لیے سینہ سپر ہیں اور آپ کو ان کے حوالے نہیں کرتے تو قریش کے بڑے بڑے سردار ابو طالب کے پاس گئے جن میں یہ لوگ بھی تھے۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب کے دونوں بیٹے اور ابو سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب[1] بن فہر۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابو سفیان کا نام صخر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور ابو البَخْتَرِی کا نام العاص بن ہشام بن الحارث ابن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابو البَخْتَرِی کا نام العاص بن الہاشم تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی اور ابو جہل بن ہشام جس کا نام عمرو اور کنیت ابو الحکم بن ہشام بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ ابن کعب بن لوئی اور الولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ ابن کعب بن لوئی اور نُبَیہ اور مُنَبِّہ، الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم بن عمرو

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

ابن مُصَیص بن کعب بن لوئی کے دونوں بیٹے۔ اور العاص بن وائل۔
(ابن ہشام نے کہا کہ) العاص وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن مُصَیص بن کعب بن لوئی کا بیٹا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ اور بھی ان میں کے جو جو لوگ ہوں (گئے) اور ان سے کہا۔ اے ابو طالب آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہم میں کے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتایا۔ لہٰذا اب یا تو اس کو ہم سے روک دیجئے یا ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیجئے کیونکہ آپ بھی اس کے خلاف اسی (دین) پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ ہم آپ کی جانب سے بھی اس کا بندوبست کرلیں گے تو ابو طالب نے ان سے نرمی سے باتیں کیں اور انھیں حسنِ تدبیر سے واپس کر دیا تو وہ ان کے پاس سے لوٹ گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اسی حالت پر قائم اور اللہ کے دین کی اشاعت اور اس کی جانب دعوت دیتے رہے۔ اس کے بعد بعض معاملوں کے سبب سے آپ کے اور کافروں کے درمیانی تعلقات اور زیادہ سخت ہو گئے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے لگا اور ایک دوسرے سے کینہ رکھنے لگا۔ اور قریش کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ عام طور سے رہنے لگا وہ آپ کے متعلق ایک دوسرے پر ملامت کرتے اور آپ کے خلاف ایک دوسرے کو ابھارتے۔ پھر وہ سب ملکر ابو طالب کے پاس دوبارہ گئے اور ان سے کہا اے ابو طالب! آپ ہم میں بلحاظ عمر و نسب و رتبہ ایک خاص درجہ رکھتے ہیں اور ہم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے رکھیں لیکن آپ نے انھیں ہم سے نہیں روکا اور واللہ ہم اس حالت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیجائیں اور ہم میں کے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا جائے اور ہمارے معبودوں میں عیب نکالے جائیں۔ یا تو ہم اسے اپنے متعلق ایسی باتیں

Marfat.com

کرنے سے روک دیں گے یا پھر اس سے مقابلے کی ٹھہرائیں گے۔ اور پھر آپ اس میں دخل نہ دینا۔ یہاں تک کہ دونوں گروہ میں سے کوئی ایک برباد ہو جائے۔ یا ان لوگوں نے جن[1] الفاظ میں ان سے کہا ہو اس کے بعد وہ تو لوٹ گئے لیکن ابوطالب پر اپنی قوم کی جدائی اور ان کی دشمنی بہت شاق گزری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کرنے اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دینے کو بھی دل گوارا نہ کرتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا کہ قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تمھاری قوم میرے پاس آئی تھی اور انھوں نے مجھ سے اس طرح کی باتیں کیں اور وہ باتیں بیان کیں جو انھوں نے ان سے کہی تھیں۔ پس مجھ پر بھی رحم کرو اور خود اپنی جان پر بھی رحم کرو اور مجھ پر ایسا بار نہ ڈالو جس کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ آپ کے چچا کی کچھ ایسی رائے ہو گئی ہے کہ وہ آپ کی امداد ترک کر دیں گے اور آپ کو ان کے حوالے کر دیں گے اور اب وہ آپ کی امداد اور حمایت سے عاجز ہو چکے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَا عَمِّ وَاللّٰهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِينِي وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى أَنْ أَتْرُكَ هٰذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ أَوْ أَهْلِكَ فِيهِ مَا تَرَكْتُهُ

"چچا جان واللہ اگر میری دائیں جانب سورج اور بائیں جانب چاند رکھ دیں کہ میں اس معاملے کو چھوڑ دوں۔ یہاں تک کہ

[1] راوی کی جانب سے شک کے اظہار کے لیے یہ الفاظ بڑھائے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ خود اس کو غلبہ دے یا میں مرجاؤں تو بھی اسے نہ چھوڑونگا۔

راوی نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپ آبدیدہ ہوئے۔ پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب آپ وہاں سے واپس ہوگئے تو ابو طالب نے آپ کو پکارا اور کہا۔ بابا ادھر آؤ۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے تو انھوں نے کہا بابا جاؤ اور جو چاہو کہو۔ اللہ کی قسم کسی معاوضے پر بھی میں تمھیں ان کے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔

قریش کا ابو طالب کے پاس تیسری بار عمارۃ ابن الولید المخزومی کے ساتھ جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب قریش نے یہ سمجھ لیا کہ ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد نہ دینے سے بھی انکار کر دیا اور آپ کو ان کے حوالہ کرنے سے بھی اور اس معاملے میں ان سب سے الگ ہو جانے اور ان سب کی مخالفت پر ان کا عزم مصمم دیکھا تو عمارۃ بن الولید بن المغیرہ کو لیکر ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے ابو طالب یہ عمارۃ بن الولید ہے جو قریش میں سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے اس کو لے لیجئے کہ اس کا نفع و نقصان سارا آپ سے متعلق رہے گا۔ اس کو اپنا بیٹا بنا لیجئے یہ آپ ہی کا ہے اور آپ اپنے اس بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیجئے کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں جس نے آپ کے اور آپ کے بزرگوں کے دین کی مخالفت کی ہے اور آپ کی قوم کی جماعت میں پھوٹ ڈالدی ہے

۲۵

لہ۔ اصل میں ابن اخی کے الفاظ ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اوران میں کے عقلمندوں کو بیوقوف بنایا ہے۔غرض آپ کو ایک شخص[1] کے عوض ایک شخص دیا جارہا ہے۔انھوں نے کہا کہ واللہ تم کتنا برا معاملہ میرے ساتھ کر رہے ہو کیا تم مجھے اپنا لڑکا اس لیے دے رہے ہو کہ میں اسے تمھاری خاطر کھلاؤں پلاؤں اور تمھیں اپنا لڑکا دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو۔ واللہ یہ تو ایسی بات ہے کہ کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔راوی کہتا ہے کہ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے کہا۔ واللہ اے ابوطالب تمھاری قوم نے تمھارے ساتھ انصاف کیا ہے اور جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اس سے بچنے کی انھوں نے پوری کوشش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم ان کی کوئی بات بھی ماننا نہیں چاہتے۔تو ابو طالب نے مطعم سے کہا واللہ انھوں نے تو میرے ساتھ کوئی انصاف نہیں کیا لیکن تو نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ میرے خلاف اپنی قوم کی حمایت کرے اور میری طرف[2] کی کوئی بات نہ کرے۔اچھا تیرے جو جی میں آئے کر یا جیسا کچھ انھوں نے کہا ہو۔

راوی نے کہا کہ اس کے بعد معاملے نے شدت اختیار کر لی اور گرما گرم جنگ ہو گئی اور آپ کے عہد توڑ دیئے گئے اور ایک دوسرے کے کھلے دشمن بن گئے تو مطعم بن عدی کے متعلق خاص طور پر اور بنی عبد مناف میں سے جن لوگوں نے ابوطالب کی حمایت سے دست برداری کی اور قریش کے قبیلوں میں سے جن لوگوں نے ان سے دشمنی کی۔ان کے متعلق عام طور پر تعریض کرتے ہوئے اور ان سوالوں کا ذکر کرتے ہوئے جو انھوں نے کیے اور جو دور از کار باتیں انھوں نے کیں ان سب کا بیان کرتے ہوئے ابوطالب نے کہا۔

---

[1] (ب ج د) میں انما ھو رجل برجل ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں لکھے ہیں۔ لیکن (الف) میں انما ھو رجل کرجل ہے یعنی وہ بھی دوسرے آدمی کے جیسا ایک آدمی ہے۔(احمد محمودی)

[2] راوی کی جانب سے اظہار شک ہے کہ یہی الفاظ کہے یا اور کچھ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

أَلَا قُلْ لِعَمْرٍو وَالْوَلِيدِ وَمُطْعِمٍ ۲۸۰ أَلَا لَيْتَ حَظِّي مِنْ حِيَاطَتِكُمْ بَكْرُ

ہاں سن لو اور عمرو و ولید و مطعم سے کہدو کہ کاش
تمھاری نگرانی میں کا ایک جوان اونٹ مجھے مل جاتا۔

مِنَ الْخُورِ حَبْجَابٌ كَثِيرٌ رُغَاؤُهُ يُرَشُّ عَلَى السَّاقَيْنِ مِنْ بَوْلِهِ قَطْرُ

جو کمزوری کے سبب سے (جھک کر) پست قد ہوگیا
ہو اور جس کا بلبلانا بہت ہو اور اس کے پیشاب کے قطرے
اس کی پنڈلی پر ٹپکے پڑتے ہوں۔

يُخَلِّفُ خَلْفَ الْوِرْدِ لَيْسَ بِلَاحِقٍ إِذَا مَا عَلَا الْفَيْفَاءَ قِيلَ لَهُ وَبْرُ[۲]

پانی پینے کو جانے والے اونٹوں سے پیچھے رہ گیا ہو
اور انھیں ملا نہ سکتا ہو جب کسی وسیع میدان میں چلا جائے
تو لوگ اوسے بلی سمجھیں۔

أَرَى أَخَوَيْنَا مِنْ أَبِينَا وَأُمِّنَا إِذَا سُئِلَا قَالَا إِلَى غَيْرِنَا الْأَمْرُ

میں اپنے حقیقی بھائیوں کی حالت یہ دیکھتا ہوں کہ جب
ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں (کہ
اس معاملے میں ہمیں کوئی اختیار نہیں) یہ دوسروں کے
اختیار کی چیز ہے۔

بَلَى لَهُمَا أَمْرٌ وَلَكِنْ تَجَزَّعَا كَمَا جَزِعَتْ مِنْ رَأْسِ ذِي عَلَقٍ صَخْرُ

کیوں نہیں اختیار تو ان دونوں کو ہے لیکن وہ دونوں

---

[۱] (الف) میں معظم لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ [۲] وبر ایک جانور کا نام ہے جو بلی سے چھوٹا اور بلی ہی کے جیسا ہوتا ہے۔ منتہی الادب میں لکھا ہے کہ فارسی میں اسے دنگ کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

(اپنے اختیارات کی چوٹی سے اس طرح) گر پڑے ہیں جس طرح
کوہ ذی علق کی چوٹی سے کوئی بڑا پتھر لڑھکا یا گیا ہو۔

أَخُصُّ خُصُوصًا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا هُمَا نَبَذَانَا مِثْلَ مَا يُنْبَذُ[1] الْجَمْرُ

میری شکایت خاص طور پر (بنی) عبد شمس اور
(بنی) نوفل سے ہے کہ انھیں دونوں نے ہمیں ایسا الگ
کر ڈالا جیسے کنکریاں علیحدہ کر ڈالی جاتی ہیں۔

هُمَا أَغْمَزَا[2] لِلْقَوْمِ فِي أَخَوَيْهِمَا فَقَدْ أَصْبَحَا مِنْهُمْ أَكُفُّهُمَا صِفْرُ

انھیں دونوں نے برسر مجلس اپنے بھائیوں کی بے عزتی
کی اور اب یہ حالت ہو گئی کہ ان دونوں کے ہاتھ ان کے
بھائیوں سے خالی ہیں۔ یعنی خود ان کے بھائیوں سمان کے
تعلقات نہیں رہے۔

هُمَا أَشْرَكَانِي الْمَجْدِ مَنْ لَا أَبَا لَهُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يُرَى مَنْ لَهُ ذِكْرُ

انھیں دونوں نے ایسے شخص کو اعزاز و مفاخر میں
شریک بنا لیا جس کا باپ مشہور لوگوں میں سے نہیں ہاں
اس کی شہرت کچھ تھوڑی ہو تو ہو۔

وَتَيْمٌ وَمَخْزُومٌ وَزُهْرَةُ مِنْهُمُ وَكَانُوا لَنَا مَوْلًى إِذَا ابْتَغَى النَّصْرُ

بنی تیم بنی مخزوم اور بنی زہرہ بھی انھیں میں سے کے
ہو گئے حالانکہ امداد کی طلب کے وقت تو ہمارے دوست تھے

۲۸۱

[1] (الف) نبذ ہے۔ [2] (الف) میں اغمرا ہے۔ جس کے معنی
انھوں نے قوم کو جری بنا دیا۔ ہوں گے۔ (احمد محمود)

Marfat.com

فَوَاللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ مِنَّا عَدَاوَةٌ وَلَا مِنْهُمْ مَا كَانَ مِنْ نَسْلِنَا شَفْرُ

پس اللہ کی قسم جب تک کہ ہماری نسل میں کا ایک
بھی رہے ہماری اور ان کی دشمنی نہ جائے گی۔

فَقَدْ سَفِهَتْ أَحْلَامُهُمْ وَعُقُولُهُمْ وَكَافُوا الْجَفْرِ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ جَفْرُ

کیونکہ ان میں متانت رہی نہیں ہے اور ان کی
عقلیں ماری گئی ہیں اور یہ لوگ جفر[1] کے سے ہو گئے اور جفر
نے جو کچھ کیا وہ بہت برا کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قصیدے میں کی دو بیتیں ہم نے چھوڑ دی ہیں جن میں فحش گوئی کی گئی ہے۔

قریش کا ایمانداروں کو تکلیفیں دینا اور ایمان سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں کے ان افراد کے خلاف جنھوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور قریش کے قبیلوں میں رہا کرتے تھے قریش نے ایک دوسرے کو ابھارا تو ہر ایک قبیلہ اپنے میں کے مسلمانوں پر پل پڑا اور وہ انھیں ایذائیں دینے لگے۔ اور ان کو ان کے دین سے

---

[1] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ اور یہ جفر کون تھی اور اس کا واقعہ کیا ہے ہمیں اس کے متعلق کوئی مواد نہیں ملا۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

برگشتہ کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا ابو طالب کے سبب سے محفوظ رکھا۔ جب ابو طالب نے قریش کی مذکورہ کارروائیاں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے متعلق دیکھیں تو اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور آپ کے واسطے سینہ سپر ہونے کے لیے ان سب (یعنی بنی ہاشم) کو فراہم کیا جس پر وہ خود بھی جمے ہوئے تھے تو بخدا اللہ کے دشمن ملعون ابولہب کے وہ سب کے سب ان کے پاس جمع ہو گئے۔ اور جس بات کے لیے انھوں نے دعوت دی تھی اس کو قبول کیا اور ان کے ساتھ ہو گئے۔ اور جب ابو طالب نے اپنی قوم کی اس حالت کو دیکھا جو ان کے لیے مسرت کا سبب تھی کہ وہ ان کے ساتھ کوشش کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۲۸۲
وسلم سے محبت کرنے میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ تو ان کی مدح وستایش کی اور انھیں ان کے پرانے واقعات یاد دلائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور آپ کا ان میں جو مرتبہ تھا اسے یاد دلایا تاکہ ان کو ان کی رائے میں مستقل بنائیں اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے میں ان کے ساتھ ہوں چنانچہ انھوں نے کہا۔

إِذَا اجْتَمَعَتْ يَوْمًا قُرَيْشٌ لِمَفْخَرٍ ... فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِيمُهَا

جب کبھی قریش کسی قابل فخر کام کے لیے مستعد ہوئے
تو ان میں (بنی) عبد مناف ان کی جان اور ان کی روح رواں رہے۔

فَإِنْ حُصِّلَتْ أَشْرَافُ عَبْدِ مَنَافِهَا ... فَفِي هَاشِمٍ أَشْرَافُهَا وَقَدِيمُهَا

پھر جب ان میں سے (بنی) عبد مناف کے شریفوں کا
شمار کیا گیا تو ان میں کے بڑے مرتبے والے اور آگے
بڑھائے جانے کے قابل بنی ہاشم ہی میں کے لوگ نکلے۔

وَإِنْ فَخَرَتْ يَوْمًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا ... هُوَ الْمُصْطَفَى مِنْ سِرِّهَا وَكَرِيمُهَا

Marfat.com

اور جب کبھی بنی ہاشم نے فخر کیا تو ان میں سے محمد ہی منتخب اور اس قبیلے کی جان اور ان میں بڑے مرتبے والے نکلے۔

تَدَاعَتْ قُرَيْشٌ غَثُّهَا وَسَمِينُهَا ۔۔۔ عَلَيْنَا فَلَمْ تَظْفَرْ وَطَاشَتْ حُلُومُهَا

قریش کے اچھے اور برے تمام لوگوں نے ایک دوسرے کو ہماری مخالفت میں ابھارا تاہم انھیں کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی بلکہ ان کی متانت اور عقلیں چلی گئیں۔

وَكُنَّا قَدِيمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً ۔۔۔ إِذَا مَا ثَوَوْا صُعْرَ الْخُدُودِ نُقِيمُهَا

ہمیشہ سے ہماری حالت یہ رہی ہے کہ ہم کسی ظلم کو قائم رہنے نہیں دیتے جب کبھی لوگوں نے تکبر سے گالوں کے جھکاؤ کو ٹیڑھا کیا تو ہم انھیں سیدھا کرتے رہے۔

وَنَحْمِي حِمَاهَا كُلَّ يَوْمٍ كَرِيهَةٍ ۔۔۔ وَنَضْرِبُ عَنْ أَحْجَارِهَا مَنْ يَرُومُهَا

ہر خوفناک موقع، یا ہر جنگ کے وقت، اس قوم کے رمنوں کی نگرانی ہم ہی کرتے رہے ہیں۔ اور اس کے حدود کی جانب جو کوئی ارادہ کرتا ہے، اس سے ان حدود کی مدافعت ہم ہی کرتے رہتے ہیں۔

بِنَا انْتَعَشَ الْعُودُ الذَّوَاءُ وَإِنَّمَا ۔۔۔ بِأَكْنَافِنَا تَنْدَى وَتَنْمِي أُرُومُهَا

سوکھی لکڑیاں ہمارے طفیل میں سرسبز ہو گئیں ہمارے اضلاع میں سوکھی لکڑیوں کی جڑیں تر و تازہ ہوتی اور نشو نما پاتی ہیں۔

قرآن کی توصیف میں ولید بن مغیرہ کی حیرانی

اس کے بعد ولید بن المغیرۃ کے پاس قریش کے چند لوگ جمع ہوئے

کیونکہ وہ ان سب میں زیادہ عمر والا تھا۔ اور حج کا زمانہ قریب آچکا تھا تو ولید نے ان سے کہا اے گروہ قریش یہ لو زمانۂ حج تو قریب آچکا ہے اور عنقریب عرب کے مہمان تمھارے پاس آئیں گے۔ اور انھوں نے تمھارے اس دوست (مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال تو سن ہی لیا ہے۔ پس تمھیں چاہیئے کہ تم اس کے متعلق ایک متحدہ رائے قرار دے لو کہ تم میں آپس میں اختلاف نہ ہو کہ ایک دوسرے کو جھٹلانے لگے اور ایک دوسرے کی بات کا رد کرنے لگے۔ انھوں نے کہا کہ اے ابو عبد شمس تم ہی کچھ کہو اور ہمارے لیے ایک ایسی رائے دو، کہ ہم وہی کہیں۔ اس نے کہا: نہیں تم ہی کچھ کہو، میں سنتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہم کہیں گے کہ وہ کاہن ہے۔ اس نے کہا نہیں واللہ وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے وہ کاہنوں کا گنگنانا یا کاہنوں کی قافیہ پیمائی نہیں ہے۔ انھوں نے کہا۔ تو ہم اسے دیوانہ کہیں گے۔ اس نے کہا نہیں وہ دیوانہ بھی نہیں ہے۔ ہم نے جنونیوں کو دیکھا ہے اور اس کو جانتے ہیں اس کی حالت اختناق کی نہیں اور نہ اختلاج کی سی کیفیت ہے اور نہ وہ شیطانی وسوسے کی سی کیفیت ہے۔ انھوں نے کہا۔ تو ہم اسے شاعر کہیں گے۔ اس نے کہا وہ شاعر بھی نہیں۔ ہم شعر کے تمام اقسام رجز و ہزج و قریض و مقبوض و مبسوط کو جانتے ہیں۔ وہ شعر بھی نہیں۔ انھوں نے کہا تو جادوگر کہیں گے۔ اس نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگروں اور ان کے جادو کو دیکھا ہے اس میں نہ ان کا سا پھونکنا ہے نہ ان کی سی گرہیں ہیں۔ انھوں نے کہا۔ اے ابو عبد شمس پھر کیا کہیں۔ اس نے کہا واللہ اس کی بات میں ایک قسم کی شیرینی ہے اور اس کی جڑیں[1] بہت شاخوں والی ۲۸۴

[1] (الف ب) میں عذق ہے اور (ج) میں غدق ہے۔ (د) میں عزق ہے۔ عذق کے معنی کثیر الشعب یعنی زیادہ شاخوں والی۔ اور غدق کے معنی کثیر الماء یعنی زیادہ پانی والی۔ عزق کے معنی لصق یعنی چمٹی ہوئی۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

یا زیادہ پانی والی ہیں۔ یا زمین سے چمٹی ہوئی مستحکم ہیں اور اس کی شاخیں پھلوں والی ہیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کی روایت لغدق ہے تم ان تمام باتوں میں سے جو کہو گے اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہو جائے گا۔ ہاں اس کے متعلق صحت سے قریب تر بات یہ ہے کہ تم اس کے متعلق کہو کہ وہ جادوگر ہے وہ اپنا ایک جادو بھرا کلام لے کر آیا ہے جس کے ذریعے باپ بیٹے بھائی بھائی میاں بیوی اور فرد خاندان اور خاندان کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ غرض سب کے سب اسی بات پر متفق ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ اس کے بعد جب حج کے زمانے میں لوگ آنے لگے تو یہ لوگ ان لوگوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور جو شخص ان کے پاس سے گزرتا اس کو آپ سے ڈراتے اور آپ کا حال اس سے کہتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے الولید ابن المغیرہ اور ان حالات کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا وَبَنِينَ شُهُودًا وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا (ای خصیما)

جس کو میں نے پیدا کیا ہے اس کو اور مجھے تنہا چھوڑ دے میں نے اس کے لیے بہت سا مال فراہم کر دیا اور (اس کو) بیٹے (دیے جو اس کے احکام کی تعمیل کے لیے) حاضر (ہیں) اس کے لیے میں نے بڑی بڑی تیاریاں کیں۔ اس کے بعد بھی وہ خواہش رکھتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں۔ ایسا نہیں (ہو سکتا کیونکہ) وہ تو میری آیتوں کا مخالف ہے۔

ابن ہشام نے کہا۔ عنید کے معنی معاند اور مخالف کے ہیں۔ رؤبۃ العجاج نے کہا ہے

Marfat.com

وَنَحْنُ ضَرَابُونَ رَأْسَ[1] الْعُنَّدِ

ہم مخالفوں کے سر پر ضرب لگانے والے ہیں۔

یہ بیت (یا مصرع) اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ

قَدَّرَ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ

قریب میں میں اس پر سخت محنت کا بار ڈالوں گا۔ صعود نامی پہاڑ کی (جو دوزخ میں ہے) چڑھائی پر مجبور کروں گا۔ بے شبہ اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا جس کے نتیجے میں وہ ہلاک ہوگیا۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر (سن لو کہ) وہ برباد ہوگیا۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر اس نے غور کی۔ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور مکروہ صورت بنائی۔

ابن ہشام نے کہا۔ کہ بسر کے معنی کریہ وجہہ یعنی مکروہ صورت بنائی العجاج نے کہا ہے۔

مُضَبَّرَ اللَّحْيَيْنِ بَسْرًا مِنْهَسَا

وہ موٹے جبڑوں والا مکروہ صورت۔ چہرے پر زخموں کے نشانات والا ہے۔

شاعر چہرے کی مکروہ حالت کا بیان کر رہا ہے۔ اور یہ بیت (مصرع) اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ إِنْ هٰذَا

[1] (الف) میں راس کے بجائے ھام ہے۔ یعنی ھلم کے بھی سر ہی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ

پھر پیٹھ پھیری اور تکبر ظاہر کیا۔ پھر کہا یہ تو بس پرانے جادو کے آثار باقیہ ہیں۔ یہ آدمی کے کلام کے سوا اور کچھ نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور اس چیز کے متعلق جس کو اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ان لوگوں کے متعلق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور انھوں نے آپ کے متعلق اور اس چیز کے متعلق جس کو آپ اللہ کے پاس سے لائے تھے باتیں بنایا کرتے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(اے حصناخا) جن لوگوں نے قرآن کو قسم قسم کا بنا دیا قسم ہے تیرے پروردگار کی ہم ان تمام لوگوں سے ان کے ان اعمال کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے باز پرس کریں گے

ابن ہشام نے کہا۔ کہ عضین کا واحد عضۃ ہے۔ عضہ محاورہ ہے جس کے معنی "فرقوہ" کے ہیں (یعنی الگ الگ کر ڈالا) رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

وَلَيْسَ دِينُ اللهِ بِالْمُعَضَّى

دین الٰہی قسم قسم کا نہیں ہے

اور یہ بیت (مصرع) اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر تو وہ لوگ وہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان تمام لوگوں سے جن سے وہ ملتے کہنے لگے۔ اس حج کے زمانے کے بعد جب لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوء ہی خبر لے کر واپس ہوئے اور اس کی شہرت عرب کے تمام شہروں میں ہو گئی۔

Marfat.com

ابوطالب کے شعر جو انھوں نے قریش کی دلجوئی کیلیے کہے اور ابوقیس بن الاسلت کے شعر اور قریش کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دینا

اور جب ابوطالب کو عرب کے عام لوگوں کا خوف ہوا کہ کہیں وہ آپ کے اور آپ کی قوم کے پیچھے نہ پڑ جائیں تو انھوں نے وہ قصیدہ کہا جس میں انھوں نے حرم مکہ کی پناہ لی اور اپنے اس رتبے کی پناہ کی جو ان کو اس کی سکونت کے سبب حاصل تھا۔ اور اپنی قوم کے بلند مرتبہ لوگوں پر اپنی محبت جتائی اس کے علاوہ اپنے اشعار میں انھیں اور ان کے علاوہ دوسروں کو یہ بھی بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کرنے والے یا آپ کو کسی بڑی سے بڑی چیز کے معاوضے میں کبھی بھی چھوڑنے والے نہیں۔ حتیٰ کہ وہ آپ کی حفاظت میں خود بھی ہلاک ہو جائیں۔ پس ابوطالب[1] نے کہا۔

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْقَوْمَ لَا وُدَّ فِيهِمُ ... وَقَدْ قَطَعُوا كُلَّ الْعُرَى وَالْوَسَائِلِ

جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت نہیں رہی اور انھوں نے تمام تعلقات اور رشتوں کو توڑ دیا ہے۔

وَقَدْ صَارَحُونَا بِالْعَدَاوَةِ وَالْأَذَى ... وَقَدْ طَاوَعُوا أَمْرَ الْعَدُوِّ الْمُزَايِلِ

انھوں نے ہمارے ساتھ کھلی دشمنی اور ایذا رسانی شروع کی انھوں نے ہم سے الگ ہو جانے والے دشمن کی بات مانی۔

---

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

وَقَدْ حَالَفُوا قَوْمًا عَلَيْنَا أُظِنَّةً يَعَضُّونَ غَيْظًا خَلْفَنَا بِالْأَنَامِلِ

انھوں نے ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں سے معاہدے کیے جو ہماری پیٹھ پیچھے غصے سے انگلیاں چباتے ہیں۔

صَبَرْتُ لَهُمْ نَفْسِي بِسُمْرَاءَ سَحْلَةٍ وَأَبْيَضَ عَضْبٍ مِنْ تُرَاثِ الْمَقَاوِلِ

تو میں بذات خود ایک لچکدار نیزہ اور شاہان سلف کی وارثت میں ملی ہوئی ایک چمکدار تلوار لے کر ان کے مقابلے میں ڈٹ گیا۔

وَأَحْضَرْتُ عِنْدَ الْبَيْتِ رَهْطِي وَإِخْوَتِي وَأَمْسَكْتُ مِنْ أَثْوَابِهِ بِالْوَصَائِلِ

اور میں نے اپنی جماعت اور اپنے بھائیوں کو بیت اللہ کے پاس بلوایا اور اس (بیت اللہ) کی سرخ دھاری دار چادروں کو پکڑ لیا

قِيَامًا مَعًا مُسْتَقْبِلِينَ زِنَاجَهُ لَدَى حَيْثُ يَقْضِي حَلْفَهُ كُلُّ نَائِلِ

اس کے عظیم الشان دروازے کے مقابل اس مقام پر جہاں برأت ثابت کرنے والا حلف اٹھاتا ہے سب کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر (اس کی چادروں کو پکڑ لیا)۔

وَحَيْثُ يُنِيخُ الْأَشْعَرُونَ رِكَابَهُمْ بِمُفْضَى السُّيُولِ مِنْ إِسَافٍ وَنَائِلِ

جہاں اشعری لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں۔ اساف ونائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ۔

مُرَسَّمَةُ الْأَعْضَادِ أَوْ قَصَرَاتِهَا مُخَيَّسَةٌ بَيْنَ السَّدِيسِ وَبَازِلِ

وہ اونٹ جن کے بازوؤں یا گردنوں کے جوڑوں کے پاس

Marfat.com

(قربانی کی) علامتیں ہیں یا جو قربانی کے لیے بندھے
ہوئے ہوں اور آٹھ نو سال کی عمر کے درمیان ہیں۔

تَرَى الْوَدْعَ فِيهَا وَالرِّحَامَ وَزِينَةً ۔۔۔ بِأَعْنَاقِهَا مَعْقُودَةً كَالْعَثَاكِلِ

تو ان کی گردنوں میں منکے اور سنگ رخام اور زینت کی دوسری
چیزیں بندھی ہوئی کھجور کے خوشوں کے مانند دیکھیگا۔

أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مِنْ كُلِّ طَاعِنٍ ۔۔۔ عَلَيْنَا بِسُوءٍ أَوْ مُلِحٍّ بِبَاطِلِ

میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر اس
شخص سے جو ہم پر برائی کے الزامات لگانے والا اور ناحق پر
اصرار کرنے والا ہے۔

وَمِنْ كَاشِحٍ يَسْعَى لَنَا بِمَعِيبَةٍ ۔۔۔ وَمِنْ مُلْحِقٍ فِي الدِّينِ مَا لَمْ نُحَاوِلِ

اور ایسے کینہ ور شخص سے جو ہم پر عیب لگانے کی
کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیں ایسے دین میں ملا دیتا ہے
جس کی جانب ہم نے کبھی قصد نہیں کیا۔

وَثَوْرٍ وَمَنْ أَرْسَى ثَبِيرًا مَكَانَهُ ۔۔۔ وَرَاقٍ لِيَرْقَى فِي حِرَاءَ وَنَازِلِ

اور جبل ثور اور اس ذات کی پناہ جس نے کوہ ثبیر
کو اس کی جگہ پر گاڑ دیا اور چڑھنے والے اور اترنے والے کی پناہ
(جو کوہ ثبیر سے اس لیے اترتا ہے) تاکہ کوہ حرا پر چڑھ جائے
(مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں[عہ]۔ (دیکھو باب بعثت)

عہ۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ "وراق لیرقی فی حراء ونازل" کے متعلق ہم نے پہلے تشریح کر دی ہے۔ لیکن یہاں ایک دوسری روایت بھی ہے جو اس سے زیادہ صحیح ہے اور وہ "وراق لبرقی

Marfat.com

وَبِالْبَيْتِ حَقِّ الْبَيْتِ مِنْ بَطْنِ مَكَّةٍ وَبِاللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ

اور بیت اللہ کی پناہ اور حق بیت اللہ کی پناہ جو مکہ کی وادی میں واقع ہے۔ اور اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ بے شبہ اللہ غافل نہیں ہے۔

وَبِالْحَجَرِ الْمَسْوَدِّ إِذْ يَمْسَحُونَهُ إِذَا اكْتَنَفُوهُ بِالضُّحَى وَالْأَصَائِلِ

اور حجر اسود کی پناہ کہ لوگ اس کو صبح و شام گھیرے رہتے اور (برکت حاصل کرنے کے لیے) اس پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں۔

وَمَوْطِئِ إِبْرَاهِيمَ فِي الصَّخْرِ رَطْبَةً عَلَى قَدَمَيْهِ حَافِيًا غَيْرَ نَاعِلِ

اور ابراہیم علیہ السلام کے پامال پتھر کی پناہ جو ان کے بے نعلین ننگے پاؤں کے لیے نرم تھا۔

وَأَشْوَاطِ بَيْنَ الْمَرْوَتَيْنِ إِلَى الصَّفَا وَمَا فِيهِمَا مِنْ صُورَةٍ وَتَمَاثِلِ

اور کوہ صفا اور کوہ مروہ کی درمیانی دوڑ دھوپ کی اور ان دونوں کے درمیان جو تصویریں اور جو مورتیں ہیں ان کی پناہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ حراء و نازل ہے۔ یعنی اس ذات کی پناہ جو نیکی حاصل کرنے کے لیے کوہ حرا پر چڑھنے والا اور پھر وہاں سے احکام الٰہی لیکر اترنے والا ہے۔ البرقی نے کہا ہے کہ ابن اسحٰق اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی یہی روایت کی ہے اور یہی ٹھیک ہے۔ سہیلی کہتے ہیں کہ پھر تو اس میں غلطی ابن ہشام کو ہو گئی ہے یا بکائی کو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم از سہیلی)

لہ۔ (الف) میں الاسود ہے۔ ۲ھ۔ (الف) میں واطئہ ہے (احمد محمودی)

Marfat.com

وَمَنْ حَجَّ بَيْتَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ رَاكِبٍ وَمِنْ كُلِّ ذِي نَذْرٍ وَمِنْ كُلِّ رَاجِلِ

اور ہر ایک سوار اور پیادہ پا بیت اللہ کا حج کرنے والے
اور نذریں گزارنے والے کی پناہ

وَبِالْمَشْعَرِ الْأَقْصَى إِذَا عَمَدُوا لَهُ إِلَالٍ إِلَى مُفْضَى الشَّرَاجِ الْقَوَابِلِ

اور میدان عرفات کی پناہ جبکہ لوگ اس کا قصد کریں
اور کوہ الال[ع] کے اس مقام تک کی پناہ جہاں نالے ایک دوسرے
کے مقابل سے آکر پھیل جاتے ہیں۔

وَتَوْقَافِهِمْ فَوْقَ الْجِبَالِ عَشِيَّةً يُقِيمُونَ بِالْأَيْدِي صُدُورَ الرَّوَاحِلِ

اور شام کے وقت کے پہاڑوں پر ان کے کھڑے ہونے
کی پناہ جہاں سواریوں کے اگلے حصے کو ہاتھوں سے سیدھا کرتے
یا تھامتے ہیں۔

وَلَيْلَةِ جَمْعٍ وَالْمَنَازِلِ مِنْ مِنًى وَهَلْ ذَهَبَا مِنْ حُرْمَةٍ وَمَنَازِلِ

اور اس رات کی پناہ جس میں لوگ منیٰ میں جمع ہوتے
ہیں اور منیٰ کے ان مقامات کی پناہ جہاں وہ اترتے ہیں کیا
ان سے بڑھ کر بھی کوئی عظمت والی چیزیں اور مقامات ہیں۔

وَجَمْعٍ إِذَا مَا الْمُقْرَبَاتُ أَجَزْنَهُ سِرَاعًا كَمَا يَخْرُجْنَ مِنْ وَقْعِ وَابِلِ

اور عرفات کی پناہ جہاں شریف گھوڑے وقف
میں جگہ حاصل کرنے کے لیے ایسی تیزی سے گزرتے ہیں جیسے

ع۔ کوہ الال جبل عرفات کے پاس ہے۔ (احمد ۱۰)

Marfat.com

موسلا دھار بارش ہوتے وقت اس سے بچنے کے لیے بھاگتے ہیں۔

وَبِالْجَمْرَةِ الْكُبْرَى إِذَا صَمَدُوا لَهَا يَؤُمُّونَ قَذْفًا رَأْسَهَا بِالْجَنَادِلِ

اور بڑے جمرہ کی پناہ جبکہ لوگ اس کی جانب ارادہ کرتے اور اس کے سر کو پتھروں سے مارنا چاہتے ہیں۔

وَكِنْدَةَ إِذْ هُمْ بِالْحِصَابِ عَشِيَّةً تُجِيزُ بِهِمْ حُجَّاجُ بَكْرِ بْنِ وَائِلِ

اور بنی کندۃ کی پناہ جبکہ وہ شام کے وقت سنگباری کے مقام پر ہوتے ہیں اور ان کے پاس سے بکر ابن وائل کے حج کرنے والے لوگ گزرتے ہیں۔

حَلِيفَانِ شَدَّا عَقْدَ مَا اخْتَلَفَا لَهُ وَرَدَّا عَلَيْهِ عَاطِفَاتِ الْوَسَائِلِ

وہ دونوں ایسے حلیف ہیں کہ انھوں نے جس بات پر حلف کی اس کو مستحکم کیا اور تعلقات کی مہربانیوں کو اس کی جانب پھیر دیا۔

وَحَطَّهُمُ سُمُرَ الرِّمَاحِ وَسَرْحَهُ وَشِبْرِقَهُ وَخْدَ النَّعَامِ الْجَوَافِلِ

دامن کوہ کے موز کے درختوں اور نخوت سرخ اور نبات شبرق کو تیز بھاگنے والے شتر مرغ کی سی تیز چال سے ان کے توڑ دینے کی پناہ۔

فَهَلْ بَعْدَ هَذَا مِنْ مَعَاذٍ لِعَائِذٍ وَهَلْ مِنْ مُعِيذٍ يَتَّقِي اللّٰهَ عَادِلِ[2]

۲۷

[1] ۔ اس کی جمع جمرات ہے اور یہ مناسک حج میں کے تین مقامات ہیں جہاں ستونوں کی جانب کنکریاں پھینکی جاتی ہیں انھیں میں سے ایک جمرۃ الکبری ہے (احمد محمودی)

[2] ۔ (ب ج د) میں عاذل ہے جس کے معنی کیا کوئی ملامت کرنے والا! اللہ سے ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کیا پناہ لینے والے کے لیے ان پناہ ہوں کے علاوہ اور بھی
کوئی پناہ گاہ ہے اور کیا کوئی عدل وانصاف کرنے والا اللہ سے
ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے۔

يُطَاعُ بِنَا الْعُدَّى وَرُدَّ وَالِوَلَائِنَا تُسَدُّ بِنَا أَبْوَابُ تُرْكٍ وَكَابِلِ

ہمارے متعلق ظالموں کی بات سنی جاتی ہے حالانکہ
وہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے ترک و کابل کے دروازے بند ہوں

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نَتْرُكُ مَكَّةً وَنَظْعَنُ إِلَّا أَمْرُكُمْ فِي بَلَابِلِ

بیت اللہ کی قسم۔ تم نے جھوٹ کہا یعنی یہ خیال غلط
ہے کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے سفر کر جائیں گے
یہ صرف تمھارے خیالی وسوسے ہیں۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُونَهُ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے غلط خیال کیا کہ ہم محمد کے
متعلق مغلوب ہو جائیں گے حالانکہ ابھی تک ہم نے ان
کے بچاؤ کے لیے نہ نیزہ زنی کی ہے نہ تیر اندازی۔

وَنُسْلِمُهُ حَتَّى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ وَنُذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

تم نے غلط خیال کیا کہ ہم انھیں تمھارے حوالے
کر دیں گے ہرگز نہیں حتی کہ ہم ان کے اطراف پچھڑ جائیں گے
اور ہم اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے

وَيَنْهَضُ قَوْمٌ بِالْحَدِيدِ إِلَيْكُمْ نَهُوضَ الذُّرَا يَاتَحْتُ ذَاتِ الصَّلَاصِلِ

لہ۔ الف کے سوا دوسرے نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے۔
يطاع بنا امر العدا ودائنا۔ ہمارے متعلق دشمنوں کی بات سنی جاتی ہے۔ الخ

Marfat.com

تمہارے مقابلے کے لیے ہتھیار بند لوگ ایسے اٹھینگے
جیسے پانی پلانے والی اونٹنیاں آواز کرنے والی پکھالوں کے
نیچے سے ان کو لے کر اٹھتی ہیں۔

۲۹۱ وَحَتَّى نَرَى ذَا الضَّغْنِ يَرْكَبُ رَدْعَةً مِنَ الطَّعْنِ فِعْلَ الْأَنْكَبِ الْمُتَحَامِلِ

حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ کینہ ور برچھی کا زخم کھا کر ایک جانب
جھوک دے کر مشکل سے چلنے والے کی طرح خلل میں نہا کر منہ کے بل
گر رہا ہے۔

وَإِنَّا لَعَمْرُ اللهِ إِنْ جَدَّ مَا أَرَى لَتَلْتَبِسَنَّ أُسْيَافُنَا بِالْأَمَاثِلِ

اللہ تعالیٰ کی بقا کی قسم جن واقعات کا میں خیال کرتا ہوں کہ سچ مچ
وہی واقع ہوئے تو ہماری تلواریں بڑے بڑے لوگوں کو پہن لیں گی (یعنی
ان کے پیٹوں میں مار دی جائیں گی) یا بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھ میں ہونگی۔

بِكَفَّيْ فَتًى مِثْلِ الشِّهَابِ سَمَيْدَعٍ أَخِي ثِقَةٍ حَامِي الْحَقِيقَةِ بَاسِلِ

ایسے جوانمرد کے ہاتھوں میں ہوں گی جو شہاب کا سا
(روشن چہرے والا یا بے دھڑک گھس پڑنے والا) سردار۔ بھروسے
کے قابل صداقت کی حمایت کرنے والا بہادر ہو۔

شُهُورًا وَأَيَّامًا وَحَوْلًا مُحَرَّمًا[1] عَلَيْنَا وَتَأْتِي حِجَّةٌ بَعْدَ قَابِلِ

اسی حالت میں ہم پر کئی دن اور کئی مہینے اور کئی پورے

---

[1] (الف ج د) میں محرما جانے حطی سے ہے اور (ب ہ) میں مجرما جیم سے ہے۔ دوسرا نسخہ ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جس کو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا ہے کیونکہ شہور و ایام تو محرم ہو سکتے ہیں لیکن پورا سال کس طرح محرم ہو جائے گا۔ مجرما کامل کے معنی میں اور فتحہ (الف) میں

گزر سال جائیں گے اور آنے والے حج کے بعد اور حج آئیں گے۔

وَمَا تَرَكَ قَوْمٌ ـــ لَا أَبَا لَكَ سَيِّدًا يَحُوطُ الذِّمَارَ غَيْرَ ذَرْبٍ مُوَاكِلِ

تیرا باپ مر جائے۔ ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی (بدترین) بات ہے۔ جو حمایت کے قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے۔ نہ فسادی ہے اور نہ اپنے کام کو دوسروں پر چھوڑنے والا ہے۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

جو ایسے روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کی سرپرستی کرنے والا اور بیواؤں کی پناہ ہے۔

يَلُوذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهُ فِي رَحْمَةٍ وَفَوَاضِلِ

بنی ہاشم کے مفلس اس کے پاس پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس ناز و نعم میں اور اعلیٰ مراتب پر ہیں۔

لَعَمْرِي لَقَدْ أَجْرَى أُسَيِّدُ وَبَكْرُهُ إِلَى بُغْضِنَا وَجْرَ آنَا لِلْآكِلِ

میری عمر کی قسم۔ اسید اور اس کے جوان لڑکے نے ہم سے دشمنی کرنی چاہی اور ہمیں کھانے والے کے لیے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

وَعُثْمَانُ لَمْ يَرْبَعْ عَلَيْنَا وَقَدْ غَدَا وَلَكِنْ أَطَاعَا أَمْرَ تَيْكَ الْقَبَائِلِ ۲۵۲

اور عثمان نے ہماری جانب توجہ ہی نہیں کی اور نہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: حجۃ کو حجا کو ضمہ بھی دیا ہے حالانکہ حا کو کسرہ ہونا چاہئے جس کے معنی حج کے ہیں۔ (احمد محمد دی)

Marfat.com

قفقذ نے بلکہ انھوں نے ان ہی قبیلوں کے احکام کی اطاعت کی۔

أَطَاعَا أُبَيًّا وَابْنَ عَبْدِ يَغُوثِهِمْ وَلَمْ يَرْقُبَا فِينَا مَقَالَةَ قَائِلِ

انھوں نے اُبی کی اور اپنے ابن عبد یغوث کی بات
مانی اور ہمارے متعلق کسی کہنے والے کی بات کی جانب توجہ بھی نہ کی

كَمَا قَدْ لَقِينَا مِنْ سُبَيْعٍ وَنَوْفَلٍ وَكُلٌّ تَوَلَّى مُعْرِضًا لَمْ يُجَامِلِ

سبیع اور نوفل کا بھی ہم نے یہی برتاو پایا ہر ایک
منہ پھیر کر پلٹ گیا کسی نے حسن سلوک نہیں کیا۔

فَإِنْ يُلْفِيَا[1] أَوْ يُمْكِنِ اللهُ مِنْهُمَا نُكَيِّلْ لَهُمَا صَاعًا بِصَاعِ الْمُكَايِلِ

پھر اگر وہ کہیں پا لیے جائیں یا اللہ تعالیٰ ان سے
بدلہ لینے کی قدرت دے تو ہم بھی انھیں بازار کے بھاؤ سے
سیر کو سیر ماپ دیں گے

وَذَاكَ أَبُو عَمْرٍو وَأَبَى غَيْرَ بُغْضِنَا لِيُطْعِمَنَا فِي أَهْلِ شَاءٍ وَحَامِلِ

اس ابو عمرو کی تو یہ حالت ہے کہ ہماری دشمنی کے
سوا ہر چیز کا منکر ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہمیں بکریاں والوں اور
اونٹوں والوں میں جا بسنے پر مجبور کرے۔

يُنَاجِي بِنَا فِي كُلِّ مُمْسًى وَمُصْبَحٍ فَنَاجِ أَبَا عَمْرٍو بِنَا ثُمَّ خَاتِلِ

صبح شام ہمارے متعلق کانا پھوسی کرتا رہتا ہے

---

[1] یہاں یُلفیا کے عوض (الف) میں یُلقیا یعنے بھی یا ئے فے کے قاف ہے اگرچہ اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں۔ لیکن بہ تکلف۔ (احمد محمودی)

اے ابو عمرو ہمارے متعلق خوب کانا پھوسی کر لے اور پھر
دھوکہ بازی کر۔

وَيُولِي لَنَا بِاللّٰهِ مَا إِنْ يَغُشُّنَا ۔۔۔ بَلٰى قَدْ تَرَاهُ جَهْرَةً غَيْرَ هَائِلِ

ہم سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ دغا بازی نہیں
کریگا کیوں نہیں ہم تو بے پردہ علانیہ یہی دیکھ رہے ہیں۔

أَضَاقَ عَلَيْهِ بُغْضُنَا كُلَّ تَلْعَةٍ ۔۔۔ مِنَ الْأَرْضِ بَيْنَ أُخْشَبٍ فَمُجَادِلِ

کوہ اخشب و کوہ مجادل کی درمیانی زمین کی ہر وادی
ہماری دشمنی میں اس کے لیے تنگ ہو گئی ہے۔

وَسَائِلْ أَبَا الْوَلِيدِ مَاذَا أَحَبَّتَنَا ۔۔۔ بِسَعْيِكَ فِينَا مُعْرِضًا كَالْمُخَاتِلِ ۲۹۳

ابو الولید سے دریافت کرو کہ دھوکہ بازوں کی طرح
منہ پھیر کر ہمارے خلاف کوشش کر کے تو نے ہمیں کیا
نقصان پہنچایا۔

وَكُنْتَ امْرَأً مِمَّنْ يُعَاشُ بِرَأْيِهِ ۔۔۔ وَرَحْمَتُهُ فِينَا وَلَسْتَ بِجَاهِلِ

تو اس بات سے ناواقف نہیں کہ ہم سے متعلق معاملات میں
تیری حالت اس شخص کی سی ہو گئی ہے جو خود رائی اور جذبات
کے تحت زندگی گزارتا ہے۔

فَعُتْبَةُ لَا تَسْمَعْ بِنَا قَوْلَ كَاشِحٍ ۔۔۔ حَسُودٍ كَذُوبٍ مُبْغِضٍ ذِي دَغَاوِلِ

اے عتبہ ہمارے متعلق ایسے کپٹ رکھنے والوں
کی بات کی جانب توجہ نہ کر جو حاسد جھوٹے دشمنی رکھنے والے
اور فسادی ہیں۔

Marfat.com

وَمَرَّ أَبُو سُفْيَانَ عَنِّيْ مُعْرِضًا كَمَا مَرَّ قَيْلٌ[1] مِنْ عِظَامِ الْمَقَاوِلِ

اور ابوسفیان میرے پاس سے منہ پھیر کر اس طرح
گزر گیا جس طرح بڑے نوابوں میں کا کوئی نواب۔

يَفِرُّ إِلَى نَجْدٍ وَبَرْدِ مِيَاهِهِ وَيَزْعُمُ أَنِّيْ لَسْتُ عَنْكُمْ بِغَافِلِ

اونچے مقامات اور سرد پانی کی جگہوں کی جانب
بھاگ جاتا ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ میں تم سے غافل نہیں ہوں۔

وَيُخْبِرُنَا فِعْلَ الْمُنَاصِحِ أَنَّهُ شَفِيقٌ وَيُخْفِيْ عَارِمَاتِ الدَّوَاخِلِ

اور خیر خواہوں کی طرح ہمیں بتاتا ہے کہ وہ مہربان
ہے اور سخت فسادوں کو چھپائے رکھتا ہے۔

أَمُطْعِمُ لَمْ أَخْذُلْكَ فِيْ يَوْمِ نَجْدَةٍ وَلَا مُعْظِمٍ عِنْدَ الْأُمُوْرِ الْجَلَائِلِ

اے مطعم! میں نے تجھے کبھی بے یار و مددگار نہیں
چھوڑا نہ خطروں کے وقت اور نہ بڑے بڑے اہم معاملوں میں

وَلَا يَوْمَ خَصْمٍ إِذْ أَتَوْكَ أَنِلَّةً[2] أُولِيْ جَدَلٍ مِنَ الْخُصُوْمِ الْمَسَاجِلِ[3]

اور نہ جھگڑے کے وقت جبکہ جھگڑالو ہٹی مقابلہ
کرنے والے دشمن تیرے پاس آگئے۔

أَمُطْعِمُ إِنَّ الْقَوْمَ سَامُوْكَ خُطَّةً وَإِنِّيْ مَتَى أُوكَلْ فَلَسْتُ بِوَكَائِلِ

۲۹۴

[1] (الف) میں کمامر کے بجائے کانہ ہے جس کے معنی تو ٹھیک ہوتے ہیں لیکن وزن شعر میں کسر آجاتی ہے۔
[2] (الف) میں اشدۃ ہے۔
[3] (الف) میں مساعل ہے جس کے معنی فصیح و بلیغ ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اے مطعم لوگوں نے تیرے ساتھ سخت برتاؤ کیا
لیکن میں جب ہمہ تن تیرا پیچھا کروں گا تو چھوٹ نہ سکیگا۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا ۔۔۔ عُقُوبَةَ شَرٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلِ

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل
کو ایسا بدلہ دے کہ اس سزا کی برائی فوری ہو آیندہ کے لیے
باقی نہ چھوڑی جائے۔

بِمِيزَانِ قِسْطٍ لَا يَخِسُّ شَعِيرَةً ۔۔۔ لَهُ شَاهِدٌ مِنْ نَفْسِهِ غَيْرُ عَائِلِ

انصاف کی ترازو میں تول کر جو جو بھر کمی بھی نہیں
کرتی جس کے متعلق خود اس کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا ظالمانہ نہیں۔

لَقَدْ سَفِهَتْ أَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوا ۔۔۔ بَنِي خَلَفٍ قَيْضًا بِنَا وَالْغَيَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئیں جنھوں نے ہمارے
بجائے بنی خلف اور بنی غیاطل کو اختیار کیا۔

وَنَحْنُ الصَّمِيمُ مِنْ ذُؤَابَةِ هَاشِمٍ ۔۔۔ وَآلِ قُصَيٍّ فِي الْخُطُوبِ الْأَوَائِلِ

ہم اہم معاملوں میں قدیم ہی سے بنی ہاشم
اور بنی قصی یعنی کے اعلیٰ افراد اور ان کی جان رہے ہیں۔

وَسَهْمٌ وَمَخْزُومٌ عَمَالَوْا وَأَلَّبُوا ۔۔۔ عَلَيْنَا الْعَبِيدَ مِنْ كُلِّ طِفْلٍ وَخَامِلِ

بنی سہم و بنی مخزوم نے ہم پر کمینوں اور احمقوں
کو اکسا کر فتنہ و فساد کیا۔

فَعَبْدُ مَنَافٍ أَنْتُمْ خَيْرُ قَوْمِكُمْ ۔۔۔ فَلَا تُشْرِكُوا فِي أَمْرِكُمْ كُلَّ دَاخِلِ

Marfat.com

اے بنی عبد مناف تم تو قوم میں کے بہترین افراد ہو
اپنے معاملوں میں تم دوغلوں کو نہ شریک کرو۔

۲۹ لَعَمْرِیْ لَقَدْ وَهَنْتُمْ وَعَجَزْتُمْ وَجِئْتُمْ بِأَمْرٍ مُخْطِئٍ لِلْمَفَاصِلِ

میری عمر کی قسم تم کمزور اور عاجز ہو گئے ہو اور تم نے
ایسا رویہ اختیار کیا ہے جو جوڑ بند پر پڑنے والی ضرب نہیں۔
(یعنی صحیح رویہ نہیں)

وَكُنْتُمْ حَدِيثاً حَطَبَ قِدْرٍ وَأَنْتُمُ أَلَانَ حِطَابُ أَقْدُرٍ وَمَرَاجِلِ

ابھی کچھ دن پہلے تم ایک دیگ کا ایندھن تھے اور
اب تو تم بہت سی دیگوں کا ایندھن بن گئے ہو۔

لِيَهْنِ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ عُقُوقُنَا وَخِذْلَانُنَا وَتَرْكُنَا فِي الْمَعَاقِلِ

ہماری مخالفت ہماری امداد سے علیحدگی اور ہمیں
ڈنڈ بھرنے کے لیے تنہا چھوڑ دینا بنی عبد مناف کو مبارک ہو۔

فَإِنْ تَكُ قَوْمًا نَبْتَئِرْ مَا صَنَعْتُمُ وَتَحْتَلِبُوهَا لِقْحَةً غَيْرَ بَاهِلِ

اگر ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو
(اس کا بدلہ نہ لے کر ہم) دل میں رکھتے ہیں تو تم لوگ موقوفہ اونٹنی
کے دودھ کی طرح دودھ لیتے جاتے ہو۔

لَهُ[1] وَسَائِطُ كَانَتْ فِي لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ نَفَاهُمْ إِلَيْنَا كُلُّ صَقْرٍ حُلَاحِلِ

جو تعلقات بنی لوئی بن غالب میں تھے سمجھ والوں

---

[1] یہ دونوں شعر (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور بامروت لوگوں نے ان کا انکار کر دیا۔

وَرَهْطُ نُفَيْلٍ شَرُّ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى وَأَلْأَمُ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَنَاعِلِ

بنی نفیل کی جماعت روئے زمین پر چلنے والوں میں
سب سے بدترین ہے اور بنی معد میں کے جوتے پہننے والوں
اور ننگے پیر پھرنے والوں میں سب سے زیادہ کمینے ہیں۔

فَأَبْلِغْ[1] قُصَيًّا أَنْ سَيُنْشَرُ أَمْرُنَا وَيُبْتَرُّ قُصَيًّا بَعْدَنَا بِالتَّخَاذُلِ

بنی قصی کو یہ پیام پہنچا دو اور انھیں خوشخبری سنا دو
کہ عنقریب ہمارے یہ تعلقات مشتہر ہوں گے اور پھر ہماری
جانب سے کوئی مدد نہیں دی جائے گی۔

وَلَوْ طَرَقَتْ لَيْلًا قُصَيًّا عَظِيمَةٌ إِذًا مَا لَجَأْنَا دُونَهُمْ فِي الْمَدَاخِلِ

اگر راتوں رات بنی قصی پر کوئی بڑی آفت آگئی تو
ان کے بچاؤ کے لیے دخل دینے پر ہم مجبور نہ ہوں گے۔

وَلَوْ صَدَمُوا ضَرْبًا خِلَالَ بُيُوتِهِمْ لَكُنَّا أُسَيَّ عِنْدَ النِّسَاءِ الْمُطَافِلِ

اور اگر لوگوں نے سخت حملہ کیا اور ان کے گھر میں
گھس گئے تو ہم بچوں والی عورتوں کے پاس رہنے میں ایک
دوسرے کے لیے نمونہ ہوں گے۔

فَكُلُّ صَدِيقٍ وَابْنُ أُخْتٍ نَعُدُّهُ لَعَمْرِي وَجَدْنَا لَغِيَّةً غَيْرَ طَائِلِ ۹۷

اپنی عمر کی قسم وہ شخص جس کو ہم بھانجا یا دوست

---

[1] (الف) میں بلغ ہے۔ (محمد محی)

Marfat.com

سمجھتے ہیں اس کے ایک روز غائب ہو کر دوسرے روز آنے کو ہم نے بے فائدہ پایا۔

سِوَى أَنَّ رَهْطًا مِنْ كِلَابِ بْنِ مُرَّةٍ بَرَاءٌ إِلَيْنَا مِنْ مَعَقَّةِ حَاذِلِ

سوائے بنی کلاب بن مرۃ کی ایک جماعت کے وہ تو ہمارے پاس دوستی ترک کرنیکے الزام سے بری ہیں

وَهَنَّاهُمْ حَتَّى تَبَدَّدَ جَمْعُهُمْ وَيَحْسُرُ عَنَّا كُلُّ بَاغٍ وَجَاهِلِ

ہم نے انھیں ایسا کمزور کیا کہ ان کی جماعت منتشر ہوگئی۔ ہر طرح کا باغی اور جاہل ہمارے مقابلے سے کمزور ہو کر ہٹ جاتا ہے۔

وَكَانَ لَنَا حَوْضُ السَّقَايَةِ فِيهِمُ وَنَحْنُ الْكُدَى مِنْ غَالِبٍ وَالْكَوَاهِلِ

پانی پلانے کا ہمارا ایک حوض انھیں کی بستیوں میں تھا ہم تو بنی غالب میں بڑے پتھر کی چٹان (یعنی عزت والے) اور مرجع خاندان ہیں۔

شَبَابٌ مِنَ الْمُطَيَّبِينَ وَهَاشِمٍ كَبِيضِ السُّيُوفِ بَيْنَ أَيْدِي الصَّيَاقِلِ

ہم میں کے وہ نوجوان جنھوں نے عطر میں ہاتھ ڈال کر معاہدہ کیا اور بنی ہاشم میں کے جوان ایسے ہیں گویا صیقل گروں کے ہاتھ میں چمکتی تلواریں۔

فَمَا أَدْرَكُوا ذَحْلًا وَلَا سَفَكُوا دَمًا وَلَا خَالَفُوا إِلَّا شِرَارَ الْقَبَائِلِ

نہ انھوں نے انتقام لیا نہ خون بہایا نہ انھوں نے قبیلے کے بدترین افراد کے سوا کسی سے مخالفت کی۔

بِضَرْبٍ تَرَى الْفِتْيَانَ فِيهِ كَأَنَّهُمْ صَوَارِي أُسُودٍ فَوْقَ لَحْمِ خَرَادِلِ

لہ۔ یہاں سے سات شعر (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ایک ایسی ضرب سے جس میں جوان مردوں کو تو اس
حال میں دیکھیگا گویا گوشت کے ٹکڑوں پر شیر درندہ ہیں۔

بَنِي أَمَةٍ مَحْبُوبَةٍ هِنْدِكِيَّةٍ بَنِي جُمَحٍ عُبَيْدِ قَيْسِ بْنِ عَاقِلِ

اے ہندی محبوبہ چھوکری کے بچو! اے بنی
جمح عبید قیس بن عاقل۔

وَلَكِنَّا نَسْلُ كِرَامٍ لِسَادَةٍ نُعَمِّي الْأَقْوَامُ عِنْدَ الْبَوَاطِلِ

لیکن ہم تو شریف سرداروں کی اولاد میں سے
ہیں جن کے ذریعے غلط کاری کے وقت لوگوں کو موت
کا پیام دیا جاتا ہے۔

وَنِعْمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ غَيْرَ مُكَذَّبٍ زُهَيْرٌ حُسَامًا مُفْرَدًا مِنْ حَمَائِلِ

زہیر قوم کا بہترین بھانجا ہے، سچا ہے جھٹلایا ہوا
نہیں ہے۔ گویا وہ حمائل سے الگ کی ہوئی تلوار ہے۔

أَشَمَّ مِنَ الشُّمِّ الَّذِينَ بِهِمْ يَنْتَمِي إِلَى حَسَبٍ فِي حَوْمَةِ الْمَجْدِ فَاضِلِ

سربلند سرداروں میں کا ایک سربلند ہے۔ وہ ایسی
شرافت کی جانب نسبت رکھتا ہے جو عزت کی بڑائی میں بڑھا
ہوا ہے۔

لَعَمْرِي لَقَدْ كَلِفْتُ وَجْدًا بِأَحْمَدٍ وَأَخْوَاتِهِ دَأْبَ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ

اپنی عمر کی قسم جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی
حالت ہوتی ہے میں بھی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے بھائیوں[1] کے

[1] ۔ آپ کے بھائیوں سے مراد آپ کے چچا زاد بھائی ہوں گے مثلاً حضرت علی وغیرہ (محمد محمود)

Marfat.com

عشق میں مبتلا کیا گیا ہوں۔

فَلَا زَالَ[1] فِي الدُّنْيَا جَمَالًا لِأَهْلِهَا وَزَيْنًا لِمَنْ وَالَاهُ رَبُّ الْمَشَاكِلِ

ایک دوسرے سے مشابہ شکلیں بنانے والا پروردگار۔
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے بھائیوں سے تعلقات رکھنے والوں کے لیے جمال دنیوی ہمیشہ رکھے۔ اور جن لوگوں کی اس نے سرپرستی کی ہے ان کی زینت کو دوام عطا فرمائے۔

فَمَنْ مِثْلُهُ فِي النَّاسِ أَيُّ مُؤَمَّلٍ إِذَا قَاسَهُ الْحُكَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سا لوگوں میں ہے کون فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے لیے اس (کے مرتبے) کا اندازہ کیا تو اس کے لیے ان لوگوں میں جن سے امیدیں وابستہ کیجاتی ہیں۔ عجیب قسم کی برتری پائی۔

حَلِيمٌ رَشِيدٌ عَادِلٌ غَيْرُ طَائِشٍ يُوَالِي إِلٰهًا لَيْسَ عَنْهُ بِغَافِلِ

وہ بردبار سیدھی راہ پر چلنے والا منصف ہے جلد باز نہیں ایسے معبود سے تعلقات رکھنے والا ہے جو اس سے غافل نہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْ أَجِيءَ بِسُبَّةٍ تَجُرُّ عَلَى أَشْيَاخِنَا فِي الْمَحَافِلِ

واللہ اگر میری وجہ سے ہمارے بزرگوں پر مجمعوں میں (یعنی میرے اسلام اختیار کرنے کی وجہ سے) گالیاں پڑنے کا خوف نہیں ہوتا (یعنی گمراہی کا الزام)

[1] یہ شعر بھی (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

لَكُنَّا اتَّبَعْنَاهُ عَلَى كُلِّ حَالَةٍ ... مِنَ الدَّهْرِ جِدًّا غَيْرَ قَوْلِ الْهَازِلِ

تو ہم اس کی پیروی ضرور کرتے۔ خواہ زمانے کی کچھ ہی حالت کیوں نہ ہوا اور یہ بات میں نے حقیقت کے لحاظ سے کہی ہے دل لگی یا مذاق کے طور پر نہیں کہی ہے۔

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ ابْنَنَا لَا مُكَذَّبٌ ... لَدَيْنَا وَلَا يُعْنَى بِقَوْلِ الْأَبَاطِلِ

سب لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ ہمارے لڑکے پر جھوٹ کا الزام لگانے والا ہم میں کوئی نہیں اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں پر تو کوئی توجہ نہیں کی جا سکتی۔

فَأَصْبَحَ فِينَا أَحْمَدُ فِي أَرُومَةٍ ... تُقَصِّرُ عَنْهُ سَوْرَةُ[2] الْمُتَطَاوِلِ

ہم میں احمد نے (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (یعنی ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اس کو ضرر پہنچانے سے قاصر ہیں یا اس کا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

حَلِئْتُ بِنَفْسِي دُونَهُ وَحَمِيَّتُهُ ... وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرَا وَالْكَلَاكِلِ

اس کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈالدی اپنی پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے اس کی حفاظت کی (یعنی اپنے تمام اعضا و جوارح سے)

---

[1] ۔ (الف) میں لایفنی ہے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں سے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

[2] ۔ یہاں دو شکلیں ہیں فتح سین و ضم سین بصورت اول بمعنی شدت اور بصورت ثانی بمعنی منزلت۔ (احمد محمود ج)

Marfat.com

فَأَيَّدَهُ رَبُّ الْعِبَادِ بِنَصْرِهِ وَأَظْهَرَ دِينًا حَقُّهُ غَيْرُ بَاطِلِ

پس بندوں کی پالنے والی ذات نے اس کی امداد
کی اور اپنے سچے دین کو جو جھوٹا نہیں غلبہ دیا۔

رِجَالٌ كِرَامٌ غَيْرُ مِيلٍ نَمَاهُمُ إِلَى الْخَيْرِ آبَاءٌ كِرَامُ الْمَحَاصِلِ

یہ لوگ شریف ہیں بزدل نہیں ہیں ان کے آباؤ اجداد
نے جن کے مقاصد اعلیٰ تھے انھیں نیکی کی طرف متوجہ رہنے کی
تربیت دی۔

فَإِنْ تَكُ كَعْبٌ مِنْ لُؤَيٍّ صَقِيبَةً فَلَا بُدَّ يَوْمًا مَرَّةً مِنْ تَزَايُلِ

اگر بنی کعب کو بنی لؤی سے قریب کا رشتہ ہے تو
اس رشتے کا ٹوٹنا بھی ممکن ہے اور کسی نہ کسی دن اور کبھی
نہ کبھی ان کے جتھے کا منتشر ہونا بھی ضروری ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ وہ اشعار ہیں جو اس قصیدے میں سے میرے پاس صحیح ثابت ہوئے لیکن اکثر اہل علم ان میں سے بہت سے اشعار سے انکار کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ مدینہ والوں پر قحط کی بلا نازل ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جاکر بارش کے لیے دعا فرمائی بھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اتنی بارش ہوئی کہ اس پاس کے لوگ ڈوبنے کے ڈر کی شکایت لے کر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لہ۔ یہ اور اس کے بعد کے دونوں شعر بھی (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا۔

یا اللہ ہمارے اطراف پانی برسا ہم پر نہ برسا۔

پھر تو مدینہ پر سے ابر پھٹ گیا اور اس کے اطراف دائرے کی شکل[ع] میں ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لَوْ أَدْرَكَ أَبُو طَالِبٍ هٰذَا الْيَوْمَ لَسَرَّهُ اگر آج ابو طالب ہوتے تو انھیں اس سے خوشی ہوتی تو آپ سے بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ گویا آپ ان کے اس شعر کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

آپ نے فرمایا۔ اجل۔ ہاں

ابن ہشام نے کہا وَشَرِقَهٗ جس شعر میں ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا الغیاطل بنی سہم بن عمرو بن ہصیص میں کے لوگ ہیں اور ابو سفیان کا باپ حرب بن امیہ ہے۔ اور مطعم کا باپ عدی بن نوفل بن عبد مناف اور زہیر کا باپ ابی امیہ بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور مطعم کی ماں عاتکہ بنت عبد المطلب۔ ۲۹۹

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسید اور اس کا جوان لڑکا جس کا شعر میں ذکر ہے اس سے مراد عتاب بن اُسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے اور عثمان کا باپ عبید اللہ تھا جو طلحہ بن عبید اللہ التیمی کا بھائی تھا اور قنفذ کا باپ عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ اور ابو الولید عتبہ ربیعہ کا بیٹا تھا۔ اور ابی الاخنس بن شریق الثقفی وہ ہے جو بنی زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا۔

ع۔ یہاں لفظ اکلیل ہے اور اکلیل کے معنی سر پٹی یا ابر گوشت کے ہیں جو ناخن کو اطراف سے گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ ل۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمود ہنا)

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا کہ ابی کا نام اخنس اس لیے ہوگیا کہ وہ جنگ بدر کے روز لوگوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا تھا (خنس کے معنی پیچھے ہٹنا ہیں) اور یہ بنی علاج میں سے تھا اور علاج کے باپ کا نام ابو سلمہ بن عوف بن عقبہ تھا۔ اور الاسود کے باپ کا نام عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب تھا اور سُبَیع خالد کا بیٹا اور بلحارث بن فہر والوں میں کا تھا اور نوفل کے باپ کا نام خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ اور اس کی ماں کا نام عدویہ تھا۔ اور یہ قریش کے شیاطین میں سے تھا۔ اسی نے ابوبکر الصدیق اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کو ایک رسی میں باندھ دیا تھا جبکہ ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تھا۔ اور اسی لیے ان دونوں کو قرینین کا لقب ملا تھا۔ اور اس نوفل کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے جنگ بدر کے روز قتل کیا اور ابو عمرو عُرْظہ کے باپ کا نام عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھا۔ اور "قوم علینا اظنہ" ۔ ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں" سے مراد بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ہیں یہ تمام ان لوگوں کے نام ہیں جن کا ذکر ابو طالب نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دعوے کی شہرت تمام عرب میں پھیل گئی اور تمام شہروں میں پہنچ گئی تو مدینہ میں بھی آپ کے چرچے ہونے لگے اور قبیلہ اوس و خزرج سے بڑھ کر کوئی قبیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق زیادہ جاننے والا نہ تھا۔ نہ اس شہرت کے وقت اور نہ اس سے پہلے۔ اس لیے کہ وہ یہود کے عالموں سے، جو ان کے حلیف تھے، اور انھیں کے ساتھ انھیں کے بستیوں میں رہتے والے تھے، آپ کے حالات سنا کرتے تھے۔ جب آپ کی شہرت مدینہ میں ہوئی اور قریش کی آپ سے مخالفت کا ذکر بھی ان سے بیان کیا گیا تو ابو قیس بن الاسلت بنی واقف کے قبیلے والے نے (ذیل کا قصیدہ) کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے یہاں تو ابو قیس کو بنی واقف کے نسب میں بتایا ہے اور حدیث فیل میں۔ اس کا نسب خطمہ سے بتایا ہے

Marfat.com

اس کا سبب یہ ہے کہ عرب بعض وقت دادا کے بھائی سے نسب بتا دیتے ہیں جبکہ دادا کا بھائی دادا سے زیادہ مشہور ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبیدہ نے بیان کیا کہ حکم بن عمرو الغفاری وزرۂ نعیلہ کی اولاد میں سے ہے۔ جو غفار میں کا شخص تھا اور اس غفار سے مراد غفار ملیل ہے۔ اور نعیلہ کا باپ ملیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا اسی لیے انھوں نے عتبہ کو غزوان المسلی کا بیٹا بتایا ہے حالانکہ وہ مازن ابن منصور کی اولاد میں تھا اور سلیم بھی منصور کا بیٹا تھا

ابن ہشام نے کہا پس ابو قیس بن الاسلت بنی وائل میں سے ہے۔ اور وائل اور واقف اور خطمہ ایک ہی سنے بھائی ہیں اور قبیلہ اس میں کے ہیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو قیس بن الاسلت نے یہ (قصیدہ) کہا ہے حالانکہ وہ قریش سے محبت رکھتا تھا اور ان نوگوں کا داماد بھی تھا اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی بیٹی ارنب اس کی بیوی تھی اور وہ اپنی زوجہ کو لے کر ان کے پاس برسوں رہتا تھا وہ اس قصیدے میں حرم کعبہ کی عظمت جتاتا ہے۔ اور قریش کو اس میں جنگ کرنے سے روکتا ہے۔ اور انھیں ایک دوسرے سے ہاتھ روکنے کا حکم دیتا ہے۔ انھیں ان کی فضیلتوں اور عقلمندیوں کی یاد دلاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو آفتیں ان پر آئیں اور جو آزمائشیں ان کی ہوئیں ہاتھی والوں کو جو اس نے ان سے دور کیا اور اس کی تدبیر (جو اس نے ان کے خلاف کی) تمام باتوں کی وہ انھیں یاد دلاتا ہے وہ کہتا ہے۔

يَا رَاكِبًا إِمَّا عَرَضْتَ[2] فَبَلِّغَا ۔۔۔ مُغَلْغَلَةً عَنِّي لُؤَيَّ بْنَ غَالِبِ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں اس مقام پر عرضت بتائے شد و لکھا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اے سوار اگر حرم کی جانب تیرا جانا ہو تو بنی لؤی
ابن غالب کو میرا (یہ) پیام پہنچا دینا۔

۳۰۱ رَسُولَ امْرِئٍ قَدْ رَاعَهُ ذَاتُ بَيْنِكُمْ عَلَى النَّأْيِ مَحْزُونٍ بِذٰلِكَ نَاصِبِ
اس شخص کا پیام جس کو تمہارے آپس کے تعلقات
نے خوفزدہ کر دیا ہے جو ہجر میں غم زدہ ہے اس کی وجہ سے
تکلیف اٹھا رہا ہے۔

وَقَدْ كَانَ عِنْدِي لِلْهُمُومِ مُعَرَّسٌ قَلَمْ أَقْضِ مِنْهَا حَاجَتِي وَمَآرِبِي۔
میں فکروں میں گھرا رہا۔ لیکن نہ ان سے میری کوئی
حاجت براری ہوئی نہ مقصد حاصل ہوا۔

نُبِّئْتُكُمْ شَرْجَيْنِ كُلُّ قَبِيلَةٍ لَهَا أَزْمَلٌ مِنْ بَيْنِ مُذْكٍ وَحَاطِبِ
مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ دو جماعتیں ہو گئے ہو۔ اور
ہر جماعت میں ایک شور ہے کہ کوئی ایندھن جمع کر رہا ہے اور
کوئی آگ بھڑکا رہا ہے۔

أُعِيذُكُمْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ صُنْعِكُمْ وَشَرِّ تَبَاغِيكُمْ وَدَسِّ الْعَقَارِبِ
تمہارے اعمال کی برائی تمہاری آپس کی لغاوت اور
بچھوؤں کی سی چھپی عداوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں
دیتا ہوں۔

وَإِظْهَارِ أَخْلَاقٍ وَغَبْرَى سَقِيمَةٍ كَوَخْزِ[1] الْأَسَافِي وَقْعُهَا حَقُّ صَائِبِ

[1] ۔ (الف) میں وجز جیم سے لکھا ہے جس کے کوئی معنی یہاں کے مناسب نہیں (احمد محمودی)

Marfat.com

اخلاق کے ظاہر کرنے اور ایسے جھگڑوں کی کانا پھوسی
کرنے سے جن کی چبھن آریوں کی طرح سیدھی پڑتی ہے۔

فَذَكِّرْهُمْ بِاللّٰهِ أَوَّلَ وَهْلَةٍ وَاِحْلَالِ أَحْرَامِ الظُّبَاءِ الشَّوَازِبِ

(اے سوار) پہلے انھیں اللہ کا نام لیکر نصیحت کر
اور انھیں حرم کی سرحد میں رہنے والی پتلی کمر والی ہرنوں کے
شکار حلال سمجھنے سے ڈرا۔

وَقُلْ لَهُمْ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ حُكْمَهُ ذَرُوا الْحَرْبَ تَذْهَبْ عَنْكُمُ فِي الْمَرَاحِبِ

اور ان سے کہہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام دیتا ہے۔ تم
اپنی جنگ و سلیح میدانوں کے لیے اٹھا رکھو (یعنی حرم کے
حدود کے باہر جنگ کیا کرو حرم میں جنگ نہ ہونے دو)

مَتَى تَبْعَثُوهَا تَبْعَثُوهَا ذَمِيمَةً هِيَ الْغُولُ لِلْأَقْصَيْنَ أَوْ لِلْأَقَارِبِ

جب کبھی بھی تم جنگ کروگے وہ بری ہی ہوگی اپنوں
سے ہو یا بیگانوں سے جنگ تو ایک چڑیل ہے۔

تُقَطِّعُ أَرْحَامًا وَتُهْلِكُ أُمَّةً وَتَبْرِي السَّدِيفَ مِنْ سَنَامٍ وَغَارِبِ ۳۰۲

وہ تو رشتوں کو قطع کر دیتی اور قوموں کو ہلاک کر
دیتی ہے اور پیٹھ کے اوپر کے حصے اور کوہان کے گوشت
کو کاٹ دیتی ہے۔

وَتَسْتَبْدِلُوا بِالْأَتْحَمِيَّةِ بَعْدَهَا شَلِيلًا وَأَصْدَاءً ثِيَابَ الْمُحَارِبِ

جنگ چھڑ جانے کے بعد بجائے اعلیٰ درجے کے یمنی
کپڑوں کے پہننے کے تمھیں زنگ لگی زرہیں اور زرہوں کے

نیچے پہننے کے قابل جنگی کپڑے پہنا ہوں گے۔

وَبِالْمِسْكِ وَالْكَافُورِ عُبْرًا سَوَابِغًا ۔ كَأَنَّ قَتِيرَهَا عُيُونُ الْجَنَادِبِ

اور مشک و کافور کے بجائے سر سے پاؤں تک گرد
وغبار کی لمبی لمبی زرہیں پہنا ہوں گی جن کے کیلے ٹڈیوں کی
آنکھوں کے سے ہوں گے۔

فَإِيَّاكُمْ وَالْحَرْبَ لَا تَعْلَقَنَّكُمْ ۔ وَهَوْضًا وَخِيمَ الْمَاءِ مُرَّ الْمَشَارِبِ

پس جنگ سے خود کو بچاؤ کہ کہیں وہ تمہیں چمٹ
نہ جائے۔ جنگ ایک ایسا حوض ہے جس کا پانی پینے میں کڑوا
اور خاصیت میں بدہضمی پیدا کرنے والا ہے۔

تَزَيَّنُ لِلْأَقْوَامِ ثُمَّ تَرُوعُهَا ۔ بِعَاقِبَةٍ إِذْ بَيَّنَتْ أُمَّ صَاحِبِ

جنگ لوگوں کے سامنے بن ٹھن کر آتی ہے۔ (تو وہ
اس پر لٹو ہو جاتے ہیں) پھر جب وہ بے پردہ ہو جاتی ہے
اور اس پر انجام کار کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں تو کسی دوست
کی ماں کی طرح بڑھیا دکھائی دیتی ہے۔

۳۰۳ تُحَرِّقُ لَا تَشْوِي ضَعِيفًا وَتَنْتَحِي ۔ ذَوِي الْعِزِّ مِنْكُمْ بِالْحُتُوفِ الصَّوَائِبِ

جلاتی ہے، اور کمزور کو جلانے میں تو غلطی ہی نہیں کرتی
اور عزت وجاہ والوں کی جانب تو نشانہ موت بن کر
پہنچتی ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبِ دَاحِسٍ ۔ فَتَسْتَبِرُوا أَوْ كَانَ فِي حَرْبِ حَالِبِ

جنگ داحس اور جنگ حالب میں کیا کیا ہوا کیا

تمھیں اس کا علم نہیں کہ تم اس سے سبق لو۔

وَكَمْ قَدْ أَصَابَتْ مِنْ شَرِيفٍ وَسَيِّدٍ طَوِيلِ الْعِمَادِ خَيْفُهُ غَيْرُ خَائِبِ

اونچی اونچی ڈیوڑھیوں والے نوابوں پر جن کا مہمان
کبھی محروم نہ جاتا تھا جنگ نے آفت ڈھائی۔

عَظِيمِ رَمَادِ النَّارِ يُحْمَدُ أَمْرُهُ وَذِي شِيمَةٍ مَحْضٍ كَرِيمِ الْمَضَارِبِ

جس کی آگ کی راکھ ڈھیروں ہوتی (یعنی روزانہ
اس کے پاس ڈھیروں کھانا پکتا اور کھلایا جاتا تھا) جس کے
کاموں کی (ہر جگہ) تعریف ہوتی تھی جو بڑے خلق والا
تلوار کا دھنی تھا۔

وَمَاءٍ هُرِيقَ[1] فِي الضَّلَالِ كَأَنَّمَا أَذَاعَتْ بِهِ رِيحُ الصَّبَا وَالْجَنَائِبِ

اور جس کے پاس (پکوان میں) ایسا زیادہ پانی بہایا
جاتا تھا گویا شرقی اور جنوبی ہواؤں نے اونڈیل دیا ہے

يُخَبِّرُكُمْ عَنْهَا أُمُورٌ وَحَقُّهُ عَالِمٍ بِأَيَّامِهَا وَالْعِلْمُ عِلْمُ التَّجَارِبِ

ان جنگوں کی حالت کے متعلق تمھیں وہ شخص خبر دیتا
ہے جو ان کے متعلق پورے طور پر علم رکھتا ہے، حقیقت تو یہ
ہے کہ تجربوں ہی کا نام علم ہے۔

فَبِيعُوا الْحِرَابَ لِلْمُحَارِبِ وَاذْكُرُوا حِسَابَكُمْ وَاللَّهُ خَيْرُ مُحَاسِبِ ۳۰۴

اس لیے جنگی آلات کو عبادت گاہوں کے بدلے میں

---

[1] (الف) میں اھریق بہمزہ زائدہ ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا (احمد محمودی)

Marfat.com

بیچ ڈالو (یعنی جنگی آلات کو چھوڑ کر عبادت گاہوں کو اختیار کرو) اور اپنے حساب کتاب کو یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ بڑا حساب لینے والا ہے۔

وَلِيِّ أَمْرِيْ فَاخْتَارَ دِيْنًا فَلَا يَكُنْ ۔ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا غَيْرَ رَبِّ التَّوَاقِبِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کا سرپرست ہے جس نے دین (اری) اختیار کی پس تم اپنا نگرانکار ستاروں کے پروردگار کے سوا کسی (ستارے) کو نہ بناؤ۔

أَقِيْمُوْا لَنَا دِيْنًا حَنِيْفًا فَأَنْتُمُ ۔ لَنَا غَايَةٌ قَدْ يُهْتَدَى بِالذَّوَائِبِ

ہمارے لیے دین ابراہیمی کو قائم کرو کیونکہ تم ہمارے نصب العین ہو اور بعض وقت چوٹیوں (کے بالوں) سے بھی راستہ مل جاتا ہے۔ (شائد اس سے مراد پیرو ہوں)

وَأَنْتُمْ لِهٰذَا النَّاسِ نُوْرٌ وَعِصْمَةٌ ۔ تُؤَمَّوْنَ وَالْأَحْلَامُ غَيْرُ عَوَازِبِ

اور تم لوگ ان لوگوں کے لیے شمع (ہدایت) اور آفات سے بچاؤ کا سامان ہو۔ تمہاری پیروی کیجاتی ہے۔ مجرد رہنا الگ چیز ہے اور عقلمند ہونا علیحدہ چیز ہے۔ (یعنی مجرد لوگ یا کم عمر بھی عقلمند ہو سکتے ہیں)۔

وَأَنْتُمْ إِذَا مَا حُصِّلَ النَّاسُ جَوْهَرٌ ۔ لَكُمْ سُرَّةُ الْبَطْحَاءِ ثُمَّ الْأَرَانِبِ

جب لوگوں کے حالات دیکھے جائیں تو تم جوہر نکلو گے تم بطحاء میں سب سے اعلیٰ ہو اونچی ناکوں والے ہو۔ (یعنی عزت دار ہو)

تَصُرُّوْنَ أَبْنَاءً كِرَامًا عَتِيْقَةً ۔ مُهَذَّبَةَ الْأَنْسَابِ غُرًّا شَائِبِ

Marfat.com

تم آزاد اور شریف اجسام کی حفاظت کرتے ہو۔
جن کے نسب چھٹے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی دوسرا مخلوط نہیں۔

يَرَى[1] طَالِبُ الْحَاجَاتِ نَحْوَ بُيُوتِكُمْ عَصَائِبَ هُلَّكٍ تَهْتَدِي بِعَصَائِبِ

ہر ایک حاجتمند، تباہ کار گروہ تمہارے گھروں کی
جانب ٹکٹکی باندھے ایک دوسرے کے پیچھے چلا آرہا ہے

لَقَدْ عَلِمَ الْأَقْوَامُ أَنَّ سَرَاتَكُمْ عَلَى كُلِّ حَالٍ خَيْرُ أَهْلِ الْجَبَائِبِ ۵۰

لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ تم میں کے سردار
بہر حال تمام گھرانوں میں بہترین گھرانے والے ہیں۔

وَأَفْضَلُهُ رَأْيًا وَأَعْلَاهُ سُنَّةً وَأَقْوَلُهُ لِلْحَقِّ وَسْطَ الْمَوَاكِبِ

عقل ورائے کے لحاظ سے بھی سب میں بہترین اور
طریقے کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر اور جماعتوں کے
درمیان سب سے زیادہ سچی بات کہنے والے۔

فَقُومُوا فَصَلُّوا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوا بِأَرْكَانِ هٰذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

پس اٹھو اپنے پروردگار کی نماز پڑھو۔ اور اس
بیت اللہ کے ارکان کو چھوؤ جو اخشب نامی پہاڑوں کے
درمیان ہے۔

فَعِنْدَكُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ وَمَصْدَقٌ غَدَاةَ أَبِي يَكْسُومَ هَادِي الْكَتَائِبِ

اس بیت اللہ کے متعلق آزمودہ اور مسلمہ واقعات

---

[1] (الف) میں تری تائے فوقانیہ مفتوحہ سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تمہارے حافظوں میں موجود ہیں اس روز کے واقعات
جس روز ابویکسوم یعنی ابرہہ لشکروں کی قیادت کر رہا تھا۔

كَتِيبَتُهُ بِالسَّهْلِ تَمْشِي وَرَجْلَةٌ عَلَى الْقَاذِفَاتِ فِي رُؤُسِ الْمَنَاقِبِ

جس روز اس کا ایک دستہ ہموار زمین پر چلا آرہا تھا
اور اس کی پیادہ فوج پہاڑوں کی چوٹیوں پر راستوں کے
دہانوں پر (ڈٹی ہوئی تھی)۔

فَلَمَّا أَتَاكُمْ نَصْرُ ذِي الْعَرْشِ رَدَّهُمْ جُنُودُ الْمَلِيكِ بَيْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی مدد آپہنچی تو
اس بادشاہ کی فوج نے جو دھول اڑانے والی اور پتھر
برسانے والی تھی انھیں لوٹا دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِينَ وَلَمْ يَؤُبْ إِلَى أَهْلِهِ مِلْحَبْشٌ[1] غَيْرُ عَصَائِبِ

پس وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں میں
سے کوئی شخص اپنے گھر والوں کی جانب بچ تتر بتر ہوئے
واپس نہیں ہوا۔

فَإِنْ تَهْلِكُوا نَهْلِكْ وَتَهْلِكْ مَوَاسِمٌ يُعَاشُ بِهَا قَوْلُ امْرِئٍ غَيْرِ كَاذِبِ

پھر اگر تم برباد ہو جاؤ گے تو ہم بھی برباد ہو جائیں گے
اور حج کے زمانوں پر بھی بربادی آئے گی۔ جن کے ذریعے
سچے آدمی کی بات پرورش پاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوزید انصاری وغیرہ نے مجھے اس کے وہ ۳۰۶

[1] (الف) میں ملحبش ہے جس کے معنی لشکر میں سے ہوں گے۔ (ناشر)

Marfat.com

اشعار سنائے جن میں "ماء ھٰریق" "نبیعوا الجواب" "ولی امرئ فاختار" اور "علی القاذفات فی رؤس المناقب" کے الفاظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا اس کا قول "الم تعلموا ماکان فی حرب داحس" کے متعلق ابو عبیدۃ النحوی نے مجھ سے بیان کیا کہ قیس بن زہیر خذیمہ ابن رواۃ بن ربیعہ بن الحرث بن مازن بن قطیعۃ بن عبس بغیض بن رئیت ابن غطفان کا ایک گھوڑا "داحس" نامی تھا جس کو اس نے الغبراء نامی ایک گھوڑے کے ساتھ دوڑایا جو حذیفہ بن بدر بن عمرو بن زید[1] بن جوئیۃ بن لوذان بن ثعلبۃ بن عدی بن فزارۃ بن ذبیان بن بغیض بن رئیث بن غطفان کا تھا۔ حذیفہ نے چند لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا تھا اور انھیں حکم دے رکھا تھا کہ اگر وہ داحس کو دوڑ میں آگے دیکھیں تو اس کے منہ پر ماریں چنانچہ داحس دوڑ میں آگے نکل آیا تو ان لوگوں نے اس کے منہ پر مارا اور الغبراء نامی گھوڑا اول آگیا۔ پھر جب داحس کا سوار آیا تو اس نے اس واقعے کی خبر قیس کو دی تو قیس کے بھائی مالک بن زہیر نے الغبراء پر حملہ کیا اور اس کے منہ پر مارا تو حمل بن بدر اٹھا اور مالک کے منہ پر تھپڑ لگایا۔ پھر ابو الخبیب بن العنبسی عوف بن حذیفہ سے ملا تو اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر بنی فزارۃ میں کا ایک شخص[2] مالک سے ملا تو اس کو قتل کر ڈالا۔ تو حمل بن بدر حذیفہ بن بدر کے بھائی نے کہا۔

قَتَلْنَا بِعَوْفٍ مَالِكًا وَهُوَ ثَأْرُنَا فَإِنْ تَطْلُبُوا مِنَّا سِوَى الْحَقِّ تَنْدَمُوا

ہم نے عوف کے بدلے میں مالک کو قتل کر ڈالا اور
یہ ہمارا بدلہ تھا اب اگر تم حق کے سوا کسی اور چیز کے طالب

---

[1] اس مقام پر بھی الف میں اھریق ہے۔ (احمد محمودی) [2] (الف ج) میں بن زید نہیں ہے۔ بلکہ عمرو بن جوئیۃ ہے (ب د) میں بن زید زیادہ ہے۔ [3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

ہو تو پچھتاؤ گے۔
یہ شعر اُنسی کے اشعار میں کا ہے۔
الربیع بن زیاد العبسی نے کہا۔

أَبَعْدَ مَقْتَلِ مَالِكِ بْنِ زُهَيْرٍ تَرْجُو النِّسَاءُ عَوَاقِبَ الْأَطْهَارِ

کیا مالک بن زہیر کے قتل ہو جانے کے بعد بھی عورتیں
طہروں کے نتیجوں یعنی اولاد کی بقا کی امید رکھ سکتی ہیں۔

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔ ۳۰۷
اس کے بعد بنی عبس اور بنی فزارہ میں جنگ چھڑ گئی اور حذیفہ بن بدر اور اس کے بھائی نے حمل بن بدر کو قتل کر ڈالا تو قیس بن زہیر بن جذیمۃ[1] نے حذیفہ کے لیے بے قرار ہو کر مرثیہ لکھا۔

كَمْ فَارِسٍ يُدْعَى وَلَيْسَ بِفَارِسٍ وَعَلَى الْهَبَاءَةِ فَارِسٌ ذُو مَصْدَقِ

کتنے لوگ ایسے ہیں جنھیں شہسوار کہا جاتا ہے حالانکہ
وہ شہسوار نہیں۔ ہاں مقام الہباءۃ میں ایک بڑا شہسوار ہے

فَابْكُوا حُذَيْفَةَ لَنْ تُرَوْا مِثْلَهُ حَتَّى تَبِيدَ قَبَائِلٌ لَمْ تُخْلَقِ

پس حذیفہ پر رو کہ مرثیہ کہنے کے لیے اس کا سا کوئی
نہ ملیگا یہانتک کہ وہ لوگ بھی مرجائیں جو ابھی پیدا بھی نہیں
ہوئے ہیں۔

یہ دونوں شعر اسی کے اشعار میں کے ہیں۔

عَلَى أَنَّ الْفَتَى حَمَلَ بْنَ بَدْرٍ بَغَى[2] وَالظُّلْمُ مَرْتَعُهُ وَخِيمُ

---

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔
[2] ۔ (الف) میں والبغی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

باوجود اس کے کہ جوانمرد حمل بن بدر نے زیادتی کی
اور ظلم تو بدہضمی پیدا کرنے والی چراگاہ ہے۔
یہ شعر الکمی کے اشعار میں کا ہے۔
قیس بن زہیر[1] کے بھائی حرث بن زہیر نے کہا۔

تَرَكْتُ عَلَى الْهِبَاءَةِ غَيْرَ فَخْرٍ حُذَيْفَةَ عِنْدَهُ قَصَدُ الْعَوَالِي ۳۰۸

میں نے حذیفہ کو مقام الہباءہ میں (مردہ کر) چھوڑا
اس کے پاس ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے بھی پڑے
ہوئے ہیں۔ اور (یہ واقعہ ہے) کوئی فخر کی بات نہیں۔
یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا خیال یہ ہے کہ قیس نے داحس اور الغبراء نامی گھوڑے بھیجے تھے اور حذیفہ نے الخطار اور الحنفاء نامی گھوڑے۔ ان دونوں باتوں میں پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور اس کا قصہ بہت دراز ہے۔ حدیث سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقطاع مجھے اس کے پورے طور پر بیان کرنے سے روکتا ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس بن الاسلت نے جو حرب حاطب کا ذکر کیا ہے اس سے اس کی مراد حاطب بن الحارث بن قیس بن عبشیہ ابن الحارث بن امیۃ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس ہے۔ اس نے خزرج کے ایک یہودی پڑوسی کو قتل کر دیا تھا۔ تو یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ ابن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج جو ابن فسحم کے نام سے مشہور تھا۔ فسحم اس کی ماں کا نام تھا اور وہ القین بن جسر میں کی ایک عورت تھی۔ رات کے وقت بنی حارث بن الخزرج میں کے چند لوگوں کو لیکر

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

نکلا اور انھوں نے اس کو (حاطب کو) قتل کر دیا۔ اس لیے اوس اور خزرج کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اور ان میں بڑی سخت جنگ ہوئی۔ اور اوس پر خزرج کو فتح ہوئی۔ اس روز سوید بن صامت بن خالد بن عطیہ بن جوط بن حبیب ابن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس قتل ہوا۔ اس کو المجذر بن زیاد البلوی نے قتل کیا اور المجذر کا نام عبداللہ بن زیاد البلوی تھا۔ جو بنی عوف بن الخزرج کا حلیف تھا۔ جنگ احد کے روز جب المجذر بن زیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اور الحارث بن سوید بن صامت بھی نکلا۔ تو الحارث بن سوید نے المجذر کو غفلت میں پا کر اس کو اس کے باپ سمیت قتل کر ڈالا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس امر کا ذکر اس کے مقام پر کروں گا۔ اس کے بعد ان میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ ان کا ذکر کرنے اور ان امور کو پوری طرح بیان کرنے سے مجھے وہی بات روکتی ہے جس کا ذکر میں نے جنگ داحس کے بیان میں کر دیا ہے ۳۰۹

ابن اسحٰق نے کہا کہ حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمی نے جو بنی امیہ کا حلیف تھا اور جس نے اسلام اختیار کر لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی سے جس کا اس کی قوم نے ارادہ کر لیا تھا روکتے ہوئے کہا ہے۔

هَلْ قَائِلٌ قَوْلًا مِنَ الْحَقِّ قَاعِدُ عَلَيْهِ وَهَلْ غَضْبَانُ لِلرُّشْدِ سَامِعُ

کیا کسی حق بات کا کہنے والا اس کو چھوڑ کر بیٹھا بھی غضبان بھی

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ ۲ے۔ (الف) میں من کے بجائے ھو ہے۔ (احمد محمودی) ۳ے۔ علی بمعنی عن سمجھا گیا ہے۔ (ب) کے حاشیے پر ایک نسخہ عاقد بھی ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کیا کسی حق بات کا کہنے والا اس پر مضبوطی سے جما رہنے والا بھی ہے۔ پہلی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف ہو گی کہ آپ حق بات فرما رہے ہیں اس لیے اس کو چھوڑ کر بیٹھ نہیں سکتے دوسری صورت میں عام خطاب ہو گا کہ کوئی حق بات کو قبول کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا اس طرف متوجہ ہو۔ (احمد محمودی) ۴ے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

رہ سکتا ہے، اور کیا کوئی غصیلا سیدھی بات سن بھی سکتا ہے۔

وَهَلْ سَيِّدٌ تَرْجُو الْعَشِيرَةُ نَفْعَهُ لِأَقْصَى الْمَوَالِي وَالْأَقَارِبِ جَامِعُ

اور کیا کوئی ایسا سردار ہے جس سے خاندان نفع رسانی
کی امید کر سکے اور وہ دور و لے دوستوں اور نزدیک کے
رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دے۔

تَبَرَّأْتُ إِلَّا وَجْهَ مَنْ يَمْلِكُ الصَّبَا وَأَهْجُرُكُمْ مَا دَامَ مُدْلٍ وَنَازِعُ

بجز اس شخص کی رضاجوئی کے جو جذبات پر قابو
رکھتا ہے میں نے ہر شخص سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور جب تک
تم میں کشمکش اور کھینچا تانی رہے گی میں تم سے الگ رہوں گا۔

وَأُسْلِمُ وَجْهِي لِلْإِلٰهِ وَمُنْطِقِي وَلَوْ رَاعَنِي مِنَ الصَّدِيقِ رَوَائِعُ

اور میں اپنی ذات کو اور اپنی بول چال کو معبود حقیقی
کے حوالے کرتا ہوں اگرچہ دوست کی جانب سے مجھے دھمکیاں
دی جاتی رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قوم کا سلوک

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد تو قریش کی بدنصیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کی دشمنی میں جنھوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور سخت ہو گئی۔ انھوں نے اپنے یہاں کے کمینوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا تو انھوں نے آپ کو جھٹلایا اور تکلیفیں دیں اور آپ پر شاعری اور جادوگری اور کہانت و جنون کی تہمتیں لگائیں۔ ۲۱۰

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر احکام خداوندی کا اظہار فرماتے رہے۔ اور کسی حکم کو آپ نے نہیں چھپایا۔ ان کے دین کی برائیاں کھلم کھلا ظاہر فرماتے رہے۔ جس کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ ان کے بتوں سے علیٰحدگی اور ان کے کفر کے حالات سے بےزاری کا اظہار فرماتے رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عروۃ بن الزبیر نے اپنے والد عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے۔ عروۃ نے کہا کہ میں نے عبداللہ سے کہا کہ قریش جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا اظہار کیا کرتے تھے زیادہ سے زیادہ کس قدر تم نے انھیں آپ کو تکلیف پہنچاتے دیکھا عبداللہ نے کہا میں ان لوگوں کے پاس ایک روز ایسے وقت گیا کہ قریش کے بلند مرتبہ لوگ مقام حجر میں جمع تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چھیڑا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے تو اس شخص کے متعلق اتنا صبر کیا کہ کسی دوسرے معاملے میں ہم نے کبھی اتنا صبر نہیں کیا۔ اس نے ہمارے عقلمندوں کو احمق بنایا ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں ہمارے دین میں عیب نکالے۔ ہماری جماعت کو منتشر کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا (یہی الفاظ) یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ٹہلتے ہوئے تشریف لائے۔ اور حجر اسود کا بوسہ لیا اور پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے اور جب آپ ان کے پاس سے گزر رہے تھے تو انھوں نے کچھ باتیں طعن کے طور پر کہیں۔ راوی نے کہا کہ میں نے اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا۔ انھوں نے کہا کہ پھر آپ چلے گئے۔ اور جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گذرے تو انھوں نے اس طرح طعنہ زنی کی تو میں نے اس کا اثر رسول اللہ

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا پھر آپ ان کے پاس سے تیسری بار گزرے تو انھوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی تو آپ ٹھیر گئے۔ اور فرمایا۔

أَتَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي[1] بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ[2] بِالذَّبْحِ

اے گروہ قریش۔ کیا تم سن رہے ہو۔ سن لو۔ اس ذات کی قسم۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمھارے پاس ایک پاک صاف چیز لایا ہوں۔

پھر تو آپ کے ان الفاظ نے ان لوگوں کو قابو میں لے لیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے ہر ایک شخص کی یہ حالت تھی کہ گویا اس کے سر پر کوئی پرندہ آ بیٹھا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں کے وہ سخت افراد جو آپ کے متعلق لوگوں کو ابھارا کرتے تھے۔ وہ بھی بہتر سے بہتر الفاظ میں جو ۳۱۱
انھیں ملے آپ کی مدارات و دلجوئی کرنے لگے۔ حتیٰ کہ وہ کہنے لگے۔ اے ابوالقاسم جائیے۔ واللہ آپ نے کبھی بھی نادانی کی باتیں نہیں کیں۔ راوی نے کہا۔ کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے۔ پھر جب دوسرا روز ہوا تو وہ مقام حجر میں جمع ہوئے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ اور ان میں کے بعضوں نے بعض سے کہا۔ کچھ یاد ہے کہ تمھاری جانب سے کیا پیام دیا گیا اور اس کی جانب سے تمھیں کیا جواب ملا۔ حتیٰ کہ جب اس نے ڈنکے کی چوٹ وہ باتیں کہیں۔ جس کو تم ناپسند کرتے ہو تو تم نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ انھیں باتوں میں (مصروف) تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] (الف) میں نفس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ [2] (الف ب) میں بالذبح ہے اور (ج د) میں بالذبیح ہے۔ میں نے ذبیح کے معنی مذبوح یا پاک صاف چیز سمجھے ہیں۔ مگر اس مقام کے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھلی، ورظاہر چیز کے ہونا چاہئے۔ لیکن لغت میں ذبح کے یہ معنی نہیں آئے ہیں اللہ ورسولہ اعلم بمرادہ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ایک دم ان سبھوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے انھوں نے آپ کو گھیر لیا کہ کیا تو ہی وہ شخص ہے جس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ ان عیوب کے متعلق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دین اور ان کے معبودوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نَعَم أَنَا الَّذِی أَقُولُ ذَلِكَ

ہاں میں ہی وہ شخص ہوں جو ایسی باتیں کہا کرتا ہوں۔

راوی نے کہا کہ میں نے ان میں کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے (دونو پلو) ملنے کی جگہ کو پکڑ لیا راوی نے کہا پھر تو ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی مدافعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ارے لوگو۔ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔ پھر وہ سب لوٹ گئے۔ پس یہی وہ حالت تھی جو میں نے قریش کو آپ پر سخت سے سخت غلبہ کبھی حاصل ہوتے ہوئے دیکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے ام کلثوم بنت ابی بکر کے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ ام کلثوم نے کہا کہ اس روز ابو بکر ایسی حالت سے لوٹے ہیں کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال جو انھوں نے کھینچے اس کے سبب سے آپ درد سر میں مبتلا تھے اور آپ زیادہ بال والے بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ سخت ترین اذیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے پائی وہ یہ تھی کہ ایک روز آپ نکلے تو جو بھی آزاد یا غلام آپ سے ملا اس نے آپ کو جھٹلایا اور ایذا دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس ہوئے۔ اور جو سختی آپ پر پڑی اس کے سبب سے آپ نے کمبل اوڑھ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

(یَا أَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ) اے کملی اوڑھے ہوئے شخص اٹھ۔ اور لوگوں کو برے نتیجوں سے) ڈرا۔ آپ پر (یہ سورہ) نازل فرمایا۔

۳۱۲ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے بنی اسلم کے ایک شخص نے جو بڑا یاد رکھنے والا تھا بیان کیا کہ کوہ صفا کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ابوجہل گزرا تو اس نے آپ کو تکلیف دی اور سخت سست کہا اور آپ کے دین کی عیب جوئی اور آپ کے معاملے کو کمزور بتانے کا کچھ موقع پالیا۔ جس کو آپ ناپسند فرماتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرۃ کی ایک لونڈی جو اپنے گھر میں تھی اس کی یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس کے بعد آپ اس کے پاس سے لوٹے تو آپ نے قریش کی مجلس کا قصد فرمایا جو کعبۃ اللہ کے پاس تھی اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ[2] کمان گلے میں ڈالے شکار سے واپس ہوتے ہوئے وہاں آگئے۔ وہ شکاری تھے تیر سے شکار کیا کرتے۔ اور اکثر شکار کے لیے نکل جایا کرتے تھے۔ اور جب کبھی وہ شکار سے واپس ہوتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے۔ جب تک کہ کعبۃ اللہ کا طواف نہ کر لیتے اور جب طواف کر چکتے تو قریش کی مجلس میں ٹھہرتے اور سلام کرتے۔ اور

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں حمہ اللہ ہے اور باقی خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔

Marfat.com

ان سے بات چیت کئے بغیر نہ جاتے۔ اور وہ قریش میں اعزاز رکھنے والے جوانمرد اور سخت طبیعت تھے۔ جب وہ اس لونڈی کے پاس سے گزرے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس ہو چکے تھے۔ تو اس لونڈی نے حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے ابو عمارۃ کاش آپ اس آفت کو دیکھتے۔ جو آپ کے بھتیجے محمد پر ابوالحکم بن ہشام کی جانب سے آئی۔ اس نے انھیں یہاں بیٹھا ہوا پایا تو انھیں ایذا پہنچائی اور گالیاں دیں۔ اور جو باتیں انھیں ناپسند تھیں ان کی انتہا کر دی اور پھر چلتا بنا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بات بھی نہ کی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو باعزاز رکھنا چاہتا تھا۔ حمزہ کو غصے نے برانگیختہ کر دیا اور وہ وہاں سے تیزی سے نکلے اور کسی کے پاس نہ رکے کہ ابوجہل کے لیے تیار ہو جائیں۔ اور جب اس سے مقابلہ ہو تو اس سے چمٹ جائیں۔ پھر جب مسجد میں داخل ہوئے تو اس کو دیکھا کہ لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ تو یہ اسی کی طرف چلے۔ اور جب اس کے سر پر پہنچ گئے تو کمان اٹھائی اور رسید کی۔ اور اس کا سر سخت زخمی کر دیا اور کہا کیا تو انھیں گالیاں دیتا ہے۔ لے میں بھی انھیں کے دین پر ہوں۔ میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو وہی برتاؤ مجھ سے بھی کر۔ پس بنی مخزوم کے لوگ حمزہ کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے کہ ابوجہل کی امداد کریں۔ ابوجہل نے کہا۔ ابو عمارۃ کو جانے دو کیونکہ واللہ میں نے بھی ان کے بھتیجے کو بری بری گالیاں دی ہیں۔ آخر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کو مکمل کر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی زبان سے بھی کی۔

۳۱

جب حمزہ نے اسلام اختیار کر لیا تو قریش کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب قوی اور محفوظ ہو گئے۔ اور اب حمزہ ان کی جانب سے مدافعت کریں گے۔ تو آپ پر موقع پانے کے باوجود بھی وہ آپ کی

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ایذا رسانی سے دست کش رہنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عتبہ بن ربیعہ کا قول

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظیؒ کی روایت سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ جو ایک سردار تھا ایک روز قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد میں تنہا تشریف رکھتے تھے اس نے کہا اے گروہ قریش میں اٹھ کر محمد سے کچھ گفتگو کیوں نہ کروں۔ اور اس کے سامنے بعض ایسی باتیں پیش کیوں نہ کروں جن میں سے کچھ نہ کچھ وہ قبول کرلے اور وہ ان میں سے جو رعایتیں چاہے ہم اسے دیدیں اور وہ ہم سے باز رہے۔ اور یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب حمزہؓ نے اسلام اختیار کرلیا تھا اور انھوں نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی زیادہ ہو رہے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ اے ابوالولید اٹھ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر گفتگو کر۔ تو عتبہ اٹھا اور آپ کی طرف چلا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھا اور کہا۔ بابا[2]۔ تمھیں معلوم ہے۔ کہ تم ہماری نظروں میں باعتبار خاندان بڑے رتبے والے ہو اور نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو تم اپنی قوم کے پاس بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ لائے ہو جس کے ذریعے تم نے اس کی جماعت کو منتشر کر دیا ہے۔ ان میں کے عقلمندوں کو

---

[1] (الف) میں والنبی صلی علیہ وسلم ہے۔ [2] اصل میں یا ابن اخی ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بیوقوف بنا دیا ہے۔ ان کے معبودوں اور ان کے دین کو عیب دار کر دیا ہے۔ اور ان کے اگلے بزرگوں کو کافر بنا دیا۔ میری گفتگو سنو۔ میں چند باتیں تمہارے غور کرنے کے لیے تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شاید کہ تم اس میں سے کچھ نہ کچھ قبول کر لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قل یا ابا الولید۔ اسمع۔ اے ابوالولید کہو میں سنتا ہوں۔ اس نے کہا۔ بابا۔ اگر تم اس مسئلے کے ذریعے جسے تم لائے ہو۔ صرف مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لیے اس قدر مال جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اور اگر تم اس کے ذریعے اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیں گے۔ کہ کوئی بات تمہارے بغیر قطعی نہ ہو۔ اگر تم اس کے ذریعے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ ۳۱
بنا لیتے ہیں۔ اور اگر یہ تمہارے پاس جو آتا ہے کوئی رئی[1] ہے جس کو تم دیکھتے ہو اور اس کو تم اپنے پاس سے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہو تو ہم تمہارے لیے جھاڑ پھونک کا انتظام کریں گے۔ اور اس کے لیے ہم اپنا مال خرچ کریں گے کہ اس سے تمہیں نجات دلائیں کیونکہ بعض وقت تابع (موکل یا جن) آدمی پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کا علاج معالجہ کئے بغیر نہیں جاتا۔ (یہی الفاظ کہے) یا اسی قسم کے الفاظ اس نے آپ سے کہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باتیں سنتے رہے۔ اور جب عتبہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو آپ نے فرمایا۔

أَقَدْ فَرَغْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاسْتَمِعْ مِنِّي۔ قَالَ افْعَلْ

فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، حٰمٓ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ كِتَابٌ

فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ

أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ

[1] کسی شخص کے تابع جن یا موکل کو عرب رئی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ رأی سے فعیل کا وزن ہے بمعنی مفعول کے یعنی مرئی چیز، دیکھنے والی چیز۔ (ابو محمود ی) ۱۲

اے ابو الولید کیا تم نے اپنی گفتگو ختم کر لی۔ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ میری بھی سن لو۔ اس نے کہا اچھا سناؤ۔ آپ نے فرمایا۔ رحم کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

حٰمٓ۔ (یہ) رحم کرنے والے مہربان کی جانب سے اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اس کی آیتوں میں خوب تفصیل کی گئی ہے۔ جاننے والے لوگوں کے لیے۔ صاف بیان مجموعہ ہے، خوش خبریاں سنانے والا۔ اور (انجام سے) ڈرانے والا ہے۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے روگردانی کی (اور اس کی طرف توجہ نہیں کی) جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ سنتے ہی نہیں۔ انھوں نے کہدیا کہ ان (خرافات سے) جن کی جانب تو ہمیں بلا رہا ہے ہمارے دل غلافوں میں (محفوظ) ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی صورت کو اس کے آگے پڑھتے چلے گئے اور جب عتبہ نے آپ کی تلاوت سنی خاموش سنتا رہا اور اپنے ہاتھ پیچھے رکھ لیے اور ان پر سہارا دیے ہوئے آپ سے سنتا رہا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ تک پہنچے تو سجدہ کیا۔ پھر فرمایا۔

قَدْ سَمِعْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ مَا سَمِعْتَ فَأَنْتَ وَذَاكَ

اے ابو الولید جو تم نے سنا وہ تو سن ہی لیا۔ اب تم جانو اور وہ۔

اس کے بعد عتبہ اٹھا۔ اور اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا تو ان میں کے بعضوں نے بعضوں سے کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ابو الولید کا تمہارے پاس آنا اس طرح کا نہیں ہے جس طرح کا جانا تھا۔ اور جب وہ ان کے پاس جا کر بیٹھا تو انھوں نے کہا۔ اے ابو الولید وہاں کی کیا خبر ہے۔ اس نے کہا کہ وہاں کی خبر یہ ہے کہ۔ میں نے ایسی بات سنی ہے کہ واللہ ایسی بات

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کلام مجید کا حصہ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

میں نے کبھی بھی نہیں سنی تھی۔ واللہ وہ نہ شعر ہے نہ جادو ہے۔ اور نہ کہانت۔ اے گروہ قریش۔ میری بات سنو۔ اور اس کام کو میری رائے کے موافق کرو۔ اور اس شخص کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔ اور اس سے الگ رہو۔ کیونکہ واللہ اس کی جو بات میں نے سنی ہے اس کو ایک بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ پھر اگر عربوں نے اس کا خاتمہ کر دیا تو اغیار نے تم کو اس سے بے نیاز کر دیا۔ اور اگر اس نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی۔ اور تم اس کے طفیل سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش حال ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے ابوالولید۔ واللہ اس نے تجھ پر اپنی زبان کا جادو کر دیا۔ اس نے کہا میری رائے تو اس کے متعلق یہی ہے۔ تمھیں جو مناسب معلوم ہو تم کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے رئیسوں کے درمیان بات چیت اور سورۂ کہف کی تفسیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر تو اسلام مکہ میں قریش کے قبیلوں میں پھیلنے لگا مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی۔ اور قریش کی یہ حالت ہوگئی کہ مسلمانوں میں سے جس پر ان کا بس چلتا اس کو قید کر لیتے۔ اور جس کو تکلیفیں دے سکتے اس کو تکلیفیں دیتے ۲۱
مجھ سے بعض اہل علم نے سعید بن جبیر سے اور ابن عباس کے غلام عکرمہ سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا کہ قریش کے ہر قبیلے کے بڑے بڑے سردار عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوسفیان ابن حرب۔ النضر بن الحارث بن کلدہ بنی عبدالدار والا۔ ابوالبختری بن ہشام۔ الاسود ابن المطلب بن اسد۔ زمعہ بن الاسود۔ الولید بن المغیرہ۔ ابوجہل ابن ہشام مرد و خدا۔ عبداللہ بن ابی امیہ۔ العاص بن وائل نبیہ و منبہ حجاج کے دونوں

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

بیٹے۔ السمیان اور امیۃ بن خلف اور ان میں کے جو جو تھے جمع ہوئے راوی نے کہا کہ یہ سب لوگ غروب آفتاب کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے جمع ہوئے پھر ان میں کے بعض نے بعض سے کہا کہ محمد کو بلوا بھیجو۔ اور اس سے گفتگو کرو۔ اور اس کو قائل کرو۔ تاکہ تم لوگ اس کے متعلق معذور سمجھے جاؤ۔ پھر انھوں نے آپ کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ تمھاری قوم کے بڑے بڑے لوگ تمھارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ تم سے گفتگو کریں۔ اس لیے تم ان کے پاس آؤ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً تشریف لائے۔ اور آپ خیال فرما رہے تھے کہ جس معاملے میں آپ نے ان سے گفتگو فرمائی تھی اس میں ان کی کوئی نئی رائے ہوئی ہوگی۔ اور آپ ان کے متعلق بہت حریص اور ان کے راہ راست پر آنے کے بڑے مشتاق تھے۔ اور ان لوگوں کا آفت میں مبتلا ہونا آپ کو بہت ناگوار تھا (آپ آئے) یہاں تک کہ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے تو انھوں نے آپ سے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ ہم نے تمھیں اس لیے بلوایا ہے کہ تم سے گفتگو کریں۔ اور واللہ۔ ہم نے عرب میں کا کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم پر وہ آفت ڈھائی ہو جو تم نے اپنی قوم پر ڈھائی ہے۔ تم نے (ہمارے) باپ دادا کو گالیاں دیں۔ تم نے دین پر عیب لگایا۔ تم نے معبودوں کو گالیاں دیں۔ تم نے عقلمندوں کو احمق بنایا۔ اور جماعت میں پھوٹ ڈالدی۔ تم نے اپنے اور ہمارے تعلقات میں کوئی (ایسی) برائی نہ چھوڑی۔ جسے تم نہ کر گزرے ہو۔ (یہی الفاظ کہے) یا اسی طرح کی باتیں انھوں نے آپ سے کیں اگر یہ بات اس لیے ہے کہ اس کے ذریعے کچھ مال چاہتے ہو تو ہم اپنے مال میں سے تمھارے لیے (بہت کچھ) جمع کر دیتے ہیں۔ کہ تم ہم سب میں زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اور اگر تم اس کے ذریعے ہم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اور اگر تم اس کے ذریعے حکومت چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر یہ جو تمھارے پاس آتا ہے کوئی (دکھنے والا)

Marfat.com

(موکل یا جن) ہے جس کو تم دیکھتے ہو وہ تم پر غالب آگیا ہے۔ عرب والے
اس جن کو جو کسی کا تابع ہوتا تھا رئی کہتے تھے۔ اور بعض وقت ایسا بھی ہوا
کرتا ہے۔ تو ہم اپنے مال خرچ کریں گے۔ اور تمھارے لیے جھاڑ پھونک
کی تدبیر کریں گے کہ تم کو اس سے نجات دلائیں حتی کہ ہم تمھارے متعلق مجبور ۳۱
ہو جائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا بِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ مَا جِئْتُکُمْ بِمَا جِئْتُکُمْ بِهٖ أَطْلُبُ أَمْوَالَکُمْ وَلَا
الشَّرَفَ فِیْکُمْ وَلَا الْمُلْکَ عَلَیْکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ إِلَیْکُمْ رَسُوْلًا وَأَنْزَلَ
عَلَیَّ کِتَابًا وَأَمَرَنِیْ أَنْ أَکُوْنَ لَکُمْ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا فَبَلَّغْتُکُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ
وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَإِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّیْ مَا جِئْتُکُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ
وَإِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَیَّ أَصْبِرْ لِأَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ

مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہیئے جو تم کہتے
ہو۔ جو کچھ بھی میں لایا ہوں وہ اس لیے نہیں کہ اس کے معاوضے
میں تمھارے مال حاصل کروں۔ نہ میں تم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہوں۔ تم
پر حکومت۔ لیکن (بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمھاری
جانب پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔ اس نے مجھ پر ایک کتاب
اتاری ہے۔ اس نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمھارے لیے
خوش خبری سنانے والا اور برے (انجاموں سے) ڈرانے والا
ہو جاؤں۔ میں نے تو اپنے (متعلقہ) پیام پہنچا دئے۔
اور تم سے خیر خواہانہ بات کہدی۔ اگر تم نے میری وہ
باتیں جو میں تمھارے پاس لایا ہوں مان لیں تو یہ دنیا اور

Marfat.com

آخرت میں تمھاری خوش نصیبی۔ ہے ۔اور اگر تم نے انھیں
مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔ یہاں تک
کہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ فرما دے ۔
(یہی الفاظ فرمائے) یا جیسا کچھ آپ نے فرمایا ۔صلی اللہ علیہ وسلم ۔
انھوں نے کہا ۔اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے جو چیزیں
پیش کی ہیں ان میں سے کسی چیز کو بھی اگر تم قبول نہیں کرتے تو تم اس بات کو
تو جانتے ہی ہو کہ لوگوں میں کوئی بھی ہم سے زیادہ تنگ شہر والا نہیں ۔اور
نہ پانی کی قلت میں ہم سے بڑھ کر کوئی ہے ۔اور نہ کوئی ہم سے زیادہ سخت
زندگی بسر کرنے والا ہے لہذا اپنے پروردگار سے ہمارے لیے دعا کرو جس
نے تمھیں بھیجا ہے ۔خواہ اس نے جو کچھ احکام دے کر بھیجا ہو کہ یہ پہاڑ
جنھوں نے ہم پر تنگی کر دی ۔ وہ انھیں ہٹا کر ہم سے دور کر دے ۔ اور
ہمارے شہر کشادہ بنا دے ۔اور ہمارے لیے ان میں شام و عراق کی سی
نہریں جاری کر دے ۔اور ہمارے بزرگوں میں سے جو گزر چکے ہیں انھیں
ہماری خاطر زندہ کر دے ۔اور جن لوگوں کو ہماری خاطر زندہ کیا جائے ان
میں قصی بن کلاب بھی ہوں ۔کیونکہ وہ بڑے سچے بزرگ تھے ۔کہ تم جو کچھ
کہتے ہو ہم ان سے پوچھ لیں ۔کہ یہ صحیح ہے یا غلط ۔پس اگر انھوں نے
تمھاری تصدیق کی اور تم نے وہ چیزیں کر دیں جن کا ہم نے تم سے سوال
کیا ہے تو پھر ہم تمھیں سچا جانیں گے ۔ اور اس کے سبب سے تمھاری قدر
و منزلت جو اللہ کے پاس ہے اس کو جان لیں گے ۔اور یہ بھی مان لیں گے
کہ اس نے تمھیں رسول بنا کر بھیجا ہے ۔جیسا کہ تم کہتے ہو ۔ تو آپ نے
اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں اور اس کا سلام ہو ۔فرمایا ۔

مَا بِهَذَا بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ إِنَّمَا جِئْتُكُمْ مِنَ اللهِ بِمَا بَعَثَنِي بِهِ وَقَدْ
بَلَّغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ فَإِنْ تَقْبَلُوهُ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا

Marfat.com

وَالْاٰخِرَةِ وَإِنْ تَرُدُّوهُ عَلَىَّ أَصْبِرْ لِأَمْرِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ۔

میں تمھارے پاس ان چیزوں کے ساتھ نہیں بھیجا گیا ہوں۔ میں اللہ کے پاس سے صرف وہی چیز لایا ہوں جو چیز دے کر اس نے مجھے بھیجا۔ اور میں نے وہ چیز تمھیں پہنچا دی جس کے ساتھ مجھے تمھاری طرف بھیجا گیا۔ پس اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو وہ دنیا و آخرت میں تمھاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکمِ الٰہی تک صبر کروں گا۔ جبتک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

انھوں نے کہا کہ جب تم یہ بات ہمارے لیے نہیں کرتے تو اپنی ذات کے لیے کچھ مانگ لو۔ اپنے پروردگار سے استدعا کرو کہ وہ تمھارے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ اس کی تصدیق کرے۔ اور اور تمھاری جانب سے وہ دوبارہ ہم سے کہدے اور اگر تم رسول ہو جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو تو اس سے استدعا کرو کہ وہ تمھارے لیے باغات محلات اور سونے چاندی کے خزانے مہیا کر دے کہ ان خزانوں کے ذریعہ تم کو ان مشغلوں سے بے نیاز کر دے۔ جن کا ہم تمھیں محتاج دیکھتے ہیں۔ کہ تم بازاروں میں اسی طرح کھڑے رہتے ہو جس طرح ہم کھڑے رہتے ہیں۔ اور تم بھی معاش کی تلاش اسی طرح کرتے ہو جس طرح ہم کرتے ہیں۔ تاکہ ہم جان لیں کہ تمھارے رب کے پاس تمھاری قدر و منزلت ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

مَا أَنَا بِفَاعِلٍ مَا أَنَا بِالَّذِي يَسْأَلُ رَبَّهُ هٰذَا وَمَا بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ بِهٰذَا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي بَشِيرًا وَنَذِيرًا

میں تو ایسا نہ کرونگا۔ اور نہ میں ایسا شخص ہوں۔

Marfat.com

جو اپنے پروردگار سے ان باتوں کی استدعا کرے۔ لیکن
اللہ نے مجھے خوش خبری دینے والا اور (بُرے انجاموں)
سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (یہی الفاظ فرمائے) یا
جو الفاظ بھی آپ نے فرمائے ہوں۔

فَإِنْ تَقْبَلُوا مَا جِئْتُكُمْ بِهِ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَإِنْ تَرُدُّوهُ
عَلَيَّ أَصْبِرْ لِأَمْرِ اللهِ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

پس اگر تم نے اس کو قبول کر لیا جس کو لے کر میں
تمہارے پاس آیا ہوں تو وہ دنیا و آخرت میں تمہاری
خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں
حکم الٰہی تک صبر کروں گا جبتک کہ اللہ میرے اور تمہارے
درمیان فیصلہ فرما دے۔

انھوں نے کہا (یہ بھی نہ ہو سکتا ہو) تو ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دو
جیسا کہ تم نے دعویٰ کیا ہے۔ تمہارا پروردگار اگر چاہے تو (یہ بھی) کر دے گا۔
ہم بجز اس کے تم پر ایمان نہ لائیں گے۔ کہ تم ایسا کرو۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذَالِكَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَفْعَلَهُ بِكُمْ فَعَلَ

یہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر اس نے تمہارے ساتھ
یہی کرنا چاہا تو (یقین کر لو کہ) اس نے کر دیا۔

انھوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمہارے پروردگار
کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ بیٹھیں گے۔ اور تم سے وہ
سوالات کریں گے جو ہم نے تم سے کیے۔ اور تم سے ہم ایسے مطالبے کریں گے
جو ہم کر رہے ہیں کہ پہلے سے وہ تمہارے پاس آ جاتا۔ اور ہم نے آپس میں

Marfat.com

کچھ سوال و جواب کیے اس کی تمھیں تعلیم دے دیتا اور تمھیں خبر دیتا کہ وہ اس معاملہ میں ہمارے ساتھ کیا کرنے والا ہے جبکہ ہم وہ بات نہ قبول کریں جو تم لائے ہو۔ ہمیں تو یہ خبر ملی ہے کہ تمھیں ان باتوں کی تعلیم یمامہ کا ایک شخص دیا کرتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے اور ہم تو واللہ رحمن پر کبھی بھی ایمان نہ لائیں گے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ ہم نے تو اپنے عذر تم سے بیان کر دیئے واللہ ہم تو تمھیں چھوڑیں گے نہیں۔ خواہ جو کچھ اثر بھی تم ہم پر ڈالو۔ یہاں تک کہ ہم تمھیں مٹا ڈالیں گے۔ یا تم ہمیں نیست و نابود کر دو۔ اور ان میں سے بعضوں نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ تو اللہ اور فرشتوں کو آمنے سامنے نہ لے آئے۔ جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تو آپ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ جو آپ کی پھوپی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ پھر اس نے آپ سے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ کی قوم نے آپ پر بہت سی چیزیں پیش کیں آپ نے ان کی کسی چیز کو قبول نہیں کیا۔ پھر انھوں نے آپ سے اپنے فائدہ کی بہت سی چیزیں طلب کیں تاکہ ان کے ذریعہ وہ آپ کی اس قدر و منزلت کو جانیں جو اللہ کے پاس ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ تاکہ وہ آپ کو سچا جانیں اور آپ کی پیروی کریں آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انھوں نے آپ سے استدعا کی کہ آپ خود اپنے فائدہ کے لیے ایسی چیزیں حاصل کریں جن سے وہ جانیں کہ آپ کو ان پر کیا برتری ہے اور آپ کی قدر اللہ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انھوں نے خواہش کی کہ وہ عذاب جس سے آپ انھیں ڈراتے ہیں۔ اس میں سے کچھ تھوڑا تو ان پر فوراً لایا جائے۔ آپ نے یہ بھی نہ کیا (یہی الفاظ کہے) یا جیسا کچھ اس نے آپ سے کہا۔ واللہ میں تو آپ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا۔ یہاں تک کہ آپ کوئی ایسی سیڑھی حاصل نہ کر لیں جو آسمان کی جانب لیجاتی ہو اور آپ اس پر اس طرح چڑھیں کہ میں دیکھتا رہوں۔ حتی کہ آپ آسمان پر پہنچ جائیں۔ اور پھر آپ اپنے ساتھ ۲۱۸

Marfat.com

ایک نوشتہ لائیں اور آپ کے ساتھ فرشتوں میں سے چار ایسے ہوں جو آپ کے موافق گواہی دیں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم کہ اگر آپ نے ایسا کیا بھی تو میرا خیال ہے کہ میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کی جانب غمگین اور اس امید کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتے ہوئے لوٹے۔ جو آپ کو اپنے قوم پر حریص ہونے کے سبب سے اس وقت پیدا ہو گئی تھی۔ جب انھوں نے آپ کو بلوایا اور جب آپ نے اپنے سے ان کے دور ہونے کو ملاحظہ فرما لیا (تو وہ امید افسوس سے بدل گئی)

ابوجہل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتاؤ اور اللہ تعالیٰ کا اس کی چالبازیوں کو اس کے گلے کا ہار بنانا۔ اور اُس کو رسوا کرنا

پھر جب ان کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو مردود خدا ابوجہل نے کہا۔ اے گروہ قریش۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو ہر بات سے انکار کر دیا۔ بجز ہمارے دین پر عیب لگانے اور ہمارے باپ دادا کو گالیاں دینے اور ہمارے عقلمندوں کو احمق بنانے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے کے جو تم دیکھ رہے ہو اور میں تو اب عہد کر لیتا ہوں کہ کل کوئی ایسا بڑا پتھر جس کو میں اٹھا سکوں لیکر اس کے لیے بیٹھوں گا (یہی الفاظ کہے) یا اس کے مثل اور الفاظ کہے۔ پھر جب وہ اپنی نماز کے سجدے میں ہو تو اس سے اس کا سر پھوڑ دوں گا اس کے بعد خواہ تم میری امداد سے دست برداری کر دو یا میری حمایت کرو اور بنی عبد مناف میرے ساتھ اس کے بعد جو چاہیں سلوک کریں۔ انھوں نے کہا۔ واللہ ہم تیری امداد سے کبھی بھی کسی قیمت

پر بھی دست برداری نہ کریں گے تو جو چاہے کر۔ پھر جب صبح ہوئی ابوجہل نے ایک پتھر ویسا ہی لیا۔ جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھات میں بیٹھا رہا اور صبح سویرے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلا کرتے تھے نکلے اور جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو آپ کا قبلہ شام کی جانب تھا۔ پس جب آپ نماز پڑھتے تو رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے اور کعبۃ اللہ اپنے اور شام کے درمیان کر لیتے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور قریش بھی صبح سویرے اپنی مجلسوں میں انتظار کرتے آ بیٹھے کہ ابوجہل کیا کرنے والا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا تو ابوجہل نے وہ پتھر اٹھایا اور آپ کی جانب چلا۔ یہاں تک کہ جب آپ سے قریب ہوا تو اس حالت سے لوٹا کہ اعضا پاش پاش چہرے کا رنگ سیاہ ہیبت زدہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے پتھر ہی پر ۳۱۹
شل تھے حتیٰ کہ اس نے پتھر اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور قریش کے لوگ اس کے پاس آ کھڑے ہوئے اور اس سے کہا۔ اے ابوالحکم تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا کہ اس کے ساتھ میں وہ سلوک کروں جو تم سے کل رات کہہ چکا تھا اور جب میں اس کے نزدیک ہوا تو ایک اونٹ اس کے اور میرے درمیان حائل ہو گیا واللہ میں نے اس کے ڈیل ڈول کا سا کوئی ڈیل ڈول دیکھا اور نہ اس کی گردن کی سی کوئی گردن اور نہ اس کے سے کسی اونٹ کے کبھی دانت دیکھے اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعضوں نے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اگر وہ پاس آتا تو وہ اس کو پکڑ لیتے۔

ل ... (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

قرآن پر افترا پردازی میں نضر بن الحارث کی حالت

پھر جب ابوجہل نے یہ بات ان سے کہی تو نضر بن الحارث بن کلدۃ ابن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی اٹھ کھڑا ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں نے اُسے النضر بن الحرث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر اس نے کہا اے گروہ قریش واللہ تمہارے آگے ایک بڑا اہم معاملہ پیش ہے۔ تمہارے پاس اس کے مقابلے کے لیے اب کوئی تدبیر نہیں ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تم میں یہ حالت تھی کہ وہ ایک نوعمر لڑکا تھا تم سب میں زیادہ پسندیدہ اور گفتگو کے لحاظ سے تم سب میں زیادہ سچا تم سب میں زیادہ امانت دار یہاں تک کہ تم نے اس کی زلفوں میں بڑھاپے کے آثار دیکھے اور وہ تمہارے پاس ایک چیز لایا تو تم نے اس کو جادوگر بنا دیا۔ نہیں واللہ وہ جادوگر نہیں۔ ہم نے جادوگروں کی جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے دیکھے ہیں۔ تم نے کہدیا کہ وہ کاہن ہے۔ نہیں واللہ وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کی حرکتیں دیکھی ہیں اور ان کی قافیہ پیمائی سنی ہے۔ تم نے کہدیا کہ وہ شاعر ہے۔ نہیں واللہ۔ وہ شاعر نہیں۔ ہم نے شعر دیکھے ہیں۔ اور اس کی تمام قسمیں ہزج و رجز سنی ہیں۔ تم نے کہدیا کہ وہ دیوانہ ہے۔ نہیں واللہ وہ دیوانہ نہیں۔ ہم نے دیوانگی بھی دیکھی ہے تو وہ اختناقی حالت ہے اور نہ دیوانگی کی بے کر دیا گفتگو ہے نہ جنونی ہذیان۔ اے گروہ قریش تم اپنی حالت پر غور کر لو۔ واللہ تمہارے سامنے ایک مہتم بالشان معاملہ پیش ہے۔ اور النضر بن الحارث شیاطین قریش میں سے تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا اور آپ کی دشمنی پر جما ہوا تھا۔ (یا آپ کے لئے دشمنی

کے بیج بویا کرتا) اور وہ مقام حیرہ کو بھی گیا تھا اور وہاں ایرانی بادشاہوں کے واقعات اور رستم واسفندیار کے حالات کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اپنی قوم کو اللہ کی یاد دلاتے اور ان کو ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی اُن آفتوں سے ڈراتے جو ان پر عذاب الٰہی کی وجہ سے نازل ہوئیں تو آپ کے اوٹھ کر چلے جانے کے بعد آپ کی جگہ پر بیٹھ جاتا۔ اور کہتا اے گروہ قریش واللہ میں اس سے بہتر باتیں بیان کرنے والا ہوں۔ پس میرے پاس آؤ میں تم سے اس کی باتوں سے بہتر باتیں بیان کرتا ہوں۔ اور ایرانی بادشاہوں اور رستم واسفندیار کے قصے اُن سے بیان کرتا اور پھر کہتا (بتاؤ تو) کون سی بات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے بہتر بیان کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا "سانزل مثل ما انزل اللہ" میں بھی قریب میں ویسا ہی کلام اتاروں گا جیسا اللہ نے اتارا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اس کے متعلق قرآن کی آٹھ آیتیں نازل ہوئی ہیں:۔ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد۔

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

جب ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ پرانے زمانے کے قصے ہیں اور جہاں جہاں قرآن میں اساطیر کا لفظ ہے وہ سب اسی کے متعلق ہیں۔

قریش کا نضر و عقبہ کو یہود کے عالموں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے کیلئے روانہ کرنا

پھر جب النضر بن الحارث نے ان سے ایسا کہا تو ان لوگوں نے اس کو

اور اس کے ساتھ عقبہ بن ابی معیط کو یہود کے علما کے پاس مدینہ روانہ کیا اور ان دونوں سے کہا کہ یہود کے عالموں سے تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پوچھو اور اس کے حالات ان سے بیان کرو۔ اور اس کی باتیں ان کو سناؤ کیونکہ وہ لوگ اگلی کتاب والے ہیں۔ اور ان کے پاس انبیا کا ایسا علم ہے جو ہمارے پاس نہیں۔ پس وہ دونوں نکلے اور مدینہ پہنچے۔ اور یہود کے عالموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ انھیں آپ کے حالات اور آپ کی بعض باتیں سنائیں اور ان سے کہا کہ تم لوگ اہل توراۃ ہو ہم تمھارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے اس ساتھی کے متعلق کچھ باتیں بتاؤ تو ان سے یہود کے عالموں نے کہا کہ اس شخص سے تین چیزوں کے متعلق دریافت کرو جو ہم تمھیں بتا دیتے ہیں۔ پس اگر ان تینوں چیزوں کی اس نے خبر دی تو وہ (خدا کی جانب سے) بھیجا ہوا نبی ہے۔ اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو (سمجھ لو کہ) وہ باتیں بنانے والا شخص ہے۔ اور اس کے متعلق تم جو چاہو رائے قائم کرنو۔ اس سے چند نوجوانوں کے متعلق دریافت کرو جو پہلے زمانہ میں چلے گئے تھے۔ یا (غائب ہو گئے تھے) کہ ان کا کیا واقعہ تھا کیونکہ ان کا ایک عجیب واقعہ ہے اور اس سے اس شخص کے متعلق دریافت کرو جو بڑا گھومنے والا یا بڑا سیاح تھا جس کی زمین کے مشرقی حصوں اور مغربی حصوں تک رسائی ہو چکی تھی۔ کہ اس کا اہم واقعہ کیا تھا۔ اور اس سے روح کے متعلق پوچھو کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ پھر اگر اس نے تمھیں ان چیزوں کے متعلق خبر دی تو اس کے پیرو ہو جاؤ کیونکہ بے شک وہ نبی ہے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو وہ بڑا باتونی ہے۔ اس کے متعلق تمھیں جو مناسب معلوم ہو کرو۔ پھر النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی دونوں مکہ کی جانب چلے اور قریش کے پاس مکہ پہنچ گئے۔ پھر ان دونوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! ہم تمھارے پاس تمھارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی تعلقات کے متعلق ایک قطعی فیصلہ لائے ہیں۔ ہمیں یہود کے عالموں نے

Marfat.com

بتایا ہے کہ ہم اس سے چند چیزوں کے متعلق پوچھیں جن کا انھوں نے ہمیں حکم دیا ہے پھر اگر اس نے ان کے متعلق خبر دی تو وہ نبی ہے۔ اور اگر اس نے ان کی خبر نہ دی تو وہ نرا باتونی ہے۔ پس اس کے متعلق جو چاہو رائے قایم کر لو۔ پس وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں ان جوانوں کے متعلق بتاؤ جو اگلے زمانہ میں چلے گئے تھے (یا غائب ہو گئے تھے) جن کا ایک عجیب واقعہ تھا اور اس شخص کا حال بتاؤ جو بڑا گھومنے والا (یا بڑا سیاح تھا) اور زمین کے مشرقی حصوں اور مغربی حصوں تک پہنچ چکا تھا اور ہمیں روح کے متعلق خبر دو کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ راوی نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

أُخْبِرُكُمْ بِمَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ غَدًا

تم نے جن چیزوں کے متعلق دریافت کیا ہے ان کے متعلق میں تمھیں کل خبر دوں گا۔

اور آپ نے استثناء نہیں کیا یعنی ان شاء اللہ نہیں فرمایا۔ لہذا وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد پندرہ روز تک ایسی حالت میں رہے کہ اس کے متعلق آپ کی جانب اللہ کی طرف سے نہ کوئی وحی آئی نہ آپ کے پاس جبرئیل آئے، یہاں تک کہ مکہ والے فتنے پھیلانے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا اور اس روز سے آج صبح تک پندرہ روز ہو گئے کہ ہم نے جس چیز کا اس سے سوال کیا تھا اس کے متعلق وہ کچھ نہیں بتاتا۔ یہاں تک کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی موقوفی نے آپ کو غمزدہ کر دیا اور آپ پر (یہ ایسا) گراں ہو گیا کہ مکہ والوں سے وحی کی (نسبت) کوئی گفتگو نہ فرماتے تھے اس کے بعد اللہ عزوجل کے پاس سے جبرئیل آپ کے پاس سورہ اصحاب کہف لے کر آئے جس میں ان پر آپ کے غمزدہ ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ۳

Marfat.com

تنبیہ بھی تھی۔ اور جن نوجوانوں اور سیاح اور روح کے متعلق انھوں نے آپ سے پوچھا تھا ان کی خبریں بھی تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعضوں نے بیان کیا ہے کہ جبرئیل آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے جبرئیل آپ اتنے دن میرے پاس آنے سے رکے رہے کہ مجھے بدگمانی ہونے لگی تو آپ سے جبرئیل نے کہا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

ہم (دیر سے) نہیں اترتے مگر آپ کے پروردگار کے حکم سے جو کچھ ہمارے سامنے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ (سب) اسی کی ملک ہے۔

(سب اس کے اختیار میں ہے اس کے حکم کے بغیر ہم کوئی کام کیسے کر سکتے ہیں) اور آپ کا پروردگار بھول جانے والا تو نہیں (پھر آپ کو ایسی بدگمانی کیوں ہوئی)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ کی ابتدا اپنی تعریف سے فرمائی اور اپنے رسول کی نبوت کا ذکر فرمایا کیونکہ انھوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا تھا۔ پس فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ

تمام تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل فرمائی۔

عبد سے اللہ تعالیٰ کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ تو میری جانب سے بھیجا ہوا ہے یعنی یہ ثبوت ہے اس کا جو انھوں نے تیری نبوت کے متعلق بعض باتوں کے متعلق سوال کیا تھا۔

Marfat.com

وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا، قَيِّمًا

اس کو ٹیڑھا نہیں بنایا (بلکہ) سیدھا اور معتدل بنایا یعنی ایسا معتدل کہ جس میں اختلاف نہیں۔

لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِنْ لَدُنْهُ

تاکہ وہ (بندہ) ڈرائے سخت خوف سے (جو) اس کی جانب سے (آنے والا ہے یعنی اس کی فوری سزا سے دنیا میں اور دردناک عذاب سے جو آخرۃ میں ہونے والا ہے۔ جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا۔

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا۔

اور تاکہ وہ (بندہ) خوش خبری سنائے ان ایمانداروں کو جو اچھے کام کر رہے ہیں کہ ان کے لیے ایک بڑا اچھا بدلہ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی وہ (ایسے) دائمی مکان (ہیں) جس میں وہ مریں گے نہیں جن لوگوں نے ان چیزوں کو سچا جانا۔ جن کو تو ان کے پاس لایا اور وہ چیزیں بھی انھیں میں کی ہیں جن کو ان کے غیروں نے جھٹلایا اور جن اعمال کا تو نے انھیں حکم دیا انھوں نے اس پر عمل کیا۔

وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا[1]

اور تاکہ وہ (بندہ) ڈرائے ان لوگوں کو جنھوں نے

[1] میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کا ڈرانا ہے جنھوں نے عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کہدیا کہ اللہ نے ایک لڑکا بنا لیا ہے۔
یعنی قریش کو ان کے اس قول کے متعلق کہ ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں جو اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ

نہ انھیں اس کے متعلق کوئی علم ہے نہ ان کے باپ دادا کو جن سے علیحدگی اور ان کے دین کو عیب لگانا یہ لوگ بہت بڑی بات سمجھ رہے ہیں۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ

جو بات ان کی زبانوں سے نکل رہی وہ بڑی (خطرناک) ہے۔
یعنی ان کا یہ کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا

جھوٹ کے سوا یہ لوگ کچھ نہیں کہتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ــــ یا عزیز علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا رکھا تھا لیکن صاحب کتاب اس سے فرشتے مراد لے رہے ہیں۔ اگرچہ ولد کے لفظ سے اولاد مذکور و اناث دونوں مراد ہو سکتے ہیں لیکن ولداً کی تنوین جو تنکیر کے لیے ہے اور جس سے وحدت غیر متعینہ مراد ہوتی ہے اس کو کیا کیا جائے گا۔ شاید صاحب کتاب نے اس سے عیسیٰ علیہ السلام یا عزیز علیہ السلام کا مراد ہونا اس لیے نہیں خیال کیا کہ یہ سورہ مکی ہے اور اس کے مخاطب مکہ کے مشرکین ہی ہو سکتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ کیوں اس سے اس قوم کے افراد مراد نہیں ہو سکتے جن تک قرآن مجید کی تبلیغ ہو چکی تھی۔ جن میں وہ علماء یہود بھی شامل ہو سکتے ہیں جنھوں نے قریش مکہ کو مذکورہ بالا سوالات سکھائے تھے وغیرہ۔ اور خود مکہ معظمہ میں بھی اگرچہ زیادہ

Marfat.com

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ (یا محمد) عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو شاید تو ان کے پیچھے کڑھ کڑھ کے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالدینے والا ہے۔

یعنی آپ کی ان پر غمخواری کے سبب سے کہ وہ موقع چلا گیا جس کی آپ ان سے امید رکھتے تھے۔ یعنی ایسا نہ کیجئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ نے جو باتیں مجھ سے بیان کیں ان میں یہ بھی بیان کیا کہ "باخع" کے معنی "مہلک" کے ہیں۔ ذوالرمۃ نے کہا ہے۔ ۳۲

أَلَا أَيُّهَذَا الْبَاخِعُ الْوَجْدِ نَفْسَهُ ... لِشَيْءٍ نَحَتْهُ عَنْ يَدَيْهِ الْمَقَادِرُ

اے وہ شخص جس کی جان کو ایسی چیز کی محبت نے ہلاک کر دیا ہے جس کو قسمتوں نے اس کے ہاتھوں سے دور کر دیا ہے۔

اور یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے اور باخع کی جمع باخعون اور بخعۃ دونوں آتی ہیں۔ اور عرب کہتے ہیں "قد بخعت له نصحی ونفسی ای جهدت له" میں نے اس کے لیے اپنی نصیحت اور اپنی جان برباد کر دی یعنی اس کے لیے بہت کوشش کی۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ تعداد میں نہ ہوں لیکن کچھ نہ کچھ افراد یہود و نصاریٰ موجود رہتے ہی۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

جو چیزیں زمین پر ہیں ہم نے ان کو اس کے لیے
زینت بنائی ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں عمل کے
لحاظ سے کون بہترین ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی ان میں کون میرے حکم کو زیادہ بجا لانے والا ہے اور فرمانبرداری کے کام کون زیادہ کرنے والا ہے۔

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

بے شک جو کچھ اس پر ہے ہم اس کو ضرور گرد اور
پارہ پارہ کر دیں گے۔

"اس پر" سے مراد زمین پر ہے اور جو کچھ اس پر ہے فنا ہو جانے والا اور باقی نہ رہنے والا ہے۔ اور یہ کہ سب کے پلٹ کر آنے کا مقام میرے ہی جانب ہے۔ پس میں ہر شخص کو اس کے کام کی جزا دوں گا۔ لہٰذا آپ غمخواری نہ کریں اور آپ جو کچھ اس میں دیکھتے اور سنتے ہیں وہ آپ کے غم کا سبب نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصعید کے معنی الارض کے ہیں۔ اور اس کی جمع صعد ہے۔ ذوالرمۃ نے ایک ہرن کے بچے کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

كَأَنَّهُ بِالضُّحَى تَرْمِي الصَّعِيدَ بِهِ دَبَّابَةٌ فِي عِظَامِ الرَّأْسِ خُرْطُومُ

گویا سر کی ہڈیوں میں سرایت کر جانے والی شراب
اس کو دن چڑھے زمین پر ڈالدیتی ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ اور صعید کے معنی راستے کے بھی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

إِيَّاكُمْ وَالْقُعُودَ عَلَى الصَّعُدَاتِ

Marfat.com

اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ۔

جس میں صعدات سے مراد راستے ہیں اور الجرز کے معنی اس زمین کے ہیں جو کسی دانے کو نہیں اگاتی اس کی جمع اجراز ہے سنۃ جرز اور سنون اجراز۔ وہ سال جن میں بارش نہ ہو اور قحط خشکی اور شدت ہو ذوالرمۃ نے ایک اونٹ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

طَوَى النَّحْزُ وَالْأَعْزَلُ مَا فِي بُطُونِهَا فَمَا بَقِيَتْ إِلَّا الضُّلُوعُ الْجَرَاشِعُ

(مہینہ کی) چبھن اور بنجر زمینوں نے (یعنی بے آب و گیاہ میدانوں کے سفروں نے) اس کے پیٹ میں کی تمام چیزوں کو لپیٹ دیا ہے۔ پس بجز ابھرے ہوئے سینہ کی ہڈیوں کے کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان قصوں کی خبر ۳۲
دینے کے طرف توجہ فرمائی جس کو انھوں نے چند نوجوانوں کی حالت کے متعلق دریافت کیا تھا لہذا فرمایا۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا

(اے مخاطب) کیا تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری آیتوں میں سے تعجب کے قابل تھے۔

یعنی میری آیتیں جن کو میں نے اپنے بندوں پر اپنی حجتیں بنا رکھی ہیں۔ ان میں ان سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔

عـلہ۔ صعید کے معنی صاحب کتاب نے زمین کے بتائے ہیں اور جرز کے معنی بنجر زمین کے بے شبہ ان معنی میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان معنی میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جنھیں میں نے آیت شریف کے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔ صعید

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا کہ رقیم وہ نوشتہ ہے جس میں ان کے حالات لکھے گئے تھے۔ اس کی جمع رقم ہے۔ العجاج نے کہا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کے معنی گرد وغبار کے بھی ہیں۔ راغب اصفہانی لکھتے ہیں وقال بعضہم الصعید یقال للغبار الذی یصعد من الصعود ولھذا لابد للتیمّم ان یعلق بیدہ غبار وقولہ کانما یصعد فی السماء ای یتصعد۔ وقال اصلہ من الصعود وھو الذھاب الی الامکنۃ المرتفعۃ کالخروج من البصرۃ الی نجد والی الحجاز بعض لوگوں نے کہا ہے کہ صعید غبار کو کہا جاتا ہے جو اوپر چڑھتا ہے۔ اور صعید صعود ہی سے مشتق ہے۔ اور اسی لیے تیمم کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ہاتھوں کو کچھ غبار لگ جائے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فتیمموا صعیدا طیباً۔ فرمایا ہے (یعنی پاک غبار کا قصد کرو) اور کانما یصّعّد فی السماء کے معنی بھی یتصعد کے ہیں۔ گویا کہ وہ آسمان میں چڑھ رہا ہے۔ اور راغب اصفہانی ہی نے لکھا ہے کہ اس کی اصل صعود ہی سے ہے۔ اور صعود کے معنی بلند مقاموں کی طرف جانے کے ہیں۔ جیسے بصرے سے نکل کر نجد وحجاز کی طرف جانا۔ انتہی ملخصاً وقال اللہ تعالیٰ اذ تصعدون ولا تلوٗن علی احد۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم بلندیوں کی جانب چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑکر بھی نہ دیکھتے تھے۔ وقال اللہ تعالیٰ الیہ یصعد الکلم الطیب۔ اچھی باتیں اسی کی جانب چڑھتی ہیں اور صعدات جو حدیث میں آیا ہے جس کے معنی راستے کے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ میں بھی شاید گرد وغبار کا اڑنا مدنظر ہو۔

جرز کے معنی بنجر زمین کے بھی ہیں۔ لیکن اصل میں جرز کے معنی قطع کے ہیں چنانچہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے۔ قال عزوجل صعیدا جرزا ای منقطع النبات من اصلہ۔ یعنی اس لفظ کے معنی بنجر زمین کے لینے میں بھی اصلیت منقطع ہونے کی موجود ہے۔ اور صاحب تفسیر روح المعانی نے آیہ مابہ البحث کو اگلی آیتوں سے متصل کرنے کے لیے بعضوں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ہم نے زمین پر کی چیزوں کو زمین کیلئے زینت اس لیے بنایا ہے کہ انھیں آزمائیں اور کافر لوگ ہماری آیتوں کو چھوڑ کر اسی جانب

Marfat.com

وَمُسْتَقَرَ الْمُصْحَفِ الْمَقْرُوم

اور لکھے ہوئے مصحف کی قرار گاہ کو (اس نے دیکھا)

یہ بیت اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً

وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ثُمَّ

بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا (ثم قال اللہ تعالیٰ) نَحْنُ نَقُصُّ

عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ۔

(اس وقت کو یاد کرو) جب چند نوجوانوں نے ایک غار کی جانب پناہ لی۔ پھر کہا۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے معاملے میں ہمارے لیے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ مشغول ہو گئے۔ اور ہمارا انکار کرنا بھی بھلا بیٹھے اور بجائے ایمان کے کفر اختیار کیا تو ہم نے بھی ان کی پروانہ کی۔ وانا لجاعلون ابدانہم جرزا لاسیافکم کما انا لجاعلون ماعلیہا صعیداً جرزا۔ یعنی ہم ان کے جسموں کو تمہاری تلواروں کے لیے قیمہ بنا دیں گے جس طرح ہم سب ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں غبار اور پارہ پارہ کر دینے والے ہیں۔

غرض میں نے صعید اور جرز کے اصلی معنی کی رعایت رکھی ہے۔ اگرچہ صاحب کتاب نے جو معنی بتلائے ہیں وہ بھی ایک لحاظ سے قابل تسلیم ہیں۔ لیکن اصلیت اصلیت ہے اگرچہ دوسرے معانی محاورے وغیرہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

سیدھی راہ پر ثابت قدمی مہیا فرما۔ تو ہم نے اس درے میں چند گنتی کے سالوں تک ان کے کانوں پر تھپکیاں دیں۔ (یا ان کے کانوں پر پردہ ڈالدیا یعنی ہم نے انھیں بے خبر کر دیا) پھر ہم نے ان کو اٹھا کر کھڑا کیا تاکہ جانیں کہ اس مدت کو جس میں وہ رہے ان دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ گھیر لینے والا ہے۔ (یعنی کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تجھ سے ان کا اہم واقعہ صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ یعنی صحیح حالات۔

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى

وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور راست روی میں ہم نے انھیں اور بڑھا دیا تھا۔

وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا

اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط بنا دیا جب وہ (مستعد ہو کر) کھڑے ہو گئے۔ تو انھوں نے کہا ہمارا پالنے والا تو وہ ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے۔ اس کو چھوڑ کر ہم کسی اور معبود سے ہرگز استدعا نہ کریں گے۔ اگر ایسا کیا تو بے شبہ ہم نے (حق سے) دور کی بات کہی۔

یعنی انھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ جس طرح تم لوگوں نے میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنا رکھا ہے۔ جس کے متعلق تمھیں کوئی علم نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ شطط کے معنی غلو اور حق سے تجاوز کرنے کے

Marfat.com

ہیں۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں کے اعشیٰ نے کہا ہے۔

لَا يَنْتَهُونَ وَلَا يَنْهَى ذَوِي شَطَطٍ كَالطَّعْنِ يَذْهَبُ[1] فِيهِ الزَّيْتُ وَالْفُتُلُ

حق سے تجاوز کرنے والے (اپنی شرارتوں سے کبھی
باز نہیں رہتے اور انھیں برچھیوں کا ایسا زخم بھی باز نہیں
رکھتا جس میں تیل اور فتیلہ دونوں غائب ہو جائیں۔

یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ)

ہماری قوم کی حالت یہ ہے کہ انھوں نے اس
(خدا) کو چھوڑ کر بہت سے معبود بنا رکھے ہیں۔ وہ ان کے
متعلق کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ "سلطان بین" کے معنی "حجۃ بالغۃ" کے ہیں
یعنی دل میں اثر کرنے والی دلیل۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ

[1] (الف) میں یذھب کے بجائے یہلک ہے۔ اور معنی اسی کے قریب ہیں (احمد محمودی)

Marfat.com

پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے
اللہ پر جھوٹے الزام لگائے اور جب تم نے ان سے اور
ان چیزوں سے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں
کنارہ کشی کر لی ہے۔ تو کسی درے میں سر چھپا لو تمہارا
پروردگار اپنی رحمت تمہارے لیے پھیلا دے گا۔ اور
تمہارے لیے تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا۔ اور
(اے مخاطب) تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو
ان کے درے کو سیدھی جانب چھوڑ کر جھکتا ہوا چلا جاتا ہے
اور جب ڈوبتا ہوتا ہے تو انھیں بائیں جانب چھوڑ کر کتراتا
جاتا ہے۔ اور وہ ہیں کہ اس درے کے وسیع حصے میں ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ تزاور کے معنی تمیل کے ہیں۔ جو زور سے متعلق ہے۔ یعنی کتراتا ہے۔ انحراف کرتا ہے۔ امرؤالقیس بن حجر نے کہا ہے:۔

وَإِنِّي زَعِيمٌ إِنْ رَجَعْتُ مُمَلَّكاً بِسَيْرٍ تَرَى مِنْهُ الْفَرَانِقَ أَزْوَرَا

میں سردار قوم ہوں مختار ہوں۔ اگر چاہوں تو ایسی
رفتار سے لوٹوں کہ خط رسان بھی اس رفتار سے کترائے
(اور) اس رفتار کے اختیار کرنے سے حیلے حوالے کرے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ ابوالزحف الکلبی ایک شہر کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

جَأْبُ الْمُنَدَّى عَنْ هَوَانَا أَزْوَرُ يُنْضِي الْمَطَايَا خِمْسُهُ الْعَشَنَّزُ ۲۷

اس شہر کے اونٹوں کے چرنے کی زمین سخت ہے۔
ہماری خواہشوں سے کتراتی ہے۔ (یعنی ہمارے فطری
مطالبوں کو پورا نہیں کر سکتی) پانچ روز میں ایک وقت
پانی پلانے کی سخت حالت اونٹوں کو دبلا کر دیتی ہے۔

Marfat.com

یہ دونوں بیتیں[عہ] اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہیں۔
تقرضہم ذات الشمال کے معنی بچاؤ زہم وتترکہم عن شمالھا۔
یعنی انھیں اپنی بائیں جانب چھوڑ کر ان سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ذوالرمۃ نے کہا ہے:۔

إِلَى ظُعُنٍ يَقْرِضْنَ أَقْوَازَ مُشْرِفٍ شِمَالاً وَعَنْ أَيْمَانِهِنَّ الْفَوَارِسُ

(میرا میلان ہے) ان ہودہ کسے ہوئے اونٹوں کی
جانب جو ریت کے بڑے بڑے اور بلند ٹیلے اپنے بائیں بازو
چھوڑ کر کترتے چلے جاتے ہیں۔ اور ان کے سیدھے بازو
بھی ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔
الفجوۃ کے معنی السعۃ یعنی کشادگی کے ہیں۔ اس کی جمع الفجاء
ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

أَلْبَسْتَ قَوْمَكَ مَخْزَاةً وَمَنْقَصَةً حَتَّى أُبِيحُوا وَخَلَّوا فَجْوَةَ الدَّارِ

تو نے اپنی قوم کو رسوائی اور عیب کا لباس پہنا دیا
(یعنی تو نے انھیں رسوا کر دیا) یہاں تک کہ ہر شخص انھیں
اپنے تصرف کے لیے جائز سمجھنے لگا۔ اور انھوں نے اپنے
گھروں کے وسیع صحنوں کو چھوڑ دیا۔

ذلك من آيات الله

وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔
یعنی ان لوگوں پر حجت ثابت کرنے کے لیے جو اہل کتاب میں سے

عہ۔ مصنف نے شعر کے ہر ایک مصرع کو ایک ایک بیت شمار کیا ہے (احمد محمودی)

Marfat.com

ہیں اور ان کے یہ حالات جانتے ہیں اور جنھوں نے آپ کی نبوت کی سچائی کے دریافت کرتے اور کفار نے جو خبر دی تھی اس کی تحقیق، کے لیے ان کافروں کو ان اصحاب کہف کے متعلق آپ سے ان سوالات کا حکم دیا تھا۔

مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ

جس کو اللہ راہ پر لگا دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے۔ تو تو اس کے لیے کوئی سرپرست اور کوئی راہنما نہ پائے گا۔ تم لوگ انھیں جاگتا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سو رہے ہیں۔ اور ہم انھیں سیدھی اور بائیں (طرف) پلٹاتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے صحن میں یا چوکھٹ پر یا دروازے میں ہے۔

ابن ہشام نے کہا۔ الوصید کے معنی الباب یعنی دروازے کے ہیں۔ عبسی نے جس کا نام عبید بن وہب تھا کہا ہے۔

بِأَرْضٍ فَلَاةٍ لَا يُسَدُّ وَصِيدُهَا عَلَيَّ وَمَعْرُوفِي بِهَا غَيْرُ مُنْكَرِ

(یہ واقعہ) ایک بے آب وگیاہ جنگل کا ہے جس کا دروازہ مجھ پر بند نہیں کیا جاتا (یعنی وہاں جانے سے مجھے کوئی نہیں روکتا) اور جہاں میری نیکی مشہور ہے۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے

اور وصید کے کے معنی فناء یعنی صحن کے بھی ہیں اس کی جمع وَصَائِد

اور وُصُد اور وَصْدان اور اُصُد اور اُصْدان ہے۔

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا[1]

(الی قولہ) قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَى أَمْرِهِمْ (اهل السلطان والملك منهم) لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا۔ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ (لاعلم لهم) وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا

اگر تو انھیں اوپر سے دیکھ لے تو ان کے پاس سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا اور ان سے رعب زدہ ہو جائے گا (اس کے فرمان) جن لوگوں نے ان کے معاملوں پر غلبہ پالیا تھا انھوں نے کہا" (تک)۔ (اس سے مراد ان میں کے وہ لوگ ہیں جنھیں سلطنت وحکومت حاصل تھی) ہم ان پر مسجد بنالیں گے۔ عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں اور ان میں چوتھا ان کا کتا ہے۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں اور ان کا چھٹا ان کا کتا ہے۔ بے دیکھے سنگ باری (یعنی انھیں اس کے متعلق کچھ علم نہیں) اور کہیں گے کہ وہ سات ہیں۔ اور ان کا آٹھواں ان کا کتا ہے (اے نبی)

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔

Marfat.com

کہدے میرا پروردگار ان کی تعداد کو خوب جانتا ہے۔ انھیں چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پس تو ان سے بجز ظاہری بات چیت کے کوئی بحث نہ کر۔ یعنی اپنی برتری جتانے کی کوشش نہ کر۔

وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا

اور نہ ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے کچھ دریافت کر کیونکہ انھیں ان کے متعلق کوئی علم نہیں۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا

اور ان شاء اللہ (کہے) بغیر ہرگز کسی چیز کے متعلق (کچھ) نہ کہنا کہ میں اسے کل ضرور کرونگا۔ اور جب کبھی تو (انشاء اللہ کہنا) بھول جائے تو (جب یاد آجائے) اپنے پروردگار کو یاد کرلے (یعنی ان شاء اللہ کہہ لے) اور کہہ امید ہے کہ میرا پروردگار اس سے زیادہ حق سے قریب راستے کی جانب میری رہنمائی فرمائے گا۔

یعنی ایسی چیز کی نسبت جس کے متعلق یہ لوگ تجھ سے پوچھیں ایسا نہ کہنا جس طرح تو نے (بغیر انشاء اللہ کہے کے) کہدیا تھا کہ میں تمھیں اس کے متعلق کل خبر دوں گا۔ اور جب کبھی تو بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کرلیا کر۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارادے کی صورتوں کو اس سے علیحدہ کردیا کر۔ اور یہ کہدیا کر امید ہے کہ جس چیز کے متعلق تم نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ اس سے بہتر راہ ہدایت مجھے میرا پروردگار بتادے گا۔ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ اس معاملے میں میں کیا کرنے والا ہوں۔

Marfat.com

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَمِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا

(وہ کہیں گے کہ) وہ اپنے درے میں تین سو سال رہے اور انھوں نے اس پر نو کی زیادتی کی ۔ یعنی قریب میں وہ لوگ ایسا کہیں گے۔

قُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا

کہدے ۔ کہ اللہ اس (حالت یا مدت) کو زیادہ جاننے والا ہے جس میں وہ لوگ رہے ۔ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں اسی کی ملک ہیں وہ انھیں خوب دیکھتا سنتا ہے ۔ اس کے سوائے ان کا کوئی سرپرست نہیں ہے ۔ اور نہ اس کے حکم میں کوئی دخل دیتا ہے ۔

یعنی جن چیزوں کے متعلق ان لوگوں نے تجھ سے پوچھا ہے ان میں
۳۲۹ سے کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں ہے ۔

اور اس سیاح شخص کی نسبت جن کے متعلق انھوں نے آپ سے پوچھا تھا فرمایا ۔

وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَأَتْبَعَ سَبَبًا

اور لوگ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہدے ابھی میں تمھیں اس کا حال پڑھ کر سناتا ہوں ہم نے اُسے زمین میں اقتدار دیا تھا اور ہر چیز کے

Marfat.com

ذریعے اس کو دے دئے تھے پس وہ ایک ذریعے کے
پیچھے ہو لیا۔
یہاں تک کہ ان کے حالات کو آخر تک بیان فرما دیا اور ذوالقرنین کے حالات یہ تھے کہ ان کو ایسی چیزیں دی گئی تھیں جو ان کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور انھیں وسیع اسباب دئے گئے تھے یہاں تک کہ وہ زمین کے مشرقی اور مغربی شہروں تک پہنچ گئے۔ کسی ایسی سرزمین پر انھوں نے قدم نہیں رکھا جس کے رہنے والوں پر ان کا تسلط نہ ہو گیا ہو۔ جس سرزمین پر انھوں نے قدم رکھا اس کے رہنے والوں پر تسلط حاصل کر لیا یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے ان مقاموں تک وہ پہنچ گئے جس کے پیچھے مخلوق خدا میں سے کوئی چیز نہ تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حالات بیان کرنے والے ایک شخص نے عجمیوں سے ان علوم کی روایت بیان کی جن کو انھوں نے ورثے میں پایا تھا کہ ذوالقرنین مصر والوں میں کے ایک صاحب تھے جن کا نام مرزبان[1] ابن مرزنہ الیونانی تھا جو یونان بن یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے خالد بن معدان الکلاعی سے روایت بیان کی ہے اور وہ ایسے شخص تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

ملک مسح الارض من تحتہا بالاسباب وہ ایک بادشاہ (یا فرشتہ تھا) جس نے اسباب کے ذریعے زمین کے نیچے سے اس کی پیمائش کی تھی یا زمین کو نیچے سے چھوا تھا۔

---

[1] ۔ سہیلی نے ان کا نام مرزبی زائے معجمہ سے اور ان کے والد کا مرذبہ ذال مفتوحہ سے لکھا ہے اور بہت کچھ اختلافات اس میں بتائے ہیں جو چاہے تفصیل وہاں دیکھے۔
(احمد محمودی)

Marfat.com

اور خالد نے یہ بھی کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو "اے ذوالقرنین" پکارتے سنا تو فرمایا۔ یا اللہ عیب پوشی! انبیاء کے نام رکھنے سے تم لوگوں کی تسلی نہ ہوئی کہ تم نے زبردستی فرشتوں کے بھی نام رکھ لئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں ان میں سے کونسی بات تھی نہ معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا یا نہیں۔ غرض کہ اگر آپ نے یہ بات فرمائی ہے تو جو کچھ آپ نے فرمایا وہ حق ہے۔

ان لوگوں نے آپ سے روح کے متعلق جو پوچھا تھا اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:—

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا[1]

یہ لوگ تجھ سے روح کی نسبت پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے (اس سے زیادہ تم اور کیا سمجھ سکتے ہو کیونکہ) حالت یہ ہے کہ بجز تھوڑے سے علم کے تمھیں دیا ہی کیا گیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن عباس کی روایت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے عالموں نے کہا۔ اے محمد کیا تم نے اپنے کلام "بجز تھوڑے سے علم کے دیا ہی کیا گیا ہے" پر غور بھی کیا ہے۔ اس سے تمھارا روئے سخن ہماری جانب ہے یا اپنی قوم کی جانب۔ فرمایا کلاً ایسا نہیں ہے۔ (یعنی میرا روئے سخن نہ خاص تمھاری جانب ہے نہ خاص اپنی قوم کی جانب بلکہ عام ہے) انھوں نے کہا۔ تم اس کتاب میں جو تمھارے پاس آئی ہے

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

پڑھتے ہو کہ ہمیں تورات دی گئی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّهَا فِي عِلْمِ اللهِ قَلِيلٌ وَعِنْدَكُمْ فِي ذٰلِكَ مَا يَكْفِيكُمْ لَوْ أَقَمْتُمُوهُ

اللہ کے علم (کے مقابلے) میں تو وہ بھی تھوڑی ہی ہے اور تمھارے پاس اس میں سے صرف اسی قدر ہے جو تمھارے لیے کافی ہو اگر تم نے اس کو سیدھا رکھا یا اس پر ہمیشگی کی۔

(ابن اسحٰق نے) کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق جو انھوں نے آپ سے دریافت کیا تھا آپ پر نازل فرمایا:۔

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللهِ إِنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

درخت کی قسم میں سے جو جو چیز زمین میں ہے اگر وہ (سب چیزیں) قلم بن جائیں اور سمندر اس کے لیے روشنائی اور اس کے بعد اور سات سمندر (اس مداد کی امداد کے لیے) ہوں تو (بھی) اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں بے شک اللہ بڑے غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

یعنی تورات بھی اس خدائی (وسیع) علم میں کا ایک حصہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ سے جو اپنے فائدے کے لیے مطالبے کئے تھے کہ پہاڑوں کو چلا یا جائے یا زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا ان کے باپ دادا میں سے جو لوگ مر چکے اور گزر چکے ہیں انھیں زندہ کیا جائے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ پر (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ

Marfat.com

كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى بَلْ لِلّٰهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا

اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعے سے پہاڑوں کو چلایا گیا ہوتا یا اس کے ذریعے سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گیے ہوتے یا اس کے ذریعے مردوں سے بات کرائی گئی ہوتی (تو اس قرآن سے بھی ایسے تمام کام لیے جاتے لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے) بلکہ حکومت سب کی سب اللہ (ہی) کی ہے۔

یعنی ان میں سے کوئی بات (بھی) نہیں ہو سکتی جبتک میں نہ چاہوں۔ ان لوگوں نے آپ کی ذات کے لیے بعض چیزوں کے حاصل کر لینے کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ اپنے لیے باغات۔ محلات اور خزانے حاصل کر لیں اور اپنے ساتھ ایک فرشتے کو لائیں کہ آپ جو کچھ کہیں وہ آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی مدافعت کرے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال آپ پر نازل فرمائے:۔

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذٰلِكَ۔

اور انھوں نے کہا کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ

کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کی
جانب کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ وہ اس کے ساتھ
۳۳۱ (لوگوں کو) ڈرانے والا ہوتا یا اس کی جانب کوئی خزانہ
ڈالدیا جاتا یا اس کے لیے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اس میں سے
کھاتا اور ظالموں نے تو کہدیا کہ (لوگو!) تم تو ایک سحرزدہ
شخص کی پیروی کرتے ہو۔ دیکھ تو! انھوں نے تیرے
لیے کیسی کیسی مثالیں دیں۔ پھر وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ کسی
راہ (پر چلنے) کی وہ سکت نہیں رکھتے۔ برکت والی ہے
وہ ذات جو اگر چاہے تو اس سے بہت اچھی چیزیں تیرے
لیے مہیا کردے۔

یعنی ایسے بہترین حالات مہیا کردے جو بازاروں میں چلنے اور معاش تلاش کرنے اور ان باغوں سے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور تیرے لیے محلات بنا دینے سے بہتر ہوں اور آپ پر اسی بارے میں ان کا یہ قول نازل فرمایا:—

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا۔

ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو نہیں بھیجا مگر وہ بھی کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے۔ اور ہم نے تم میں کے بعضوں کو بعضوں کے لیے بلا بنا دیا ہے کیا تم (ہماری بنائی ہوئی اس بلا پر) صبر کروگے تمھارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے ہی۔

Marfat.com

یعنی میں نے تم میں کے بعض کو بعضوں کے لیے بلا اس لیے بنایا ہے کہ تم صبر کرو اور اگر میں چاہتا کہ تمام دنیا کو اپنے رسولوں کے ساتھ ایسا کر دوں کہ وہ مخالفت نہ کریں تو کر دیتا۔

اور عبداللہ بن ابی امیہ نے جو کہا تھا۔ اس کے متعلق آپ پر (یہ) نازل فرمایا:۔

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا

اور انھوں نے کہا کہ ہم تو تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لیے زمین میں سے چشمے جاری کر دے یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور پھر تو اس میں بہت سے چشمے بہا دے یا جس طرح تو نے دعویٰ کیا ہے۔ آسمان کو ٹکڑے کر کے (بطور عذاب کے) ہم پر گرا دے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لیے کوئی سنہری مکان بنجائے یا تو آسمان میں چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے

Marfat.com

یہاں تک کہ تو ہم پر ایک کتاب اتار لائے کہ ہم اسے پڑھیں۔ تو کہدے کہ میرا پروردگار تو (ہر قسم کی مجبوری کسے) پاک ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر) کیا میں بشر اور رسول کے سوا (کچھ اور) ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ینبوع اس پانی کو کہتے ہیں جو زمین وغیرہ سے ابلے اور اس کی جمع ینابیع ہے۔ ابن ہرمۃ نے جس کا نام ابراہیم بن عبداللہ ہجری ہے کہا ہے:—

وَإِذَا هَرَقْتَ بِكُلِّ دَارٍ[1] عَبْرَةً نُزِفَ الشُّؤُونُ وَدَمْعُكَ الْيَنْبُوعُ

اور جب تو ہر گھر میں ایک ایک آنسو بہائے تو
(تیری) آنکھوں کے گوشے تو سوکھ جائیں گے، لیکن تیرے
آنسو تو ابلے جا رہے ہوں گے۔

۲۲ یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور کِسَف کے معنی عذاب کے ٹکڑوں کے ہیں۔ اس کا واحد کِسْفَۃ ہے۔ سِدْرَۃ اور سِدر کی طرح اور وہ کِسْف کا واحد بھی ہے اور قبیل کے وہی معنی ہیں جو مقابلہ کے ہیں۔ مقابلۃً و معائنۃً ایک ہی معنی میں کہا جاتا ہے اس کے معنی وہی ہیں جو "یَأْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا" کے ہیں۔ یعنی عیاناً آنکھوں کے سامنے۔ روبرو۔ ابو عبیدہ نے اعشی بن قیس بن ثعلبہ کا یہ شعر مجھے سنایا:۔

أَصَالِحُكُمْ حَتَّى تَبَوَّءُوا بِمِثْلِهَا كَصَرْخَةِ حُبْلَى يَسَّرَتْهَا قَبِيلُهَا

میں تم سے صلح کرنے میں پیشقدمی کرتا ہوں تاکہ
تم بھی اسی کے سے (سلوک) کے اہل بن جاؤ۔

[1] ۔(الف ب) میں دار اور (ج د) میں واد ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

یعنی صلح کے لیے تیار ہو جاؤ جس طرح حاملہ کی چیخ پکار کے وقت اس کی قابلہ اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتی ہے۔ قابلہ کو اسی لیے قابلہ کہا جاتا ہے کہ وہ حاملہ کے روبرو ہوتی ہے یا اس لیے کہ وہ اس کے بچے کی کفیل اور ضامن ہوتی ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور قبیل کے معنی جماعت کے بھی ہیں جس کی جمع قبل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا ہر چیز کو جماعت جماعت بنا کر ہم نے ان کے پاس پیش کر دیا۔ پس قبل قبیل کی جمع ہے۔ جیسے سبل سبیل کی اور سرر سریر کی اور قمص قمیص کی اور قبیل کا لفظ کہاوت میں بھی استعمال ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں مَا يُعْرَفُ قَبِيلًا مِنْ دَبِيرٍ وہ شخص آنیوالے اور جانے والے میں تمیز نہیں کرتا۔ کمیت بن زید نے کہا ہے:۔

تَفَرَّقَتِ الْأُمُورُ بِوَجْهَتَيْهِمْ فَمَا عَرَفُوا الدَّبِيرَ مِنَ الْقَبِيلِ

معاملے (اوھر اوھر) ان کی دونوں جانب ایسے پھیل گئے کہ وہ آنے والے اور جانے والے کو نہ پہچان سکے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ شاعر کی مراد اس دبیر و قبیل سے رسی کا بٹنا ہے جو رسی ہاتھ کی جانب (یعنی اوپر کی طرف) بٹی جائے اس کو قبیل اور جو انگلیوں کی جانب بٹی جائے اس کو دبیر کہتے ہیں اور یہ اسی اقبال و ادبار سے مشتق ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد تکلے کی بافت ہے۔ جب زانو کی جانب بٹی جائے تو وہ قبیل اور جب کوٹھے کی جانب بٹی جائے تو وہ دبیر کہلاتی ہے اور قبیل کے معنی آدمی کے قبیلے کے بھی ہیں اور زخرف کے معنی ذہب کے ہیں۔ یعنی سونا اور مزخرف کے معنی مزین بالذہب یعنی طلائی۔ عجاج نے کہا ہے:۔

مِنْ طَلَلٍ أَمْسَى تَخَالُ الْمُصْحَفَا رُسُومَهُ وَالْمُذْهَبَ الْمُزَخْرَفَا

۳۲

Marfat.com

اس کھنڈر کے سنہری اور طلا کار نقش و نگار شام کے
دقت مصحف کے سے معلوم ہوتے ہیں۔
اور یہ دونوں بیتیں[ع] اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کی ہیں
اور ہر زینت والی چیز کو بھی مزخرف کہا جاتا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمھیں یمامہ کا رہنے والا کوئی شخص تعلیم دیتا ہے جس کا نام رحمن ہے۔ ہم تو اس پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اس کے متعلق اس نے آپ پر وحی نازل فرمائی:—

كَذٰلِكَ أَرْسَلْنٰكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ۔

اسی طرح ہم نے تجھے ایسی قوم میں بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ تو ان کو وہ چیزیں پڑھ کر سنائے جن کی وحی ہم نے تیری جانب کی ہے حالانکہ وہ رحمن کا انکار کرتے ہیں (اے نبیؐ) کہدے کہ وہ تو میرا پروردگار ہے۔ اس کے سوا تو کوئی معبود ہی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا ہے اور اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔

اور مردودِ خدا ابوجہل بن ہشام کی باتوں اور جو اس نے آپ کے ساتھ

ع۔ طبطا دی نے لکھا ہے کہ اس کو مشطور الرجز سے لیا جائے تو دو بیتیں ہو سکتی ہیں ورنہ دونوں مصرع ملکر بیت ایک ہی ہے (احمد محمودی)

Marfat.com

ارادہ کیا تھا اس کے متعلق آپ پر اتارا:۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى

أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى كَلَّا

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَهُ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے۔ جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تو نے غور کیا ہے کہ اگر وہ سیدھی راہ پر ہوتا یا (اس نے پرہیزگاری کا حکم دیا ہوتا (تو کس قدر بہتر ہوتا۔ اے مخاطب ذرا) تو یہ تو بتا کہ اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی تو کیا وہ (یہ بات بھی) نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ یوں نہیں باز آیا تو ہم ضرور اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر سختی سے کھینچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطا کار ہے۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکار لے اور ہم (بھی) زبانیہ (دوزخ کے منتظمین) کو بلائیں گے۔ (پھر وہ دیکھے کہ غالب کون رہتا ہے)۔ خبردار (اے میرے بندے) اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور (مجھ سے) نزدیک ہوتا چلا جا۔

ابن ہشام نے کہا۔ لَنَسْفَعًا کے معنی لَنَجْذِبَنَّ اور لَنَأْخُذَنَّ کے ہیں۔ یعنی ہم ضرور پکڑیں گے اور کھینچیں گے۔ شاعر نے کہا ہے:۔

قَوْمٌ إِذَا سَمِعُوا الصُّرَاخَ رَأَيْتَهُمْ مِنْ بَيْنِ مُلْجِمِ مُهْرِهِ أَوْ سَافِعِ

Marfat.com

وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انھوں نے کسی فریاد کی
آواز سنی تو دیکھے گا وہ دو حالتوں کے درمیان ہوں گے۔
اپنے پیچھے کو لگام دے رہے ہوں گے یا اس کی
ایال پکڑے ہوئے۔

یعنی فوری امداد کے لیے یا تو ایال کے بال پکڑ کر سوار ہو جائیں گے یا لگام چڑھا کر بغیر زین کے فوراً نکل جائیں گے۔

اور نادی کے معنی اس مجلس کے ہیں جس میں لوگ جمع ہوتے اور اپنے معاملوں کا فیصلہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:۔

وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ

تم اپنی مجلسوں میں برے کاموں کے مرتکب
ہوتے ہو اور ندیّ کے بھی یہی معنی ہیں
عبید الابرص نے کہا ہے:۔

إِذْهَبْ إِلَيْكَ فَإِنِّي مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَهْلِ النَّدِيِّ وَأَهْلِ الْجَرْدِ وَالنَّادِي

اے جا اپنا راستہ لے میں بنی اسد میں کا ہوں جو
سخی اور مجلسوں والے اور مجلسوں میں جمع ہو کر مشوروں
سے کام کرنے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:۔

وَأَحْسَنُ نَدِيًّا وہ مجلس کے لحاظ سے بہترین ہے اور اس کی جمع اندیہ ہے فرماتا ہے۔

فَلْيَدْعُ (أَهْلَ) ناديه پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکارے۔ جس طرح فرمایا:۔

وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ بستی (والوں) سے پوچھ۔ مراد اہل قریہ یعنی بستی والے ہیں۔ بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے

Marfat.com

شاعر[1] سلامۃ بن جندل نے کہا ہے:۔

يَوْمَانِ يَوْمُ مَقَامَاتٍ وَأَنْدِيَةٍ وَيَوْمُ سَيْرٍ إِلَى الْأَعْدَاءِ تَأْوِيبِ

دن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دن تو مقام کرنے اور مجلسوں میں بیٹھنے کا ہوتا ہے اور ایک دن دشمنوں کی جانب (حملہ کرنے کے لیے) چلنے اور سارا دن چلتے رہنے کا ہوتا ہے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

کمیت بن زید نے کہا ہے:۔

لَا مَهَاذِيرَ فِي النَّدِيِّ مَكَانِي وَلَا مُصْمِتِينَ بِالْإِفْحَامِ

وہ لوگ نہ مجلس میں بکواس کرنے والے اور بڑے باتونی ہیں اور نہ گفتگو سے عاجز ہونے کے سبب سے یا کسی کے غلبے کی وجہ سے خاموش رہنے والے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور نادی۔ ہم نشینوں کو بھی کہا جاتا ہے۔

اور زبانیہ کے معنی درشت خو جھلاّ اور سخت کے ہیں اور یہاں اس سے مراد دوزخ کے منتظمین ہیں۔ اور دنیا میں زبانیہ کے معنی معین اور مددگار کے ہیں جو کسی شخص کی خدمت بجالاتے اور امداد کرتے ہیں۔ اس کا واحد زِبْلِيَةٌ ہے۔ ابن الزبعری نے کہا ہے:۔

مَطَاعِيمُ فِي الْمَقْرَى مَطَاعِينُ فِي الْوَغَى زَبَانِيَةٌ غُلْبٌ عِظَامٌ حُلُومُهَا

ضیافتوں میں کھانا کھلانے والے جنگوں میں نیزہ باز خدمت گذار۔ جھلّے۔ بڑی عقلوں والے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کہتا ہے کہ وہ لوگ بدمزاج ہیں ۔ یہ بیت اس کی ابیات میں
کی ہے اور صخر بن عبد اللہ الہذلی نے جو صخر الغی کہلاتا تھا کہا ہے: ۔ ۳۵

وَمِن كَبِيرٍ نَفَرٌ زَبَانِيَهْ[1]

بنی کبیر میں سے بھی چند لوگ ہیں جو خدمتگزار ہیں

یہ بیت اس کی بیتوں میں کی ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مشرکوں نے اپنے مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۔

اے نبی کہدے کہ جو کچھ اجر میں نے تم سے طلب کیا
وہ تمہارے ہی لیے ہے ۔ میرا اجر تو اللہ کے سوا اور کسی پر نہیں
وہ ہر چیز کے پاس حاضر ہے ۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ سچی چیز آئی جس کو انھوں نے پہچان لیا اور آپ کے بیان کی سچائی کو بھی جان لیا اور جب انھوں نے مختلف سوالات آپ سے کئے اور آپ نے جو غیبی باتیں ان کے سامنے بیان کیں ۔ ان اہم خبروں کی سچائی کو بھی جان لیا تو ان کے حسد نے آپ کی پیروی اور تصدیق سے انھیں روک دیا ۔ اس کے بعد انھوں نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی کی اور اس کے احکام کو کھلم کھلا ترک کیا اور جس کفر میں وہ مبتلا تھے اس پر اڑ گئے ۔ اور ان میں سے بعضوں نے تو کہا ۔

لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ

[1] ۔ (الف) میں کثیر ہے ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تم اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور اس (کی تلاوت کے
وقت) میں چیخ پکار کیا کرو کہ شاید تم غالب آجاؤ۔
یعنی اس کو بھی بے معنی اور غلط چیزوں کی طرح سمجھو اور اسے ہنسی میں اڑا دو تو شاید تم اس تدبیر سے اس پر غالب آؤ گے۔ اور اگر تم نے اس سے مناظرہ کیا یا اس سے دلیل حجت کی تو وہ تم پر غالب آجائے گا ایک روز ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اس سچی بات کو جس کو آپ لائے تھے ہنسی میں اڑانے کے لیے کہا کہ اے گروہِ قریش! محمد کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ لشکر جو تم کو آگ میں عذاب دے گا اور تم کو اس میں گرفتار رکھے گا اس کی تعداد فقط انیس ہے اور تم لوگ تو گنتی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے ہو۔ پس تم میں کے ایک ایک سو آدمی تو ان میں کے ایک ایک شخص کو عاجز کر ہی دیں گے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا یہ قول نازل فرمایا:۔

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا

دوزخ کے منتظمین فرشتوں کے سوا کسی اور کو ہم نے نہیں بنایا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے ان (فرشتوں) کی تعداد کو بھی بجز فتنہ و امتحان کے اور کچھ نہیں بنایا آخر قصہ تک۔

جب ان میں سے بعضوں نے بعض سے یہ باتیں کہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب بلند آواز سے قرآن کی تلاوت فرماتے، وہ لوگ آپ کے پاس سے ادھر ادھر ہو جاتے اور اس کے سننے سے انکار کرتے

۱؎ ۔ (الف) میں افیعجز ہے۔ یعنی کیا تم میں کے ایک ایک سو آدمی ان میں کے ایک ایک کو عاجز کر دیں گے؟ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور ان میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے وقت آپ کی تلاوت قرآن میں سے کچھ سننا چاہتا تو وہ ان لوگوں سے ڈر کر ان سے چھپ کر آتا اور ان سے الگ ہو کر سنتا تھا اور جب کبھی دیکھ لیتا کہ ان لوگوں کو اس کے سننے کی اطلاع ہے تو وہ ان کی ایذا رسانی کے ڈر سے فوراً چلا جاتا اور آپ کی تلاوت کو سن نہ سکتا اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آواز کو پست رکھتے اور سننے والا یہ سمجھتا کہ دوسرے لوگ آپ کی قرأت میں سے کچھ نہیں سن رہے ہیں اور ان کے سنے بغیر یہ کچھ نہ کچھ سن سکتا ہے تو وہ آپ کی تلاوت کی جانب کان لگا دیتا تاکہ آپ کی کوئی نہ کوئی بات سن لے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن عثمان کے غلام داؤد بن الحصین نے بیان کیا کہ ابن عباس کے غلام عکرمہ نے ان سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ یہ آیت :-

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا.

تو اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ اور نہ اس کو پست آواز سے ادا کر (بلکہ) ان دونوں کی درمیانی ایک راہ اختیار کر۔

انھیں لوگوں کے سبب سے اتری، فرماتا ہے کہ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ کہ سننے والے لوگ تیرے پاس سے ادھر ادھر ہو جائیں اور نہ ایسی پست آواز سے کہ جو شخص دوسروں سے الگ ہو کر ان کی آنکھ بچا کر سننا چاہے وہ بھی نہ سن سکے تاکہ وہ تائب ہو اور جو کچھ سنے اس سے مستفید ہو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہری قرأت کے بعد پہلا شخص جس نے مکے میں قریش کے درمیان بلند آواز سے تلاوت کی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عروۃ بن الزبیر نے اپنے والد سے

ے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

روایت بیان کی ۔ انھوں نے کہا پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں ۔ انھوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جمع ہوئے ۳۳۰
اور انھوں نے کہا کہ قریش نے اس قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہیں سنا ۔ پس ایسا کون شخص ہے جو انھیں قرآن سنائے تو عبداللہ ابن مسعود نے کہا میں (یہ کام انجام دیتا ہوں) سب نے کہا ۔ ہمیں ان سے تم پر خوف ہے ۔ ہم تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو خاندان والا ہو کہ اگر ان لوگوں نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرنا چاہی تو اس کا خاندان اس کی ان سے حفاظت کر سکے ۔ ابن مسعود نے کہا مجھے چھوڑ دو ۔ اللہ تعالیٰ خود میری حفاظت فرمائے گا ۔ راوی نے کہا کہ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابن مسعود دن چڑھے مقام (ابراہیم) کے پاس ایسے وقت آئے جبکہ قریش اپنی مجلسوں میں تھے اور مقام (ابراہیم) کے پاس کھڑے ہو گئے ۔ پھر بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ پھر اس کو آگے (تک) پڑھتے چلے گئے ۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے اس کو غور سے سنا پھر کہنے لگے ۔ ابن ام عبد نے کیا کہا ۔ راوی نے کہا ۔ ان سبھوں نے کہا کہ وہ تو وہی پڑھتا ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے ۔ پس وہ سب کے سب ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے منھ پر مارنے لگے اور وہ برابر پڑھتے چلے گئے یہاں کہ اس سورۃ کے اس حصے تک پہنچ گئے جس تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ۔ پھر اپنے ساتھیوں کی جانب اس حالت سے لوٹ آئے کہ ان کے چہرے پر انھوں نے نشانات ڈالدے تھے ۔ ابن مسعود کے ساتھیوں نے ان سے کہا کہ اسی چیز کا ہمیں تم پر ڈر تھا ۔ انھوں نے کہا کہ آج دشمنانِ خدا میری نظروں میں جتنے ذلیل ہیں اتنے ذلیل وہ کبھی نہ تھے اور اگر تم چاہو اسی طرح ان کے پاس کل سویرے بھی پہنچوں ۔ انھوں نے کہا۔

لہ ۔ (الف) میں نہیں ہے ۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

نہیں تمہارے لیے یہی کافی ہے۔ تم نے انھیں وہ باتیں سنادیں جن کو وہ ناپسند کرتے ہیں۔

قریش کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سننے کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ ان سے بیان کیا گیا ابو سفیان بن حرب اور ابو جہل بن ہشام اور الاخنس بن شریق بن عمرو اور ابن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف یہ سب کے سب ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (اس) تلاوت سننے کے لیے نکلے جو آپ اپنے گھر میں رات کو نماز میں کیا کرتے تھے اور ان میں کے ہر ایک شخص نے ایک ایک جگہ لی اور وہاں بیٹھا سنتا رہا اور ان میں کا ہر ایک شخص دوسرے سے بے خبر تھا۔ انھوں نے اسی سننے میں رات گزار دی یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا تو ان میں کا ہر ایک دوسرے پر ملامت کرنے لگا اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے (یہ) کہا کہ دیکھو دوبارہ ایسا نہ کرنا کیونکہ اگر تمہارے بعض بے وقوف تمھیں دیکھ لیں تو تم ان کے دلوں میں بڑی اہمیت پیدا کر دو گے۔

پھر وہ سب کے سب لوٹ گئے اور جب دوسری رات ہوئی ان میں کا ہر شخص اپنی جگہ واپس آیا اور آپ کی تلاوت سننے میں رات گزار دی اور اور جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا گیا لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا تو ان میں کے ہر ایک نے دوسرے سے ویسا ہی کہا جیسا کہ پہلی مرتبہ کہا تھا اور وہ سب لوٹ گئے اور جب تیسری رات ہوئی تو ان میں کے ہر شخص نے اپنی جگہ لی اور آپ کی تلاوت سنتے ہوئے رات گزار دی پھر جب صبح ہوئی تو ہر شخص الگ الگ چلا گیا اور راستے نے انھیں پھر (ایک جگہ) جمع کر دیا تو ان میں کے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہماری یہ عادت

Marfat.com

چھوٹے کی نہیں۔ یہاں تک کہ ہم عہد (نہ) کرلیں کہ دوبارہ ہم ایسا نہیں کریں گے یہاں تک کہ انھوں نے اس بات پر آپس میں عہد کیا اور ادھر ادھر چلے گئے۔ پھر جب صبح ہوئی تو اخنس بن شریق نے اپنی لاٹھی لی اور ابوسفیان کے پاس ان کے گھر آیا اور کہا کہ اے ابوحنظلہ! محمد سے جو کچھ تم نے سنا ہے اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرو۔ انھوں نے کہا اے ابوثعلبہ! واللہ میں نے بہت سی باتیں سنیں جن کو میں جانتا ہوں اور ان سے مراد کیا ہے، اس کو بھی میں جانتا ہوں۔ اور بہت سی باتیں ایسی بھی سنیں جن کے نہ معنی جانتا ہوں اور نہ اس کی مراد سے واقف ہوں۔ اخنس نے کہا کہ میں بھی اسی ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی قسم تم نے کھائی ہے کہ حالت یہی ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ ان کے پاس سے اٹھا اور ابوجہل کے پاس آیا اور اس کے پاس اس کے گھر میں پہنچا اور کہا۔ اے ابوالحکم! محمد سے تم نے جو کچھ سنا اس کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میں نے کیا سنا؟ ہم میں اور بنی عبد مناف میں علو مرتبت میں کھینچا تانی ہوئی۔ انھوں نے کھانا کھلایا۔ ہم نے بھی کھانا کھلایا انھوں نے لوگوں کو سواریاں دیں ہم نے بھی دیں۔ انھوں نے سخاوت کی ہم نے بھی کی یہاں تک کہ جب ہم گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (یعنی خوب کشمکش کی) اور دونوں کی حالت شرط کے دو گھوڑوں کی سی ہوگئی تو انھوں نے کہا کہ ہم میں ایک نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے اب جب ہم ایسی حالت دیکھ رہے ہیں تو واللہ! ہم اس پر کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کو سچا جانیں گے۔ راوی نے کہا کہ پھر اخنس اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے اور انھیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتے تو وہ اس پر ٹھٹھے لگاتے اور کہتے کہ تو جس جانب ہمیں بلاتا ہے اس کی جانب (مائل ہونے) سے ہمارے دل محفوظ ہیں۔ تو جو کچھ کہتا ہے ہم اسے سمجھتے ہی نہیں۔ اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے کہ جو کچھ تو کہتا ہے ہم اسے سنتے ہی نہیں

Marfat.com

اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے جو ہمارے اور تیرے درمیان حائل ہے۔ پس تو اس طریقے پر عمل کرتا رہ جس پر تو ہے اور ہم اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے جس پر ہم ہیں۔ ہم تیری کوئی بات نہیں سمجھتے۔ پس اسی بارے میں ان کا قول اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:۔

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا (الی قولہ) وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا

اور جب تو نے قرآن پڑھا تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان، جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک مخفی پردے کی آڑ کر دی، اور جب تو نے قرآن میں صرف اپنے پروردگار یکتا کا ذکر کیا تو وہ نفرت سے اپنی پیٹھوں کی جانب لوٹ گئے۔

یعنی آپ نے جو اپنے پروردگار کی یکتائی بیان کی اس کو وہ کیسے سمجھیں گے جبکہ میں نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور تیرے اور ان کے درمیان انھیں کے دھوی کے لحاظ سے پردہ ہے یعنی میں نے ایسا نہیں کیا ہے یعنی پردہ میں نے نہیں ڈالا ہے۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۳۳۹

ہم اس طریقے کو خوب جانتے ہیں جس طریقے سے وہ سنتے ہیں جبکہ وہ تیری جانب اپنے کان لگاتے ہیں اور

Marfat.com

اس حالت کو بھی ہم خوب جانتے ہیں جبکہ وہ (ایک دوسرے سے گفتگو کرتے وقت سرتاپا) سرگوشی بن جاتے ہیں جبکہ یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک سحر زدہ کی پیروی کرتے ہو۔

یعنی ہم نے تجھ کو جو چیز دیکر ان کی جانب بھیجا ہے اس کو ترک کرنے کی یہ وہ نصیحت ہے جو وہ ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا

دیکھ تو! تیرے لیے انھوں نے کیسی کیسی مثالیں کہیں جس کے نتیجے میں وہ گمراہ ہو گئے اور راستے پر چلنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے۔

یعنی آپ کے متعلق انھوں نے غلط مثالیں دیں اس لیے وہ اس (قرآن) کے ذریعے نہ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں ان کی کوئی بات ٹھیک ہے۔

وَقَالُوا أَئِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَئِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

اور انھوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور (وہ بھی) بوسیدہ اور چورا ہو جائیں گی تو کیا ہم ضرور نئی خلقت میں اٹھائے جائینگے۔

یعنی تو ہمیں یہ خبر دینے آیا ہے کہ ہمارے مرنے اور ہڈیاں (ہو کر رہ جانے اور ان کے) بوسیدہ اور چورا ہو جانے کے بعد ہم قریب میں اٹھا لیے جائیں گے جو ہو ہی نہیں سکتا۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ

فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

تو کہدے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ یا ایسی مخلوق جو تمھارے

Marfat.com

دلوں میں بہت بڑی معلوم ہو۔ پھر تو وہ فوراً ہی کہیں گے کہ ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا۔ تو کہدے کہ وہ جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

یعنی جس نے تم کو اس چیز سے پیدا کیا جس کو تم جانتے ہو۔ اس کے لیئے تم کو مٹی سے پیدا کرنا کچھ اس سے زیادہ دشوار نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کے قول۔ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَکْبُرُ فِیْ صُدُوْرِکُمْ کے متعلق دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کیا مراد لی ہے تو انھوں نے کہا اس سے مراد موت ہے۔

کمزور مسلمانوں پر مشرکوں کا ظلم اور ستم

ابن اسحٰق نے کہا کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابیوں پر جنھوں نے اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ظلم و ستم ڈھائے اور ہر قبیلے نے اپنے میں کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ انھیں بند رکھنے لگے اور انھیں بھوکے رکھنے اور پیاسے رکھنے اور تپتی ہوئی زمین (پر لٹا کر) انھیں تکلیفیں دینے لگے۔ ان میں سے بعض تو ان سخت آفتوں کے سبب سے اس فتنہ انگیزی میں پھنس جاتے اور ان میں کے بعض ان کے مقابلے میں سختیوں کو برداشت کر لیتے اور اللہ تعالیٰ انھیں ان سے بچا لیتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بلال رضی اللہ عنہ

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ ۲؎ (الف) میں نہیں ہے۔ ۳؎ (الف) میں نہیں ہے (احمد محمودی)

Marfat.com

کی حالت یہ تھی کہ وہ بنی جمح میں کے ایک شخص کے پروردہ غلاموں میں سے تھے۔ ان کا نام بلال بن رباح تھا اور ان کی والدہ کا نام حمامۃ۔ آپ پاک دل اور اسلام کی صداقت سے پر تھے۔ جب دوپہر کی گرمی خوب تیز ہوتی تو امیۃ ۳۴۰
ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح آپ کو لیکر نکلتا اور مکہ کے پتھریلے مقام پر آپ کو چت لٹا دیتا اور کسی بڑی چٹان کے لانے کا حکم دیتا اور وہ آپ کے سینے پر رکھدی جاتی۔ پھر وہ آپ سے کہتا کہ تو اسی حالت میں رہے گا یہاں تک کہ مرجائے یا محمد سے انکار کرے اور لات وعزیٰ کی پوجا کرے۔ آپ اس آفت میں (بھی) احد احد کہتے رہتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ ورقہ بن نوفل ان کے پاس سے ایسی حالت میں گزرے کہ وہ اس طرح کی تکلیف میں مبتلا تھے اور وہ احد احد کہے جارہے تھے تو ورقہ کہتے۔ واللہ اے بلال وہ ایک (ہی) ہے ایک (ہی) ہے۔ پھر امیۃ بن خلف اور بنی جمح کے ان لوگوں سے مخاطب ہوتے اور کہتے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو اسی حالت میں مارڈالا تو میں اس کی قبر کو مقام رحمت بنالوں گا اور اس سے برکتیں حاصل کرتا رہوں گا ایک روز ان کے پاس سے ابو بکر رضی اللہ عنہ[1] گزرے اور وہ لوگ ان کے ساتھ وہی سلوک کر رہے تھے۔ اور ابو بکر کا گھر بنی جمح کے قبیلے ہی میں تھا تو آپ نے امیۃ بن خلف سے کہا کہ کیا تو اس بے چارے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا آخر یہ کبتک۔ اس نے کہا تمھیں نے تو اس کو بگاڑا ہے جو مصیبت تم دیکھ رہے ہو (تمھیں) اس سے اس کو چھڑالو نا تو ابو بکر نے کہا اچھا میں (ہی) انھیں چھڑائے لیتا ہوں۔ میرے پاس ایک سیاہ غلام ہے جو ان سے زیادہ مضبوط اور تیرے دین پر پوری قوت سے قایم ہے۔ میں اسے ان کے بدلے میں تجھے دیے دیتا ہوں۔ اس نے کہا۔ میں

[1] (الف) میں رضی اللہ عنہ کے بجائے بن ابی قحافہ ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

نے قبول کر لیا آپ نے فرمایا۔ بس وہ تیرا ہو گیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا وہ غلام اس کو دیدیا اور بلال کو لے لیا اور انھیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کرنے سے پہلے اسلام کے لیے اور چھے غلام آزاد کیے۔ بلال ان میں کے ساتویں تھے۔ عامر بن فہیرہ جو جنگ بدر و احد میں شریک رہے اور جنگ بیر معونہ میں شہید ہوئے اور ام عبیس اور زنیرہ جب انھیں آپ نے آزاد کر دیا تو ان کی بینائی جاتی رہی (یہ دیکھ کر) قریش نے کہا کہ لات و عزیٰ ہی نے اس کو اندھا کر دیا ہے تو زنیرہ نے کہا بیت اللہ کی قسم! قریش جھوٹے ہیں۔ لات و عزی نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ (اس کا نتیجہ یہ نکلا) اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی پھر انھیں مرحمت فرمائی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے النہدیہ اور ان کی بیٹی کو بھی آزاد کیا۔ یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی ملک تھیں۔ ان کی مالکہ نے انھیں اپنا آٹا لانے کے لیے بھیجا تھا اور یہ کہہ رہی تھی۔ واللہ تم دونوں کو کبھی بھی آزاد نہ کروں گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے فلاں شخص کی ماں! قسم کا کفارہ دیدے اور قسم توڑ دے۔ اس نے کہا۔ قسم کا کفارے میں دوں! تمھیں نے تو ان کو برباد کیا ہے تمھیں ان کو آزاد کی دلا دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تو کتنے میں انھیں دیدو گی۔ اس نے کہا۔ اتنی رقم میں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا میں نے ان دونوں کو لے لیا اور وہ آزاد ہیں۔ اچھا اب تم دونوں اس کا آٹا اس کو واپس کر دو۔ ان دونوں نے کہا۔ اے ابوبکر! ابھی اس کو واپس کر دیں یا کام پورا کر کے اسے واپس دیدیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا (اچھا) اگر تم چاہو تو کام پورا کر دو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بنی عدی بن کعب کے قبیلے کی شاخ بنی مؤمل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جو مسلمان تھی اور عمر بن

۱۴۱

۱؎ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی) ۲؎ (الف ب) میں عمیس ہے اور (ج) میں (د) میں عنیس ہے۔ ۳؎ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام چھوڑنے کے لیے اس کو تکلیفیں دے رہے تھے جس زمانے میں کہ وہ مشرک تھے۔ وہ اسے پیٹ رہے تھے یہاں تک کہ جب تھک گئے تو کہا کہ میں تجھ پر افسوس کرتا ہوں۔ میں نے تجھ کو صرف بیزار ہو کر چھوڑا ہے وہ کہتی کہ اللہ تمھارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ ابوبکر نے اس کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق نے عامر بن عبداللہ ابن زبیر سے اور انھوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی سے روایت کی۔ کہا کہ ابو قحافہ نے ابوبکر سے کہا کہ اے بیٹے! میں تم کو دیکھتا ہوں کہ کمزور بردے آزاد کرتے ہو۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اگر ایسا کرو کہ قوی افراد کو آزاد کرو تو وہ تم سے مدافعت کریں گے اور تمھارے لیے سینہ سپر ہوں گے۔ راوی نے کہا کہ ان کے جواب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ[1] نے کہا کہ باباجان! میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں اللہ عزوجل کے لیے کرنا چاہتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ اسی لیے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیات آپ ہی کی شان میں اور آپ کے والد سے آپ کی جو گفتگو ہوئی اس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:—

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى

پس لیکن جس نے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) دیا اور برے کاموں سے بچا اور بہترین بات (کلمہ توحید) کی تصدیق کی (تو اس کے لیے فلاں جزا ہے)۔

۳۴۱ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ ۳۴۲

الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى

[1] ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں کہ اس کا بدلہ اس کو دیا
جا رہا ہو۔ صرف اپنے پروردگار برتر کی خوشنودی کی طلب ہے
اور بے شک وہ (اس سے) عنقریب راضی ہو جائے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنو مخزوم، عمار بن یاسر اور ان کے باپ اور ان کی ماں کو لیکر نکلتے تھے اور یہ سب کے سب اسلام کے گھرانے والے تھے۔ جب دوپھر کے وقت گرمی خوب بڑھ جاتی تو ان لوگوں کو مکہ کی گرم زمین پر تکلیفیں دیتے۔ مجھ کو خبر ملی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:۔

صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ

اے یاسر کے گھر والو! صبر کرو تمہاری وعدہ گاہ
جنت ہے۔

ان کی ماں کو تو ان لوگوں نے مار ہی ڈالا اور حالت یہ تھی کہ بجز اسلام کے وہ ہر بات سے منکر تھیں اور بدکار ابوجہل جو قریش کے افراد کو ان لوگوں کے خلاف ابھارا کرتا تھا اس کی یہ حالت تھی کہ جب اس نے کسی شخص کے متعلق سن لیا کہ اس نے اسلام اختیار کیا ہے اور صاحب عزو جاہ اور حمایتیوں والا ہے تو اس پر دلیلوں اور گفتگو سے غلبہ پانے کی فکر کرتا اور اس کو رسوا اور بدنام کرنے کی تدبیر کرتا اور اس سے کہتا کہ تو نے اپنے باپ کے دین کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ تجھ سے بہتر تھا۔ ہم تو تیری عقل کی سبکی کا چرچا کریں گے اور تیری رائے کی غلطی کو مشہور کریں گے اور تیری وجاہت و برتری کو پست کر دیں گے اور اگر وہ کوئی تاجر ہوتا تو اس سے کہتا کہ واللہ! ہم تیرے بیوپار کو مندا کر دیں گے اور تیرے مال کو تباہ کر دیں گے۔ اور اگر وہ کوئی کمزور ہوتا تو اس کو مارتا اور اس پر لوگوں کو ابھارتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حکیم بن جبیر نے سعید ابن جبیر سے (یہ) روایت بیان کی۔ کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ کیا مشرکین اصحاب

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں پہنچانے میں اس حد تک پہنچ گئے کہ ابن کے سبب سے وہ اپنے دین کو ترک کرنے میں معذور سمجھے جا سکتے تھے انھوں نے کہا ہاں واللہ! وہ ان میں سے کسی کو تو مارتے تھے کسی کو بھوکا پیاسا رکھتے یہاں تک کہ اس آفت کی سختی کے سبب سے وہ سیدھا بیٹھ نہ سکتا تھا حتی کہ وہ اس سے جو چاہتے کہلا لیتے تھے یہاں تک کہ وہ اس سے کہتے اللہ نہیں بلکہ لات وعزیٰ تیرے معبود ہیں۔ تو وہ ہاں کہدیتا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ ان کے پاس سے گوبر کا کیڑا (رینگتا ہوا) گزرتا تو وہ اس سے کہتے کہ تیرا معبود تو یہ گوبر کا کیڑا ہے اور اللہ تیرا معبود نہیں ہے۔ تو وہ ان کی ان تکلیفوں سے چھوٹنے کے لیے جن میں وہ مبالغہ کیا کرتے تھے ہاں کہدیتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زبیر بن عکاشہ بن عبداللہ بن ابی احمد نے بیان کیا کہ کسی نے یہ بات بتائی کہ بنی مخزوم کے چند لوگ ہشام بن الولید ابن المغیرہ کے پاس گئے اور انھوں نے اس بات کا عزم کر لیا تھا کہ ان میں کے چند نوجوانوں کو گرفتار کر لیں جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ انھیں میں سے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی تھے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ ہشام کا بھائی ولید بن ولید بن المغیرہ نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ راوی نے کہا۔ پس ان لوگوں نے ہشام کی بدمعاشی سے ڈر کر اس سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں ان نوجوانوں کو سرزنش کریں جنھوں نے یہ نیا دین ایجاد کر رکھا ہے۔ ان کے سوا دوسروں پر بھی اس کے اثر پڑنے کا ہمیں خوف ہے۔ ہشام نے کہا کہ یہ بات تو تم پر لازم ہے ضرور اس کو سرزنش کرو۔ لیکن خبردار اس کی جان لینے سے اپنے کو بچاؤ پھر اس نے یہ شعر بھی کہا:۔

أَلَا لَا يُقْتَلَنَّ أَخِي عُمَيْسٌ[1] فَيَبْقَى بَيْنَنَا أَبَدًا تَلَاحِي

خبردار! میرے بھائی عمیس کو قتل نہ کرنا ورنہ ہمارے

[1] ۔ (الف: میں عبیس ہے اور (ب) میں عیس ہے اور (ج د) میں عیش ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

درمیان ہمیشہ دشمنی رہے گی۔
اس کی جان لینے سے بچو۔ پھر اس نے اللہ کی قسم بھی کھائی کہ اگر تم نے اس کو قتل کیا تو میں تم میں کے بہترین شخص کو قتل کرا ڈالوں گا راوی نے کہا کہ پھر تو سبھوں نے کہا کہ اس پر اللہ کا غضب ہو۔ اس خبیث کے مقابلے کی کون جراءت کرے۔ خدا کی قسم! اگر وہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا تو ضرور وہ ہمارے بہترین شخص کو قتل کر دے گا پس انھوں نے ولید بن ولید کو چھوڑ دیا اور ان کے خیال سے باز رہے۔ راوی نے کہا کہ ان اسباب میں سے یہ چند تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی حفاظت کی۔

حبشہ کی سرزمین کی جانب (مسلمانوں کی) پہلی ہجرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ راوی نے کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالملک ابن ہشام نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے بیان کیا اور انھوں نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے اصحاب بلاؤں کا نشانہ بن رہے ہیں اور خود آپ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق کے سبب اور آپ کے چچا ابو طالب کے سبب سے ان آفتوں سے محفوظ ہیں اور یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان بلاؤں سے جن میں وہ مبتلا ہیں۔ آپ ان کی محافظت بھی نہیں فرما سکتے تو آپ نے ان سے فرمایا:—

لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ حَتَّى يَجْعَلَ اللهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ فِيهِ

اگر تم لوگ سرزمین حبشہ کو چلے جاؤ (تو بہتر ہو) کہ

وہاں کے بادشاہ کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی والی سرزمین ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ان آفتوں سے جن میں تم ہو کوئی گشایش پیدا کر دے۔

آپ کے اس فرمانے پر آپ کے صحابیوں میں سے بہت سے مسلمان فتنوں کے ڈر سے سرزمین حبشہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے کہ اپنے دین کو لیکر اللہ تعالیٰ کی طرف چلے جائیں اور یہ پہلی ہجرت تھی جو اسلام میں ہوئی۔

۳۱ بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب ابن لوئی بن غالب بن فہر میں کا پہلا شخص جو مسلمانوں میں سے ہجرت کے لیے نکلا وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی بی بی رقیہ۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بھی تھے۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں یہ بنی عامر بن لوئی میں کی ایک فرد تھی سرزمین حبشہ میں سہلہ سے ان کے ایک لڑکا محمد بن ابی حذیفہ ہوا۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد تھے۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے مصعب بن عمر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

اور بنی زہرۃ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد الحرث ابن زہرہ

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ابو سلمۃ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بی بی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔

اور بنی جمح بن عمر بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

Marfat.com

اور بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ جو آل خطاب کے حلیف تھے جو عنز بن وائل کے قبیلے میں سے تھے۔ اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ۔

۳۴۵ اور بنی عامرہ بن لوی میں سے ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں (کہ ابو سبرہ نہیں) بلکہ ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص تھے جو وہاں پہنچے اور بنی الحرث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحرث تھا مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے یہ دس آدمی تھے جو مسلمانوں میں سے سرزمین حبشہ کی جانب چلے گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان سب کے صدر عثمان بن مظعون تھے جس کا ذکر مجھ سے بعض اہل علم نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور مسلمان یکے بعد دیگرے جاتے رہے یہاں تک کہ سرزمین حبشہ میں سب کے سب جمع ہو گئے اور وہیں رہنے لگے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو اپنے گھر والوں کو ساتھ لے گئے تھے اور بعض ایسے تھے جن کے ساتھ ان کے گھر والے نہیں تھے۔

اور بنی ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر میں سے جعفر بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے جن کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب بن مالک بن قحافۃ بن خثعم جن سے سرزمین حبشہ میں ان کے ایک لڑکا عبداللہ بن جعفر پیدا ہوا۔

اور بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص ابی امیہ بن عبد شمس جن کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ جن کے ساتھ ان کی بیوی ۳۴۶ فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شنق بن رقبہ بن منہاج الکنانی

Marfat.com

اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن العاص بن امیہ جن کے ساتھ ان کی بیوی اُمَینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن لیث بن عمرو جو بنی خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ہُمَینہ بنت خلف بھی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سرزمین حبشہ میں ان سے سعید بن خالد اور امۃ بنت خالد پیدا ہوئے۔ امۃ بعد میں زبیر بن العوام کے نکاح میں آئیں اور ان سے عمرو بن الزبیر اور خالد بن الزبیر پیدا ہوئے۔

اور ان کے حلیفوں بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یَعمَر بن صَبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دُوْدَان بن اسد اور ان کے بھائی عبید اللہ بن جحش جن کے ساتھ ان کی بی بی ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ اور قیس بن عبداللہ جو بنی اسد بن خزیمہ میں کے ایک شخص تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی برکہ بنت یسار ابوسفیان بن حرب بن امیہ کی لونڈی تھیں اور مُعَیقیب بن ابی فاطمہ اور یہ سب سعید بن العاص کے متعلقین سات آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا۔ معیقیب قبیلہ دوس کے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور ابوموسیٰ اشعری جن کا نام عبداللہ بن قیس تھا جو عتبہ بن ربیعہ والوں کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان جو ان کا حلیف تھا۔

۳۱ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے چار شخص زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد اور الاسود بن نوفل بن خویلد بن اسد اور یزید بن زمعہ بن الاسود ابن المطلب بن اسد اور عمرو بن امیہ بن الحارث بن اسد۔

اور بنی عبد بن قصی میں سے ایک شخص طلیب بن عمیر بن وہب ابی کثیر

Marfat.com

ابن عبد۔

اور بنی عبد دار بن قصی میں سے پانچ شخص مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف بن عبد الدار اور سویبط بن سعد بن حَرْمَلَہ بن مالک بن عمیلۃ بن السباق بن عبد الدار اور جَہْم بن قیس بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبد الاسود بن خزیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضتہ بن سبیع بن خثعمتہ بن سعد بن مُلَیح بن عمرو۔ خزاعہ میں کا اور ان کے دو بچے عمر بن جَہْم اور خزیمتہ بنت جہم اور ابو الروم بن عمیر بن ہاشم ابن عبد مناف بن عبد الدار اور فراس بن النضر بن الحارث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے چھے شخص عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحرث بن زہرہ اور عامر بن ابی وقاص اور ابو وقاص مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحرث بن زہرہ ان کے ساتھ ان کی عورت رملۃ بنت ابی عوف بن ضبیرہ بن سُعَید بن سَعْد بن سَہْم جس سے سرزمین حبشہ میں عبد اللہ بن المطلب پیدا ہوئے۔

اور بنی ہذیل میں کے ان کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن مسعود بن الحرث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہلہ بن کاہل بن الحرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود۔

اور بنی بہراء میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثُمامتہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زبیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن الشرید بن ہزل بن فائش بن دُرَیم بن القَین بن اہود بن بَہْراء بن عمرو بن الحاف ابن قضاعۃ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ہزل بن فائس بن ذرود بہیر بن ثور کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ مقداد بن الاسود بن عبد یغوث بن عبد مناف ابن زہرہ کہلاتے تھے اور یہ اس لیے کہ اس نے انھیں جاہلیت میں متبنی بنالیا

Marfat.com

تھا اور اس سے معاہدہ کیا تھا۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص الحرث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ریطہ بنت الحرث بن جبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم جس سے سرزمین حبشہ میں موسیٰ بن الحرث اور
۳۴ زینب بنت الحرث اور فاطمہ بنت الحرث پیدا ہوئے اور عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

اور بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرہ میں سے آٹھ شخص ابو سلمۃ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم جس سے سرزمین حبشہ میں زینب بنت ابی سلمۃ پیدا ہوئی اور ابو سلمہ کا نام عبداللہ تھا اور ام سلمہ کا نام ہند تھا اور شماس بن عثمان بن عبدالشرید بن سُوَید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور ان کا نام شماس اس لیے مشہور ہو گیا تھا کہ شماسہ[1] میں سے ایک شماس جاہلیت کے زمانے میں مکہ آیا تھا اور وہ بہت خوبصورت تھا۔ لوگ اس کی خوبصورتی (دیکھ کر) دنگ رہ گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں اس سے (بھی) زیادہ خوبصورت شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لے آیا تو ان کا نام بھی شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ہبار بن سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ ابن عمرو بن مخزوم اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان اور ہشام بن ابی حذیفہ ابن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم اور عباس بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے حلیفوں میں سے معتب بن عوف بن عامر بن الفضل بن عفیف بن

---

[1] راہبوں کو شماسہ کہتے تھے اس لیے کہ وہ اپنے جسم کو تکلیف دینے کے لیے دھوپ میں بیٹھا کرتے تھے۔ شمس آفتاب کو بھی اور دھوپ کو بھی کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کلیب بن جشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعہ میں کا اور یہی وہ شخص ہے جس کو عبہامہ کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کے خیال کے موافق جشیہ بن سلول وہ ۳۵۰
شخص ہے جس کو معتب بن حمراء کہا جاتا تھا۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے گیارہ شخص عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کا بیٹا السائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اور حاطب بن الحرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے دونوں بیٹے محمد بن حاطب اور الحرث بن حاطب یہ دونوں بھی المجلل کی بیٹی ہی سے تھے اور ان کا بھائی خطاب بن الحرث ان کے ساتھ ان کی بیوی فکیہہ بنت یسارہ اور سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے جابر بن سفیان اور جنادہ ابن سفیان اور ان کے ساتھ ان کی بیوی حسنہ جو ان دونوں کی ماں تھی اور ان دونوں کا مادری بھائی شرحبیل بن حسنہ جو بنی غوث میں کا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ شرحبیل بن عبداللہ بنی غوث بن مر میں کا ایک شخص جو تیم بن مر کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن ربیعہ بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں کے چودہ شخص خنیس بن ۳۵۱
حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عبداللہ بن الحرث قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ہشام بن العاص بن الوائل بن سعید بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ابو قیس بن الحرث بن قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن

Marfat.com

سہم اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور الحرث بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور معمر بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور بشر بن الحرث ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ان کا ایک مادری بھائی بنی تیم میں کا جس کو سعید بن عمرو کہا جاتا تھا اور سعید بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور السائب بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن وہشیم بن سعید بن سہم اور مجمیہ بن الجزء ان کا حلیف جو بنی زبید میں سے تھا۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے پانچ آدمی معمر بن عبداللہ بن نضلۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید ہ بن عویج بن عدی اور عروۃ ابن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی اور عدی بن نضلۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی اور ان کا بیٹا نعمان بن عدی اور عامر بن ربیعۃ الخطاب والوں کا حلیف جو عنز بن وائل میں سے تھا اور ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن عانم۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے آٹھ شخص ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے بھائی السکران ابن عمرو اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے ساتھ ان کی بیوی عمرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ابوحاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سعد بن خولہ ان کا حلیف۔

ابن ہشام نے کہا۔ سعد بن خولہ یمن والوں میں سے تھا۔

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی الحرث بن فہر میں سے آٹھ شخص ابو عبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبیہ بن الحرث تھا اور صہیل بن بیضاء جن کا نام صہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن ضبیہ بن الحرث تھا لیکن ان کی ماں کا نام ان کے نسب پر غالب آگیا اور وہ ماں ہی کی جانب منسوب ہوتے ہیں اور ان کی ماں کا نام رعد بنت جحدم ابن امیہ ظرب بن الحرث بن فہر تھا اور بیضاء کے نام سے پکاری جاتی تھیں اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبیہ بن الحرث اور عیاض ابن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبیہ بن الحرث بعض کہتے ہیں کہ ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبیہ اور عمرو بن الحرث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبیہ بن الحرث اور عمرو بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک ابن ضبیہ بن الحرث اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحرث اور الحرث بن عبد قیس بن فہر بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحرث بن فہر۔

پس وہ مسلمان جنھوں نے ہجرت کی اور سرزمین حبشہ میں پہنچ گئے ان بچوں کے سوا جن کو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور گنتی تھے اور ان بچوں کے سوا جو وہیں پیدا ہوئے سب تراسی شخص تھے۔ اگر عمار بن یاسر کو بھی انھیں میں شمار کیا جائے حالانکہ ان کے متعلق شک ہے (کہ انھوں نے بھی ہجرت کی تھی یا نہیں)۔

حبشہ کی جانب ہجرت کے متعلق جو شعر کہے گئے

سرزمین حبشہ میں جو شعر کہے گئے ان کی تفصیل یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے سرزمین حبشہ میں امن پایا اور نجاشی کے پڑوس کو قابل ستایش دیکھا اور کسی سے خوف کیے بغیر انھوں نے اللہ کی عبادت کی اور وہ وہاں پہنچے تو نجاشی نے ان کے ساتھ پڑوس کا اچھا حق ادا کیا تو عبداللہ بن

Marfat.com

الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے یہ شعر کہے۔

يَا رَاكِبًا بَلِّغَا عَنِّيْ مُغَلْغَلَةً مَنْ كَانَ يَرْجُوْ بَلَاغَ اللّٰهِ وَالدِّيْنِ

اے مسافر میری جانب سے ان لوگوں کو پیام
پہنچا دے جو خدائی احکام اور دین کے مکمل ہونے کے
آرزو مند ہیں۔

كُلُّ امْرِئٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ مُضْطَهِدٍ بِبَطْنِ مَكَّةَ مَقْهُوْرٍ وَّ مَفْتُوْنِ

اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیام
پہنچا دے جو وادی مکہ میں مجبور مغلوب اور بلاؤں میں گرفتار ہے۔

أَنَّا وَجَدْنَا بِلَادَ اللّٰهِ وَاسِعَةً تُنْجِيْ مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخْزَاةِ وَالْهُوْنِ

کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا ہے
جو اہانت، ذلت اور رسوائی سے چھڑاتے ہیں۔

فَلَا تُقِيْمُوْا عَلَى ذُلِّ الْحَيَاةِ وَخِزْ يٍ فِي الْمَمَاتِ وَعَيْبٍ غَيْرِ مَأْمُوْنِ

پس زندگی اور موت کی ذلت، رسوائی اور بے امنی
کے عیب میں نہ پڑے رہو۔

اَنَّا اتَّبَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاطَّرَحُوْا قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَالُوْا فِي الْمَوَازِيْنِ

ہم نے تو اللہ کے رسول کی پیروی اختیار کی اور
انھوں نے نبی کی بات کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور حقوق کی ادائی
میں خیانت کی۔

فَاجْعَلْ عَذَابَكَ فِي الْقَوْمِ الَّذِيْنَ بَغَوْا وَعَائِذٌ بِكَ اَنْ يَّعْلُوْا فَيَطْغَوْنِيْ

Marfat.com

(یا اللہ) جن لوگوں نے سرکشی کی ہے ان پر اپنا
عذاب نازل فرما ۔ ایک پناہ کا طالب تیری پناہ مانگتا ہے
اس بات سے کہ یہ لوگ سربلند ہوں اور مجھے بھی سرکش بنادیں۔
قریش نے اپنی بستیوں سے جن مسلمانوں کو نکال دیا ان کا بیان اور
اپنی قوم کے بعض افراد سے ناراضی ظاہر کرتے ہوئے ۔ عبداللہ بن الحرث
نے یہ بھی کہا ہے:۔

أَبَتْ كَبِدِي لَا أُكْذِبَنْكَ قِتَالَهُمْ عَلَيَّ وَتَأْبَاهُ عَلَيَّ أَنَامِلِي

میں تجھ سے جھوٹ نہیں کہوں گا ۔ ان سے جنگ کرنے
سے میرا دل بھی انکار کرتا ہے ۔ اور میری انگلیاں بھی انکار کرتی ہیں ۔

وَكَيْفَ قِتَالِي مَعْشَرًا دَقَّ بُوكُمُ عَلَى الْحَقِّ أَنْ لَا تَأْشَبُوهُ بِبَاطِلِ

میری جنگ ایسے لوگوں سے کیسے ہو سکتی ہے جنھوں
نے تمھیں تعلیم دی کہ حق پر رہو اور اسکو باطل سے خلط ملط نہ کرو۔

نَفَتْهُمْ عِبَادُ الْجِنِّ مِنْ حُرِّ أَرْضِهِمْ فَأَضْحَوْا عَلَى أَمْرٍ شَدِيدِ الْبَلَابِلِ

جنوں کی پوجا کرنے والوں نے انھیں ان کی قابل عظمت
سرزمین سے بے خانماں کر دیا جس کے سبب سے وہ سخت
رنج و الم میں مبتلا ہو گئے ۔

فَإِنْ تَاكُ كَانَتْ فِي عَدِيِّ أَمَانَةٌ عَدِيِّ بْنِ سَعْدٍ عَنْ تُقًى أَوْ تَوَاصُلِ

بنی عدی ۔ وہ بنی عدی جو سعد کی اولاد ہیں ۔
اگر ان میں خوف خدا کے سبب سے یا قرابت کے میل ملاپ
کی وجہ سے کوئی دیانت رہی ہوتی ۔

فَقَدْ كُنْتُ أَرْجُو أَنَّ ذَلِكَ فِيكُمُ بِحَمْدِ الَّذِي لَا يُطَّبَّى بِالْجَمَائِلِ

Marfat.com

تو مجھے امید ہوتی کہ ضرور یہ صفت تم میں بھی ہو گی۔
اور اس ذات کا شکر ادا کرتا جس سے کسی مزدوری کے معاوضے
میں استدعا نہیں کی جا سکتی۔

وَبُدِّلْتُ شِبْلًا شِبْلَ كُلِّ خَبِيثَةٍ ... بِذِي فَجَرٍ مَأْوَى الضِّعَافِ الْأَرَامِلِ

خبیث عورتوں کے بچوں کے بجائے مجھے ایسے جوان مرد
دے گئے ہیں جو سخی اور کمزور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔
اور عبداللہ بن الحرث نے یہ بھی کہا ہے:۔

تِلْكَ قُرَيْشٌ تَجْحَدُ اللّٰهَ حَقَّهُ ... كَمَا جَحَدَتْ عَادٌ وَمَدْيَنُ وَالْحِجْرُ

قریش کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق سے
انکار کرتے ہیں جس طرح عاد و مدین و حجر والوں نے انکار کیا
(اور تباہ ہوئے)۔

فَإِنْ أَنَا لَمْ أُبْرِقْ فَلَا يَسَعَنِّي ... مِنَ الْأَرْضِ بَرٌّ ذُو فَضَاءٍ وَلَا بَحْرُ

پس اگر میں (انجاموں کی سزاؤں سے) نہ ڈروں تو
مجھے نہ زمین کے فضا والے میدانوں میں (رہنے کے لیے)
جگہ ملے گی اور نہ سمندر میں۔

بِأَرْضٍ بِهَا عَبْدُ الْإِلٰهِ مُحَمَّدٌ ... أُبَيِّنُ مَا فِي النَّفْسِ إِذْ بَلَغَ النَّقْرُ

اس سرزمین جس میں خدا کا بندہ محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) موجود ہے۔ جب بحث کا موقع آگیا ہے تو جو کچھ میرے
دل میں ہے وہ صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔
عبداللہ بن الحرث پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ان کے اس شعر کی وجہ
سے (جس میں ابرق کا لفظ انھوں نے استعمال کیا ہے) ان کا نام مبرق مشہور ہو گیا۔

Marfat.com

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جو عثمان بن مظعون کا چچیرا بھائی تھا اور ان کے اسلام کی وجہ سے انھیں تکلیف دیا کرتا تھا اور اس زمانے میں وہ اپنی قوم میں اعلیٰ رتبے والا تھا۔ اس پر غصے ہوتے ہوئے عثمان بن مظعون نے کہا ہے:۔

أَتَيْمَ بْنَ عَمْرٍ لِلَّذِي جَاءَ بِغْضَةً وَمِنْ دُونِهِ الشَّرْمَانِ وَالْبَرْكُ أَكْتَعُ

اے بنی تیم بن عمرو! اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو
دشمنی رکھتا ہے حالانکہ اس کے (اور میرے) درمیان کھاری
پانی اور میٹھے پانی کے سمندر اور بیٹھے ہوئے تمام اونٹ ہیں۔
(یعنی اس کے اور میرے درمیان اتنی مسافت ہے کہ اس کے طے کرنے کے لیے اونٹوں پر خشکی کا سفر کرنا اور میٹھے پانی کے دریاؤں کو کشتی سے پار کرنا اور کھاری پانی کے سمندر کو جہازوں سے طے کرنا ہے) یا اس کے اور میرے درمیان شرماں اور برک (نامی دونوں مقام) ہیں۔

أَأَخْرَجْتَنِي مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ آمِنًا وَأَسْكَنْتَنِي فِي ضَرْحِ بَيْضَاءَ تُقْدَعُ

کیا تو نے امن حاصل کرنے کے لیے وادی مکہ سے
مجھے نکال باہر کیا اور بڑی بڑی سفید قابل نفرت عمارتوں میں
رہنے پر مجھے تو نے مجبور کیا۔

تَرِيشُ نِبَالًا لَا يُوَاتِيكَ رَيْشُهَا وَتَبْرِي نِبَالًا رِيشُهَا لَكَ أَجْمَعُ

تو ایسے تیروں کو درست کرتا ہے جن کا درست کرنا
تیرے لیے موافق نہیں اور تو ان تیروں کو کاٹ ڈالتا ہے
جن کی درستی تیرے لیے سراسر نفع بخش ہے۔

وَحَارَبْتَ أَقْوَامًا كِرَامًا أَعِزَّةً وَأَهْلَكْتَ أَقْوَامًا بِهِمْ كُنْتَ تَقْنَعُ

Marfat.com

تو نے شریف اور عزت دار لوگوں سے جنگ چھیڑ
رکھی ہے اور ان لوگوں کو تو نے برباد کر دیا جن کی تو پناہ لیا
کرتا تھا۔

۱ سَتَعْلَمُ إِنْ نَابَتْكَ يَوْمًا مُلِمَّةٌ وَأَسْلَمَكَ الْأَوْبَاشُ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ

جب تجھ پر کبھی کوئی آفت آجائے گی اور کمزور اغیار
تیری امداد سے دست کش ہو جائیں گے تو اس وقت تجھ کو
معلوم ہو گا کہ تو کیا کرتا تھا۔
(یعنی تیرے یہ کام اچھے تھے یا برے)
تیم بن عمرو جس کو عثمان نے مخاطب کیا ہے وہ جمح ہے۔ اسی کا
نام تیم تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سرزمین حبشہ میں مطمئن اور بے خوف ہو گئے اور انھوں نے وہاں گھر بھی پا لیا اور چین بھی تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان لوگوں کے متعلق خود اپنے میں سے قریش کے دو مستقل مزاج شخصوں کو نجاشی کے پاس (اس لیے) روانہ کریں کہ وہ انھیں ان کے حوالے کر دے ان کے دینی معاملوں میں یہ انھیں مصیبتوں میں مبتلا کریں اور انھیں ان کے گھروں سے نکال باہر کریں جن میں انھیں اطمینان اور امن حاصل ہو گیا تھا۔ اس لیے انھوں نے عبداللہ ابن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص بن وائل کو بھیجا نجاشی اور اس کے وزیروں کے واسطے ان دونوں کے ساتھ روانہ کرنے کے لیے بہت سے ہدیے جمع کیے اور ان لوگوں کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے ان دونوں کو اس کے پاس روانہ کیا۔ ابو طالب نے جب ان کی اس رائے اور ان ہدیوں کے متعلق غور کیا جو ان دونوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے تو نجاشی کو پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کی حفاظت پر آمادہ کرنے کے لیے یہ اشعار کہے:۔

الا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ فِي النَّأْيِ جَعْفَرٌ وَعَمْرٌو وَأَعْدَاءُ الْعَدُوِّ الْأَقَارِبُ

اے کاش مجھے کوئی خبر ملتی کہ جعفر اور عمرو اور دشمنوں
کے دشمن۔
یعنی قریب کے لوگ۔ دور پڑے ہوئے کس حالت میں ہیں۔

فَهَلْ نَالَ أَفْعَالُ النَّجَاشِيِّ جَعْفَرًا وَأَصْحَابَهُ أَوْ عَاقَ ذَلِكَ شَاغِبُ

کیا نجاشی کے حسن سلوک نے جعفر اور ان کے ساتھیوں
کو اپنا مطلوب سمجھ کر حاصل کر لیا یا کسی شر انگیز نے اس میں کوئی
رکاوٹ ڈالدی۔

تَعَلَّمْ أَبَيْتَ اللَّعْنَ أَنَّكَ مَاجِدٌ كَرِيمٌ فَلَا يَشْقَى لَدَيْكَ الْمُجَانِبُ

اللہ تعالیٰ آپ کو بُرے کاموں اور اس کے سبب
سے) بدنامی سے بچائے۔ یہ بات یاد رہے کہ آپ کی ہستی
عظمت اور شرافت والی ہستی ہے، آپ کے پاس آپ کے
سایہ میں پناہ لینے والے کو محرومی نہ نصیب ہونا چاہئے۔

تَعَلَّمْ بِأَنَّ اللّٰهَ زَادَكَ بَسْطَةً وَأَسْبَابَ خَيْرٍ كُلُّهَا بِكَ لَازِبُ

آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو بڑی فضیلت دی ہے اور بھلائی کے تمام ذریعے
آپ کو حاصل ہیں۔

وَأَنَّكَ فَيْضٌ ذُو بِحَالٍ غَزِيرَةٍ يَنَالُ الْأَعَادِي نَفْعَهُ وَالْأَقَارِبُ

اور یہ بھی (آپ کو معلوم ہونا چاہئے) کہ آپ کی ذات
لب ریز ڈولوں والا (سخاوت کا) ایک دریا ہے جس سے
دشمن اور دوست دونوں فیض پاتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن

Marfat.com

ابن الحرث بن ہشام المخزومی سے روایت بیان کی اور انھوں نے محل نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ بنت ابی امیۃ بن المغیرہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ جب ہم سرزمین حبشہ میں اترے تو وہاں ہمیں نجاشی کا بہترین پڑوس مل گیا اور ہمیں ہمارے دین میں امن نصیب ہوا اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچاتا تھا اور نہ ہم کوئی بُری بات سنتے تھے۔ اور جب اس حالت کی اطلاع قریش کو ہوئی تو انھوں نے آپس میں مشورے کیے کہ ہمارے بارے میں نجاشی کے پاس اپنے دو مستقل مزاج آدمیوں کو روانہ کریں اور نجاشی کے پاس مکہ کے سامان میں سے نایاب سمجھی جانے والی چیزیں بطور ہدیہ کے روانہ کریں مکہ سے حبشہ کو جانے والی چیزوں میں سے بہترین دباغت کیے ہوئے چمڑے تھے۔ انھوں نے اس کے لیے بہت سے چمڑے اکٹھے کیے اور انھوں نے اس کے وزیروں میں سے کسی وزیر کو نہیں چھوڑا جس کے لیے ہدیہ نہ بھیجا ہو انھوں نے اس کو عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کے ساتھ روانہ کیا اور ان دونوں کو احکام دیئے اور ان سے کہدیا کہ نجاشی سے ان کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے ہر ایک وزیر کو اس کا ہدیہ پہنچا دو اور اس کے بعد نجاشی کے پاس اس کے ہدیے پیش کرو۔ اور اس کے بعد اس سے استدعا کرو کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنے سے پہلے ان کو تمہارے حوالے کر دے۔ لہٰذا وہ دونوں چلے اور نجاشی کے پاس پہنچے جب کہ ہم اس کے پاس بہترین جگہ اور بہترین ہمسایہ میں تھے۔ نجاشی سے گفتگو کرنے سے پہلے انھوں نے اس کے وزیروں میں سے ہر ایک وزیر کے پاس اس کا ہدیہ پہنچایا اور ان میں سے ہر ایک وزیر سے کہا کہ ہم میں کے چند کم عمر بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کا دین بھی اختیار نہیں کیا ہے بلکہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جس سے نہ ہم واقف ہیں نہ تم۔ انھوں نے (تمہارے) بادشاہ کے ملک میں پناہ لی ہے۔ ان کے متعلق ہم نے بادشاہ کے پاس اپنی قوم کے معززین بھیجے ہیں تاکہ وہ انھیں ان کے حوالے کر دے۔ اس لیے جب ہم بادشاہ سے ان کے متعلق گفتگو کریں تو تم بادشاہ کو یہ مشورہ دینا کہ وہ انھیں ہمارے حوالے

Marfat.com

کر دے اور ان سے گفتگو نہ کرے۔ کیونکہ شرافت کے لحاظ سے ان کی قوم ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انھوں نے ان پر لگایا ہے اس سے وہ خوب واقف ہیں۔ آخر انھوں نے ان سے کہا۔ بہت اچھا پھر ان دونوں نے اپنے ہدیے نجاشی کے پاس پیش کیے اور اس نے ان کے وہ ہدیے قبول کر لیے۔ پھر انھوں نے اس سے گفتگو کی اور اس سے کہا۔ اے بادشاہ! ہم میں کے چند کم سن بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں کیے ہوئے ہیں اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ اور ہم نے آپ کے پاس ان کے متعلق ان کی قوم کے معززین کو بھیجا ہے جن میں ان کے باپ۔ چچا اور ان کے لوگ ہیں تاکہ آپ انھیں ان کے پاس واپس روانہ کر دیں۔ کیوں کہ وہ شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتے ہیں اور جو الزام انھوں نے ان پر لگایا ہے اور جس چیز کے متعلق وہ ان سے خفا ہیں اس کو وہ خوب جانتے ہیں۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو اس بات سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہ تھی کہ نجاشی مسلمانوں کی گفتگو سنے۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس کے ان وزیروں نے جو اس کے گرد موجود تھے کہا کہ اے بادشاہ! ان دونوں نے سچ کہا کہ ان کی قوم شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انھوں نے ان پر لگایا ہے اس سے وہ خوب واقف ہیں لہٰذا انھیں ان دونوں کے سپرد کر دیجئے کہ وہ انھیں ان کے وطن اور ان کی قوم کے پاس واپس پہنچا دیں۔ محترمہ نے فرمایا کہ اس بات پر نجاشی غصے ہوا اور کہا نہیں! خدا کی قسم!! (جب ایسی حالت ہے) تو میں انھیں ہرگز ان دونوں کے سپرد نہیں کروں گا اور نہ ایسا ارادہ ان لوگوں کے متعلق کیا جا سکتا ہے جنھوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے اور میری سرزمین میں بطور مہمان کے آئے ہیں اور (چونکہ) میرے سوا دوسروں کو چھوڑ کر انھوں نے مجھے (ہی) منتخب کیا ہے اس لیے میں

Marfat.com

انھیں بلاؤں گا اور ان دونوں نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کی نسبت ان سے دریافت کروں گا۔ پھر اگر ان کی حالت ویسی ہی ہو جیسا کہ یہ دونوں کہہ رہے ہیں تو میں انھیں ان کے حوالے کروں گا اور انھیں ان کی قوم کی طرف واپس کر دوں گا اور اگر ان کی حالت اس کے خلاف ہو تو میں ان لوگوں سے ان کی حفاظت کروں گا جب تک کہ وہ میرے پڑوس میں رہیں۔ میں ان کے پڑوس کا حق اچھی طرح ادا کروں گا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ جب ان لوگوں کے پاس کا بھیجا ہوا آدمی پہنچا یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور ان میں کے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ جب تم اس کے پاس پہنچو گے تو آخر اس سے کیا کہو گے۔ انھوں نے کہا۔ واللہ ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جن باتوں کا آپ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ اس میں چاہے جو ہونا ہو ہو جائے۔ پھر جب یہ وہاں پہنچے دیکھا کہ نجاشی نے اپنے علماء کو بھی بلا لیا ہے اور اس کے گرد انھوں نے اپنے صحیفے کھلے رکھے ہیں۔ اس نے ان سے سوالات شروع کیے۔ اس نے کہا اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں داخل ہو کر تم نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور تم نہ تو میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ ان موجودہ دینوں میں سے کسی دین میں شامل ہو۔ محترمہ نے فرمایا کہ اب جس نے اس سے گفتگو شروع کی وہ جعفر بن ابی طالب تھے انھوں نے اس سے کہا۔ اے بادشاہ! ہماری قوم کی یہ حالت تھی کہ ہم سب جاہل تھے، بتوں کی پوجا کرتے۔ مردار کھاتے۔ بُرے کاموں کے مرتکب ہوتے۔ رشتے ناتے توڑ دیتے۔ پڑوس سے برا سلوک کرتے اور ہم میں کا قوی کمزور کو کھا جاتا تھا۔ یہ ہماری حالت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جانب ہمیں میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جس کے نسب، سچائی، امانت اور پاکدامنی کو ہم سب جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب (یہ) دعوت دی کہ ہم اسے

Marfat.com

یکتا مانیں اور اس کی عبادت کریں ہم اور ہمارے بزرگوں نے اس کو چھوڑ کر پتھروں اور بتوں کی جو پوجا اختیار کر رکھی تھی اس کو چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں سچی بات، امانت کی ادائی، رشتہ داروں سے تعلقات کے قائم رکھنے، پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے، حرام باتوں اور قتل و خونریزی سے باز رہنے کا حکم فرمایا اور ہمیں بُری باتوں، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ خدائے یکتا کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اس نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزوں کا حکم دیا۔ محترمہ نے فرمایا: غرض انھوں نے اس کے سامنے تمام اسلام کے احکام بیان کر دیے اور کہا۔ پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لایا ہم نے اس کی پیروی کی۔ پس ہم نے خدائے یکتا کی عبادت کی۔ کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا اور ان تمام چیزوں کو حرام جانا جو ہم پر حرام کی گئیں اور ان چیزوں کو حلال جانا جو ہم پر حلال کی گئیں تو ہماری قوم نے ہم پر ظلم و زیادتی کی اور انھوں نے ہمیں تکلیفیں پہنچائیں اور ہمیں دین کے متعلق مصیبتوں میں مبتلا کیا تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پھیر کر بتوں کی پوجا کی جانب لوٹائیں اور تاکہ ہم ان تمام بری چیزوں کو حلال سمجھ لیں جن کو ہم حلال سمجھا کرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے ہم کو مجبور کیا اور ظلم ڈھائے اور ہمارے لیے زندگی کا میدان تنگ کر دیا اور ہمارے دین کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے لگے تو ہم آپ کے ملکوں کی جانب نکل آئے اور ہم نے آپ کو آپ کے سوا دوسرے لوگوں پر ترجیح دی اور آپ کی ہمسائیگی کی جانب ہمیں رغبت ہوئی اور اے بادشاہ! ہمیں امید ہوئی کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا۔ تو ان سے نجاشی نے کہا کہ کیا اس کلام میں سے کچھ تمھارے ساتھ ہے جس کو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے۔ محترمہ نے فرمایا کہ جعفر نے اس سے کہا ہاں! نجاشی نے ان سے کہا وہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ محترمہ نے فرمایا کہ انھوں نے اس کو کٓهٰیٰعٓصٓ کا ابتدائی حصہ پڑھ کر

Marfat.com

سنایا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ واللہ پھر تو نجاشی رو پڑا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر بتر ہو گئی اور جب اس کے علماء نے ان کے آگے پڑھا ہوا کلام سنا تو وہ بھی (ایسا) روئے کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے پھر نجاشی نے کہا۔ بے شک یہ چیز اور وہ چیز جو عیسٰی لائے تھے ایک ہی طاق سے نکلی ہوئی روشنی ہے۔ ۳۶
تم دونو چلے جاؤ۔ نہیں واللہ انھیں تمھارے حوالے نہیں کروں گا اور نہ ان کے متعلق ایسا ارادہ کیا جائے گا۔ محترمہ نے فرمایا کہ جب وہ دونوں اس کے پاس سے نکل گئے تو عمرو بن العاص نے کہا کہ واللہ! کل میں اس کے پاس ان لوگوں کے متعلق ایسی چیز پیش کروں گا کہ اس کے ذریعے ان لوگوں کی جماعت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالوں گا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ نے جو ہمارے متعلق ان دونوں میں زیادہ خوف خدا رکھنے والا تھا کہا ایسا نہ کرنا کیونکہ ان لوگوں سے ہمارا رشتہ ہے اگرچہ انھوں نے ہماری مخالفت کی ہے۔ اس نے کہا واللہ میں اسے اس بات کی خبر دونگا کہ ان لوگوں کا عقیدہ عیسٰی بن مریم کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ایک بندے تھے۔ محترمہ نے فرمایا کہ دوسرے روز سویرے وہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہا اے بادشاہ! یہ لوگ عیسٰی بن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں۔ آپ انھیں بلوا ئیے اور ان سے دریافت کیجئے کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ اس نے ان کو بلوا بھیجا تاکہ عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ان سے دریافت کرے۔ محترمہ نے فرمایا کہ ایسی آفت ہم پر کبھی نہیں آئی تھی۔ سب کے سب جمع ہوئے اور بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ آخر عیسٰی بن مریم کے متعلق جب وہ تم سے سوال کرے گا تو تم ان کے متعلق کیا کہو گے۔ انھوں نے کہا واللہ ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے کہا ہے اور جو ہمارے نبی ہمارے پاس لائے ہیں۔ اس میں چاہے جو بھی ہو۔ فرمایا کہ جب یہ لوگ اس کے پاس گئے۔ اس نے ان سے کہا عیسٰی بن مریم کے متعلق تم لوگ کیا کہتے ہو۔ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب نے کہا۔ ہم ان کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے

Marfat.com

اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے کنواری مریم کی جانب ڈال دیا۔ فرمایا کہ پھر تو نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور زمین سے ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا واللہ! جو کچھ تم نے کہا اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ بن مریم زیادہ نہیں۔ فرمایا۔ جب نجاشی نے ایسے اہم الفاظ کہدئے تو جو علماء اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ ناک سے آوازیں نکالنے لگے (یعنی ناراضی ظاہر کی) تو نجاشی نے کہا خواہ تم ناک سے آوازیں نکالو (ناخوشی کا اظہار کرو) یا کچھ اور واللہ! تم چلے جاؤ۔ أنتم شیوم بارضی۔ تم میری سرزمین میں (" شیوم "ہو" شیوم کے معنی آمنون کے ہیں) بے خوف ہو جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر اس نے کہا جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائیگا پھر اس نے کہا جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائیگا۔ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ دَبْرًا مِنْ ذَهَبٍ مجھے اس کی خواہش نہیں کہ مجھے ایک سونے کا پہاڑ ملجائے۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعضوں نے دِبْرًا مِنْ ذَهَبٍ کہا اور بعضوں نے "فَاَنْتُمْ شُیُوْمٌ وَاَنِّیْ آذَیْتُ رَجُلًا مِنْکُمْ" کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ تم بے خوف ہو میں نے تم میں کے بعضوں کو تکلیف دی۔ دبر کے معنی زبانِ حبشہ میں جبل یعنی پہاڑ کے ہیں۔ ان دونوں کے ہدیے انھیں واپس کر دو مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا کی قسم! جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں۔ ام المومنین نے فرمایا کہ پھر تو وہ دونوں اس کے پاس سے ملول یا ناراض ہو کر نکلے اور انھوں نے جو پیش کیا تھا وہ انھیں واپس کر دیا گیا اور ہم اس کے پاس بہترین پڑوس میں رہنے لگے۔ فرمایا کہ واللہ ہم اسی حالت میں تھے کہ ایکا ایکی ایک حبشی نجاشی کی مخالفت پر اتر آیا اور اس کی حکومت سے کشمکش کرنے لگا۔ فرمایا واللہ میں نے اپنے

Marfat.com

لوگوں کو اس وقت سے زیادہ رنجیدہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس ڈر سے کہ کہیں اس شخص نے نجاشی پر غلبہ پا لیا تو ایسا شخص آئے گا۔ جو ہمارے وہ حقوق نہ سمجھے گا جو نجاشی سمجھتا تھا۔ فرمایا کہ پھر نجاشی اس کے مقابلے کے لیے چلا اور ان دونوں کے درمیان دریائے نیل کا عرض تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے کہا کون ایسا ہے جو باہر نکلے اور ان لوگوں کے واقعات کا مشاہدہ کر کے ہمیں آکر خبر دے۔ فرمایا کہ زبیر بن العوام نے کہا کہ میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں)۔ ان لوگوں نے کہا تم (یہ کام کرو گے)۔ اور وہ سب سے زیادہ کمسن تھے فرمایا کہ سب نے ان کے لیے ایک مشک میں ہوا بھر دی۔ انھوں نے اس کو اپنے سینے کے نیچے رکھا اور اس پر تیرتے چلے یہاں تک کہ نیل کے اس کنارے پر پہنچے جہاں ان لوگوں کے ملنے کی جگہ تھی۔ پھر وہ ان کے پاس پہنچے۔ فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے کہ نجاشی اپنے دشمن پر غلبہ پا گئے اور اپنے ممالک میں اس کو پوری قدرت حاصل رہے فرمایا واللہ ہم اسی حالت میں ہونے والی بات کے منتظر تھے کہ ایکا ایکی زبیر نکلے اور وہ دوڑتے چلے آرہے تھے اور اپنی چادر سے اشارہ کر رہے تھے کہ خوش ہو جاؤ کہ نجاشی نے فتح پائی اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو برباد کر دیا اور اس کو اس کے ملکوں میں اقتدار حاصل ہو گیا۔ فرمایا واللہ! میں نے اپنے لوگوں کی اس وقت کی سی خوشی بھی کبھی نہیں دیکھی۔ فرمایا اس کے بعد نجاشی ایسی حالت میں واپس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن کو برباد کر ڈالا تھا اور اس کو اس کے ملکوں میں پورا اقتدار حاصل ہو گیا اور حکومت حبشہ اس کے لیے مستحکم ہو گئی اور ہم اس کے پاس بڑی عزت سے رہے۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ مکہ میں تھے۔

۳۶ ابن اسحٰق کہتے ہیں: زہری نے کہا کہ میں نے عروۃ بن زبیر سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ کی

Marfat.com

روایت سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ کیا تمھیں خبر ہے کہ نجاشی کے قول "جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع" نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق" (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں" کے کیا معنی ہیں۔ زہری نے کہا میں نے کہا۔ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ ام المومنین عائشہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نجاشی کا باپ اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور اس کو نجاشی کے سوا کوئی اولاد نہ تھی اور نجاشی کا ایک چچا تھا جس کے صلبی بارہ بیٹے تھے اور حبشیوں کی حکومت والے خاندان سے تھے تو حبشہ والوں نے آپس میں کہا کہ اگر ہم نجاشی کے باپ کو مار ڈالیں اور اس کے بھائی کو حکومت کا مالک بنائیں (تو بہتر ہوگا) کیونکہ اس کو بجز اس لڑکے کے اور کوئی اولاد نہیں اور اس کے بھائی کو اس کے صلبی بارہ لڑکے ہیں یہ اس کے بعد اس کی حکومت کے وارث ہوں گے تو حبشہ اس کے بعد بھی ایک زمانہ تک رہے گا آخر انھوں نے نجاشی کے باپ پر دست درازی کی اور اسے قتل کر ڈالا اور حکومت اس کے بھائی کے حوالے کی۔ چند روز اس حالت میں بھی گزرے اور نجاشی نے اپنے چچا کے ساتھ نشو و نما پائی اور وہ لوگوں میں بڑا ہوشیار اور بڑا عقلمند تھا اس نے اپنے چچا کے حالات پر غلبہ حاصل کر لیا اور ہر جگہ اپنے چچا کے ساتھ رہنے لگا اور حبشہ والوں نے اس کے اقتدار کو دیکھا تو آپس میں کہا واللہ! اس لڑکے نے تو اپنے چچا کے حالات پر قابو پا لیا ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ اسے ہم پر حاکم نہ بنا دے اور اگر اس نے اس کو ہم پر حاکم بنا دیا تو وہ ہم سب کو قتل کر ڈالے گا اسے معلوم ہے کہ ہم نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے لہذا وہ سب مل کر اس کے چچا کے پاس گئے اور کہا یا تو اس چھوکرے کو قتل کر دو یا ہمارے درمیان سے نکال دو کیونکہ ہمیں اپنی جانوں کے بارے میں ڈر لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا کم بختو!

Marfat.com

کل تم نے اس کے باپ کو قتل کیا اور آج میں اس کو قتل کر دوں۔ (اس کو قتل تو نہیں کر سکتا) بلکہ اس کو تمہارے ملکوں سے نکالدیتا ہوں۔ جناب عائشہ نے فرمایا کہ وہ اس کو لیکر بازار گئے اور تاجروں میں سے ایک تاجر کے ہاتھ چھے سو درہم میں بیچ ڈالا۔ وہ اس کو کشتی میں لے چلا یہاں تک کہ جب اس دن کی شام ہوئی تو خریف کے ابر میں سے ایک ابر کے ٹکڑے میں جوش پیدا ہوا اور اس کا چچا بارش کی طلب کے لیے اس کے نیچے گیا تو اس پر بجلی گری اور وہ ہلاک ہو گیا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ پھر تو حبشہ والے اس کے لڑکوں کے لیے بے چین ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس کے سب لڑکے احمق تھے۔ اس کی اولاد میں کوئی بھی بھلا چنگا صحیح دماغ والا نہ تھا آخر حکومت حبشہ میں فساد ہو گیا اور جب وہ اس حالت سے تنگ ہو گئے تو ان میں کے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ تم یہ سمجھ لو کہ واللہ! تمہارا بادشاہ جس کے بغیر تمہارے معاملوں کی درستی نہیں ہو سکتی وہی ہے جس کو تم نے سویرے بیچ ڈالا۔ اگر حبشہ کی حکومت کے لیے تمہیں کسی کی ضرورت ہے تو اس کو ڈھونڈ نکالو۔ فرمایا کہ پھر تو اس کی تلاش میں نکلے اور اس شخص کی تلاش کی گئی جس کے ہاتھ انھوں نے اس کو بیچا تھا یہاں تک کہ اسے ڈھونڈ نکالا اور اس سے لے لیا اور اس کو لاکر اس کے سر پر تاج رکھا اور تخت شاہی پر بٹھایا اور حکومت کی باگ اس کے ہاتھ میں دیدی۔ پھر ان کے پاس وہ تاجر آیا جس کے ہاتھ انھوں نے اس کو بیچا تھا۔ اس نے کہا یا تو میری رقم مجھے دیدو یا خود اسی سے اس معاملہ میں گفتگو کرنے دو۔ انھوں نے کہا کہ ہم تجھے کچھ رقم وغیرہ نہیں دیتے۔ اس نے کہا تب تو واللہ! میں خود اسی سے گفتگو کروں گا انھوں نے کہا جاؤ اسے پکڑو۔ فرمایا کہ وہ اس کے پاس آکر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا اے بادشاہ میں نے فلاں کو فلاں لوگوں سے بازار میں چھ سو درہم میں خریدا اور انھوں نے غلام کو میرے قبضے میں

۳۹

دیا۔ اور مجھ سے میرے درہم لیے۔ آخر جب میں نے اپنے غلام کو لے کر چلا، تو انھوں نے پھر مجھے پکڑ لیا اور مجھ سے میرے غلام کو لے لیا اور میرے درہم انھوں نے روک رکھے (واپس نہیں کیے) فرمایا آخر نجاشی نے اس سے کہا کہ اس کے درہم انھیں دیدینا چاہئیں ورنہ اس کا غلام اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیدے گا اور وہ جہاں چاہے گا اس کو لے جائے گا۔ انھوں نے کہا نہیں ہم اس کے درہم اس کو دیں گے۔ فرمایا۔ اس لیے نجاشی کہتا ہے کہ جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں۔ فرمایا کہ یہی اس کی پہلی بات تھی جس نے اس کی اپنے دین میں سختی اور اپنے احکام میں عدل وانصاف کی خبر دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے۔ عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے عائشہ سے روایت بیان کی کہ آپ نے فرمایا جب نجاشی کا انتقال ہوا تو بیان کیا جاتا تھا کہ اس کی قبر پر نور نظر آیا کرتا تھا۔

حبشہ والوں کی نجاشی سے بغاوت

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت بیان کی۔ انھوں نے فرمایا کہ حبشہ کے لوگ جمع ہوئے اور نجاشی سے کہا کہ تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے (اس لیے ہم تیری اطاعت نہیں کریں گے چنانچہ) انھوں نے اس سے بغاوت کی۔ فرمایا کہ ۳۶۱۴
اس نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا اور ان کے لیے کشتیاں تیار کر دیں اور کہا کہ آپ سب ان میں سوار ہو جائیں اور اسی حالت میں ٹھیرے رہیں۔ اگر میں نے شکست کھائی تو آپ جہاں جی چاہے چلے جائیں اور

Marfat.com

وہاں پہنچ جائیں جہاں آپ چاہیں اور اگر میں نے فتح پائی تو آپ سب یہیں رہیں۔ پھر اس نے ایک کاغذ منگوایا اور اس میں لکھا کہ وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ عیسٰی بن مریم اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی جانب ڈالا ہے۔ پھر اس نے اسے سیدھے بازو (کی طرف) قبا کے اندر رکھ لیا اور حبشہ کی جانب چلا اور وہ اس کے لیے صف بستہ ہو گئے۔ نجاشی نے کہا۔ اے گروہ حبشہ! کیا میں تم سب میں زیادہ حقدار نہیں ہوں۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ نجاشی نے کہا۔ پھر تم نے میری سیرت کیسی پائی۔ انھوں نے کہا بہترین۔ نجاشی نے کہا پھر تمھیں ہوا کیا ہے۔ انھوں نے کہا تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور تو نے اس بات کا ادعا کیا کہ عیسٰی ایک بندہ ہے۔ نجاشی نے کہا۔ اچھا تم عیسٰی کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ تو نجاشی نے (اشارے سے) کہا اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر قبا کے اوپر رکھا یعنی وہ اس بات کی گواہی دیر ہا تھا کہ عیسٰی بن مریم اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ نجاشی کی مراد تو وہی تھی جو اس نے لکھا تھا (اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس نے ہمارے عقیدے کو تسلیم کر لیا) لہٰذا وہ راضی ہو گئے اور واپس چلے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اور جب نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ نے اس پر (غائبانہ) نماز پڑھی اور اس کی بخشش کی دعا فرمائی۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے متعلق

جس بات کے لیے وہ گئے تھے وہ نہیں ہوئی اور نجاشی نے انھیں اس طرح واپس کیا جسے وہ پسند نہ کرتے تھے اور عمر بن الخطاب نے بھی اسلام اختیار کر لیا جو ایسے شخص تھے کہ کسی کی کچھ مانتے نہ تھے اور ان کی پیٹھ پیچھے بھی کوئی ان کا قصد نہ کر سکتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ان کی وجہ سے اور حمزہ کی وجہ سے محفوظ ہو گئے یہاں تک کہ قریش پر انھیں غلبہ ہونے لگا۔ عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر نے اسلام اختیار کیا اور جب عمر نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی آخر انھوں ۳۶۵
نے کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی اور عمر کے اسلام اختیار کرنے (کا واقعہ) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشہ چلے جانے کے بعد کا ہے۔

ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے مسعر بن کدام نے سعد بن ابراہیم سے روایت بیان کی، انھوں نے کہا عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ عمر کا اسلام ایک طرح کی فتح تھی اور ان کی ہجرت ایک قسم کی امداد تھی اور ان کا امیر ہونا ایک بڑی رحمت تھا۔ ہم کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر نے اسلام اختیار کیا اور جب انھوں نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی اور کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحرث بن عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ نے۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کی اور انھوں نے اپنی والدہ ام عبداللہ بنت ابی حثمہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ واللہ! ہم سرزمین حبشہ کی جانب سفر کرنے کو تھے اور عامر ہماری بعض ضرورتوں کے فراہم کرنے کے لیے گئے تھے کہ ایکا ایکی عمر بن الخطاب آ گئے اور میرے پاس کھڑے ہو گئے وہ حالت شرک ہی میں تھے۔ ام عبداللہ نے کہا کہ ان کی طرف سے ہم پر ایذائیں اور سختیاں کی جاتیں اور ہم مصیبتوں

Marfat.com

میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ ام عبداللہ نے کہا کہ عمر نے کہا اے ام عبداللہ! تو اب کوچ ہے۔ ام عبداللہ نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ تم نے ہمیں تکلیفیں دیں اور ہمیں مجبور کر دیا واللہ! ہم اللہ کی زمین میں نکل جائیں گے تاکہ اللہ ہمیں ان آفتوں سے بچا لے۔ ام عبداللہ نے کہا کہ عمر نے کہا کہ اللہ تمہارا ساتھ دے اور میں نے ان میں ایک طرح کی رقت دیکھی جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی پھر وہ لوگ گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے نکلنے سے ان پر کچھ غم کا اثر ہوا۔ کہا کہ پھر عامر اپنا وہ ضروری سامان لیکر آ گئے تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ! کاش تم عمر کو دیکھتے اور (ان کے) اس وقت کے رنج کو دیکھتے جو انھیں ہمارے متعلق تھا۔ انھوں نے کہا کیا تم ان کے اسلام اختیار کرنے کی امید کرتی ہو۔ ام عبداللہ نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ جبتک خطاب کا گدھا اسلام اختیار نہ کرے جس کو تم نے دیکھا ہے وہ اسلام اختیار نہیں کرے گا۔ ام عبداللہ نے کہا کہ یہ بات انھوں نے اس لیے کہی کہ وہ ان سے نا امید تھے کیونکہ وہ اسلام کے متعلق ان کی سختی اور شدت مدت سے دیکھتے (چلے) آ رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمر کے اسلام کے متعلق جو واقعات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب جو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے پاس (ان کے نکاح میں) تھیں انھوں نے اور ان کے شوہر سعید بن زید نے اسلام اختیار کر لیا تھا لیکن عمر سے وہ اپنے اسلام کو چھپاتے ۳۶
اور نعیم بن عبداللہ النحّام مکہ کا ایک شخص انھیں کی قوم یعنی بنی عدی بن کعب میں کا تھا۔ اس نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا اور اپنے اسلام کو اپنی قوم کے ڈر سے چھپاتا تھا اور خباب بن الارتّ، فاطمہ بنت الخطاب کے پاس آیا جایا کرتے اور انھیں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز عمر اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ایک جماعت کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے۔ جن کے متعلق انھیں معلوم ہوا تھا کہ وہ صفا کے پاس ایک گھر میں جمع ہیں اور مردوں عورتوں کو ملا کر ان کی تعداد تقریباً چالیس ہے

Marfat.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، پاس آپ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اور ابو بکر صدیق بن قحافہ اور علی بن ابی طالب اور دوسرے وہ مسلمان بھی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں رہ گئے تھے اور سرزمین حبشہ کی جانب جو لوگ چلے گئے تھے ان کے ساتھ یہ لوگ نہیں گئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ آخر نعیم بن عبد اللہ عمر سے ملے تو انھوں نے ان سے کہا اے عمر کہاں کا ارادہ ہے۔ عمر نے کہا۔ اس بے دین شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ان میں کے عقلمندوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے اور ان کے دین میں عیب نکالے ہیں اور ان کے معبودوں کو گالیاں دی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو قتل کر دوں۔ تو نعیم نے ان سے کہا اے عمر! واللہ تمہارے نفس نے تم کو دھوکا دیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ محمد کو اگر تم نے قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تم کو (کیا) چھوڑ دیں گے کہ تم زمین پر چل بھی سکو تم اپنے گھر والوں کی جانب کیوں نہیں لوٹتے کہ ان کی پہلے اصلاح کرو۔ انھوں نے کہا کہ میرے گھر والوں میں ایسا کون ہے۔ انھوں نے کہا۔ تمہارا بہنوی۔ تمہارا چچا زاد بھائی سعید بن زید بن عمرو اور تمہاری بہن فاطمہ بنت الخطاب، واللہ! ان دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو ہو گئے ہیں۔ تم پر ان کی دیکھ بھال لازمی ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو عمر اپنی بہن اور بہنوی کی طرف (جانے) کا ارادہ کر کے لوٹے اور ان دونوں کے پاس خباب بن الارتّ موجود تھے اور ان کے ساتھ ایک کتاب تھی جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور وہ انھیں سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے عمر کی آہٹ سنی تو خباب گھر کے کسی حصے یا حجرے کے اندرونی حصے میں چھپ گئے اور فاطمہ بنت الخطاب نے اس کتاب کو اپنی ران کے نیچے رکھ لیا حالانکہ عمر جب گھر کے نزدیک آئے تھے تو انھوں نے خباب کی قراءت سن لی تھی جب وہ اندر آئے تو کہا۔ یہ کس کے گنگنانے کی آواز تھی جو میں نے سنی۔ بہن

Marfat.com

بہنوئی دونوں نے کہا نہیں تم نے کچھ نہیں سنا۔ عمر نے کہا کیوں نہیں واللہ! (میں نے سنا ہے) اور مجھے یہ خبر بھی پہنچ چکی ہے کہ تم دونوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ اور اپنے بہنوئی سعید بن زید کو پکڑ لیا تو فاطمہ بنت الخطاب ان کی بہن اٹھیں کہ ان کو اپنے شوہر سے روکیں۔ عمر نے فاطمہ کو ایسا مارا کہ ان کا سر زخمی کر دیا۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو ان کی بہن اور ان کے بہنوئی نے ان سے کہا۔ ہاں ہم نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول پر ہم ایمان لا چکے ہیں تم جو چاہو کرو۔ جب عمر نے اپنی بہن کے (سر سے) خون (نکلتا ہوا) دیکھا تو اپنے کیے پر پچتائے اور مارنے سے رک گئے اور اپنی بہن سے کہا اچھا مجھے وہ کتاب تو دو جسے تم لوگ پڑھ رہے تھے اور میں نے ابھی ابھی تم کو پڑھتے سنا ہے میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے اور عمر لکھے (پڑھے) شخص تھے۔ جب انھوں نے یہ کہا تو ان کی بہن نے ان سے کہا ہمیں اس کے متعلق تم سے ڈر لگتا ہے عمر نے کہا ڈرو نہیں اور ان کے آگے اپنے معبودوں کی قسمیں کھائیں کہ اسے پڑھکر وہ انھیں ضرور واپس کر دیں گے۔ جب انھوں نے یہ کہا تو انھیں ان کے اسلام کی امید ہوئی اور کہا بھائی جان! آپ تو اپنے شرک کی نجاست میں ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا (کوئی) دوسرا چھو نہیں سکتا۔ تو عمر اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا جب ان کی بہن نے ان کو وہ کتاب دی اور اس میں سورہ طٰہٰ تھی انھوں نے اس کو پڑھا جب اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تو کہا یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے جب خباب نے یہ بات سنی تو ان کے سامنے باہر نکل آئے اور ان سے کہا اے عمر! بخدا مجھے امید ہو گئی کہ اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے تم کو (اسلام کے لیے) منتخب کر لیا کیونکہ میں نے کل (ہی) آپ کو یہ دعا کرتے سنا ہے:

اللَّهُمَّ أَيِّدِ الإِسْلَامَ بِأَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

Marfat.com

یا اللہ! ابو الحکم بن ہشام یا عمر بن الخطاب سے
اسلام کی تائید فرما۔
لہذا اے عمر! اللہ سے ڈرو، تو عمر نے اس وقت ان سے کہا
اے خباب! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس مجھے لے چلو کہ میں ان
کے پاس پہنچوں اور اسلام اختیار کروں۔ خباب نے ان سے کہا کہ آپ
کوہِ صفا کے پاس ایک گھر میں ہیں جس میں آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب
بھی ہیں۔ عمر نے اپنی تلوار کی اور اسے حمائل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی طرف (جانے) کا قصد کیا۔ ان کے پاس
آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب انھوں نے ان کی آواز سنی تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور دروازے کی
دراڑوں میں سے انھیں دیکھا کہ تلوار حمائل کیے ہوئے ہیں تو وہ گھبرائے
ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے اور عرض کی عمر بن
الخطاب ہیں اور تلوار حمائل کیے ہوئے ہیں۔ حمزہ بن عبد المطلب نے
کہا انھیں آنے کی اجازت دیجئے۔ اگر وہ کسی بھلائی کے ارادے سے ۶۸
آئے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائی ہی کا سلوک کریں گے اور اگر وہ کسی
برائی کے ارادے سے آیا ہے تو اس کو اسی کی تلوار سے قتل کر ڈالیں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِئْذَنْ لَهُ"۔ انھیں آنے دو۔
اس شخص نے انھیں آنے کی اجازت سنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے حجرے میں ملاقات کی اور
ان کی کمر یا مجمع الرداء[1] کو پکڑ لیا۔ اور انھیں خوب کھینچا اور فرمایا۔

[1] ۔ کپڑوں کے اوپر جو چیز بھی پہنی جائے اس کو رداء کہتے ہیں۔ عبا۔ جبہ۔ مالا۔ تلوار۔ کمان اور ہر ایک زینت کی چیز اور تر و تازگی اور رونق وغیرہ کو بھی رداء کہا جاتا ہے ممکن ہے کہ اس سے یہاں چادر کے دونوں سرے ملنے کی جگہ یا قبا یا جبے وغیرہ کی گھنڈیاں مراد ہوں۔ ممکن ہے کہ تلوار کی حمائل کے دونوں سرے جہاں ملتے ہیں وہ جگہ مراد ہو۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

مَاجَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا أَرَى أَنْ تَنْتَهِيَ حَتّٰى يُنْزِلَ اللّٰهُ بِكَ قَارِعَةً۔

اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو کونسی چیز (یہاں) لائی ہے واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ تو باز آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی آفت تجھ پر نازل فرمائے۔

تو عمر نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ۔ اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لاؤں جو اللہ کے پاس سے وہ لایا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اس گھر میں رہنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جان گئے کہ عمر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب اس مقام سے ادھر اُدھر نکلے تو اپنے آپ کو غالب محسوس کرنے لگے۔ اس وجہ سے کہ حمزہ کے اسلام کے ساتھ ساتھ عمر نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے اور مسلمان ان دونوں کے سبب سے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکیں گے۔ یہ عمر بن الخطاب کے اسلام کے متعلق مدینہ والے راویوں کی روایت ہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح مکی نے اپنے دوستوں عطاء اور مجاہد سے یا کسی اور سے جس سے انھوں نے روایت کی ہے بیان کیا کہ عمر کے اسلام کا حال اس روایت کے لحاظ سے جو خود انھیں سے کی گئی یہ ہے: وہ کہا کرتے تھے کہ میں اسلام سے بہت دور بھاگنے والا تھا اور جاہلیت کے زمانے میں شرابی تھا۔ اس کا بڑا شوقین۔ اور خوب پینے والا۔ ہماری ایک مجلس مقام حَزْوَرَة میں عمر بن عبد بن عمران

Marfat.com

المخزومی کے لوگوں کے گھروں کے پاس تھی کہا کہ ایک رات میں اپنے انھیں ساتھ (اُٹھنے) بیٹھنے والوں کے پاس جانے کے ارادے سے ان کے جلسوں کی طرف چلا اور وہاں پہنچا تو وہاں ان میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔ کہا۔ میں نے کہا اگر میں فلاں شراب فروش کے پاس جاؤں جو مکہ میں شراب بیچا کرتا تھا تو شاید اس کے پاس مجھے شراب مل جائے اور اس میں سے کچھ (میں) پی سکوں۔ کہا پھر میں چلا اور اس کے پاس پہنچا تو اس کو بھی نہیں پایا۔ کہا پھر میں نے کہا کہ اگر میں کعبۃ اللہ کو جاؤں اور اس کے سات چکر یا ستّر چکر لگاؤں (تو کیا بہتر ہو) کہا پھر میں مسجد میں آیا کہ کعبۃ اللہ کا طواف کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ جب نماز پڑھا کرتے تو شام کی جانب منہ کرتے اور کعبۃ اللہ کو اپنے اور شام کے درمیان رکھتے اور آپ کا نماز پڑھنے کا مقام رکن اسود اور رکن یمانی دونوں کے درمیان کا (حصہ) تھا۔ کہا جب میں نے آپ کو دیکھا تو (دل میں) کہا واللہ! اگر آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف توجہ کروں اور سنوں کہ وہ کیا کہتا ہے (تو بہتر ہوگا)۔ پھر میں نے کہا اگر میں سننے کے لیے اس سے نزدیک ہوا تو وہ ڈر جائے گا اس لیے میں حجر (اسود) کی جانب سے آیا اور کعبۃ اللہ کے غلاف کے اندر ہو گیا اور آہستہ آہستہ سننے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے رہے یہاں تک کہ میں آپ کے قبلے کی سمت میں آپ کے مقابل ہو گیا آپ کے اور میرے درمیان غلاف کعبے کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی کہا کہ جب میں نے قرآن سنا تو اس سے میرے دل میں رقت پیدا ہوئی اور میں رو پڑا اور مجھ پر اسلام اثر کر گیا۔ غرض میں اسی جگہ کھڑا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری کر لی اور لوٹ گئے۔ اور آپ جب واپس تشریف لے جایا کرتے تو ابن ابی حسین کے گھر پر سے ہو کر تشریف لے جاتے تھے اور یہی آپ

Marfat.com

کا راستہ تھا اس کے بعد آپ مقام سعی[1] پر سے گزرتے اور پھر آپ عباس بن عبد المطلب اور ابن ازہر بن عبد عوف الزہری کے گھروں کے درمیان سے الاخنس بن شریق کے گھر پر سے ہوتے ہوئے اپنے بیت الشرف تشریف لے جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے کا مقام الدار الرقطاء میں تھا جو معاویہ بن ابی سفیان کے قبضے میں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد میں آپ کے پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ عباس اور ابن ازہر کے گھروں کے بیچ میں پہنچے تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آہٹ سنی تو مجھے پہچان لیا اور آپ نے خیال فرمایا کہ صرف آپ کو ستانے کے لیے میں نے آپ کا پیچھا کیا ہے۔ آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا:۔

مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ هٰذِهِ السَّاعَةَ

اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو اس وقت کونسی چیز (یہاں) لائی ہے۔

عرض کی اللہ اور اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لانے کے لیے آیا ہوں جو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے کہا کہ پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر کیا اور فرمایا:۔

قَدْ هَدَاكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ۔

اے عمر! اللہ نے تجھے سیدھی راہ دکھا دی۔

پھر آپ نے میرے سینے پر دست مبارک پھیرا اور میرے لیے ثابت قدمی کی دعا فرمائی۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانے

[1] صفا و مروہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کا مقام جہاں حجاج دوڑتے ہیں۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

میں تشریف لے گئے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے اصل واقعہ کونسا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر کے غلام نافع نے ابن عمر سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ جب میرے والد عمر نے اسلام اختیار کیا تو کہا کہ قریش میں باتوں کو اِدھر اُدھر زیادہ پہنچانے والا کون ہے (راوی نے) کہا کہ آپ سے کہا گیا جمیل بن معمر الجمحی۔ راوی نے کہا تو آپ سویرے اس کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں بھی آپ کے نشان قدم پر آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا کہ دیکھوں آپ کیا کرتے ہیں اور میں کم عمر تو تھا لیکن جو کچھ دیکھتا اس کو سمجھتا تھا یہاں تک کہ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو اس سے کہا اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں داخل ہو چکا ہوں کہا کہ آپ نے اس بات کو دہرایا تک نہیں کہ وہ اپنا دامن گھسیٹتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور عمر بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور میں بھی اپنے والد کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اپنی انتہائی بلند آواز سے چیخا۔ اے گروہ قریش! اور کعبۃ اللہ کے دروازے کے گرد اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھنے والو۔ سن لو کہ عمر بن الخطاب نے بے دینی اختیار کر لی۔ راوی نے کہا اور عمر اس کے پیچھے کہتے جا رہے تھے اس نے جھوٹ کہا (میں بے دین نہیں ہوا) بلکہ میں نے اسلام اختیار کیا ہے اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور ان لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی ان سے جنگ کرتے رہے اور وہ بھی آپ سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ان کے سروں پر آ گیا۔ راوی نے کہا کہ آپ تھک گئے تو بیٹھ گئے اور وہ آپ کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں تم

Marfat.com

جو چاہو کر دیں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو مرد ہو جائیں تو ہم
اسے (یعنی مکہ کو) تمہارے لیے چھوڑ دیں گے یا تم اسے ہمارے لیے
چھوڑ دو گے۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ قریش میں کا
ایک بوڑھا آیا جو یمنی کپڑے کا نیا لباس اور نقش و نگار کی قمیص پہنے ہوئے
۳۷ تھا وہ آکر ان کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا آخر تمہارا قصہ کیا ہے انھوں
نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا (اگر ایسا ہوا ہے) تو کیا ہوا!
ایک شخص نے اپنی ذات کے لیے ایک بات اختیار کر لی ہے پھر تم کیا
چاہتے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے آدمی کو اس طرح
تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اس شخص کو چھوڑ دو۔ راوی نے کہا کہ واللہ!
پھر تو وہ آپ سے اسی طرح الگ ہو گئے گویا کپڑا کھینچ کر پھینک دیا گیا۔
کہا کہ مدینے کو ہجرت کرنے کے بعد میں نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان!
وہ شخص کون تھا جس نے مکہ میں آپ کے اسلام اختیار کرنے کے دن لوگوں کو للکار
کے آپ سے دور کر دیا تھا جب کہ وہ آپ سے لڑ رہے تھے۔ فرمایا اے میرے
پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل السہمی تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا انھوں
نے کہا کہ ابا جان! وہ کون شخص تھا جس نے لوگوں کو ڈانٹ کر آپ
سے دور کیا جب کہ وہ آپ سے لڑ رہے تھے۔ اللہ اس کو جزائے
خیر دے۔ فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل تھا۔ اللہ
اس کو جزائے خیر نہ دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحرث نے بعض عمر
کے متعلقین سے یا ان کے گھر والوں سے روایت بیان کی۔ انھوں نے
کہا کہ عمر نے فرمایا کہ جب میں نے اس رات اسلام اختیار کیا تو میں نے
سوچا کہ مکہ والوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں
سب سے زیادہ سخت کون ہے کہ میں اسی کے پاس پہنچوں اور اس کو مطلع
کروں کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ فرمایا میں نے کہا وہ ابو جہل ہے۔

Marfat.com

اور عمر حنتمہ بنت ہشام بن المغیرہ کے (فرزند) تھے۔ فرمایا کہ جب صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر پہنچکر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا ابوجہل میری جانب آیا اور کہا اے میرے بھانجے! تو اپنے سزاوار مقام پر آیا۔ آتیرے لیے وسیع جگہ موجود ہے۔ آخر کس لیے آنا ہوا۔ میں نے کہا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تمھیں مطلع کروں کہ میں اللہ پر اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لا چکا ہوں اور میں نے ان چیزوں کی تصدیق کی ہے جو وہ لائے ہیں۔ فرمایا کہ پھر تو اس نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور کہا کہ اللہ تجھ کو اور اس چیز کو جو تو لایا ہے برباد کرے۔

شعب ابی طالب کا واقعہ اور نوشتہ معاہدہ

ابن اسحٰق نے کہا جب قریش نے دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے ملک میں جا بسے ہیں جہاں انھوں نے امن وچین حاصل کر لیا ہے اور ان میں سے جس شخص نے نجاشی کے پاس پناہ لی۔ اس نے ان کی حفاظت وحمایت کی ہے اور عمر نے بھی اسلام اختیار کر لیا ہے اور وہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور اسلام قبیلوں میں پھیلنے لگا ہے تو وہ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ ایک کاغذ لکھیں کہ جس میں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جائے کہ نہ ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کیے جائیں اور نہ خرید و فروخت کے معاملے۔ اس کام کے لیے جب وہ سب جمع ہوئے تو یہ باتیں ایک کاغذ پر لکھیں اور سب نے مل کر اقرار کیا اور اس کے لیے ہر قسم کے استحکامات کر لیے اور اس کاغذ کو کعبۃ اللہ کے اندر لٹکا دیا کہ خود اپنے خلاف پوری مضبوطی ہو (کہ اس معاہدے کے خلاف کوئی شخص کوئی بات نہ کر سکے) اور اس کاغذ کا لکھنے والا منصور

Marfat.com

ابن عِکرِمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی تھا۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا لکھنے والا نضر بن الحرث تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بد دعا کی تو اس کی چند انگلیاں بیکار ہو گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے یہ معاہدہ کیا تو بنی ہاشم اور بنی المطلب۔ ابو طالب بن عبد المطلب کے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں داخل ہو گئے اور ان کے پاس جمع ہو گیے۔ بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابو لہب عبد العزیٰ بن عبد المطلب نکل کر قریش کی جانب ہو گیا اور انھیں کی امداد کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ جب ابو لہب اپنی قوم سے الگ ہو گیا اور اپنی قوم کے خلاف قریش کی امداد کی اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے ملا تو اس سے کہا۔ اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے لات و عزیٰ کی مدد کی (یا نہیں) اور کیا میں نے ان لوگوں کو نہیں چھوڑ دیا جنھوں نے لات و عزیٰ کو چھوڑ دیا اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد کی۔ ہند نے کہا: ہاں، اے ابو عتبہ اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ابو لہب اپنی بعض وقت کی گفتگو میں کہا کرتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے جن کو میں نہیں پاتا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام باتیں موت کے بعد ہونے والی ہیں۔ ان وعدوں سے اس نے میرے ہاتھ میں کیا دیدیا۔ (مجھے اس سے کیا حاصل ہوا یہ کہتا اور) پھر اپنے ہاتھوں میں پھونک مارتا اور کہتا تم تباہ ہو جاؤ۔ میں تو ان چیزوں میں سے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے کوئی چیز تم میں نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ نے (یہ سورہ) نازل فرمایا:— ۳۷

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گیے اور وہ خود بھی برباد ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تبت کے معنی خسرت یعنی برباد و تباہ ہونے کے ہیں۔ حبیب بن خدرۃ الخارجی جو بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ میں کا ایک شخص ہے کہتا ہے:۔

يَاطِيبُ إِنَّا فِي مَعْشَرٍ ذَهَبَتْ مَسْعَاتُهُمْ فِي التَّبَارِ وَالتَّبَتِ

اے طیب! ہم ایسے گروہ میں سے ہیں جن کی کوششیں رائیگاں ہو گئیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش اس معاہدے پر متفق ہو گئے اور اس کے متعلق انھیں جو جو کرنا تھا وہ کر چکے تو ابو طالب نے کہا:۔

أَلَا أَبْلِغَا عَنِّي عَلَى ذَاتِ بَيْنِنَا لُؤَيًّا وَخُصَّا مِنْ لُؤَيٍّ بَنِي كَعْبِ

سن لو! ہمارے آپس کے تعلقات کی نسبت بنی لوی کو یہ پیام پہنچا دو اور بنی لوی میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو یہ سنا دو۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِيًّا كَمُوسَى خُطَّ فِي أَوَّلِ الْكُتُبِ

کیا تمھیں خبر نہیں کہ ہم نے محمد کو ایسا نبی پایا ہے۔ جو موسیٰ کی طرح اگلی کتابوں میں اس کا حال لکھا ہے۔

وَأَنَّ عَلَيْهِ فِي الْعِبَادِ مَحَبَّةً وَلَا خَيْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ

(اللہ کے) بندوں کا میلان محبت انھیں کی جانب ہے (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے (اپنی)

Marfat.com

محبت کے لیے خاص کر دیا ہو (محبوب بنا دیا ہو) اسی سے
بھلائی حاصل نہو۔

۳۷۴ وَأَنَّ الَّذِیْ أَلْصَقْتُمْ مِنْ كِتَابِكُمْ لَكُمْ كَائِنٌ نُحْسًا كَرَاغِيَةِ السَّقْبِ

اور تمھارا وہ نوشتہ جس کو تم نے (کعبۃ اللہ میں) چسپاں
کیا ہے وہ تمھارے ہی واسطے منحوس ثابت ہو گا جس طرح
(نوح علیہ السلام کی) اونٹنی کے بچے کی آواز۔

أَفِيقُوا أَفِيقُوا قَبْلَ أَنْ يُحْفَرَ الثَّرَى ؛ وَيُصْبِحَ مَنْ لَمْ يَجْنِ ذَنْبًا كَذِي الذَّنْبِ

نم مٹی (یعنی قبر) کھودی جانے سے پہلے اور جنھوں
نے کوئی گناہ نہیں کیا وہ گناہگاروں کی طرح ہو جانے سے
پہلے ہوش میں آجائیں اور بیدار ہو جائیں۔

وَلَا تَتْبَعُوا أَمْرَ الْوُشَاةِ وَتَقْطَعُوا أَوَاصِرَنَا بَعْدَ الْمَوَدَّةِ وَالْقُرْبِ

چغلخوروں کی باتوں کی پیروی کر کے ہماری دوستی
اور رشتہ داری کے اسباب، دوستی اور رشتہ داری کے بعد
قطع نہ کر دو۔

وَتَسْتَجْلِبُوا حَرْبًا عَوَانًا وَرُبَّمَا أَمَرَّ عَلَى مَنْ ذَاقَهُ حَلَبُ الْحَرْبِ

یکے بعد دیگرے جنگ کے اسباب نہ پیدا کرو کیونکہ اکثر
جنگ کی دھمکیوں کا مزا جس شخص نے بھی چکھا ہے اس نے
اسے کڑوا ہی محسوس کیا ہے۔

فَلَسْنَا وَرَبِّ الْبَيْتِ نُسْلِمُ أَحْمَدًا ؛ لِعَزَّاءَ مِنْ عَضِّ الزَّمَانِ وَلَا كَرْبِ

رب البیت کی قسم! ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو زمانے

Marfat.com

کی کسی صبر طلب سختی یا کسی تنگی کے سبب سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے دست کش ہوں۔

وَلَمَّا بَنَتْ مِنَّا وَمِنْكُمْ سَوَالِفٌ وَأَيْدٍ أُثِرَّتْ بِالْقَسَاسِيَةِ الشُّهْبِ

ہماری اور تمہاری گردنیں اور ہمارے تمہارے ہاتھ قساسی[1] چمکتی ہوئی تلواروں سے کٹے ہیں۔ ابتک کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔

بِمُعْتَرَكٍ ضَيْقٍ تَرَى كِسَرَ الْقَنَا بِهِ وَالنُّسُورَ الطُّخَّمَ يَعْكُفْنَ كَالشَّرْبِ ۳۷۵

ایسے گتھے ہوئے معرکوں میں (بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے) جہاں ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تجھے نظر آئیں گے اور جہاں بھورے رنگ کے گدھ شرابیوں کے جتھوں کی طرح ڈیرا ڈالے پڑے ہیں۔

كَأَنَّ مُجَالَ الْخَيْلِ فِي حَجَرَاتِهِ وَمَعْمَعَةُ الْأَبْطَالِ مَعْرَكَةُ الْحَرْبِ

جس کے نواح میں گھڑ دوڑ اور پہلوانوں کی آوازوں سے خارشتی اونٹوں کا ایک ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔

أَلَيْسَ أَبُونَا هَاشِمٌ شَدَّ أَزْرَهُ وَأَوْصَى بَنِيهِ بِالطِّعَانِ وَبِالضَّرْبِ

کیا ہاشم ہمارا باپ نہ تھا جس نے اپنی قوت کو مستحکم کیا تھا اور اپنی اولاد کو نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی نصیحت کی تھی!

وَلَسْنَا نَمَلُّ الْحَرْبَ حَتَّى تَمَلَّنَا وَلَا نَشْتَكِي مَا قَدْ يَنُوبُ مِنَ النَّكْبِ

[1] ۔ارمینیہ کے قساس نامی معدن کے لوہے کی بنی ہوئی تلواریں ۔(احمد محمودی)

Marfat.com

ہم جنگ سے بیزار ہونے والے نہیں یہاں تک کہ
خود جنگ ہم سے بیزار ہو جائے اور جو آفت بھی آئے ہم
اس کے متعلق شکایت کرنے والے نہیں ہیں۔

وَلٰكِنَّا أَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالنُّهَى ۔۔۔ إِذَا طَارَ أَرْوَاحُ الْكُمَاةِ مِنَ الرُّعْبِ

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جب ہتھیار میں چھپے
ہوئے بہادروں کی روحیں رعب اور خوف سے اڑی جارہی
ہوں اس وقت بھی ہم قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کے لیے
غصے میں بھر جانے والے، اور باوجود اس کے عقل سے
کام لینے والے ہیں۔

غرض وہ اسی حالت پر دو یا تین سال رہے یہاں تک کہ تنگ ہو گئے۔ اگر کوئی شخص ان کے پاس کچھ پہنچانا چاہتا تو قریش کی چوری چھپے بغیر ان تک کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ابوجہل ابن ہشام۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے ملا۔ جن کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ جو کچھ گیہوں اٹھائے لیجا رہا تھا جو اپنی پھپی خدیجہ بنت خویلد کے لیے لے جانا چاہتے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (یعنی آپ کی زوجیت میں) اور آپ کے ساتھ ہی شعب ابی طالب میں ۲۷۶
تھیں تو ابوجہل انھیں سے چمٹ گیا اور کہا کیا تو کھانا لیکر بنی ہاشم کے پاس
اتا ہے۔ واللہ! تو اور تیرا کھانا اس مقام سے ہٹ نہیں سکتے جب تک
کہ کے میں تیری رسوائی نہ کر دوں۔ اتنے میں اس کے پاس ابوالبختری بن
ہشام بن الحرث بن اسد آگیا۔ اس نے کہا تجھے اس سے کیا غرض۔ اس
نے کہا کہ یہ بنی ہاشم کے پاس کھانا لے جا رہا ہے۔ ابوالبختری نے کہا کہ
اس کی پھپی کا کھانا جو اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اس کے پاس تھا تو کیا خود
اس کا کھانا اس کے پاس جانے سے روکتا ہے۔ اس کو چھوڑ دے۔ ابوجہل
نے انکار کیا اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر موقع مل گیا تو ابوالبختری

Marfat.com

نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لی اور اس سے اس کو مارا اور اس کا سر زخمی کر دیا اور اس کو خوب لاتیں لگائیں حالانکہ حمزۃ بن عبد المطلب اس کے قریب ہی تھے اور یہ واقعہ دیکھ رہے تھے اور کفار اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ اس واقعے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے گی تو آپ اور آپ کے صحابی ان (کی اس آپس کی لڑائی) پر خوشیاں منائیں گے۔ باوجود ان حالات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو ان رات خلوت و جلوت میں اللہ کے حکم سے تبلیغ فرماتے رہے۔ اس تبلیغ کے بارے میں لوگوں میں سے کسی سے بھی آپ خوف نہ کرتے تھے۔

جب قریش سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کے چچا اور آپ کی قوم بنی ہاشم اور بنی المطلب آپ کے لیے سینہ سپر ہوئے اور قریش نے جو ارادہ آپ کو اپنی گرفت میں لینے کا کیا تھا اس میں یہ لوگ آڑے آ گئے تو قریش نے آپ کے ساتھ طعنہ زنی۔ تمسخر اور غلط حجتیں کرنا شروع کیں تو قرآن بھی ان کے نوجوانوں اور ان میں سے ان لوگوں کے متعلق اترنے لگا جنھوں نے آپ کی دشمنی پر کمر باندھ لی تھی۔ ان میں سے بعضوں کے نام تو ہمیں بتائے گئے اور بعضوں کے متعلق قرآن کا نزول اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں عام کافروں کے ذکر میں شامل فرما دیا۔

قریش میں سے جن لوگوں کے متعلق قرآن کا نزول ہوا اور ان کا نام بھی لیا گیا ان میں آپ کا چچا ابو لہب بن عبد المطلب اور اس کی عورت ام جمیل بنت حرب بن امیہ حمالۃ الحطب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حمالۃ الحطب اس لیے رکھا کہ وہ کانٹے اٹھا لاتی۔ جیسا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر جدھر سے آپ تشریف لے جاتے تھے (اُدھر) ڈالدیتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

Marfat.com

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ

سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيْدِهَا

حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوگئے۔ اور وہ خود بھی تباہ ہوگیا۔ اس کا مال اور اس نے جو کچھ کمایا اس کے کچھ کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی عورت تو لکڑ ہارن ہے۔ اس کے گلے میں موبج کی رسی ہے۔

ابن ہشام نے کہا الجید العنق۔ جید کے معنی گردن کے ہیں۔ ۳۷

اعشی بنی قیس بن ثعلبہ نے کہا ہے:—

يَوْمَ تُبْدِي لَنَا قَتِيْلَةُ عَنْ جِيْدٍ أَسِيْلٍ تَزِيْنُهُ الْأَطْوَاقُ

جس روز قتیلہ نرم و نازک گردن جس کی زینت ہنسلیاں ہوں ہم پر ظاہر کرے

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور جید کی جمع اجیاد ہے اور مسد ایک درخت کا نام ہے جس کو کتان کی طرح کوٹا جاتا ہے اور اس سے رسیاں بٹی جاتی ہیں۔ النابغہ الذبیانی نے جس کا نام زیاد بن عمرو بن معاویہ تھا کہا ہے:— ۳۰

مَقْذُوْفَةٍ بِدَخِيْسِ النَّحْضِ بَازِلُهَا لَهُ صَرِيْفٌ صَرِيْفَ الْقَعْوِ بِالْمَسَدِ

(شاعر بیل کی فربہی کا بیان کر رہا ہے وہ کہتا ہے)

وہ بیلوں میں سب سے جوان گوسالہ ہے گوشت کی زیادتی سے وہ بھرا ہوا ہے۔ اس کے بھس بھس کرنے کی آواز

Marfat.com

ایسی ہے جیسے مونج کی رسّی بٹنے کے وقت پھرکیوں کے پھرنے کی آواز۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور مسد کا واحد مسدۃ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حمالۃ الحطب ام جمیل نے جب اس حصہ قرآن کو سنا جو اس کے اور اس کے شوہر کے متعلق نازل ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے وقت آئی کہ آپ مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اور آپ کے پاس ابوبکر صدیق بھی تھے اور اس کے ہاتھ میں پتھر کا ایک ٹکڑا تھا اور جب وہ آپ دونوں کے پاس آکر کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے دیکھنے سے اس کی بینائی کو روک دیا اس کی حالت یہ ہوگئی کہ بجز ابوبکر کے وہ اور کسی کو نہیں دیکھتی تھی پھر اس نے کہا۔ اے ابوبکر تمہارا دوست کہاں ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ میری ہجو کرتا ہے۔ واللہ! اگر میں اس کو پاتی تو اس کے منہ پر اسی ٹکڑے سے مارتی۔ سن لو کہ واللہ! میں بھی شاعرہ ہوں۔ پھر اس نے یہ شعر کہا:۔

مُذَمَّمًا عَصَيْنَا وَأَمْرَهُ أَبَيْنَا وَدِينَهُ قَلَيْنَا

ہم نے ایک قابل مذمت شخص کی نافرمانی کی اور
اور اس کی بات سے انکار کر دیا اور اس کے دین سے نفرت کی۔

پھر وہ لوٹ گئی تو ابوبکر نے کہا آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے آپ کو نہیں دیکھا۔ فرمایا:۔

مَا رَأَتنِي، لَقَدْ أَخَذَ اللهُ بِبَصَرِهَا عَنِّي

اس نے مجھے نہیں دیکھا اللہ نے اس کی بینائی مجھ سے پھیر دی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول "ودینہ قلینا" ابن اسحٰق سے

Marfat.com

نہیں بلکہ دوسروں سے مروی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمّم رکھتے اور اسی نام سے گالیاں دیتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:۔

أَلَا تَعْجَبُونَ لِمَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنِّيْ مِنْ أَذَى قُرَيْشٍ يَسُبُّونَ وَيَهْجُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ۔

کیا تم لوگوں کو اس بات سے تعجب نہیں ہوتا جو اللہ نے قریش کی گالیاں مجھے پھیر دیں کہ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم کی ہجو کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں (مذمت کے قابل شخص کی وہ مذمت کر رہے ہیں اور میں تو محمد ہوں جس کے معنی قابل تعریف اور سراہا ہوا ہیں)

امیہ بن خلف الجمحی کا حال

اور امیہ بن خلف بن وہب حذافہ بن جُمح ہے۔ جب یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ پر آوازے کستا اور اشارے کرتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورۃ نازل فرمائی:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ[1] الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ

خرابی ہے ہر ایسے آوازے کسنے والے اور اشارے کرنے والے

[1] ۔ ھمز کے اصلی معنی کسر یعنی توڑنے کے ہیں اور لمز کے معنی طعن یعنی نکتہ چینی کے

Marfat.com

کے لیئے جس نے مال جمع کیا ہے اور گن گن کر رکھا ہے آخر تک۔
ابن ہشام نے کہا کہ ہمزہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کھلم کھلا گالیاں دیتا ہے اور آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

هَمَزْتُكَ فَاخْتَضَعْتَ لِذُلِّ نَفْسٍ بِقَافِيَةٍ تَأَجَّجُ كَالشُّوَاظِ

میں نے تجھ پر ایسے قوافی سے آواز لے کسے جو آگ
کی طرح شعلہ زن تھے تو تُو نے ذلت نفس کے سبب عاجزی
اور اطاعت اختیار کی۔

اور یہ شعر اُن کے ایک قصیدے میں کا ہے اور اسی کی جمع ہمزات ہے اور لمزۃ اس شخص کو کہتے ہیں جو چھپے طور پر لوگوں کی عیب جوئی کرتا اور انھیں تکلیف پہنچاتا ہو۔ ۷۸۰

رؤبۃ الحجاج نے کہا ہے:۔

فِی ظِلِّ عَصْرِی بَاطِلِی وَ لَمْزِی

میری خرافات اور میری عیب جوئیوں نے خود
میرے زمانے کے زیر سایہ پرورش پائی ہیں۔

۔ یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے اور اس کی جمع لمزات ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ بھینچنے اور دابنے اور طعن کے معنے چبھونے کے ہیں لیکن یہاں یہ الفاظ استعارۃً کسر اعراض یعنی عزت ریزی اور طعنہ زنی۔ اشارے سے کسی کے پیٹھ پیچھے برا بھلا کہنا اور عیب جوئی اور غیبت وغیرہ سب کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے اس کے متعلق روایتوں اور علماء ادب میں بہت کچھ اختلاف ہے جس کا بیان اس مقام کے لیے موزوں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

عاص بن وائل سہمی کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا اور عاص بن وائل السہمی کا حال یہ ہے۔ کہ خباب بن الارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مکہ کے لوہار تھے۔ تلواریں بنایا کرتے تھے۔ انھوں نے چند تلواریں عاص بن وائل کے لیے بنائیں اور اس کے ہاتھ بیچیں۔ جب اس کے پاس رقم آئی تو یہ اس کے پاس تقاضے کے لیے پہنچے تو اس نے ان سے کہا۔ اے خباب! تمھارے دوست محمد جن کے دین پر تم ہو کیا ان کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ جنت میں سونا۔ چاندی۔ کپڑے خادم۔ ہر وہ چیز موجود ہے جو جنت والے چاہیں۔ خباب نے کہا کیوں نہیں بے شک سب کچھ موجود ہے۔ اس نے کہا۔ تو اے خباب! مجھے قیامت تک مہلت دو کہ جب میں اس گھر کی جانب لوٹوں تو وہاں تمھارا حق تمھیں ادا کر دوں کیونکہ اے خباب! واللہ! تم اور تمھارے ساتھی اللہ کے پاس بہشت کی ان نعمتوں میں مجھ سے زیادہ مرجح اور مجھ سے زیادہ حصہ دار نہوں گے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ) نازل فرمایا:۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔

الی قولہ تعالی۔

(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ ضرور مجھ کو مال و اولاد دیجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک۔

Marfat.com

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا

(جو جو چیزیں اس کو یہاں دی گئی ہیں اور ان پر اتراتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیزیں اس کو وہاں بھی ملیں گی۔ ان چیزوں کا اس کو وہاں ملنا تو رہا ایک طرف اس کے مرتے ہی سب اس سے چھین لی جائیں گی) اور وہ جو کچھ کہتا ہے ان سب چیزوں کے ہم وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا (جس طرح اکیلا گیا تھا)

ابوجہل بن ہشام المخزومی کا حال

مردود ابوجہل بن ہشام کے متعلق مجھے جو خبر پہنچی ہے یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ سے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ! ہمارے معبودوں کو برا کہنا تجھے ضرور چھوڑنا ہوگا۔ ورنہ ہم بھی تیرے معبود کو جس کی تو عبادت کرتا ہے برا کہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آپ پر (یہ سورہ) نازل فرمایا:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔

اللہ کو چھوڑ کر جن کو وہ لوگ پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کہ دشمنی کے سبب۔ نادانی سے وہ اللہ کو برا کہنے لگیں۔

Marfat.com

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳/ ان کے معبودوں کو برا کہنے سے احتراز فرمانے لگے۔ صرف انھیں اللہ
کی جانب آنے کی دعوت دینے لگے۔

نضر بن الحرث العبدری کا بیان

النضر بن الحرث بن کلدۃ بن علقمۃ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کی حالت یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے اور قریش کو ان عذابوں سے ڈراتے جو اگلی امتوں پر آچکے ہیں اور آپ اپنے مقام سے اٹھ کر جاتے تو وہ آپ کی جگہ بیٹھ جاتا اور ان سے قوت ورر کستم اور اسفندار اور شاہان فارس کے حالات بیان کرتا اور پھر کہتا واللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہتر بیان کرنے والا نہیں اور اس کی باتیں تو صرف پرانے قصے ہیں۔ اس نے بھی ان قصوں کو ویسا ہی لکھ لیا ہے جس طرح میں نے لکھ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا۔

اور ان لوگوں نے کہا کہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں انھیں اس نے لکھوا لینا چاہا ہے۔ پس وہی اس کو

Marfat.com

دن رات لکھائے جاتے ہیں تو کہہ دے کہ اس کو اس ذات نے
اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے راز کو جانتا ہے۔
بے شک وہ بڑا ڈھانک لینے والا اور رحم کرنے والا ہے
اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا:۔

إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا
ہے پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔
اور انہی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا ہے:۔

وَيْلٌ لِكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يَسْمَعُ آيَاتِ اللّٰهِ تُتْلَى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔

ہر ایک جھوٹے غلط کار شخص کی خرابی ہے جو
اس پر پڑھی جاتی ہوئی اللہ کی آیتیں سنتا ہے پھر تکبر
سے ہٹ کرتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں۔ گویا اس کے
کانوں میں بوجھ ہے تو اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری
سنا دے۔
ابن ہشام نے کہا الافاك الكذّاب یعنی جھوٹا۔ اللہ تعالیٰ کی
کتاب میں ہے۔

أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ وَلَدَ اللّٰهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

سن لو! کہ وہ اپنی دروغ بیانی سے کہتے ہیں

Marfat.com

کہ اللہ کے ایک لڑکا ہوا ہے حالانکہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور رؤبہ نے کہا ہے:۔

مَالِاَمْرِیٔ اَفَّاکَ لَا اُفْکًا

کسی آدمی کو جھوٹی خلاف واقعہ بات کہنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔

یہ بیت اس کے بحر رجز کے قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ النضر بن الحرث بھی آگیا اور ان کے ساتھ اسی جگہ بیٹھ گیا اور مجلس میں قریش کے بہت سے لوگ موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرنے لگے تو النضر بن الحرث بیچ میں آیا (یعنی کچھ کہنے لگا) تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو فرمائی اور اس کے بعد آپ نے اس کو اور ان سب کو یہ آیت پڑھ کر سنائی:۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا وَارِدُوْنَ لَوْ کَانَ ھٰٓؤُلَآءِ اٰلِھَۃً مَّا وَرَدُوْھَا وَکُلٌّ فِیْھَا خَالِدُوْنَ لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّھُمْ فِیْھَا لَا یَسْمَعُوْنَ۔

بے شک تم اور اللہ کو چھوڑ کر تم جس کی پوجا کرتے ہو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ تم اس میں جانے والے ہو۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں نہ جاتے اور اس میں تم سب ہمیشہ رہنے والے ہو۔ ان کے لیے اس میں لمبی لمبی سانسیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا ۔ حصب جہنم ۔ کل ما اوقدت بہ ۔ ہر وہ چیز جس سے تو آگ سلگائے۔

ابو ذویب الہذلی نے جس کا نام خویلد بن خالد تھا کہا ہے:۔

فَأَطْفِئْ وَلَا تُوقِدْ وَلَا تُكَ مُحْصِبًا ۔۔۔ لِنَارِ الْعُدَاةِ أَنْ تُطِيرَ شَكَاتُهَا

دشمنوں کی آگ کو بجھا۔ اس کو روشن کر کے اس کا ایندھن نہ بن کہ اس کی سنختیاں اڑیں (اور تجھ پر بھی آئیں)

یہ بیت اس کی ابیات کی ہے اور بعض روایتوں میں "لَا تَكُ" مُحْضِئًا ہے جس کے معنی روشن کرنے والا ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے:۔

حَضَأْتُ لَهُ نَارِيْ فَأَبْصَرَ ضَوْءَهَا ۔۔۔ وَمَا كَانَ لَوْلَا حَضْأَةُ النَّارِ يَهْتَدِي ۳۸۳

میں نے اس کے لیے آگ روشن کی تو اس نے اس کی روشنی دیکھی ۔ اگر آگ روشن نہ کی گئی ہوتی تو وہ راہ نہ پاتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور عبداللہ بن الزبعریٰ السہمی آکر بیٹھا تو ولید بن المغیرہ نے عبداللہ بن الزبعری سے کہا ۔ واللہ! نضر بن الحرث، ابن عبدالمطلب کے لیے آج نہ اٹھا اور نہ (اس کی جگہ اس کی تردید کے لیے) بیٹھا۔ حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوے سے کہا کہ ہم اور ہمارے وہ معبود جن جن کو ہم پوجتے ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہیں تو عبداللہ بن الزبعری نے کہا ۔ سن لو! واللہ! اگر میں اسے پاتا تو اس کو قائل کر دیتا۔ محمد سے پوچھو کہ کیا اللہ کے سوا ہر وہ شئے جس کی پوجا لوگ کر رہے ہیں وہ پوجنے والوں کے ساتھ جہنم میں ہوگی ۔ ہم فرشتوں کی پرستش بھی کرتے ہیں اور یہود عزیر کی پرستش کرتے ہیں اور نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں تو ولید نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ اس مجلس میں تھے۔ عبداللہ بن الزبعری کی بات کو پسند کیا اور خیال کیا کہ اس نے حجت

Marfat.com

قائم کر دی اور بحث میں جیت لیا۔ اس کے بعد ابن الزبعری کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كُلُّ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُعْبَدَ مِنْ دُونِ اللهِ فَهُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَهُ إِنَّهُمْ إِنَّمَا يَعْبُدُونَ الشَّيَاطِينَ وَمَنْ أَمَرَتْهُمْ بِعِبَادَتِهِ۔

— ہر وہ شخص جس نے اس بات کو پسند کیا کہ اللہ کے بغیر اس کی پرستش کیجائے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنھوں نے اس کی پرستش کی وہ تو صرف شیاطین، اور ان کی پوجا کرتے ہیں جنھوں نے ان کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِيمَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ۔

بے شبہہ وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی سے اچھی حالت (مقدر) کر دی گئی ہے وہ اس (جہنم) سے دور کیے ہوئے ہیں اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی حالت میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی عیسیٰ بن مریم اور عزیر اور علماء و مشائخ میں کے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزر گئے اور انھیں ان کی پرستش کرنے والے گمراہوں نے اللہ کے بغیر رب بنا لیا۔

اور وہ جو کہتے تھے کہ وہ فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور وہ ۳۸۴

اللہ کی بیٹیاں ہیں اس کے متعلق (یہ) نازل ہوا:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ

لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ۔

اور انھوں نے کہا کہ رحمن نے اولاد[1] بنالی ہے وہ تو پاک ہے بلکہ (جن کو تم نے اس کی اولاد ٹھیرایا ہے)۔ وہ اس کے معزز بندے ہیں وہ تو اس (کی مشیت) سے پہلے بات تک نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے موافق (غلاموں کی طرح) کام کرتے ہیں۔

الیٰ قولہ خدائے تعالیٰ کے اس قول تک

وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ۔

اور ان میں سے جو یہ کہے کہ اس کے بغیر میں معبود ہوں تو وہی وہ شخص ہے جس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں!

اور عیسیٰ بن مریم کے متعلق جو ذکر کیا گیا تھا کہ وہ بھی اللہ کے بغیر پجتے ہیں اور ولید نے اور جو لوگ اس کے پاس تھے انھوں نے اس حجت اور اس دلیل سے غلبہ چاہا تھا۔ اس کے متعلق نازل ہوا:۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ

[1] ولد کا لفظ مذکر مونث واحد۔ تثنیہ اور جمع سب پر بولا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اور جب ابن مریم کو بطور مثال پیش کیا گیا تو بس تیری قوم تو اس کے متعلق شور مچاتی ہے یا تیری قوم اس قول کے سبب سے تیری دعوت کے قبول کرنے سے اعراض کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کا ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔

وہ تو بس ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا ہے اور اس کو بنی اسرائیل کے لیے ایک مثال بنائی اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو تمھیں میں سے ایسے فرشتے بنا دیں، جو زمین میں (ہماری یا خود تمھاری) نیابت کریں۔ اور وہ تو قیامت کا ایک نشان ہے، لہٰذا اس کے متعلق تم ہرگز شک نہ کرو۔

یعنی جو معجزے ان کے ہاتھوں ظاہر کیے گئے مثلاً مردوں کا زندہ کرنا اور بیماروں کو بھلا چنگا کرنا۔ یہ چیزیں قیامت پر یقین کرنے کے لیے کافی دلیلیں ہیں۔ فرماتا ہے کہ تم اس میں شک نہ کرو۔

وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ۔

اور میری پیروی کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے۔

الاخنس بن شریق الثقفی کا ذکر

الاخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف

Marfat.com

قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کی باتیں مانی جاتی تھیں۔ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی گرفت کیا کرتا اور رد کیا کرتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۔الی قولہ زنیم

اور تو ہر ایسے شخص کی بات نہ مان جو بہت قسمیں
کھانے والا ذلیل۔ طعنہ زن چغلخور ہو۔ اس کے قول زنیم تک

(زنیم۔ ناکارہ زائد چیز، وہ شخص جو کسی قبیلے میں کا نہ ہو اور اس قبیلے میں شمار ہوتا ہو)۔ اللہ تعالیٰ نے زنیم اس کے نسب کے عیب کی وجہ سے نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر نسب کی وجہ سے عیب نہیں لگایا کرتا بلکہ اس نے ایک اصلی صفت پہچان کے لیے بیان فرمائی۔ زنیم کے معنی کسی قوم میں شمار ہونے والا۔ الخطیم التمیمی نے جاہلیت میں کہا ہے۔

زَنِيمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيدَ فِي عَرْضِ الْأَدِيمِ الْأَكَارِعُ

وہ ناکارہ زاید چیز ہے یا وہ افراد قوم میں سے
نہیں اور ان میں شمار ہو رہا ہے اور سب لوگ اس کو زیادہ
اور ناکارہ ہی سمجھتے ہیں جس طرح چمڑے کی چوڑائی میں
پاؤں کے چمڑے کو بھی ملا لیا جائے۔

ولید بن المغیرہ کا ذکر ۹۵

ولید بن المغیرہ نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ محمد پر تو وحی

نازل ہو اور مجھے چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ میں قریش میں کا بڑا شخص ہوں اور سردار قریش ہوں اور ابو مسعود۔ عمرو بن حمیر الثقفی کو چھوڑ دیا جائے جو بنی ثقیف کا سردار ہے۔ پس ہم دونوں ان دونوں بستیوں کے بڑے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جیسا کہ مجھے علم ہوا ہے۔ یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ

اور انھوں نے کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ نازل کیا گیا اللہ تعالیٰ کے قول مما یجمعون تک۔

ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی المعیط کا بیان

ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور عقبۃ بن ابی معیط۔ ان دونوں میں گہرا دوستانہ تھا اور عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کرتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا تھا۔ یہ خبر اُبَیّ کو پہنچی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں ہوئی کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھا کرتا ہے اور اس کی باتیں سنا کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا اگر میں نے تجھ سے بات کی تو تیری صورت دیکھنا میرے لیے حرام ہوگا اور اس کو بڑی سخت قسمیں دیں کہ اگر تو اس کے پاس بیٹھے یا اس کی بات سنے یا اس کے پاس جا کر اس کے منہ پر نہ تھوکے (تو تجھے ایسی ایسی قسم) تو خدا کے دشمن عقبہ بن ابی معیط مردود خدا نے ایسا[1] ہی کیا

[1] ابو زرقاش کی روایت سے لکھا ہے کہ جب اس نے تھوکا تو اس کا تھوک اسی کے منہ پر گر پڑا اور اس کے چہرے پر برص پیدا ہو گئی۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

تو اللہ تعالیٰ نے انھیں دونوں کے بارے میں (یہ) نازل فرمایا:-

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا الی قولہ تعالیٰ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا

اور (اس روز کو خیال کرو) جس روز ظالم (افسوس سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا وہ کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ (چلنے کے لیے) راستہ اختیار کر لیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے قول للانسان خذولا تک

اور ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی جو چورا چورا ہو گئی تھی لے گیا اور کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کے گل سڑ جانے کے بعد اس کو اٹھائے گا پھر اس نے اس کو چورا چورا کر کے ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھونک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

نَعَمْ أَنَا أَقُولُ ذَلِكَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ وَإِيَّاكَ بَعْدَ مَا تَكُونَانِ هَكَذَا ثُمَّ يُدْخِلُكَ اللَّهُ النَّارَ۔

ہاں میں یہی بات تو کہتا ہوں کہ اللہ اس کو بھی اور تجھ کو بھی تم دونوں کے ایسی حالت میں ہو جانے کے بعد اٹھائے گا۔ پھر تجھے اللہ آگ میں ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ

Marfat.com

رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ

اور اس نے ہمارے لیے مثال بنادی اور اپنی پیدائش کو تو بھول ہی گیا۔ اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ ایسی حالت میں کہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں (اے نبی) کہہ دے کہ اس کو وہ ذات زندہ کریگی جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ذات تو ہر ایک مخلوق کو خوب جاننے والی ہے جس نے ہرے درخت سے آگ پیدا کی۔ پھر دیکھو کہ تم اسی (ہرے درخت) سے آگ روشن کرتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین قریش میں گفتگو اور سورہ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ کا نزول

مجھے جو اطلاع ملی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کا طواف فرماتے ہوتے ہیں کہ الاسود بن عبدالمطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور ولید بن المغیرہ اور امیہ بن خلف اور العاص بن وائل السہمی جو انہی میں کے سن رسیدہ افراد تھے آپ کی راہ میں آڑے آگئے اور کہا اے محمد! اچھا آؤ (اس بات پر بھی غور کر لو کہ) ہم اس ذات کی بھی پرستش کریں جس کی پرستش تم کرتے ہو اور تم بھی ان چیزوں کی پرستش کرو جس کی ہم پرستش کرتے ہیں کہ ہم اور تم (باہم) معاملوں میں شریک ہو جائیں کہ اگر وہ پرستش جو تم کرتے ہو ہماری پرستش سے بہتر ہو تو ہم اس سے مستفید ہوں اور اگر وہ پرستش جو ہم کرتے ہیں تمہاری پرستش سے

Marfat.com

بہتر ہو تو تم اس سے مستفید ہو گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق "قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ" کی پوری سورۃ نازل فرمائی۔ (اے نبی) کہہ دے کہ اے کافرو! میں تو اس کی پرستش نہیں کروں گا جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ یعنی اگر تم اللہ کی پرستش بجز اس صورت کے نہیں کرتے کہ تم جس کی پرستش کرتے ہو میں بھی اس کی پرستش کروں تو مجھے تمہاری ایسی پرستش کی ضرورت نہیں تم سب کو تمہارے کاموں کا بدلہ ملے گا تو مجھے میرے کاموں کا بدلہ۔

ابوجہل بن ہشام کا بیان

جب اللہ تعالیٰ نے انھیں ڈرانے کے لئے درخت زقوم (تھوہڑ) کا ذکر فرمایا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش! کیا تم جانتے ہو کہ درخت زقوم کیا ہے جس سے محمد تمھیں ڈرا رہا ہے تو انھوں نے کہا نہیں ہمیں علم نہیں۔ اس نے کہا کہ یثرب کی عجوہ کھجوریں مسکہ کے ساتھ۔ واللہ اگر ہمیں ان پر قدرۃ ہو تو لَنَتَزَقَّمَنَّهَا تَزَقُّماً۔ ہم تو انھیں بڑے مزے سے نگل جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا۔

۸۷ إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ۔

درخت زقوم تو نافرمانوں کا کھانا ہے۔ پگھلی ہوئی دھات کی طرح گرم پانی کے ابال کی طرح وہ پیٹوں میں جوش مارے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو تانبے یا سیسے

Marfat.com

یا اسی طرح کی کوئی چیز ہو اور اس کو گلا دیا جائے۔ جس کی مجھے ابو عبیدہ نے خبر دی ہے۔

حسن بن ابی الحسن سے ہمیں خبر پہنچی۔ انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کوفہ کے بیت المال پر عمر بن الخطاب کی جانب سے صوبہ دار تھے۔ انھوں نے ایک روز چاندی کے گلانے کا حکم دیا اور وہ گلائی گئی تو اس میں سے مختلف رنگ نمایاں ہوئے تو انھوں نے کہا کہ دروازے پر کوئی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہا انھیں اندر بلاؤ لوگ اندر بلائے گئے تو کہا کہ مہل کی قریب ترین شبیہ ان چیزوں میں جن کو تم دیکھتے ہو یہ ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:۔

يَسْقِيهِ رَبِّي حَمِيمَ الْمُهْلِ يَجْرَعُهُ ۔۔۔ يَشْوِي الْوُجُوهَ فَهُوَ فِي بَطْنِهِ صَهِرُ

اس کو میرا پروردگار پگھلی ہوئی گرم گرم دھات پلائے گا
اور وہ اس کو گھونٹ گھونٹ نگلے گا جو اس کے منہ کو جھلس دیگی
اور اس کے پیٹ میں جوش مارے گی۔

اور عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے کہا ہے:۔

فَمَنْ عَاشَ مِنْهُمْ عَاشَ عَبْدًا وَإِنْ يَمُتْ ۔۔۔ فَفِي النَّارِ يُسْقَى مُهْلَهَا وَصَدِيدَهَا

پس جو شخص ان میں سے زندہ رہے گا وہ غلامی کی
حالت میں زندہ رہے گا اور اگر مرے گا تو دوزخ میں جائیگا تو
اسے پگھلی ہوئی دھاتیں اور اس میں کی پیپ پلائی جائے گی

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مہل کے معنی جسمانی پیپ کے ہیں۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب پہنچا تو آپ نے دو استعمالی چادروں کو دھو کر اسی کا کفن بنانے کے لیے حکم فرمایا تو صدیقہ عائشہ نے آپ سے عرض کی۔ باباجان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان

Marfat.com

(مستعملہ چادروں) سے بے نیاز بنایا ہے۔ آپ کوئی کفن خرید فرمایئے تو آپ نے فرمایا۔

إِنَّمَا هِيَ سَاعَةٌ حَتَّى يَصِيرَ إِلَى الْمُهْلِ

وہ صرف کچھ مدت کا ہے۔ اس کے بعد تو وہ پیپ میں لتھڑا ہی جائے گا۔

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

شَابَ بِالْمَاءِ مِنْهُ مُهْلًا كَرِيهًا ۔۔۔ ثُمَّ عَلَّ الْمَتُونَ بَعْدَ النِّهَالِ

اس کی مکروہ پیپ میں پانی مل گیا اور پھر پیہم پہلی سیرابی کے بعد دوبارہ سیراب کی گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا۔

اور (ہم نے) مردود درخت (کا ذکر) قرآن میں (صرف آزمائش کے لئے کیا) اور ہم انھیں (ایسی چیزوں سے) ڈراتے رہتے ہیں، تو یہ (ہمارا ڈرانا) ان کی بڑھی ہوئی سرکشی میں انھیں اور بڑھا دیتا ہے۔

ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں کرتا کھڑا ہوا تھا اور آپ کو اس کے ایمان لانے کی امید بندھ رہی تھی۔ اور آپ اسی حالت میں تھے کہ آپ کے پاس سے ابن ام مکتوم نابینا گزرے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں اور (وہ) آپ سے قرآن پڑھانے کی استدعا کرنے لگے تو ان کا یہ فعل

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (ایسا) شاق گزرا کہ آپ کو بیزار کر دیا اور یہ بیزاری اس لیے ہوئی کہ ولید کے اسلام اختیار کرنے کی امید کے سبب سے آپ اس کی طرف متوجہ تھے ابن ام مکتوم اس مصروفیت میں مخل ہوئے اور جب وہ آپ سے زیادہ گفتگو کرنے لگے تو ترشروئی کے ساتھ آپ ان کے پاس سے لوٹ گئے اور ان کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰی أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمٰی الی قولہ تعالی فِی صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ

اس نے ترش روئی کی اور لوٹ گیا اس وجہ سے کہ اس کے پاس اندھا آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قول فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرہ تک۔

یعنی میں نے تجھ کو بشارت سنانے اور ڈرانے کے لیے بھیجا ہے۔ کسی کو چھوڑ کر کسی خاص فرد کے لیے میں نے تجھے مخصوص نہیں کیا ہے پس جو شخص اس کا طالب ہو اس سے اس کو نہ روک اور جو شخص اس کو نہیں چاہتا اس کی طرف توجہ نہ کر۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن ام مکتوم بنی عامر بن لوئی میں کے ایک شخص تھے۔ ان کا نام عبداللہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عمرو تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ جنھوں نے سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی انھیں مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ اس خبر کے ملتے ہی مکہ واپس آ گئے اور جب مکہ سے قریب ہوئے تو انھیں اطلاع ملی کہ مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی خبر جو ان سے بیان کی گئی تھی وہ غلط تھی تو ان میں کا کوئی شخص مکہ میں نہ آیا بجز ان لوگوں کے جنھوں نے کسی کی پناہ لی یا چھپکر آئے۔

Marfat.com

۸۹ ان میں سے جو لوگ آپ کے پاس مکہ میں آ گئے اور مدینہ کو ہجرت کرنے تک وہاں رہے پھر آپ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر رہے اور جو لوگ آپ کے پاس جانے سے روک لیے گئے یہاں تک کہ ان سے جنگ بدر وغیرہ فوت ہو گئی اور جن لوگوں کا مکہ میں انتقال ہو گیا وہ حسب ذیل ہیں:۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس اور آپ کے ساتھ آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھیں اور ان کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن جحش بن رئاب تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان جو قیس عیلان میں کے ان کے حلیف تھے اور بنی اسد بن عبد العزی بن قصی میں سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف اور سُوَیبط بن سعد بن حَرْمَلَہ۔

اور بنی عبید بن قصی میں سے طُلَیب بن عمیر بن وہب بن ابی کبیر بن عبد۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ اور مقداد بن عمرو ان کے حلیف اور عبد اللہ بن مسعود ان کے حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یَقَظَہ میں سے ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ۔ جن کو ان کے چچا نے مکہ میں روک لیا تو وہ جنگ بدر واحد و خندق سے پہلے نہ آ سکے اور عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ جنہوں نے آپ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کی تھی لیکن ان کے دونوں

Marfat.com

مادری بھائیوں ابوجہل بن ہشام اور الحرث بن ہشام نے ان کو پالیا اور انھیں واپس مکہ لے گئے اور وہاں انھیں بند رکھا یہاں تک کہ جنگ بدر، احد، اور خندق گزر گئی اور ان کے حلیفوں میں سے عمار بن یاسر جن کے متعلق شک ہے کہ وہ حبشہ کو گئے تھے یا نہیں اور خزاعہ میں سے معتب بن عوف بن عامر۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان اور قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی اور ہشام بن العاص بن وائل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت کر جانے کے بعد مکہ میں قید رہے اور جنگ بدر، احد، اور خندق کے بعد آئے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے عامر بن ربیعہ ان کے حلیف اور ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی قیس اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت کے وقت تو آپ کے ساتھ جانے سے روک لیے گئے تھے لیکن جنگ بدر کے روز مشرکوں کے پاس سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے اور ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو اور السکران بن عمرو بن عبد شمس اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس جن کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے سے پہلے ہی مکہ میں ہو گیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے ان کے بعد نکاح فرمایا اور ان کے حلیفوں میں سے سعد بن خولہ۔

اور بنی الحرث بن فہر میں سے ابوعبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر

Marfat.com

ابن عبد اللہ بن الجراح تھا اور عمرو بن الحرث بن زہیر بن ابی شداد اور سہیل بن بیضاء جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال تھا اور عمرو بن ابی سرح ابن ربیعہ بن ہلال۔ غرض آپ کے جملہ اصحاب جو سرزمین حبشہ سے مکہ آئے وہ تینتیس مرد تھے۔

ان میں سے جو لوگ کسی کی پناہ میں آئے تھے ان میں سے ہمیں جن کے نام بتائے گئے ہیں ان میں عثمان بن مظعون بن حبیب الجمحی ہیں جو ولید بن المغیرہ کی پناہ میں داخل ہوئے۔

اور ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال المخزومی ہیں جو ابو طالب بن عبد المطلب کی پناہ میں داخل ہوئے جو ان کے ماموں ہوتے تھے۔ اور ابو سلمہ کی ماں برّہ عبد المطلب کی بیٹی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عثمان بن مظعون کے متعلق تو مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف نے اس شخص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، جس نے عثمان کے متعلق ان سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب عثمان بن مظعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ان بلاؤں میں دیکھا جن میں وہ گرفتار تھے اور خود صحیح۔ شام ولید بن المغیرہ کی امان میں (چلتے) پھرتے تھے تو کہا کہ واللہ! میرا صبح شام ایک مشرک کی پناہ میں (چلتے) پھرتے رہنا ایسی حالت میں کہ میرے دین والے اللہ کی راہ میں وہ بلائیں اور ایذائیں برداشت کر رہے ہوں جو مجھ پر نہ پڑ رہی ہوں میرے نفس کا ایک بڑا نقص ہے۔ اس لیے وہ ولید بن المغیرہ کے پاس گئے اور کہا اے ابا عبد شمس تم نے تو اپنا ذمہ پورا کر دیا اور اب میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کر دیتا ہوں۔ اس نے اس سے کہا۔ 92
بابا! شاید تمہیں میری قوم میں سے کسی نے ستایا ہے۔ انھوں نے کہا نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی پناہ میں رہوں اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے سوا کسی اور کی پناہ لوں اس نے کہا تو مسجد کو چلو اور میری پناہ مجھے سب کے سامنے لوٹا دو جس طرح میں نے اسے کھلم کھلا جاری کیا تھا۔

Marfat.com

لہذا وہ دونوں نکل کر گئے یہاں تک کہ مسجد میں آئے اور ولید نے کہا یہ عثمان ہے جو اس لیے آیا ہے کہ میری پناہ مجھے لوٹا دے۔ انھوں نے کہا اس نے سچ کہا اور میں نے اس کو اپنی پناہ کا پورا کرنے والا اور جس کو پناہ دی اس کی عزت رکھنے والا پایا لیکن میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ نہ لوں اس لیے میں نے اس کی پناہ اس کو واپس کر دی پھر عثمان وہاں سے لوٹے اور ولید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب قریش کی ایک مجلس میں لوگوں کو شعر سنا رہا تھا تو عثمان ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے اس کے بعد لبید نے کہا۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ۔

سن لو! کہ خدا کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

عثمان نے کہا تو نے سچ کہا۔ اس نے کہا

وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ

ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

عثمان نے کہا۔ یہ تم نے جھوٹ کہا جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں گی تو لبید بن ربیعہ نے کہا۔ اے گروہ قریش! تمھارے ہم نشینوں تو کبھی تکلیف نہیں دیجایا کرتی تھی۔ یہ تم میں نئی بات کب سے پیدا ہو گئی تو انھیں لوگوں میں سے ایک نے کہا۔ چند کم ظرفوں میں سے جو اس کے ساتھ والے ہیں۔ یہ بھی ایک کم ظرف شخص ہے۔ جنھوں نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس کی بات سے تم اپنے دل پر کوئی اثر نہ لو تو عثمان نے بھی اس کا جواب دیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کا جھگڑا بڑھ گیا اور وہ شخص اٹھا اور ان کی آنکھ پر (ایسا) تھپڑ مارا کہ اسے نیلا کر دیا۔ ولید بن المغیرہ پاس ہی تھا اور عثمان کی حالت کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ سن بابا۔ واللہ! تیری آنکھ

Marfat.com

اچھی تھی کہ اس کو کوئی صدمہ نہ پہنچا اور تو محفوظ ذمہ داری میں تھا۔ راوی نے کہا کہ عثمان جواب دیتے ہیں کہ واللہ! بلکہ میری اچھی خاصی آنکھ کو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر بھی وہی آفت آئے جو اس کی بہن پر آئی اور اے ابا عبد شمس واللہ اس وقت میں ایسی ذات کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے (کہیں) زیادہ عزت والی اور تجھ سے (کہیں) زیادہ قدرت والی ہے ولید نے ان سے کہا۔ آؤ بابا! اگر تم اپنی پہلی پناہ میں آنا چاہتے ہو تو آجاؤ انھوں نے کہا نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الاسد کے متعلق مجھ سے ابو اسحٰق ابن یسار نے سلمہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی کہ ان سے انھوں نے کہا کہ جب انھوں نے ابو طالب کی پناہ لی تو بنی مخزوم کے چند آدمی ان کے پاس گئے اور کہا۔ اے ابو طالب! اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو تم نے ہمارے مقابلے میں پناہ دی۔ خیر لیکن یہ تمھیں کیا ہو گیا کہ ہمارے آدمی کی حفاظت ہمارے مقابلے میں کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ اس نے مجھ سے پناہ طلب کی اور وہ میرا بھانجا بھی ہے اور اگر میں اپنے بھانجے کی حفاظت نہ کروں گا تو اپنے بھتیجے کی بھی حفاظت نہ کرونگا تو ابو لہب کھڑا ہو گیا اور کہا۔ اے گروہ قریش۔ واللہ! تم نے اس بڑے بوڑھے آدمی کی بہت مخالفت کی اس کی قوم میں کے اس کی پناہ میں آئے ہوئے افراد پر ہمیشہ تم لوگ چھاپے مارتے رہے ہو۔ واللہ تمھیں اس طرح کے سلوک سے باز آنا ہو گا ورنہ ہر اس مہم میں جس میں وہ مستعد ہو کر کھڑا ہو جائے۔ ہم بھی اس کے ساتھ صف بستہ ہو جائیں گے کہ وہ اپنے ارادوں کو پورا کر سکے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو سب کے سب کہنے لگے کہ اے ابو عتبہ! (اس قدر برہمی کی ضرورت نہیں) بلکہ ہم خود ان باتوں سے باز آجائیں گے جن کو تم ناپسند کرتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہی شخص ان سب کا سرغنہ اور حمایتی تھا۔ پس انھوں نے اس کو اس حمایت پر قائم رکھنا چاہا اور ابو طالب نے جب اس سے ایسے

Marfat.com

الفاظ سے جو وہ کہہ رہا تھا تو وہ اس کے متعلق بھی (یہ) امید کرنے لگے کہ شاید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی وہ ان کی صف میں کھڑا ہو اس لیے ابو طالب نے ابو لہب کو اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر ابھارنے کے لیے یہ اشعار کہے:۔

إِنَّ امْرَأً أَبُو عُتَيْبَةَ عَمُّهُ ۔۔۔ لَفِي رَوْضَةٍ مَا إِنْ يُسَامُ الْمَظَالِمَا

جس شخص کا چچا ابو عتبیہ ہے تو بے شبہہ وہ شخص
ایسی روش پر ہے کہ جس کے ساتھ ظلم کا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔

أَقُولُ لَهُ وَأَيْنَ مِنْهُ نَصِيحَتِي ۔۔۔ أَبَا مُعْتِبٍ ثَبِّتْ سَوَادَكَ قَائِمَا

میں اس سے کہتا ہوں کہ اے ابو معتب! اپنی قوم
کے جتھے کو مستعدی سے مستحکم بنا لیکن میری نصیحت کہاں اور
وہ کہاں۔

٢ فَلَا تَقْبَلَنَّ الْأَمْرَ مَا عِشْتَ خُطَّةً ۔۔۔ تُسَبُّ بِهَا إِمَّا هَبَطْتَ الْمَوَاسِمَا

زمانے میں جب تک تو زندہ رہے ایسی چیز کو
نہ قبول کر کہ اگر قومی مجمعوں میں سے کسی مجمع میں تو جائے تو
اس چیز کی وجہ سے تجھ پر عیب لگایا جائے۔

وَوَلِّ سَبِيلَ الْعَجْزِ غَيْرَكَ مِنْهُمُ ۔۔۔ فَإِنَّكَ لَمْ تُخْلَقْ عَلَى الْعَجْزِ لَازِمَا

لوگوں میں سے جو لوگ مجبوریوں کے تحت کوئی راستہ
اختیار کرتے ہیں وہ مجبوری کا راستہ ان کے لیے چھوڑ دے
کیونکہ یہ بات قطعی ہے کہ تو تو مجبوری کا راستہ اختیار کرنے
کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔

وَحَارِبْ فَإِنَّ الْحَرْبَ نَصْفٌ وَلَنْ تَرَى ۔۔۔ أَخَا الْحَرْبِ يُعْطِي الْخَسْفَ حَتَّى يُسَالِمَا

Marfat.com

اور جنگجو بنا رہ کیونکہ جنگ ہی انصاف (حاصل کرنے
کا ذریعہ) ہے۔ جنگجو کو کبھی تو ذلیل نہیں دیکھے گا۔ یہاں تک
کہ لوگ اس سے صلح کے طالب ہوں۔

وَكَيْفَ وَلَمْ يَجْنُوا عَلَيْكَ عَظِيمَةً وَلَمْ يَخْذُلُوكَ غَانِمًا أَوْ مُغَارِمَا

تو اپنی قوم سے کسی طرح الگ ہوتا ہے حالانکہ انھوں
نے کوئی بڑی غلطی کر کے تجھ پر اس کا بار نہیں ڈالا اور نہ انھوں
نے تیری مدد سے کنارہ کشی کی خواہ تیری حالت غنیمت حاصل
کرنے والے کی رہی یا ڈنڈ بھرنے والے کی۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا وَتَيْمًا وَمَخْزُومًا عُقُوقًا وَمَأْثَمَا

اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بنی عبد شمس۔ بنی
نوفل۔ بنی تیم اور بنی مخزوم کو ان کی سرکشیوں اور ان کی
غلطیوں کا بدلہ دے۔

بِتَفْرِيقِهِمْ مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَأُلْفَةٍ جَمَاعَتَنَا كَيْمَا يَنَالُوا الْمَحَارِمَا

ممنوعہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے انھوں نے
ہماری جماعت کی محبت و الفت میں جو رکاوٹ ڈالی اللہ
انھیں اس کا بدلہ دے۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا لَدَى الشِّعْبِ قَائِمَا

بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھین لیا جائے گا حالانکہ ابھی
تو تم نے راستہ کے پاس (دھواں دھار گرد و غبار کا)
تاریک روز دیکھا ہی نہیں۔

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا کہ نبزی کے معنی نسلب کے ہیں یعنی ہم سے چھین لیا جائے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس میں سے ایک بیت باقی رہ گئی ہے جس کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

ابوبکر کا ابن دغنہ کی پناہ لینا اور پھر اس کی پناہ کا واپس کر دینا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے عروہ سے اور انھوں نے عائشہ سے روایت کی کہ جب ابوبکر صدیق پر مکہ میں سختی ہونے لگی اور وہاں آپ کو تکلیفیں پہنچنے لگیں اور قریش کی دست درازیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر حد سے زیادہ دیکھیں تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے انھیں اجازت دیدی۔ ابوبکر ہجرت کر کے نکلے یہاں تک کہ جب مکہ سے ایک روز یا دو روز کی مسافت طے کی تھی کہ بنی الحرث بن یکر بن عبد مناف بن کنانہ والا ابن دغنہ آپ سے ملا جو ان دنوں احابیش کا سردار تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنو الحرث بن عبد مناۃ بن کنانہ اور الہون بن خزیمہ بن مدرکہ اور خزاعہ میں کے بنو المصطلق کو احابیش کہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان لوگوں نے آپس میں معاہدہ کیا تھا ان کو اس حلف کے سبب سے احابیش کہتے ہیں (اس لیے کہ انھوں نے ایک وادی

لہ۔ قوسین میں کی درمیانی عبارت بعض نسخوں میں نہیں ہے۔ بعض میں احبش کے بجائے احابیش ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

میں معاہدہ کیا تھا جس کا نام احبش (یا احابیش) تھا جو مکہ کے نشیبی حصہ میں واقع ہے) بعضوں نے (اس کا نام) ابن الدغینہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے عروہ سے اور انھوں نے عائشہ سے روایت کی۔ ام المومنین نے فرمایا کہ ابن الدغنہ نے کہا اے ابوبکر کہاں۔ ابوبکر نے فرمایا۔ میری قوم نے مجھے نکالدیا۔ انھوں نے مجھے تکلیفیں دیں اور مجھے تنگ کر دیا۔ اس نے کہا یہ کیوں واللہ! تم تو خاندان کی زینت ہو۔ آفتوں میں تم مدد کرتے ہو۔ تم نیکی کرتے ہو اور ناداروں کو کمائی پر لگاتے ہو۔ واپس چلو۔ تم میری پناہ میں ہو۔ ۹۶
پس آپ اس کے ساتھ واپس ہوئے یہاں تک کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو ابن الدغنہ کھڑا[1] ہوا اور کہا اے گروہ قریش! میں نے ابن ابی قحافہ کو پناہ دی ہے۔ پس بجز بھلائی کے کوئی شخص ان کی راہ میں حائل نہ ہو محترمہ نے فرمایا لہذا سب لوگ آپ سے الگ رہنے لگے۔ فرمایا کہ بنی جمح کے محلہ میں ابوبکر کے گھر کے دروازے کے پاس ہی آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ تھی جہاں آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ رقیق القلب تھے جب قرآن پڑھتے تو روتے اس وجہ سے آپ کے پاس لڑکے۔ غلام اور عورتیں کھڑی ہو جاتیں اور آپ کی اس ہیئت کو سب کے سب پسند کرتے۔ فرمایا۔ تو قریش کے چند لوگ ابن الدغنہ کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ اے ابن الدغنہ! تو نے اس شخص کو اس لیے تو پناہ نہیں دی ہے کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔ وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز پڑھتا ہے اور نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو اس کا دل بھر آتا ہے اور (وہ) روتا ہے اور اس کی ایک خاص ہیئت اور ایک خاص طریقہ ہوتا ہے کہ اپنے بچوں۔ اپنی عورتوں اور ہم میں کے

[1] یورپ کے نسخے میں قال ابن الدغنہ فقال اور محی الدین عبد الحمید کے نسخہ میں قام ابن الدغنہ فقال ہے۔ یورپ کا نسخہ اس مقام پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

کمزور لوگوں کے متعلق ہمیں خوف ہوتا ہے کہ شاید وہ انھیں فتنہ میں ڈالدے تو اس کے پاس جا اور اسے حکم دے کہ وہ اپنے گھر میں رہے اور اس میں جو چاہے وہ کرے۔ فرمایا اس وجہ سے ابن الدغنہ آپ پاس آیا اور آپ سے کہا۔ اے ابو بکر! میں نے تمھیں اس لئے پناہ نہیں دی ہے کہ تم اپنی قوم کو تکلیف پہنچاؤ۔ تمھاری قوم تمھارے اس مقام میں رہنے کو جہاں تم رہا کرتے ہو ناپسند کرتی ہے اور تمھارے اس مقام پر رہنے کے سبب سے اسے تکلیف ہوتی ہے لہذا تم اپنے گھر میں رہو اور اس میں تم جو چاہو کرو۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں تمھاری پناہ واپس کر دوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہو جاؤں۔ اس نے کہا اچھا تو میری پناہ مجھے واپس کر دو۔ آپ نے فرمایا میں نے تیری پناہ تجھ کو واپس کر دی۔ صدیقہ نے فرمایا کہ اس کے بعد ابن الدغنہ کھڑا ہو گیا اور کہا۔ اے گروہ قریش! ابن ابی قحافہ نے میری پناہ مجھے واپس کر دی ہے۔ اب تم اپنے آدمی کے ساتھ جو چاہو برتاؤ کرو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد قاسم بن محمد سے روایت کی کہ قریش کے کمینوں میں سے ایک کمینہ شخص ایسی حالت میں آپ کو ملا کہ آپ کعبۃ اللہ تشریف لیجا رہے تھے تو ذرا سی مٹی آپ کے سر پر ڈالدی اور ابو بکر کے پاس سے ولید بن المغیرہ یا عاص بن وائل گزرا تو آپ نے فرمایا۔ ان کمینوں کے کاموں کو کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ اس نے کہا۔ یہ تو وہ چیز ہے جو تم اپنی ذات کے ساتھ خود کر رہے ہو۔ راوی نے کہا۔ آپ صرف یہ فرماتے اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔ اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔ اے پروردگار تو کس قدر حلیم ہے۔

نوشتہ معاہدہ کا توڑنا اور ان لوگوں کے نام جنھوں نے اسے توڑا

۳۹۷ ان پانچ شخصوں کے نام جنھوں نے بے انصافی پر مبنی نوشتہ کے

Marfat.com

توڑنے میں کوشش کی ۔ ہشام بن عمرو العامری ۔ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی ۔ المطعم بن عدی ۔ ابو البختری بن ہاشم ۔ زمعۃ بن الاسود بن المطلب ابن اسد ہیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی المطلب اپنی اسی حالت میں تھے کہ قریش نے ان کے خلاف معاہدہ کر رکھا تھا اور یہ معاہدہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا ۔ اس کے بعد اس معاہدہ کو توڑنے کے لئے جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف کیا تھا، قریش ہی میں کے چند آدمی آمادہ ہو گئے ۔ ہشام بن عمرو بن ربیعۃ بن الحرث بن حبیب بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی نے جو کوشش اس معاملے میں کی وہ کسی اور نے نہیں کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ نضلۃ بن ہاشم بن عبد مناف کے بھائی کا بیٹا اس کا اخیافی بھائی تھا اور ہشام ۔ بنی ہاشم سے اچھے تعلقات رکھتا تھا اور وہ خود بھی اپنی قوم میں عزت والا تھا ۔ تجھے جو خبریں ملی ہیں ان میں سے (ایک) یہ ہے ۔ کہ وہ غلے کے اونٹ رات کے وقت لاد کر وہاں لاتا جہاں بنی ہاشم اور بنی المطلب شعب ابی طالب میں تھے یہاں تک کہ جب وہ کے ڈھالے پر آتا تو اونٹ کی نکیل نکال ڈالتا اور اس کے پہلو پر مارتا تو وہ اونٹ درہ کے اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ جاتا پھر اونٹ پر کپڑے اور خانہ داری کا ضروری سامان لاد کر لاتا اور اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر وہ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم کے پاس گیا جس کی ماں عاتکہ عبد المطلب کی بیٹی تھی اور کہا اے زہیر! کیا تم اس حالت پر خوش ہو کہ تم تو کھانا کھاؤ، کپڑے پہنو، عورتوں کو نکاح میں لاؤ اور تمہارے ماموؤں کی جو حالت ہے وہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز بیچی جاتی ہے اور نہ ان سے کچھ خریدا جاتا ہے ۔ نہ ان کی بیٹیوں کو کوئی نکاح میں لیتا ہے اور نہ ان کے نکاح میں کوئی عورت دیجاتی ہے ۔ سن لو! میں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ابو الحکم بن ہشام کے ماموں ہوتے اور تم اسے اس

Marfat.com

بات کی طرف بلاتے جس کی طرف اس نے تمھیں ان کے متعلق دعوت دی ہے تو وہ تمھاری بات ہرگز قبول نہ کرتا اس نے کہا۔ افسوس اے ہشام! آخر کیا کروں۔ میں اکیلا ایک ہی ہوں۔ واللہ اگر میرے ساتھ کوئی دوسرا بھی ہوتا تو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ ہو جاتا یہاں تک کہ اس کو توڑ کر رکھ دیتا اس نے کہا۔ ایک شخص کو تو تم نے پا لیا ہے۔ اس نے کہا وہ کون۔ کہا۔ میں۔ زبیر نے اس سے کہا اپنے لیے ایک اور تیسرے شخص کی تلاش کی بھی ضرورت ہے تو وہ المطعم بن عدی کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ اے مطعم! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ بنی عبد مناف کے دو قبیلے برباد ہو جائیں اور تم اپنے سامنے یہ دیکھتے رہو اور اس معاملے میں قریش کے ساتھ خود بھی موافقت کرو۔ سن لو! واللہ اگر تم نے انھیں ایسا کرنے دیا تو تم دیکھ لوگے کہ وہ ان کے بارے میں تمھارے اس برتاؤ کے سبب اور تیز ہو جائیں گے۔ اس نے کہا۔ افسوس آخر میں کیا کروں۔ میں تو اکیلا ایک ہی ہوں اس نے کہا تم نے دوسرے کو بھی تو پا لیا ہے۔ اس نے کہا۔ وہ کون۔ کہا۔ میں کہا ہمارے لیے تیسرے کی بھی تلاش چاہیئے۔ اس نے کہا۔ میں نے یہ بھی کر لیا ہے۔ کہا وہ کون ہے۔ کہا زہیر بن ابی امیہ۔ کہا۔ ہمارے لیے چوتھے کی بھی تلاش کرو پھر وہ ابو البختری بن ہشام کے پاس پہنچا اور اس سے بھی اسی طرح کہا جیسا مطعم بن عدی سے کہا تھا اس نے کہا کیا کوئی ایک شخص بھی ہے جو اس بات میں مدد کرے۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا وہ کون ہے۔ کہا زہیر بن ابی امیہ اور المطعم بن عدی اور میں بھی تمھارے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا ہمارے لیے پانچویں کو بھی ڈھونڈو۔ پس وہ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے گفتگو کی۔ اور اس سے ان لوگوں کی رشتہ داری اور حقوق کا ذکر کیا تو اس نے اس سے کہا۔ کیا جس معاملے کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اس میں اور کوئی شخص بھی ہے۔ کہا ہاں۔ پھر اس نے تمام کے نام بتائے تو خطم الحجون نامی مقام پر جو مکہ کی بلندی کے مقامات میں سے ہے

Marfat.com

99 رات میں سب کے ملنے کا وعدہ ہوا اور رات (ہی) میں سب وہاں جمع ہوئے اور سب نے مل کر ایک رائے قرار دی اور اس نوشتہ معاہدہ کے توڑنے کی کوشش کا سب نے عہد کیا۔ زہیر نے کہا کہ میں تم سب سے سبقت کرتا ہوں کہ پہلا بولنے والا میں ہی ہوں گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو سب اپنی اپنی مجلسوں کی جانب روانہ ہوئے اور زہیر بن ابی امیہ سویرے ہی ایک قیمتی لباس پہن کر گیا اور بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اور پھر لوگوں کے پاس آیا اور کہا۔ اے مکہ والو! کیا ہم تو کھانا کھائیں اور کپڑے پہنیں اور بنی ہاشم مرتے رہیں نہ ان سے کچھ خریدا جائے اور نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے۔ اللہ کی قسم میں (اس وقت تک) نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ یہ نامنصفانہ قرابت توڑنے والا نوشتہ چاک نہ کر دیا جائے۔ ابوجہل نے جو مسجد کے ایک کونے میں تھا کہا۔ تو جھوٹا ہے۔ واللہ وہ ہرگز چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے کہا۔ واللہ! تو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ جب وہ لکھا گیا ہے اس وقت ہم نے کوئی رضامندی ظاہر نہیں کی۔ ابوالبختری نے کہا۔ زمعہ نے سچ کہا جو کچھ اس میں لکھا گیا نہ ہم اس پر راضی ہوں گے اور نہ ہم اس پر قائم رہیں گے۔ مطعم بن عدی نے کہا تم دونوں نے سچ کہا اور اس کے سوا جس شخص نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ کہا۔ ہم نے اس کاغذ اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔ ابوجہل نے کہا یہ معاملہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور مقام پر رات میں (اس کے بارے میں) مشورہ اور فیصلہ ہو چکا ہے۔ ابوطالب بھی مسجد میں ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ پس مطعم اس نوشتہ کی جانب (اس لیے) بڑھا کہ اسے چاک کر ڈالے تو معلوم ہوا کہ "باسمک اللّٰھم" کے الفاظ کے سوا دیمک نے اس (سب) کو کھا لیا ہے اور اس

لہ۔ اسلام سے پہلے یہ الفاظ بجائے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھے جایا کرتے تھے۔ (احمد محمودی)

نوشتہ کا لکھنے والا جو منصور بن عکرمہ تھا اس کا ہاتھ ان لوگوں کے دعوے کے موافق شل ہو گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے کہا۔

يَا عَمُّ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَلَّطَ الْأَرَضَةَ عَلَى صَحِيفَةِ قُرَيْشٍ،

فَلَمْ تَدَعْ فِيهَا اِسْمًا هُوَ لِلّٰهِ إِلَّا أَثْبَتَتْهُ فِيهَا، وَنَفَتْ مِنْهَا الظُّلْمَ وَالْقَطِيعَةَ وَالْبُهْتَانَ

اے چچا! اللہ نے دیمک کو نوشتۂ قریش پر غالب کر دیا۔ اس نے جتنے اللہ کے نام تھے وہ تو چھوڑ دئے اور جتنی ظلم و زیادتی اور رشتے توڑنے اور بہتان کی باتیں تھیں اس نے اس میں سے سب نکال ڈالیں۔

انھوں نے پوچھا۔ کیا آپ کے پروردگار نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی ہے۔ فرمایا نعم (ہاں) کہا واللہ! پھر تو تم پر کوئی فتحیاب نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ نکل کر قریش کے پاس گئے اور کہا۔ اے گروہ قریش!

میرے بھتیجے نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ ایسا ایسا ہے۔ ۴۰۰
پس تم اپنے لکھے ہوئے معاہدے کو لاؤ۔ اگر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرے بھتیجے نے کہا ہے تو پھر ہمارے قطع تعلق سے باز آؤ اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو چھوڑ دو اور اگر وہ جھوٹا ہو تو میں اپنے بھتیجے کو تمھارے حوالے کرتا ہوں۔ تمام لوگوں نے کہا کہ ہم اس پر راضی ہیں اور انھوں نے اسی بات پر عہد و پیماں بھی کر لیا۔ پھر سب نے اس کو دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس واقعہ نے ان کی بدسلوکی کو اور بڑھا دیا اور قریش ہی میں کی ایک جماعت نے اس نوشتہ کو تلف کرنے کی وہ کوششیں کیں

Marfat.com

جن کا اوپر ذکر ہوا۔
ابن ہشام نے کہا کہ پھر جب وہ نوشتہ چاک کر دیا گیا اور جو کچھ اس میں لکھا تھا سب بے کار ہو گیا تو ابو طالب نے ان لوگوں کی ستائش میں جنھوں نے اس معاہدہ کے توڑنے میں کوشش کی یہ اشعار کہے:۔

أَلَا هَلْ أَتَى بَحْرَيَّنَا صُنْعُ رَبِّنَا عَلَى نَأْيِهِمْ وَاللّٰهُ بِالنَّاسِ أَرْوَدُ

کیا ہمارے سمندر پار کے مسافروں کو ہمارے پروردگار کی کارسازی کی بھی کچھ خبر پہنچی ہے کہ ان لوگوں کو دور دراز ملکوں میں ڈال دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ (اُن) لوگوں پر بڑا مہربان ہے۔ کیا (کوئی شخص ایسا) نہیں۔

فَيُخْبِرَهُمْ أَنَّ الصَّحِيفَةَ مُزِّقَتْ وَأَنَّ كُلَّ مَا لَمْ يَرْضَهُ اللّٰهُ مُفْسَدُ

جو ان لوگوں کو اس بات کی خبر دے دے کہ نوشتہ معاہدہ چاک چاک کر دیا گیا اور یہ کہ جس چیز میں اللہ کی رضامندی نہیں وہ برباد ہے۔

تَرَاوَحَهَا إِفْكٌ وَسِحْرٌ مُجَمَّعٌ وَلَمْ يُلْفَ سِحْرٌ آخِرَ الدَّهْرِ يَصْعَدُ

اس نوشتہ کو بہتان اور جان بوجھ کر جھوٹ نے قوت دی تھی اور کوئی جھوٹ کبھی بھی ترقی کرتا ہوا نہیں پایا گیا۔

تَدَاعَى لَهَا مَنْ لَيْسَ فِيهَا بِقَرْقَرٍ فَطَائِرُهَا فِي رَأْسِهَا يَتَرَدَّدُ

اس نوشتہ کے معاملے میں وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جو اس بات سے مطمئن نہ تھے اس لیئے ان کی قسمت کی نحوست کے پرندان کے سر میں پھڑپھڑا رہے تھے۔

وَكَانَتْ كِفَاءً وَقْعَةٌ بِأَثِيمَةٍ لِيُقْطَعَ مِنْهَا سَاعِدٌ وَمُقَلَّدُ

Marfat.com

یہ واقعہ ایسا بڑا گناہ تھا کہ اس کے عوض ہاتھ
اور گردن کاٹی جاتی تو سزاوار تھا۔

۴ وَيَظْعَنُ أَهْلُ الْمَكَّتَيْنِ فَيَهْرُبُوا فَرَائِصُهُمْ مِنْ خَشْيَةِ الشَّرِّ تُرْعَدُ

مکہ کے نیچے کے حصہ والے اور اوپر کے حصہ والے
(دونوں وطن چھوڑ کر) سفر کئے جا رہے ہیں اور اس حالت
سے بھاگے جا رہے ہیں کہ ان کے شانے (لوٹ قتل جنگ
ہر قسم کی) برائی کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔

وَيُتْرَكُ حَرَّاثٌ يُقَلِّبُ أَمْرَهُ أَيَتْهِمُ فِيهَا عِنْدَ ذَاكَ وَيُنْجِدُ

اور کمانے والا شخص (بے روک ٹوک) چھوڑ دیا
جاتا ہے کہ انھیں اوقات میں (جن میں بیت اللہ کے مجاور
پریشان پھر رہے ہیں) وہ اپنے معاملے میں تدبیریں کیا کرے
کہ وہ خواہ سرزمین حجاز کی پست زمین تہامہ میں جائے یا
بلند حصہ نجد میں سفر کرے۔

وَتَصْعَدُ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ كَتِيبَةٌ لَهَا حُدُجٌ سُمٌّ وَقَوْسٌ وَمِرْهَدُ[1]

اور اخشبین (نامی مکہ کے دونوں پہاڑوں) کے
درمیان ایسا لشکر چڑھ آئے جس کے کڑوے کثیر التعداد
پھل۔ تیر۔ کمان اور نرم برچھا یا تلوار ہیں۔

فَمَنْ يَغْشَ مِنْ حُضَّارِ مَكَّةَ عِزَّهُ فَعِزَّتُنَا فِي بَطْنِ مَكَّةَ أَتْلَدُ

پس اگر ایسا کوئی شخص ہے جس کی عزت نے سرزمین

[1] خشنی نے اس مقام پر تین نسخے لکھے ہیں۔ مرحد۔ فرھد۔ مزعد۔ مرہد کے معنی

Marfat.com

کہ کی سکونت وطن میں نشو و نما پائی ہے تو پھر ہماری عزت
(کا کیا پوچھنا کہ وہ) تو وادی مکہ میں پرانی سے پرانی ہے۔

نَشَأْنَا بِهَا وَالنَّاسُ فِيهَا فَلَائِلٌ فَلَمْ تَنْفَكِكْ تَزْدَادُ خَيْرًا وَتُحْمَدُ

ہم نے اس میں اس وقت نشو و نما پائی ہے جبکہ اس میں
تھوڑے سے لوگ تھے لہذا ہماری عزت ہمیشہ بھلائی میں
بڑھتی ہی رہی اور ہمیشہ سراہی جاتی رہی ہے۔

وَنُطْعِمُ حَتَّى يَتْرُكَ النَّاسُ فَضْلَهُمْ إِذَا جَعَلَتْ أَيْدِي الْمُفِيضِينَ تُرْعَدُ

ہم (قحط کے اس زمانے میں) کھانا کھلاتے ہیں کہ
لوگ اپنی فضیلت اور بڑائی چھوڑ دیتے ہیں اور جوّے کے
تیر نکالنے والے کے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔

جَزَى اللّٰهُ رَهْطًا بِالْحَجُونِ تَتَابَعُوا عَلَى مَلَإٍ يَهْدِي لِحَزْمٍ وَيُرْشِدُ

اس جماعت کو اللہ جزائے خیر دے جس کے افراد مقام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ رمح ۔ لین ۔ نرم برچھی اور فرہد کے معنی لکھے ہیں الرمح الذی اذا طعن به وسع الخرق ۔ وہ برچھی جس کے وار سے زخم کشادہ لگے۔ بیلر نسخہ جو میم اور زائے معجمہ سے ہے جس کو یورپ کے مطبوعہ نسخے میں اختیار کیا گیا ہے اس کے متعلق خشنی نے لکھا ہے۔ هو ضعيف لا معنى له الا ان يراد به الشدة على معنى الاشتقاق ۔ وہ کمزور ہے (اس مقام پر اس کے) کچھ معنی نہیں بجز اس کے کہ اس کے اشتقاق کے معنی کے لحاظ سے اس سے شدت مراد لی جائے۔ سہیلی نے مرہد کے متعلق لکھا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ لفظ مہرد کا مقلوب ہو جو ہرد سے مفعل کا وزن ہے جس کے معنی مزقہ یعنی اس کو پھاڑ ڈالا کے ہیں جس سے مراد برچھا یا تلوار ہو سکتی ہے اور غیر مقلوب ہونے کا بھی احتمال ہے۔ اس صورت میں رہید سے مشتق ہو گا جس کے

Marfat.com

حجون سے ایک کے بعد ایک برسرِ مجلس پہنچے جو عقل کی بات
کی جانب رہنمائی کرتے اور سیدھی راہ بتلا رہے تھے۔

قُعُودًا لَدَى حَطْمِ الْحَجُونِ كَأَنَّهُمْ مَقَاوِلَةٌ بَلْ هُمْ أَعَزُّ وَأَمْجَدُ

وہ (مقام) حطم الحجون کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے
تھے گویا وہ رؤسا ہیں سچ تو یہ ہے کہ وہ رئیسوں سے بھی
زیادہ عزت وشان والے ہیں۔

أَعَانَ عَلَيْهَا كُلُّ صَقْرٍ كَأَنَّهُ إِذَا مَا مَشَى فِي رَفْرَفِ الدِّرْعِ أَحْرَدُ

اس معاملہ میں جنھوں نے مدد دی ان میں کا ہر فرد
گویا کہ ایک شہباز تھا جب وہ اپنی لمبی لمبی زرہوں میں چلتا
تو بہت آہستہ چلتا۔

جَرِيءٌ عَلَى حَلِّ الْخُطُوبِ كَأَنَّهُ شِهَابٌ بِكَفَّيْ قَابِسٍ يَتَوَقَّدُ

بڑے بڑے اہم معاملوں میں بڑی جرات کرنے والا
ہے گویا وہ ایک چنگاری ہے جو آگ لینے والے کے ہاتھوں
پر بھڑک رہی ہے۔

مِنَ الْأَكْرَمِينَ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ إِذَا سِيمَ خَسْفًا وَجْهُهُ يَتَرَبَّدُ

وہ ان شریفوں میں سے ہے جو لوی بن غالب کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: بمعنی نرم کے ہیں۔ وفی بعض النسخ فرهد فان صحت الرواية به فمعناه فرهد فی الحیاۃ وحرص علی الممات اگر فرہد کی یہ روایت صحیح ہو تو اس سے مراد زندگی سے بیزاری اور موت کی خواہش ہوگی غرض میں نے مرہد کے نسخے کو ترجیح دی ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

اولاد میں سے ہیں جب کوئی ذلت کا برتاؤ کیا جائے تو اس کا
چہرہ متغیر ہو جاتا ہے۔

طَوِيلُ النِّجَادِ خَارِجٌ نِصْفُ سَاقِهِ عَلَى وَجْهِهِ تُسْقَى الْغَمَامُ وَتَسْعَدُ

وہ دراز قد جس کی آدھی پنڈلی باہر نکلی ہوئی رہتی ہے
اس کے چہرے کے طفیل میں ابر پانی برساتا اور سعادت حاصل
کرتا ہے۔

عَظِيمُ الرَّمَادِ سَيِّدٌ وَابْنُ سَيِّدٍ يَزِينُ عَلَى مَقْرَى الضُّيُوفِ وَيَحْشُدُ

بڑا سخی۔ سردار اور سردار کا بیٹا مہمانوں کی ضیافت
پر دوسروں کو بھی اُبھارتا اور جمع کرتا ہے۔

وَيَبْنِي لِأَبْنَاءِ الْعَشِيرَةِ صَالِحًا إِذَا نَحْنُ طَفْنَا فِي الْبِلَادِ وَيَمْهَدُ

جب ہم ادھر اُدھر شہروں میں گھومتے اور سیاحت
کرتے پھرتے ہیں تو وہ خاندان کے بچوں کے لیے اچھی اچھی
بنائیں ڈالتا اور ان کے لیے تمہیدیں اٹھاتا رہتا ہے

أَلَظَّ بِهَذَا الصُّلْحِ كُلُّ مُبَرَّإٍ عَظِيمِ اللِّوَاءِ أَمْرُهُ ثُمَّ يُحْمَدُ

اس صلح کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے والوں میں
کا ہر فرد بے عیب۔ بڑے جھنڈے والا اور وہ تھا جس کے کام
کی وہاں تعریف ہوتی تھی۔

قَضَوْا مَا قَضَوْا فِي لَيْلِهِمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا عَلَى مَهَلٍ وَسَائِرُ النَّاسِ رُقَّدُ ۴۰

انھوں نے جو مناسب سمجھا راتوں رات فیصلہ کر ڈالا
اور باطمینان صبح سویرے مقام مطلوب پر پہنچ گئے اس حال

Marfat.com

کہ تمام لوگ سو ہی رہے تھے۔

هُمْ رَجَعُوا سَهْلَ بْنَ بَيْضَاءَ رَاضِيًا وَسُرَّ اَبُوْ بَكْرٍ بِهَا وَمُحَمَّدُ

انھیں لوگوں نے سہل بن بیضاء کو راضی کر کے
واپس کیا اور ابو بکر بھی اس سے خوش ہو گئے اور محمد بھی (صلی اللہ
علیہ وسلم۔)

مَتَى شَرَكَ الْأَقْوَامُ فِي جُلِّ أَمْرِنَا وَكُنَّا قَدِيمًا قَبْلَهَا نَتَوَدَّدُ

ہمارے بڑے بڑے کاموں میں یہ (دوسرے)
لوگ کب شریک رہے ہیں حالانکہ اس معاملہ سے پہلے بھی
ہم (اور وہ لوگ جنھوں نے اس معاملے کا فیصلہ کیا) آپس میں
دوستانہ تعلقات ہی سے رہے ہیں۔

وَكُنَّا قَدِيمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً وَنُدْرِكُ مَا شِئْنَا وَلَا نَتَشَدَّدُ

ہماری یہ عادت قدیم سے رہی ہے کہ ظلم کو برقرار
نہیں رہنے دیتے اور ہم جو چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں
اور پھر سختی بھی نہیں کرتے۔

فَيَا لَ قُصَيٍّ هَلْ لَكُمْ فِي نُفُوسِكُمْ وَهَلْ لَكُمْ فِيمَا يَجِيءُ بِهِ غَدُ

پس اے بنی قصی! تم پر تعجب ہے!! کیا تم نے کبھی
اپنے ذاتی نفع و نقصان پر بھی غور کیا ہے اور کیا کل پیش آنیوالے
واقعات پر بھی تم نے کبھی نظر ڈالی ہے۔

فَإِنِّي وَإِيَّاكُمْ كَمَا قَالَ قَائِلٌ لَدَيْكَ الْبَيَانُ لَوْ تَكَلَّمَتْ أَسْوَدُ

میری اور تمھاری بس وہی حالت ہے جیسے کسی کہنے والے نے

Marfat.com

کہا ہے (میں تو کچھ بول نہیں سکتا) اے کالے[1] (پہاڑ)!
بولنے کے تمام ذریعے تیرے ہی پاس ہیں۔

مطعم بن عدی کے مرنے پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کہا ہے جس میں نوشتہ معاہدے کے توڑنے میں مطعم کی کوشش کا ذکر بھی ہے۔

أَيَا عَيْنُ فَابْكِي سَيِّدَ الْقَوْمِ وَاسْفَحِي ۔۔۔ بِدَمْعٍ وَإِنْ أَنْزَفْتِهِ فَاسْكُبِي الدَّمَا

اے آنکھ قوم کے سردار کی موت پر رو اور آنسو
بہا اور اگر آنسوؤں کو تو نے ختم کر دیا ہے تو خون بہا۔

وَبَكِّي عَظِيمَ الْمَشْعَرَيْنِ كِلَيْهِمَا ۔۔۔ عَلَى النَّاسِ مَعْرُوفًا لَهُ مَا تَكَلَّمَا

اور دونوں مشعریں کے بڑے شخص پر رو جس کے
احسانات لوگوں پر اس وقت تک رہیں گے جب تک وہ
بات کرتے رہیں گے

فَلَوْ كَانَ مَجْدٌ يُخْلِدُ الدَّهْرَ وَاحِدًا ۔۔۔ مِنَ النَّاسِ أَبْقَى مَجْدُهُ الْيَوْمَ مُطْعِمَا

اگر کوئی عزت لوگوں میں سے کسی کو زمانہ میں ہمیشہ
رکھتی تو مطعم کو اس کی عزت آج بھی باقی رکھتی۔

---

[1] یہ ایک ضرب المثل ہے اور ایسے موقع پر کہی جاتی ہے جہاں کوئی شخص کسی بات پر قادر ہونے کے باوجود اس بات کو نہ کرے۔ ابوذر خشنی نے لکھا ہے کہ اسود کسی شخص کا نام تھا محی الدین عبدالحمید نے لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح وہ ہے جو سہیلی نے لکھا ہے کہ ایک پہاڑ پر کوئی شخص مارا گیا اور اس پہاڑ کا نام اسود تھا جب مقتول کے وارثوں نے قاتل کا کوئی پتا نہ پایا تو ان میں سے کسی نے کہا کہ اے کالے پہاڑ قتل تجھی پر واقع ہوا ہے اور قاتل کو تو خوب جانتا ہے۔ کاش تو کچھ کہہ سکتا اس طرح خشنی کی بات بھی صحیح ہو سکتی ہے کہ کسی گونگے کے سامنے قتل واقع ہوا ہو جس کا نام اسود ہو اور وہ کچھ بول نہ سکا ہو۔ (محمد محمودی)

Marfat.com

أَجَرتَ رَسُولَ اللّٰهِ مِنهُم فَاصبَحُوا عَبِيدَكَ مَالَبّٰى مُهِلٌّ وَاَحرَمَا

تو نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان لوگوں سے پناہ دی لہذا جب تک کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہتا رہے اور احرام باندھنے والا احرام باندھتا رہے وہ سب تیرے احسان کے بندے بن گئے۔

فَلَو سُئِلَت عَنهُ مَعَدٌ بِأَسرِهَا وَقَحطَانُ أَو بَاقِي بَقِيَّةِ جُرهُمَا

تمام بنی معد بنی قحطان اور بنی جرہم میں کے باقی لوگوں سے تیرے متعلق دریافت کیا جائے۔

لَقَالُوا هُوَ المُوفِي بِخُفرَةِ جَارِهِ وَذِمَّتِهِ يَومًا إِذَا مَا تَذَمَّمَا

تو وہ کہیں گے کہ وہ تو اپنے پناہ گزینوں کی حمایت کو، اور جب کسی روز کسی نے کسی چیز کی ذمہ داری طلب کی تو اس ذمہ داری کو، پورا کرنے والا ہے۔

فَمَا تَطلُعُ الشَّمسُ المُنِيرَةُ فَوقَهُم عَلَى مِثلِهِ فِيهِم أَعَزَّ وَأَعظَمَا

پس لوگوں میں کسی ایسے شخص پر روشن سورج نہیں نکلتا جو ان میں ممدوح کا سا زیادہ عزت والا اور زیادہ عظمت والا ہو۔

وَآبَى إِذَا أَيَّابَى وَأَعظَمَ شِيمَةً وَأَنوَمَ عَن جَارٍ إِذَا اللَّيلُ أَظلَمَا

اور جب کسی بات سے انکار کر دے تو ممدوح کا سا زیادہ انکار کرنے والا اور بہترین خصلت و عادت والا اور جب رات اندھیری ہو جائے تو اس وقت بھی اپنے پناہ گزینوں

سے (بے فکری میں) زیادہ سونے والا ہو۔
(کیونکہ اس کی عظمت وشان کے سبب سے اس کے پناہ گزینوں کی جانب کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا اس لیے اس کو ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے بے فکر سو جاتا ہے)

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول "کلیہما" ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت میں کا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ "اَجَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْہُمْ" تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے پناہ دی۔

اس کا واقعہ یہ ہے (کہ) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف والوں کے پاس سے لوٹ آئے اور انھیں اپنی تصدیق اور اپنی مدد کی دعوت دی تو انھوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی تو آپ حراء کی جانب (تشریف لے) چلے اور الاخنس بن شریق کے پاس پیام بھیجا کہ وہ آپ کو پناہ میں لے تو اس نے کہا میں ایک حلیف کی حیثیت رکھتا ہوں اور حلیف پناہ نہیں دیا کرتا تو آپ نے سہیل بن عمرو کے پاس کہلا بھیجا اس نے کہا کہ بنی عامر بنی کعب کے مقابلے میں کبھی پناہ نہیں دیا کرتے تو آپ نے مطعم بن عدی کے پاس آدمی بھیجا اس نے آپ کے پیام کو قبول کیا پھر مطعم اور اس کے گھر والوں نے ہتھیار لگائے اور نکل کر مسجد آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی کہلا بھیجا آپ بھی مسجد میں آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف فرمایا اور اس کے پاس نماز ادا فرمائی اور اپنے گھر واپس تشریف لے گئے۔ حسان بن ثابت اسی واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے ہشام بن عمرو کی بھی تعریف۔ اسی نوشتہ۔ معاہدے کے توڑنے کی وجہ سے کی ہے۔

هَلْ يُوفِيَنَّ بَنُوْ أُمَيَّةَ ذِمَّةً عَقْدًا كَمَا أَوْفَى جِوَارُ هِشَامِ

کیا بنو امیہ (اپنی) ذمہ داری اور معاہدے کو پورا

کریں گے جس طرح ہشام کے پڑوسیوں نے (اپنی ذمہ داری)
پوری کی۔

مِنْ مَعْشَرٍ لَا يَغْدِرُوْنَ بِجَارِهِمْ لِلْحَارِثِ بْنِ حُبَيِّبِ ابْنِ سُحَامِ

وہ حارث بن حبیب بن سحام کے خاندان سے ہے
جو اپنے پناہ گزین سے بے وفائی نہیں کرتے۔

وَإِذَا بَنُوْ حِسْلٍ أَجَارُوا ذِمَّةً أَوْفَوْا وَأَدَّوْا جَارَهُمْ بِسَلَامِ

اور جب بنو حسل کسی کو پناہ دیتے اور (اس کا)
ذمہ لیتے ہیں تو پورا کرتے ہیں اور اپنے پناہ گزین کو صحیح
سلامت حوالہ کرتے ہیں۔

۴ اور ابن ہشام بنی سحام ہی میں کا تھا۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ سنحام کہتے ہیں۔

طفیل بن عمرو الدوسی کے اسلام کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ اپنی قوم کی حالت دیکھ کر انھیں نصیحت فرمایا کرتے اور جس آفت میں وہ مبتلا تھے اس سے نجات کی جانب بلاتے اور قریش کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ کر دیا تو لوگوں کو، اور عرب کا جو شخص بھی ان کے پاس آتا اس کو، آپ سے ڈراتے تھے۔ طفیل بن عمرو الدوسی بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں ایسے وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے تو ان کی جانب قریش کے بہت سے لوگ گئے اور طفیل بلند پایہ لوگوں میں

Marfat.com

سے تھے۔ شاعر اور عقلمند تھے۔ قریش کے ان لوگوں نے ان سے کہا اے طفیل! تم ہماری بستیوں میں آئے تو ہو لیکن دیکھو! اس شخص نے جو ہمیں میں سے ہے ہمیں سخت مشکل میں ڈال رکھا ہے ہماری جماعت کو اس نے پراگندہ کر دیا ہے اور ہمارے معاملے کو پریشان کر ڈالا ہے۔ اس کی (ایک ایک) بات جادو کی سی ہوتی ہے۔ بیٹے کو اس کے باپ سے بھائی کو بھائی سے۔ شوہر کو اس کی بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں تمھاری اور تمھاری قوم کی نسبت اسی فتنہ کا خوف ہے جو ہم میں داخل ہو چکا ہے اس لیے تم اس شخص سے بات نہ کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو انھوں نے کہا وہ لوگ میرے ساتھ یہاں تک لگے رہے کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ اس کی نہ کوئی بات سنوں گا اور نہ اس سے (کوئی) بات کروں گا جب سویرے میں مسجد کو گیا تو اپنے کانوں میں اس ڈر سے روئی ٹھونس لی کہ کہیں اس کی باتوں میں سے کوئی بات میرے کان تک نہ پہنچ جائے، باوجود اس کے کہ میں اس کے سننے کا ارادہ بھی نہ کروں۔ انھوں نے کہا کہ جب میں سویرے مسجد پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ کہا کہ میں آپ کے قریب ہی جا کھڑا ہوا اور اللہ نے تو آپ کی کوئی نہ کوئی بات سنا دینے کے سو! اور کوئی بات نہ چاہی کہا کہ میں نے ایک اچھا کلام سنا اور اپنے دل میں کہا میری ماں مجھ پر روئے۔ واللہ! میں ایک عقلمند اور شاعر ہوں۔ اچھا برا مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کونسی چیز مجھے اس سے روکتی ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اسے سنوں پھر اگر جو بات وہ پیش کرتا ہے اچھی ہو تو اس کو قبول کروں اور اگر بری ہو تو اس کو چھوڑ دوں۔ کہا کہ پھر میں کچھ دیر ٹھیر گیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ کو واپس تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ اپنے دولت خانہ کے اندر تشریف لے گئے تو میں بھی اندر ۲۰۸

Marfat.com

چلا گیا اور کہا اے محمد! آپ کی قوم نے مجھ سے (آپ کے متعلق) ایسا ایسا کہا ہے اور وہ (سب) باتیں بیان کیں جو انھوں نے کہی تھیں۔ واللہ! وہ آپ کے معاملے سے اس قدر ڈراتے رہے کہ میں نے اپنے کانوں میں اپنی روئی ٹھونس لی کہ آپ کی (کوئی) بات نہ سنوں۔ مگر اللہ نے تو اس کے سوا کوئی بات نہ چاہی کہ آپ کی بات مجھے سنائے اور میں نے سنی اور اچھی بات سنی۔ پس آپ اپنے اصول مجھے بتائیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اسلام پیش فرمایا اور میرے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی تو واللہ نہیں! اس سے بہتر بات میں نے کبھی نہیں سنی۔ اور نہ ایسے معتدل اصول سنے۔ کہا، پس میں نے اسلام اختیار کر لیا اور سچی بات کی گواہی دی اور کہا، اے اللہ کے نبی! میں ایسا شخص ہوں کہ میری قوم میں لوگ میری بات مانتے ہیں اور میں اب ان کی جانب لوٹ کر جانے والا ہوں اور انہیں اسلام کی جانب دعوت دینے والا ہوں۔ پس اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے کہ وہ اس دعوت میں جس جانب میں انھیں بلاتا ہوں ان کے مقابلے میں میری مددگار ہو فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَہٗ آیَۃً یا اللہ اس کے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔ کہا پھر میں اپنی قوم کی طرف چلا یہاں تک کہ جب میں ان دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ میں تھا جہاں سے بستی مجھے نظر آتی تھی میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چراغ کی سی روشنی پیدا ہو گئی کہا کہ میں نے کہا یا اللہ میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں (اس کو ظاہر فرما) میں ڈرتا ہوں کہ وہ کسی سزا کا خیال کرنے لگیں گے کہ ان کے دین کو چھوڑنے کے سبب سے مجھ میں بطور سزا کے یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ کہا کہ پھر تو اس روشنی نے اپنی جگہ بدل دی اور میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہو گئی۔ کہا کہ پھر تو تمام بستی والے وہ نور میرے کوڑے میں قندیل کی طرح لٹکا ہوا دیکھنے لگے اور میں پہاڑوں کے درمیانی راستے سے ان کی جانب اتر رہا تھا۔ کہا یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا، اور وہیں صبح ہوئی، کہا کہ پھر

Marfat.com

جب میں اترا تو میرا باپ میرے پاس آیا اور وہ بڑا بوڑھا تھا۔ کہا کہ میں نے اس سے کہا باباجان! مجھ سے دور رہئے کیونکہ میں آپ کا نہیں اور آپ میرے نہیں۔ اس نے کہا بیٹے! یہ کیوں میں نے کہا میں نے تو اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا۔ بیٹے! پھر تو جو تمہارا دین وہ میرا دین۔ میں نے کہا اچھا تو جائیے اور غسل کر لیجئے اور اپنے کپڑے پاک کر لیجئے اور پھر تشریف لائیے کہ آپ کو میں وہ بات سکھاؤں جو میں نے معلوم کی ہے کہا کہ وہ چلے گئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لئے کہا کہ پھر وہ آئے تو میں نے ان کے آگے اسلام پیش کیا تو انھوں نے اسلام اختیار کر لیا پھر میرے پاس میری بیوی آئی تو میں نے کہا مجھ سے دور رہ کیونکہ میں تیرا نہیں اور تو میری نہیں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیوں کہا کہ میرے اور تیرے درمیان اسلام نے رکاوٹ ڈال دی ہے۔ اور میں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کی ہے۔ اس نے کہا پھر تو تو جو تمہارا دین وہ میرا دین میں نے کہا کہ پھر تو تو (مقام) رحنی ذی الشریٰ کو جا اور اس (کے پانی) سے نہا دھو (اور) پاک صاف ہو جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض رحمیٰ ذی الشریٰ کہتے ہیں (رحمی) کے معنی رمنہ یا محفوظ زمین کے ہیں) اور ذوالشری قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام تھا اور یہ محفوظ زمین ان کے سسرال کی تھی اس زمین میں ان کا ایک چشمہ بھی تھا جس میں کچھ اتھلا پانی بھی تھا جو پہاڑ میں سے آتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میری بیوی نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ذی الشری میں بچوں کے لیے تو کچھ خوف نہیں۔ میں نے کہا نہیں کوئی خوف نہیں۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں کہا پھر وہ چلی گئی اور نہا دھو کر آئی تو میں نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پس اس نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر میں نے تمام بنی دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے اسلام اختیار کرنے میں دیر کی تو پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ آیا اور

Marfat.com

آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! قبیلہ دوس کی نظارہ بازی یا عورتوں کی محبت یا زنا مجھ پر (یعنی میرے طبیعی کام پر) غالب آگیا ہے۔[1] بس آپ ان کے لیے بددعا فرمائیے تو فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اَھْدِ دَوْسًا اِرْجِعْ اِلٰی قَوْمِكَ فَادْعُھُمْ وَارْفُقْ بِھِمْ

یا اللہ! دوس کو سیدھی راہ پر لگا۔ اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ اور انھیں اسلام کی جانب بلاتے رہو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ!

کہا کہ پھر تو میں بنی دوس کی سرزمین ہی میں انھیں دعوت اسلام دیتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر، احد، اور خندق بھی گزر گئے۔ اس کے بعد اپنی قوم میں کے ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر جنھوں نے میرے ساتھ اسلام اختیار کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقام خیبر میں پہنچا اور پھر ہم (سب) مدینہ میں پہنچے تو قبیلے دوس کے ستر یا اسی گھرانے وہاں بس گئے اور جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام خیبر میں ملے تو آپ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیں مالِ خیبر میں حصہ عنایت فرمایا۔

اس کے بعد میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مکہ عطا فرمائی تو میں نے

---

[1] نسخہ پورپ میں ہے "یا نبی اللہ انہ قد بلغنی علی دوس الزنا" اور دوسرے نسخوں میں ہے "قد بلغنی علی دوس الزنا" الزنا ہو یا الزنا دونوں باعتبار لفظ ہیں اور دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ جس طرح ہم نے ترجمہ میں دونوں صورتوں کا اظہار کر دیا ہے۔ لیکن بلغنی اور غلبنی کے دونوں نسخوں میں سے مجھے پہلا غلط بلکہ مصحف معلوم ہوتا ہے یا بلغنی انہ قد غلب علی دوس ہونا چاہیے تھا میں نے غلبنی کی

کہا اے اللہ کے رسول! مجھے عمرو بن حممہ کے ذوالکفین نامی بت کی جانب جانے کی (اجازت مرحمت) فرمائیے تاکہ میں اس کو جلا ڈالوں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر تو طفیل اس بت کی جانب چلے اور اس بت پر آگ روشن کرتے جاتے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

يَا ذَا الْكَفَيْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِكَا مِيلَادُنَا أَقْدَمُ مِنْ مِيلَادِكَا

إِنِّي حَشَوْتُ النَّارَ فِي فُؤَادِكَا

اے ذوالکفین! میں تیری پوجا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ ہماری پیدائش تیری پیدائش سے بہت پہلے (کی) ہے۔

میں نے تیرے کلیجے میں آگ بھر دی ہے۔

کہا کہ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے اور وہ آپ کے ساتھ ہی مدینہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ پھر جب عرب مرتد ہو گئے تو مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی نکلے اور ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ مقام طلیحہ اور تمام سرزمین نجد سے فراغت حاصل کر لی۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کو گئے اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا عمرو بن طفیل بھی تھا۔ وہ جس وقت یمامہ کی جانب جا رہے تھے تو انھوں نے ایک خواب دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اس کی تعبیر مجھے بتاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرند نکلا اور مجھے ایک عورت ملی جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا اور میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا مجھے بڑی تیزی سے تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ مجھ تک آنے سے روک دیا گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ صورت ترجمے میں اختیار کی ہے۔ فانظر هل ترى فيه من وجه۔ (احمد محمودی)

Marfat.com

لوگوں نے کہا کہ خواب تو اچھا ہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ واللہ! میں نے تو اس کی ایک تعبیر دی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ کیا کہا کہ سر کا مونڈا جانا تو اس کا کٹنا ہے اور جو پرند میرے منہ سے نکلا وہ میری روح ہے اور وہ عورت جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا وہ زمین ہے جو میرے لئے کھود دی جائے گی اور میں اس میں غائب ہو جاؤں گا اور میرے بیٹے کا مجھ کو تلاش کرنا اور مجھ تک آنے سے روک دیا جانا میں سمجھتا ہوں کہ وہ کچھ آفتوں میں مبتلا ہو جائے گا لیکن جو آفت مجھ پر آئے گی وہ اس سے بچ جائے گا۔ پس اللہ ان پر رحمت کرے، وہ یمامہ میں قتل کیے گئے اور شہید ہو گئے اور ان کا لڑکا سخت زخمی ہوا لیکن پھر وہ اس سے صحت یاب ہو گیا۔ پھر یرموک کے سال عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قتل اور شہید ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے خلاد بن قرۃ بن خالد السدوسی وغیرہ نے بنی بکر بن وائل میں کے بوڑھے جاننے والوں سے سنکر بیان کیا کہ بنی قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں کا اقعشی اسلام اختیار کرنے کے ارادے سے نکل کر (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں (یہ) کہا۔

أَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةَ أَرْمَدَا ۔۔۔ وَبِتَّ كَمَا بَاتَ السَّلِيمُ مُسَهَّدَا

آشوب زدہ آنکھ کے رات میں بند نہ ہونے کی طرح،
کیا تیری بھی آنکھ سے آنکھ نہیں لگی، اور تو نے (بھی) رات
اس طرح گزاری جس طرح سانپ ڈسا ہوا آدمی، جس کو سونے
سے روک دیا جاتا ہے۔

وَمَا ذَاكَ مِنْ عِشْقِ النِّسَاءِ وَإِنَّمَا ۔۔۔ تَنَاسَيْتُ قَبْلَ الْيَوْمِ خُلَّةَ مَهْدَدَا

اور یہ حالت کچھ عورتوں کے عشق کے سبب سے نہیں ہوئی

ہند کی محبت تو آج سے بہت پہلے بھول چکا ہوں۔

وَلٰكِنْ أَرَى الدَّهْرَ الَّذِي هُوَ خَائِنٌ ۚ إِذَا أَصْلَحَتْ كَفَّايَ عَادَ فَأَفْسَدَا

لیکن بے ایمان زمانہ کی حالت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ
جب میرے ہاتھ کسی چیز کو درست کرتے ہیں تو وہ دوبارہ
اسے بگاڑ دیتا ہے۔

كُهُولًا وَشُبَّانًا أَفَدْتُ وَثَرْوَةً ۚ فَلِلّٰهِ هٰذَا الدَّهْرُ كَيْفَ تَرَدَّدَا

بہت سے ادھیڑوں اور بہت سے جوانوں اور دولت
وثروت کو میں نے کھو دیا۔ خدا اس زمانے سے سمجھے۔ اس
کا آنا جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔

وَمَازِلْتُ أَبْغِي الْمَالَ مُذْ أَنَا يَافِعٌ ۚ وَلِيدًا وَكَهْلًا حِينَ شِبْتُ وَأَمْرَدَا

میں اپنے جوان ہونے کے پہلے ہی سے جبکہ میں بچہ
اور بے داڑھی مونچھ کا تھا اور جب ادھیڑ ہوا اور بوڑھا ہو گیا ہمیشہ
مال ہی کی جستجو میں رہا۔

—

وَأَبْتَذِلُ الْعِيسَ الْمَرَاقِيلَ تَعْتَلِي ۚ مَسَافَةَ مَابَيْنَ النُّجَيْرِ فَصَرْخَدَا

اور اب سفید سرخی مائل اونٹوں کو ایسی تیز چال
کے ساتھ جس میں وہ ایک دوسرے سے بڑھتے جاتے ہیں
پامال کر رہا ہوں۔

أَلَا أَيُّهٰذَا السَّائِلِي أَيْنَ يَمَّمَتْ ۚ فَإِنَّ لَهَا فِي أَهْلِ يَثْرِبَ مَوْعِدَا

اے مجھ سے اس بات کے پوچھنے والے کہ آخر
ان اونٹوں نے کہاں کا قصد کیا ہے۔ سن لو کہ ان کی

Marfat.com

وعدہ گاہ یثرب والے لوگوں میں پہنچنا ہے۔

۴۱ فَإِنْ تَسْأَلِي عَنِّي فَيَا رُبَّ سَائِلٍ حَفِيٍّ عَنِ الْأَعْشَى بِهِ حَيْثُ أَصْعَدَا

اگر تم میرے متعلق پوچھتی ہو (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں) کیونکہ اعشیٰ کے متعلق سوال کرنے والے اور اس کے کرم فرما بہت سے ہیں کہ وہ جہاں جاتا ہے اس کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں۔

أَجَدَّتْ بِرِجْلَيْهَا النَّجَاءَ وَرَاجَعَتْ يَدَاهَا خِنَافًا لَيِّنًا غَيْرَ أَحْرَدَا

اونٹنی نے اپنی تیز رفتاری میں پوری کوشش کی حتیٰ کہ اس کے اگلے پیر مڑ مڑ کر پڑنے لگے اور نرم ہو گئے لیکن وہ لنگڑاتی نہیں۔

وَفِيهَا إِذَا مَا هَجَّرَتْ عَجْرَفِيَّةٌ إِذَا خِلْتَ حِرْبَاءَ الظَّهِيرَةِ أَصْيَدَا

دوپہر کے سفر میں اس اونٹنی کی رفتار میں ایک بے نیازانہ انداز ہوتا ہے جبکہ تو دھوپ میں بیٹھے ہوئے گرگٹ کو گردن اکڑائے ہوئے دیکھے۔

وَآلَيْتُ لَا آوِي لَهَا مِنْ كَلَالَةٍ وَلَا مِنْ حَفًى حَتَّى تُلَاقِيَ مُحَمَّدَا

اور میں نے قسم کھالی ہے کہ کسی تھکن یا گھر کے گھس جانے کے سبب سے میں اس پر رحم نہیں کروں گا یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچ جائے۔

مَتَى مَا تُنَاخِي عِنْدَ بَابِ ابْنِ هَاشِمٍ تُرَاحِي وَتَلْقَيْ مِنْ فَوَاضِلِهِ نَدَى

جب تو ابن ہاشم کے دروازے کے پاس بٹھائی جائیگی

Marfat.com

تو راحت پائے گی اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا فیض حاصل کرے گی۔

نَبِیٌّ یَرَی مَالَا تَرَوْنَ وَذِکْرُہٗ أَغَارَ لَعَمْرِی فِی الْبِلَادِ وَأَنْجَدَا ۱۴

وہ ایسے نبی ہیں جو ایسی چیزیں ملاحظہ فرماتے ہیں
جن کو تم لوگ نہیں دیکھتے اور آپ کی شہرت پست و بلند
شہروں میں پھیل گئی ہے۔

لَہٗ صَدَقَاتٌ مَا تُغِبُّ وَنَائِلٌ وَلَیْسَ عَطَاءُ الْیَوْمِ مَانِعَہٗ غَدَا

آپ کی خیرات وعطا لگاتار اور بے وقفہ ہے آج کا
دینا پھر کل دینے کے لیے مانع نہیں ہوتا۔

أَجِدَّکَ لَمْ تَسْمَعْ وَصَاۃَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الْإِلٰہِ حَیْثُ أَوْصَی وَأَشْہَدَا

کیا تیری دوڑ دھوپ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی نصیحتوں کو نہیں سنا جس کی ہر نصیحت اور ہر گواہی اللہ کی
اطلاع پر مبنی ہوتی ہے۔

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ التُّقَی وَلَاقَیْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَنْ قَدْ تَزَوَّدَا

جب تو زاد تقوی لے کر سفر نہ کرے اور موت کے
بعد ان لوگوں سے ملے جو اپنے ساتھ توشہ لے گئے ہیں۔

نَدِمْتَ عَلَی أَنْ لَا تَکُونَ کَمِثْلِہٖ فَتُرْصِدَ لِلْمَوْتِ الَّذِی کَانَ أَرْصَدَا

تو پچھتائے گا کہ تو ان کا سا نہ ہوگا اور موت کا
منتظر رہے گا جو کبھی تیرے انتظار میں لگی ہوئی تھی۔

فَإِیَّاکَ وَالْمَیْتَاتِ لَا تَقْرَبَنَّہَا وَلَا تَأْخُذَنَّ سَہْمًا حَدِیدًا لِتَفْصِدَا

Marfat.com

پس مردار چیزوں سے خود کو بچا اور ان کے قریب
نہ جا اور خون بہانے کے لیے تیز تیر نہ لے (بتوں کے لیے قربانیاں
نہ کر)۔

وَلَا النُّصُبَ الْمَنْصُوبَ لَا تَنْسُكَنَّهُ وَلَا تَعْبُدِ الْأَوْثَانَ وَاللّٰهَ فَاعْبُدَا

اور ان بتوں کے پاس قربانیاں نہ کر اور مورتوں
کی پوجا چھوڑ دے اور اللہ کی پرستش کر۔

وَلَا تَقْرَبَنَّ حُرَّةً كَانَ سِرُّهَا عَلَيْكَ حَرَامًا فَانْكِحَنْ أَوْ تَأَبَّدَا

کسی شریف عورت کے قریب نہ جا جس کی شرمگاہ
تجھ پر حرام ہے۔ پس شرعی شرطوں کے ساتھ نکاح کر، یا
عورتوں سے دور رہ۔

وَذَا الرَّحِمِ الْقُرْبَى فَلَا تَقْطَعَنَّهُ لِعَاقِبَةٍ وَلَا الْأَسِيرَ الْمُقَيَّدَا

اور قریبی رشتہ داروں سے بطور سزا کے تعلقات
نہ توڑ اور نہ قیدیوں سے بدسلوکی کر۔

وَسَبِّحْ عَلَى حِينِ الْعَشِيَّاتِ وَالضُّحَى وَلَا تَحْمَدِ الشَّيْطَانَ وَاللّٰهَ فَاحْمَدَا

اور رات دن تسبیح میں مصروف رہ شیطان کی
مدح سرائی نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر۔

وَلَا تَسْخَرَنْ مِنْ بَائِسٍ ذِي ضَرَارَةٍ وَلَا تَحْسَبَنَّ الْمَالَ لِلْمَرْءِ مُخْلِدَا

حاجتمندوں اور معذوروں کی ہنسی نہ اڑا۔ مال کے
متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمی کو ہمیشگی عطا کرے گا۔
اور جب وہ مکہ میں یا اس کے قریب آیا تو قریش کے مشرکوں

Marfat.com

میں کا ایک شخص راہ میں اسے ملا اور اس نے اس کے حالات دریافت کیے تو اس نے بتلایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتا ہے تاکہ اسلام اختیار کرے تو اس نے کہا اے ابو بصیر! اس شخص نے تو زنا کو حرام ٹھیرایا ہے تو اعشی نے کہا واللہ! یہ چیز تو ایسی ہے کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ اے ابو بصیر! اس نے شراب کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ تو اعشی نے کہا ہاں اس کے متعلق تو نفس کی کچھ خواہشیں ہیں لیکن اب تو میں لوٹ جاتا ہوں اور اس سال اس کے متعلق سوچ بچار کر لیتا ہوں۔ پھر اس کے بعد آؤں گا اور اسلام اختیار کروں گا اور لوٹ گیا اور وہ اسی سال مر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر نہ آیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ کا دشمن ابو جہل بن ہشام (اللہ اس پر لعنت کرے) باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی عداوت، دشمنی اور آپ سے سخت مخالفت کے جب آپ کو دیکھتا تو اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے سامنے ذلیل بنا دیتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان الثقفی نے، جو خوب یاد رکھنے والے تھے، بیان کیا کہ اراش سے ایک شخص آیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اراشۃ کہا ہے، اور وہ مکہ میں چند اونٹ لایا تو ابو جہل نے ان اونٹوں کو اس سے خرید لیا لیکن ان کی قیمت کی ادائی کے لیے مدت بڑھاتا رہا تو وہ اراشی قریش کی مجلس میں آ کھڑا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد کی ایک طرف تشریف رکھتے تھے۔ اس نے کہا اے گروہ قریش! ابو الحکم بن ہشام کے خلاف کوئی شخص میری مدد اور داد رسی کرنے والا ہے۔ میں تو ایک مسافر اور راہ رو ہوں اور اس نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس مجلس والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا کر اس سے کہا کیا تجھے وہ شخص نظر آ رہا ہے جو وہاں بیٹھا ہے۔ ان لوگوں کی غرض

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی بند الا تھی کیونکہ آپ میں اور ابوجہل میں جو عداوت تھی وہ جانتے تھے۔ تو اس شخص کے پاس جا وہ اس کے مقابلے میں دادرسی اور مدد کرے گا۔ راوی نے کہا کہ وہ اراشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑا ہوگیا اور کہا۔ اے بندۂ خدا! ابوالحکم بن ہشام نے میرا ایک حق جو اس پر ہے دبا رکھا ہے اور میں ایک مسافر راہ گیر ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے کسی ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اس کے مقابل میری دادرسی اور مدد کرے اور میرا حق اس سے مجھے دلائے تو انھوں نے مجھے آپ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے اس سے میرا حق دلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا انطلق الیہ۔ چل اس کے پاس چلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہو گئے اور جب ان لوگوں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ جانے کے لیے کھڑے ہو گئے تو اپنے ساتھ والوں میں کے ایک شخص سے انھوں نے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ وہ کیا کرتا ہے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اس نے کہا کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ محمدٌ فاخرج الیّ۔ میں محمدؐ ہوں باہر آ۔ تو وہ نکل آیا اور حالت اس کی یہ تھی اس کے چہرے میں خون کا ایک قطرہ (تک) نہیں اور رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ أعطِ ھذا الرجل حقہ۔ اس شخص کا حق اس کو دیدے۔ اس نے کہا بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دیدوں۔ راوی نے کہا۔ پھر وہ گھر میں گیا اور اس کا جو کچھ حق تھا وہ لے کر باہر آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اور اس اراشی سے فرمایا۔ الحق بشأنک۔ جا اپنا کام کر۔ پھر وہ اراشی آیا اور اسی مجلس والوں کے پاس آکھڑا ہوا اور کہا اللہ اس شخص کو جزائے خیر دے۔ واللہ اس نے میرا حق دلا دیا۔ راوی نے کہا کہ وہ شخص بھی آیا جس کو انھوں نے آپ کے

۴ ۴۱۷

Marfat.com

ساتھ بھجوایا تھا۔ انھوں نے اس سے کہا ۔ افسوس تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا میں نے تو عجائبات میں کئی ایک عجیب چیز دیکھی۔ اس نے تو کچھ نہ کیا۔ بس اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور وہ اس کی جانب نکلا تو یہ حالت تھی کہ اس کی جان اس میں نہ تھی اس نے اس سے کہا کہ اس کا حق دیدے تو اس نے کہا بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے یہانتک کہ میں اس کا حق اس کو دیدوں۔ اس نے کہا کہ وہ اندر گیا اور اس کا حق لے کر باہر آیا اور وہ اس کے حوالے کر دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر تھوڑی دیر نہ ہوئی کی ابوجہل آیا۔ لوگوں نے کہا۔ ارے کمبخت تجھے کیا ہوگیا۔ واللہ ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ تو نے کیا۔ اس نے کہا۔ ارے کمبختو! واللہ!! وہاں کا واقعہ تو یہ تھا کہ اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو اس کے رعب سے میری حالت ایک پتلے کی (رسی) ہو گئی۔ میں اس کی جانب چلا تو دیکھا کہ اس کے سر کے اوپر ایک نر اونٹ کھڑا ہے۔ اس کی (سی) کھوپری اور اس کی (سی) گردن اور اس کی (سی) پچلیاں میں نے کسی اونٹ کے نہیں دیکھیں۔ واللہ اگر میں انکار کرتا تو (وہ) مجھے کھا جاتا۔

رکانہ المطلبی کا حال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کشتی

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے کہا کہ رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف قریش میں کا قوی ترین شخص تھا۔ وہ ایک روز مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہا ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے اس سے فرمایا۔

يَارُكَانَةُ، أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ وَتَقْبَلُ مَا أَدْعُوكَ إِلَيْهِ

اے رکانہ۔ کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں اور جس طرف میں تجھ کو بلاتا ہوں اس کو قبول نہیں کرتا۔

اس نے کہا کہ اگر میں اس بات کو جان لیتا کہ جو بات تم کہتے ہو سچی ہے تو ضرور تمہاری پیروی کرتا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَفَرَأَيْتَ إِنْ صَرَعْتُكَ أَتَعْلَمُ أَنَّ مَا أَقُولُ حَقٌّ

اچھا یہ تو بتا کہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔

اس نے کہا۔ ہاں آپ نے فرمایا۔

فَقُمْ حَتَّى أُصَارِعَكَ

تو اٹھ کہ میں تجھ سے کشتی لڑوں

راوی نے کہا کہ رکانہ اٹھ کر آپ کی طرف آیا اور آپ سے کشتی لڑی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑا تو زمین پر اس طرح لٹا دیا کہ وہ بالکل بے بس تھا۔ پھر اس نے کہا۔ اے محمد! دوبارہ کشتی لڑو تو آپ نے اس سے دوبارہ کشتی کی اور (پھر) اسے پچھاڑ دیا۔ راوی نے کہا کہ اس نے کہا۔ اے محمد! یہ تو (بڑی) عجیب بات ہے (کہ)۔ تم مجھے پچھاڑتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَأَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُرِيَكَهُ إِنِ اتَّقَيْتَ اللّٰهَ وَاتَّبَعْتَ أَمْرِي۔

Marfat.com

اس سے بھی زیادہ عجیب بات اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں اس شرط سے کہ تو اللہ سے ڈرے اور میرا حکم مانے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

أَدْعُو لَكَ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ الَّتِي تَرَى فَتَأْتِيَنِي

تیری خاطر میں اس درخت کو جس کو تو دیکھ رہا ہے بلاؤں تو وہ آجائے گا۔

اس نے کہا اچھا بلائیے تو آپ نے اس کو بلایا تو وہ آیا اور آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اس سے فرمایا۔

ارْجِعِي إِلَى مَكَانِكِ

اپنی جگہ لوٹ جا تو وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا۔

راوی نے کہا کہ پھر رکانہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے بنی عبد مناف۔ روئے زمین کے لوگوں کا اپنے دوست سے جادو میں مقابلہ کراؤ واللہ۔ میں نے اس سے زیادہ جادوگر کبھی کسی کو نہیں دیکھا پھر اس نے انھیں وہ واقعات سنائے جو اس نے دیکھے اور جو کچھ ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد حبشہ کے نصرانیوں میں سے جنھیں آپ کی خبر معلوم ہوئی تقریباً بیس آدمی آپ کے پاس اس وقت آئے جبکہ آپ مکہ ہی میں تھے تو آپ کو مسجد ہی میں پایا۔ وہ آپ کے پاس آکر بیٹھے اور آپ سے گفتگو کی جبکہ قریش کے لوگ کعبۃ اللہ کے اطراف اپنی اپنی مجلسوں 19
میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جو سوالات کرنا چاہتے تھے کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا جب انھوں نے قرآن کی تلاوت سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور انھوں نے دعوت الٰہیہ قبول کی اور اللہ پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق

Marfat.com

کی اور اں کی کتابوں میں آپ کے متعلق جو اوصاف درج تھے انھوں نے اُس کو جان لیا اور پھر جب وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو ابوجہل ابن ہشام قریش کے چند لوگوں کے ساتھ ان سے راہ میں آملا اور ان لوگوں سے اس نے کہا۔ اللہ تمھارے اس قافلے کو محروم رکھے جس کو تمھارے دین کے ان لوگوں نے تمھیں بھیجا ہے جو تم سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ تم ان کے لیے راہ کا نشیب و فراز دیکھو اور اس شخص کے حالات ان تک پہنچاؤ۔ تم اس شخص کے پاس اطمینان سے بیٹھے بھی نہیں کہ تم نے اپنا دین چھوڑ دیا اور اس نے جو کچھ کہا اس پر تم نے آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہدیا۔ تمھارا سا احمق قافلہ تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا یا اسی طرح کی باتیں انھوں نے ان سے کیں تو انھوں نے ان سے کہا تمھیں ہمارا سلام ہے۔ ہم تم سے جہالت میں مقابلہ کرنا نہیں چاہتے۔ ہمیں ہمارا طریقہ اور تمھیں تمھارا طریقہ ہم نے اپنے لیے بھلائی کی طلب میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ جو قافلہ آیا تھا۔ نجران کے نصرانیوں کا تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کونسی بات ٹھیک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق اتریں۔ واللہ اعلم

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ وَإِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ۔ إِلَى قَوْلِهِ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ۔

اس سے پہلے ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب اس کی ان پر تلاوت کیجاتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نے اس کو مان لیا۔ بے شبہ وہ

Marfat.com

حق ہے۔ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے۔ ہم تو اس سے پہلے ہی مطیع ہو گئے تھے۔ اس کے اس قول تک "ہمیں ہمارے اعمال اور تمھیں تمھارے اعمال۔ ہمارا تمھیں سلام، ہم جاہلوں کو (اپنا مخاطب بنانا) نہیں چاہتے۔

ابن اسحٰق نے کہا نے کہا کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے ان آیتوں کے متعلق پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے علماء سے یہی سنتا رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اتری ہیں اور سورہ مائدہ کی یہ آیتیں بھی۔

ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔

الی قولہ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ۔

ان کی یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ ان میں کے بعض افراد علماء ہیں اور مشائخ ہیں اور بڑائی نہیں چاہتے۔ "سے" اس کے قول پس (صداقت اسلام پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمیں بھی لکھ لیجئے" تک۔

۴۲۰ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اپنے نادار اصحاب خباب و عمار اور ابو فکیہہ۔ یسار۔ صفوان بن امیہ بن محرث کے غلام اور صہیب اور انھیں کے سے مسلمانوں کے ساتھ تشریف رکھتے تو قریش ان کی ہنسی اڑاتے اور ان میں کا ہر ایک دوسرے سے کہتا یہ لوگ اس شخص کے ساتھی ہیں یہ جیسے کچھ ہیں تم لوگ دیکھ رہے ہو کیا اللہ نے ہم سب میں سے انھیں لوگوں کو ہدایت و حق کی نعمت دیدی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کو لایا ہے وہ اگر نیکی ہوتی تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے آگے نہ بڑھتے اور ہمیں چھوڑ کر اللہ انھیں اس نعمت سے مخصوص نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں

Marfat.com

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔

جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی توجہ طلب کرتے رہتے ہیں انھیں تو (اپنے پاس سے) دور نہ کر ان کے حساب میں سے تجھ پر (یعنی تیرے ذمہ) کچھ نہیں اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر (یعنی ان کے ذمہ) کچھ ہے تو انھیں (اپنے پاس سے) دور کر دے گا تو (تیرا شمار) ظالموں میں ہوگا اور ہم اسی طرح لوگوں میں کے بعضوں کو بعضوں کے ذریعہ آزماتے ہیں تاکہ وہ (یہ) کہیں کہ کیا اللہ نے ہم میں سے انھیں لوگوں پر احسان فرمایا ہے۔ کیا شکر گزاروں سے اللہ خوب واقف نہیں ہے۔ اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہہ کہ تم پر سلام ہو۔ تمھارے پروردگار نے رحم کرنا خود پر لازم کر لیا

ہے کہ تم میں سے جس شخص نے نادانی سے کوئی برا کام کیا
پھر اس نے توبہ کر لی اور درست طریقہ اختیار کر لیا تو بے شبہ
وہ بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم فرمانے والا ہے۔
اس بات کا بھی مجھے علم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر کوہ مروہ کے پاس ایک نصرانی لڑکے کی دوکان کے قریب تشریف
فرما ہوا کرتے تھے جس کا نام جبر تھا اور ابن الحضرمی کا غلام تھا اس لیے
لوگ کہا کرتے تھے کہ بہت سی باتیں جن کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرتا ہے
وہ صرف ابن الحضرمی کے چھوکرے جبر نصرانی کی سکھائی ہوئی ہیں اس لیے
اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان کا قول (اور اس کا جواب) نازل فرمایا۔

إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ
عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ۔

(وہ کہتے ہیں) اس کو تو ایک آدمی تعلیم دیا کرتا ہے۔
جس کی جانب ناحق ان کا میلان ہے وہ تو ایک عجمی شخص ہے
اور یہ (قرآن) تو عربی واضح زبان ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یلحدون الیہ کے معنی یمیلون الیہ
کے ہیں یعنی اس کی جانب میلان رکھتے ہیں اور الحاد کے معنی میل عن الحق
کے ہیں یعنی ناحق میلان۔ رؤبہ نے کہا ہے:۔

إِذَا تَبِعَ الضَّحَّاكَ كُلُّ مُلْحِدِ

جبکہ ناحق کی جانب ہر میلان رکھنے والا ضحاک کا
پیرو بن گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہاں ضحاک سے مراد ضحاک خارجی ہے اور
یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

Marfat.com

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو عاص بن وائل السہمی کہا کرتا تھا۔ اجی اس کا ذکر چھوڑو (بھی) وہ تو ایک بے اولاد ہے۔ اس کے بعد رہنے والا کوئی نہیں۔ یہ جب مر جائے گا تو اس کی کوئی نسل نہ رہے گی اور تمہیں اس (کے فتنوں) سے آرام مل جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

اِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

بے شبہ ہم نے تجھے خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔

جو تیرے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ الکوثر کے معنی العظیم کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا لبید بن ربیعہ الکلابی نے کہا ہے:۔

وَصَاحِبِ مَلْحُوبٍ فُجِعْنَا بِيَوْمِهِ وَعِنْدَ الرَّدَاعِ بَيْتُ آخَرَ كَوْثَرِ

ملحوب والے شخص (کی موت) کے روز تو ہمیں بڑی تکلیف ہوئی اور مقام رداع کے پاس بھی ایک دوسرا گھر ہے جو بڑی عظمت والے کا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ وہ بڑا اور عظمت والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ملحوب والے سے مراد عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہے جو مقام ملحوب میں مرا اور "عند الرداع بیت آخر کوثر" سے مراد شریح بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہے جو مقام رداع میں مرا اور کوثر سے مراد کثیر ہے اور یہ لفظ کثیر ہی سے نکلا ہے۔ ۴۲۲

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے ہشام بن عبدالملک بن مروان کی تعریف میں کہا ہے:۔

Marfat.com

وَأَنْتَ كَثِيرٌ يَا ابْنَ مَرْوَانَ طَيِّبٌ وَكَانَ أَبُوكَ ابْنَ الْعَقَائِلِ كَوْثَرَا

اے مروان کے بیٹے! تو تو اچھا اور عظمت والا
ہے ہی لیکن تیرا باپ تو شریف عورتوں کی اولاد اور بہت
بڑی عقل والا تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ امیہ بن عائذ الہذلی نے ایک گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا ہے:—

وَيَحْمِي الْحَقِيقَ إِذَا مَا اجْتَدَمْ نَ حَمْحَمَ فِي كَوْثَرٍ كَالْجِلَالْ

قابل نگرانی کاموں کی وہ نگرانی کرتا ہے اور جب
گورخر مادائیں تیزی کے ساتھ بہت دوڑنے لگتی ہیں تو کثرتِ
غبار کی جھول میں وہ ہنہنانے لگتا ہے۔

شاعر نے کوثر سے کثرت غبار مراد لی ہے اور اس کی کثرت کے سبب سے اس کو جھول سے تشبیہ دی ہے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ جعفر عمرو بن جعفر بن عمرو بن امیہ الضَّمْری کا بیٹا ہے۔ محمد بن شہاب الزہری کے بھائی عبداللہ بن مسلم سے اور اور انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت سنا جب کہ آپ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کوثر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا:—

هُوَ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ إِلَى أَيْلَةَ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ

Marfat.com

تَرِدُهُ طَيْرٌ لَهَا أَعْنَاقٌ كَأَعْنَاقِ الْإِبِلِ

وہ ایک نہر ہے (جس کا طول) مقام صنعاء سے ایلہ (کے طول) کا سا ہے۔ اس کے (پانی پینے کے) برتن آسمان کے تاروں کی شمار میں ہوں گے۔ اس میں ایسے پرند پانی پینے کو آئینگے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! وہ تو ضرور نرم و نازک ہوں گے۔ فرمایا۔

آكِلُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا

ان کا کھانے والا ان سے زیادہ نازک ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم نے اسی حدیث میں یا اس کے سوا دوسری کسی حدیث میں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَا يَظْمَأُ أَبَدًا۔

جس شخص نے اس میں سے (پانی) پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ ان سے گفتگو کی اور انھیں پیام ہی پہنچا دیا تو زمعہ بن الاسود اور النضر بن الحرث اور الاسود بن عبد یغوث اور ابی بن خلف اور العاص بن وائل نے کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کاش تمھارے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا اور تمھاری جانب سے لوگوں سے باتیں کرتا اور تمھارے ساتھ ساتھ نظر آتا رہتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول (اور اس کا جواب) نازل فرمایا:۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ

Marfat.com

ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ

انھوں نے کہا کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا۔ اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل فرماتے تو بس معاملہ کا فیصلہ ہی ہو جاتا (کہ فرشتہ کے دیکھنے کی ناقابلیت کے سبب، دیکھتے ہی دم نکل جاتا) پھر انھیں مہلت بھی نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم اسے (ان کے دیکھ سکنے کے قابل) کوئی فرشتہ بناتے تو اسے (رسول ہی کا سا) کوئی مرد بناتے، اور (اس صورت میں) ہم ان پر (اس صورت کے اقتضا سے) وہی شبہے کرتے، جن شبہوں میں وہ اب بھی پڑے ہوئے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن المغیرہ اور امیہ بن خلف اور ابوجہل بن ہشام کے پاس سے گزرے تو انھوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی اور آپ کی ہنسی اڑانے لگے تو اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سلوک کے متعلق آپ پر وحی نازل فرمائی۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

بے شک تجھ سے پہلے بھی رسولوں کی ہنسی کی گئی تو جس چیز کے متعلق انھوں نے ہنسی اڑائی (یعنی عذاب) وہ چیز ان لوگوں میں سے ان (افراد) کو چمٹ گئی جنھوں نے مسخر اپن کیا تھا۔

تمت

Marfat.com

Marfat.com